جب پنجتار میں رہے ان پر مولوی احمداللہ صاحب کو امیر کیے کے آپ
نے کوچ کیا اس روز جاکر منیئی میں رہے اگلے روز پھر وہیں مقام
کیا اور وہاں کے لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے سب غازیوں کی
دعوت کی اور وہاں پنچکیوں پر حضرت تشریف لے گئے جہاں اپنے لوگ
آٹا پسواتے تھے اور فرمایا کہ یہ لوگ جن کی چکیاں ہیں بہت کار ثواب
کرتے ہیں کہ اُن سے بیشمار مخلوق کو آرام ہے اور اُن لوگوں کے واسطے
دعا کی اور سید حامد علی صاحب جو غلہ پسوانے پر متعین تھے فرمایا کہ
پنجتار کے لوگوں کو بھی آٹا پہنچانا اور ہمارے لوگوں کو بھی کہیل میں پہنچانا
اور اس میں تساہلی نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے آپ گمبیدی
باڑی میں پہنچے اور رات کو جالی ندہو کر موضع بیہور کے گھاٹ سے
پچاس ساٹھ قندہاری اور جو ملکی لوگ تھے ابا سین کے پار اُترواکے
وہ گنگر میں محمد زماں خاں کے پاس گئے اور صبح کو کوچ کرکے حضرت
مع لشکر کہیل میں جا داخل ہوئے پھر سب کو پہنچایا پھر محمد زماں
خاں تربیلی پر چھاپا لے گئے اور جو سکندرپور سے آنے کا رستہ
تھا کوئی دو سو آدمی اس کے بندوبست کو بھیجے کہ اُدھر سے سکھوں
کی کمک نہ آنے پاوے اور وہ گھاٹا پہاڑ کا تھا یہ لوگ تو
گھاٹے کی محافظت پر رہے اور اُنہوں نے تربیلی پر جاکر

اپنا قبضہ کرلیا اور بستی کے باہر گڑہی تھی اس میں سوا سو سکھ تھے وہاں
ہمارے قندہاریوں اور کچھ اپنے ملکیوں کے محمد زماں خاں نے
مورچے لگا دئے اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں اور ہری والا
ہری سنگہ پان چھہ ہزار فوج سے وہاں سے چار کوس پر پہاڑ کوٹ
میں پڑا تھا اس کو خبر پہنچی کہ محمد زماں خاں نے تربیلی میں قبضہ کرلیا
اور گڑہی میں جو سکھ ہیں اُن سے لڑائی ہورہی ہے وہ فوراً اس خبر
کے سنتے ہی اپنی فوج لے کر دوڑا جب قریب گھاٹے کے آیا گھاٹے والوں
نے روکا اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں چار گھڑی کامل اُنہوں
نے روکا مگر وہ پان چھہ ہزار اور یہ دو سو آدمی جب اُن کے مقابلے کی
تاب نہ لا سکے تب گھاٹا چھوڑ کر پہاڑ پر چڑہ گئے اور وہ آکر گھاٹے
میں گھُسے ادہر یہ خبر محمد زماں خاں کو پہنچی کہ ہری سنگہ پان چھہ ہزار
فوج سے گھاٹے میں گھُس آیا اور ہمارے لوگ پہاڑ پر چڑہ گئے یہ
خبر وحشت اثر سُن کر وہ بھی اپنے لوگوں سے تربیلہ خالی کرکے گنگر
کے پہاڑ پر چڑہ گئے اور اب تک گڑہی کے مورچے قائم تھے جب
وہاں مورچوں میں ان قندہاریوں اور ملکیوں کو یہ خبر پہنچی کہ
ہری سنگہ اس قدر فوج سے آپہنچا اور محمد زماں خاں تربیلہ

خالی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے تب ملکی لوگ تو مورچے چھوڑ کر محمد زماں
خاں کی طرف چلے گئے اور قندہاری لوگ کہنیل کی طرف روانہ ہوئے
اور کہنیل سے تربیلے تک ایک کوس کا فاصلہ ہے اور کہنیل سے ہمارے
غازی لوگ دیکھ رہے تھے جب ہمارے قندہاری تربیلے سے نکل کر
آدہ کوس آئے ہونگے تب ہری سنگہ کے سوار تربیلے میں آکر داخل
ہوئے اور ہمارے قندہاریوں کو دیکھا کہ کہنیل کی طرف جاتے ہیں
یکبارگی ان کے پیچھے گھوڑے ڈالے اور بندوقیں مارتے ہوئے
چلے اور ادہر یہ بندوقیں مارتے ہوئے کہنیل کو چلے آتے تھے لوگوں نے
حضرت کو اطلاع کی کہ ہمارے قندہاریوں کے پیچھے سوار سکھوں کے
بندوقیں مارتے چلے آتے ہیں آپ نے شیخ عبداللہ جمعدار اور شیخ وزیر
کو بلا کر فرمایا کہ تم بھی ادہر سے شاہینیں مارو اور کہنیل کے لوگ بھی
اپنے اپنے پلے دار بندوقیں لے کر تیار ہوئے اس عرصہ میں قندہاریوں
نے آکر اباسین کا کنارا پکڑا اور جابجا آڑ میں مورچے لگا کر بیٹھ گئے
اور کہنیل سے شاہینیں اور بندوقیں چلنے لگیں اور سوار سکھوں کے
بیدھڑک بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے آتے تھے جب اور قریب
آئے تب قندہاریوں نے اٹھ کر ایک باڑہ ماری وہ سوار وہیں
رکے آگے نہ بڑھ سکے مگر دو گھڑی تک جانبین سے خوب بندوق

چلی آخرالامر تربیلے کی طرف سے مایوس ہو کر روانہ ہوئے اور
ادہر کہیل سے شاہینیں اور بندوقیں چلتی رہیں اس عرصہ میں ایک
شاہین پھٹ گئی مرزا احمد بیگ پنجابی وہاں سے دس بارہ قدم پر
بیٹھے تھے ایک ٹکڑا شاہین کا اُن کی پنڈلی میں لگا صاف پنڈلی کی
نلی قلم ہو گئی لوگوں نے حضرت کو اطلاع کی آپ نے اُسی وقت نور بخش
جراح کو بلا کر مرزا احمد بیگ کے پاس بھیجا اُنہوں نے وہیں جا کر اُن
کا پیر ہڈی بٹھا کر باندھا اور لوگوں نے چارپائی پر ڈال کر مرزا صاحب
کو ڈیرے پر پہنچایا پھر حضرت نے پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر گڑ اور آدھ
سیر آٹے کا حلوا مقرر کر دیا بعد اس کے آپ نے پیر خاں صاحب سے
جو جماعت دار تھے فرمایا کہ قندہاریوں کو کشتی لے جا کر اس پار سے
اُتار لاؤ خاں صاحب موصوف گئے آدمیوں سے ناؤ لے کر اس پار
گئے اور سب کو ناؤ پر سوار کر کے اُتار لائے حضرت نے اُن سے
وہاں کا حال پوچھا اُنہوں نے جو کچھ ماجرا تھا آپ کے روبرو عرض
کیا کہ تربیلے میں جو محمد زماں خاں اور اُن کے لوگ تھے جب ہری سنگھ
کا لشکر قریب آیا تب وہ صحیح و سالم گنگر کے پہاڑ پر چڑھ گئے
اور ہمارے اور کچھ ملکیوں کے مورچے گڑہی کے مقابلے میں تھے جب
زماں خاں کا حال ہم لوگوں کو معلوم ہوا تب ہمارے مورچوں کے

۱۵۰۵

ملکی بھی اُنھیں کی طرف سب کے سب صحیح وسالم چلے گئے اور ہم
لوگ ادہر چلے آئے اور جو دو سو آدمی محمد زمان خاں کے گھاٹے پر
تھے ان کا حال ہم کو نہیں معلوم کہ ان میں کوئی زخمی ہوا یا مارا گیا اور
نہ سکھوں کے لشکر کا حال معلوم ہوا کہ کتنے مارے گئے یا زخمی ہوئے
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب تم جاکر اپنے ڈیرے پر کمر کھولو
آرام کرو وہ تو اپنے ڈیرے پر گئے اور اسی روز سکھوں میں تربیلے
سے باہر نکل کر جو وہاں کہیل کی طرف سرن نام ندی ہے اُس کے
کنارے ڈیرہ کیا اور ادہر جب ہم سب نماز ظہر پڑھ کر فارغ ہوئے
اس اُدہر کوئی تین چار سو سوار سکھوں کے اپنے لشکر سے نکل کر کہیل
کے سامنے آئے حضرت علیہ الرحمۃ نے شیخ عبداللہ جمعدار اور شیخ وزیر
سے فرمایا کہ تم ہی شاہینیں پہاڑ کے ٹیکرے پر جاکر لگاؤ اگر سوار
سکھوں کے نزدیک شاہین کی زد پر آویں تو ان کو مارنا اور
جو وہیں سے لوٹ جاویں اور ادہر نہ آویں تو ان سے کچھ تعرض نہ کرنا
مگر وہ چلے ہی آتے تھے اُنھوں نے جلد جاکر ٹیکرے پر شاہینیں
لگادیں اور ان کو مارنے لگے اس میں دو یا تین سوار ان کے
شاہین کی گولی سے گرے وہ پراگندہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے
اور اپنے لشکر میں جا ملے اور اُسی روز ام سے پائندہ خاں کے

کے بھیجے ہوئے سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار آئے اور خان ممدوح
کے اشتیاق ملاقات کا پیام حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے آپ
نے ان کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے خان سے ضرور ملاقات
کرینگے ہم کو یہی اس کا خیال ہے اور اُن کو اپنے پاس ٹھہرایا اور
ان روزوں جاڑے کا موسم تھا اس قدر سخت سردی تھی کہ خدا
کی پناہ اور اباسین کا پانی مارے سردی کے یخ کو شرمندہ کرتا
تھا اگر کوئی صبح کو اس میں نہاتا تو عجب نہ تھا کہ اکڑ جاتا آپ نے
رات کو بعد نماز عشا کے سب غازیوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا
کہ بھائیو جس کو حاجت نہانے کی ہو جاوے فجر کو دریا میں نہ نہاوے
تیمم کر کے نماز پڑھے جب دھوپ نکلے تب نہا ڈالے پھر رات بھر
سب مجاہدین موافق دستور کے اپنے چوکی پہرے سے ہوشیار رہے
اور اسی رات کو سکھوں کے کوئی دو سو آدمی آکر اس پار کنارے
اباسین کے چھپ کر بیٹھ رہے اور ہم لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا
جب سویرے صبح کو ہمارے لوگ وضو کرنے دریا پر گئے اُنھوں نے
لوگوں کی آواز سُن کر ایک بارہ بندوقوں کی ماری مگر خدا نے
خیر کی گولی کسی کے نہ لگی پھر ہمارے لوگ بھی بندوقیں مارنے
لگے اور شاہینوں میں ایک شاہین بھری ہوئی اور گولی دی

ہوئی دیری تھی اس گھبراہٹ میں ایک تشاہنچی پنجابی اپنی خالی
شاہین سمجھ کر اس کو لے گیا اور پھر بارود اور گولی بھر کر اس کو سر
کیا وہ پھٹ گئی اور ایک اُس کا ٹکڑا اچھل کر اُس کی کنپٹی میں لگا
سر کے اندر گھس گیا دو تین گھڑی کے بعد وہ بیچارہ فوت ہو گیا باقی
اور تشاہنیں اور بندوقیں اس طرف سے کوئی تین گھڑی دن چڑھے
تک چلائیں اور ادہر سے سکھ بھی مارے گئے پھر جب اُنھوں نے ادہر کا
بہت زور دیکھا تب وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں چلے گئے اسی روز ایک
ملکی تربیلے کا اباسین اُتر کر ہمارے لشکر میں آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے
مقابلے میں آج اور کل ملاکر دس یا گیارہ سکھ مردار ہوئے اور اس سے
زیادہ زخمی ہوئے فقط پھر اسی روز ستھیانی سے سید اکبر صاحب
بیس پچیس اپنے لوگوں سے اور اُن کے بھائی اصغر صاحب اور منڈی
والے سید نور جہاں صاحب اور سید کابل شاہ حضرت علیہ الرحمۃ کی
ملاقات کو تشریف لائے اور سید اکبر صاحب کی تب تک حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی فقط خطوں سے یا زبانی لوگوں
کے سلام و پیام آتا تھا اور سید اکبر صاحب کے اخلاق حمیدہ اور
اوصاف پسندیدہ کا بیان کہاں تک کروں جس نے ان کو دیکھا
ہے اور اُن کی صحبت اُٹھائی ہے وہ ہی خوب واقف ہے کہ ایسا خوش

خلق خندہ رو کشادہ پیشانی حلیم الطبع سلیم المزاج سخی اور شجاع
صاحب تدبیر صاف دل راست گفتار اور حضرت علیہ الرحمۃ کا مخلص
بے ریا اور محب باوفا اور معتقد صادق کوئی رئیس اس ولایت میں
نہ تھا حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی غائبانہ ان کی خوبیاں سن کر
کمال شوق ملاقات کا تھا جب وہاں ملاقات ہوئی وہ بھی
نہایت راضی ہوئے اور حضرت بھی کمال خوش ہوئے پھر سید اکبر صاحب
نے حضرت سے عرض کی کہ میں اُمید وار ہوں کہ ادھر سے آپ میرے
غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور میں اسی ارادہ سے یہاں آپ
کی خدمت میں آیا ہوں آپ نے اُن کی تسلی کی اور فرمایا کہ سید
بھائی انشاءاللہ تعالیٰ کل ہم یہاں سے کوچ کرکے تمہارے ہی مکان
کو چلینگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس روز بھی کبل میں رہے صبح
کو سید حسن شاہ اور شاہ جمعدار سے فرمایا کہ آج ہم سید اکبر کے
ساتھ چل کر ستھیانی میں ٹھہرینگے تم جاکر اپنے خان سے ہمارے
ستھیانی میں جانے کی خبر کردو جو کچھ پائندہ خاں تم سے کہیں
وہ تم ہم سے ستھیانی میں آکر کہنا یہ فرماکر آپ نے اُن
دونوں کو رخصت کیا پھر کچھ دن چڑھے آپ نے بھی تیاری

چلنے کی کی سب لشکر کو کہتل میں رہنے دیا کوئی ڈیڑہ سو غازیوں
سے ستھیانی کو کہتل سے پانچ کوس ہے سید اکبر صاحب کے ساتھ
تشریف لے گئے اور سید ممدوح کے مکان پر اُترے اور سید موصوف
چھہ بھائی تھے ایک سیّد اعظم ان سے چھوٹے سید اکبر ان سے چھوٹے
سید عمران اُن سے چھوٹے سید مدار اور ان سب کی والدہ بھی زندہ
تھیں ان سب نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور منڈی والے سید نور جمال
اور سید کابل شاہ نے بھی بیعت کی پھر شام کو سید اکبر صاحب نے سب
کی ضیافت کی پلاؤ ڈیکایا اور سب کو کھلایا پھر بعد فراغ نماز عشا کے
حضرت نے سید اکبر صاحب کو الگ لا کر بٹھایا اُس وقت آپ کے پاس مولانا
اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن پوڑی بھی حاضر تھے آپ نے
سید اکبر صاحب سے صلاحاً پوچھا کہ پائندہ خان کے دو وکیل کئی بار پنجتار
میں بھی آئے اور یہاں کہتل میں آئے جن کو ہم نے تمہارے سامنے رخصت
کیا اور ہر بار یہی پیام لائے کہ ہمارے خان کو آپ کی ملاقات کا بڑا
اشتیاق ہے اور آرزو ملنے کی رکھتے ہیں تمہارے خیال میں یہ بات
کیسی ہے یہ سُن کر سید اکبر صاحب عذر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو امیر المومنین اور امام المسلمین کیا ہے اور اپنی عنایت سے علم

باطنی دیا ہے ان باتوں کو جو آپ سمجھتے ہیں وہ مجھ میں مادہ کہاں
ہے مگر جو آپ نے اس مشورت میں مجکو سرفراز فرمایا تو جو کچھ میری
رائے ناقص میں ہے وہ عرض کرتا ہوں یہ جو قوم تنولی خصوصاً اس
ملک تنول کی ہیں اکثر بڑی غدار اور مکار ہیں بلکہ لوگوں میں ضرب المثل
میں تنولی بے تولی اور یہ جو پاینده خاں ہے یہ تو سب دغا بازوں کا
سردار ہے ہمارا اس کا تو ڈانڈہ پنڈہ ہے اکثر معاملہ اس سے پڑا ہے سوائے
بدعہدی کے کسی کے ساتھ اُس نے وفاداری نہیں کی یہ جو اُس نے آپ سے ملاقا
کا ڈول ڈالا ہے یہ بھی مکر و فریب سے خالی نہیں ہوگا آپ اُس
کی ملاقات سے الگ ہی رہیں اور آپ لوگ تو محض اللہ والے صاف
دل اور پاک طبیعت ہیں اور اس ملک میں نووارد ہیں آپ کو یہاں
کے حال سے کیا خبر اور ہم یہاں کے بھیدی ہیں اور ہم تو آپ کے خرد
ہیں اطلاعاً یہ باتیں عرض کی ہیں اور سید نادر شاہ اور سید مردان
منڈی والے ہمارے عزیزوں میں بڑے سالخوردہ جہاندیدہ شخص ہیں یہ
اور ان میں جو سید نادر شاہ ہیں وہ پاینده خاں کے بڑے مشیر اور مصاحب
ہیں بلکہ پاینده خاں کے باپ تراب خاں کے مصاحب وہی تھے
جو وہ پاینده خاں کے حال سے واقف ہیں اتنا میں بھی نہیں ہوں
یہاں سے پاؤ کوس اُن کا مکان ہے اگر ارشاد ہو تو سواری

بھیج کر ان کو یہاں بلالوں اُن کے پاس سواری نہیں ہے ورلا وہ آپ
کی خدمت میں آپ ہی آکر حاضر ہوتے مناسب ہو تو اس امر میں آپ
اُن سے بھی مشورہ کرلیں دیکھیں تو وہ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا
کہ سید بھائی تم نے بھی باتیں معقول دانائی اور خیر خواہی کی کی ہیں
اور جو ان سے مشورت لینی کہتے ہو یہ بھی بہتر بات ہے مگر وہ بڈھے ضعیف
آدمی ہیں ان کو تکلیف دینی کیا ضرور ہم آپ اُن کے مکان پر چل کر
ملاقات کریں اور جو باتیں کرنی ہیں وہیں کرلیں سید اکبر نے عرض کی
آپ کیوں تصدیعہ کرینگے وہ خود بھی آکر حاضر ہونگے پھر اُنہوں نے
اپنا آدمی بھیجا وہ گھوڑا لے گیا اور ان دونوں صاحبوں کو سوار کرکے
لے آیا اور اُن کو گھوڑے سے اُتارا حضرت علیہ الرحمۃ نے اٹھ کر اُن
سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور عافیت مزاج کی پوچھی مسجد میں اپنے پاس
بٹھایا آپ کی خوش اخلاقی اور ملاقات سے وہ دونوں صاحب کمال
خوش ہوئے پھر جو سوال آپ نے پائندخاں کی ملاقات کے امر میں
سید اکبر صاحب سے کیا تھا وہی ان دونوں صاحبوں سے کیا اس میں
سید مردان شاہ کچھ نہ بولے خاموش بیٹھے رہے اور وہ کم سخن
بھی تھے اور سید نادر شاہ سے عمر میں چھوٹے بھی تھے شاید اس
لحاظ اور ادب سے نہ بولے ہوں سید نادر شاہ نے کہا کہ حضرت

اس مقدمہ کی داستان تو بہت طویل ہے کہتے کہتے دیر چاہئے مگر
بغیر اول سے بیان کرنے سے مفصل حال پائندہ خاں کا آپ کے خیال
شریف میں نہ آویگا پہلے آپ اس کو تمام و کمال سُن لیویں پھر جیسا
مناسب جانیں ویسا کریں خلاصہ مضمون کا یہ ہے کہ جو پائندہ خاں
آج تک کسی سردار رئیس سے صاف دل ہو کر نہیں ملتا ہے اور اُس کے
دل کا چور نہیں نکلتا ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب اس کا باپ نواب
خاں زندہ تھا ان دنوں یہ پائندہ خاں لڑکا تھا اور ہیں اکثر اوقات
نواب خاں کے ہمراہ رہتا تھا ان روزوں وزیر فتح خاں وزیر
عظیم خاں کا بھائی کشمیر کا ملک اور سردار تھا اور یہاں سے پانچ
کوس کنارے اباسین کے جو دربند ہے وہیں ہو کر پیشور سے کشمیر کا
اور کشمیر سے پیشور کا رستہ تھا اور اکثر اوقات ادہر سے اُدہر ادہر
سے ادہر درانیوں کی آمدرفت رہتی تھی اور نواب خاں کا یہ وتیرہ
اور رویہ تھا کہ اسی کی سازش اور منصوبے سے تنولی لوگ اس
کے عمل میں راہزنی اور ٹھگی کیا کرتے تھے اور جو ان سے اپنا حصہ
مقرر کر لیا تھا وہ اس کو دیتے تھے یہ کسی چور ٹھگ سے مزاحمت اور
بازپرس نہ کرتا تھا مگر وزیر فتح خاں کے لوگوں کی کشمیر اور
پیشور سے آمدرفت رہتی تھی اُس نے بطور انعام کے راہداری کچھ

مقرر کر دی تھی ان کے لوگوں سے کوئی تنولی مزاحم نہیں ہوتے تھے
ایک بار کچھ خزانہ اور چند بدریاں دوشالوں کی اور کئی زنانی سواریاں
وزیر فتح خاں کے پندرہ بیس سپاہی کشمیر سے لئے آتے تھے اور پشاور کو
جاتے تھے انہیں رہزنوں نے امب میں آکر نواب خاں کو اطلاع کی کہ
ایک چھوٹا سا قافلہ درانیوں کا کشمیر آتا ہے اور ان کے پاس اس قدر
خزانہ اور مال و اسباب ہے اُس کے دل میں بدگمانی سمائی کہ ان کو
لیا چاہیئے اُس نے اُن سے کہا کہ مجکو تو الگ رکھو جس میں میرا نام ظاہر
نہ ہو اور تم اگر موقع پاؤ تو اپنا کام کر لو پھر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا
جاویگا یہ سُن کر وہ لوگ اُن کی تاک میں ہوئے آتے آتے جب تکیہ پالی
میں آئے اور بے اندیشہ وہاں اُترے اور وہ بہت سخت جگہ اور تنگ
راہ تھی تب رات کو انہیں رہزنوں نے ان پر دھاڑا مارا ان میں جو سپاہی
تھے اُنہوں نے ہتھیار لے کر سامنا کیا اور لڑے اس میں کئی تو آدمی مارے
گئے اور کئی زخمی ہوئے مگر ان نامعقولوں نے کچھ اسباب نہ چھوڑا عورتوں
کے زیور تک بلکہ عورتوں کے ازاروں میں قیمتی ازار بند تھے لے لئے وہ لوٹے
مارے اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے امب میں آئے اور نواب خاں سے
اپنا حال اظہار کیا کہ تمہاری عملداری میں ہمارا یہ حال ہوا ہے اُس نے
ظاہرداری کو جھوٹ سچ ان کی تسلی اور خاطر داری کی کہ میں اس بات کا

ضرور تدارک کرونگا پھر وہ سب بیچارے لوٹے مارے اسی طور پشور
کو چلے گئے اور وزیر عظیم خاں سے اپنی سرگذشت بیان کی اُنہوں نے
کشمیر میں وزیر فتح خاں اور عطا محمد خاں کو لکھا کہ یہاں نواب عطا محمد خاں
کی عملداری میں یہ واقعہ گذرا اُنھوں نے ہی تظاہر نواب خاں کو اس کا
شکوی تک نہ لکھا کہ یہ کیا معاملہ گذرا یہاں تک کہ پانچ یا چھہ مہینے
گذر گئے پھر وزیر فتح خاں کوئی تین ہزار سواروں اور چار پانچ ہزار
پیادوں کو ساتھ لے کر کشمیر سے پشور کو روانہ ہوا آتے آتے جب تر گڑہ
کی گلی میں پہنچا اور دیرہ کیا اور اپنے کئی سوار وہاں سے موضع امب میں نواب
خاں سے جا کر کہا کہ وزیر فتح خاں نے فرمایا ہے کہ تمہاری عملداری میں ہم
آ کر داخل ہوئے ہیں تم آؤ اور ہم سے ملاقات کرو اور جو تمہاری حق راہداری
کا ہو وہ لو اور ہم کو اپنے عمل سے دوسرے عمل تک پہنچا دو یہ پیغام سُن کر
اُس نے اپنے مصاحبوں سے صلاح کی کہ تم اس میں کیا کہتے ہو وہاں میرا
جانا مناسب ہے یا نہیں کس واسطے کہ جو تنولیوں نے پیشتر حرکت کی ہے
مجھکو اس کا دغدغہ ہے کہ بلا کر دغانہ کرے اور نواب خاں کا مدت سے
معمول تھا کہ جو کسی سردار رئیس کا قافلہ آتا تو آپ جا کر ان سے اپنا
حق لیتا اور اُن کو اپنی حد تک سلامت پہنچا دیتا تھا ان صلاح کاروں
نے کہا کہ موافق معمول قدیم کے تم کو اُن کے پاس جانا لازم ہے اگر نہ

جاؤگے تو جان بوجھ کر حیدر ہوگے اور ملزم ہوگے یہ سُن کر یہی بات
اس کو بھی پسند آئی اور پچیس بیس سوار اور پیادوں سے اسی پاینده خاں
کو ساتھ لے کر گیا اور شیر گرفته میں جا کر وزیر فتح خاں سے ملا اُس نے بہت
تسلی اور خاطرداری کی اور جو دستور راہداری کا مقرر کیا تھا وہ دیا جو
کچھ اندیشہ اور دغدغہ اس کے دل میں تھا جاتا رہا پھر اگلے روز وزیر فتح
خاں کی فوج و لشکر کو وہاں سے کوچ کروا کے درنبد پر لایا اور ڈیرہ
کروایا اور وہ اباسین کا کنارہ ہے وہاں وزیر فتح خاں نے اپنے
لوگوں کو اشارہ کر دیا کہ نواب خاں اور اُس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرو
انھوں نے سب کو پکڑ لیا چند آدمی جو اس کے پاس اس وقت نہ تھے
وہ بھاگ کر قریب آدھی رات کے ام میں آئے اور نواب خاں کی
گرفتاری کی خبر لائے یہ بات سنتے ہی تمام بستی میں ہول پڑ گیا جس
نے جدھر اپنا سینگ دیکھا ادھر کا رستہ لیا اور نواب خاں کے اہل و عیال
تہ و بالا اور بدحواس ہونے لگے اور جن کو نواب خاں مکان پر چھوڑ
گیا تھا چنانچہ ان میں میں بھی تھا ان سے کہا کہ ہم کو یہاں سے جلد
کسی طرف نکال لے چلو ایسا نہ ہو کہ ہم بھی گرفتار ہو جاویں اور اس وقت
جو مال و اسباب اور نقد سر دست ساتھ لیا گیا تھا اس کو تو لیا اور
باقی چھوڑ دیا اور کچھ اسباب مجھکو سپرد کیا کہ اس کو ستھانے میں لیجاؤ

میں وہ اسباب لے کر ادہر آیا اور ان کو لوگ وہاں سے لے کر چھ سات کوس پیر مداخیلوں اور حسن زئیوں میں گئے پھر وہاں در بند میں نواب خاں نے پائندہ خاں سے کہا کہ اب تو ہم یہاں گرفتار ہوئے دیکھئے کیا انجام اسکا کیا ہو مگر اس وقت ایک تدبیر مجکو سوجھی ہے اگر وہ چل گئی تو تجکو میں صاف نکالے دیتا ہوں تو تو نکل جانا ولیکن یہ وصیت میری عمر بھر یاد رکھنا کہ کیسا ہی کوئی رئیس سردار حاکم صاحب ارادہ ہو اور تجکو بلایا چاہے تو اس سے بے کھٹکے اور صاف دل سے نہ ملنا اور اُس کی باتوں کے فریب میں نہ آنا والا خطا کھاویگا اور پچتاویگا وصیت پائندہ خاں کو کر کے پہر وہ یہ مکر لایا کہ وزیر فتح خاں سے جاکر عرض کی کہ ابھی تو تمہاری قید میں ہوا اور تم مجکو اپنے ساتھ پیشور کو لیجاؤگے اور یہاں اہل وعیال میرے برباد اور تباہ ہونگے ایسا ہی ہے تو میرے ساتھ ان کو بہی لے چلو وہاں جو میرا حال ہوگا وہ ان کا بھی ہوگا وزیر فتح خاں کے خیال میں یہ بات اُس کی آگئی اور فرمایا کہ بہتر ہے ان کو بلالو اور لے چلو تب اُس نے اپنے دل سے تراش کر کہا کہ اہل وعیال میرے تو مدخیلوں اور حسن زئیوں میں ہیں اور واقع میں یہ بات ٹھیک تھی کہ وہیں اس کے اہل وعیال لوگ لے گئے تھے اگر اپنے لوگوں کے ساتھ میرے بیٹے پائندہ خاں کو بھیجو تو وہاں سے لے آوے اور اگر فقط تمہارے لوگ لینے کو جاوینگے

تو وہاں کے پٹھان جاینں گے کہ شاید ان کو بھی گرفتار کرنے آئے
ہیں عجب نہیں کہ کُشت وخون ہو اور جو میرا بیٹا ساتھ جاویگا تو ان
کو سند ہوگی پھر وزیر فتح خاں نے کچھ اپنے لوگ پائندہ خاں کے ساتھ
کردئے وہ دربند سے اس طرف کو روانہ ہوا جب دریائے اباسین پر
چھتر بائی کے گھاٹ پہنچا تب اپنے ساتھ کے درانیوں سے کہا کہ تم ابھی
اسی پار ٹھہرو میں پار جاکر چھتر بائی کے لوگوں کو سمجھا دوں کہ میرے باپ
کو وزیر فتح خاں نے گرفتار نہیں کیا ہے بلکہ تنبیہاً نظربند کیا ہے
اور مجھکو لڑکے بالے لینے کو بھیجا ہے اور کچھ لوگ اپنے میرے ساتھ کئے
ہیں سو وہ میں اسی پار چھوڑ آیا ہوں سو ان کو بھی اُتار لو پھر وہ تم کو بھی
اُتار لینگے اس فریب میں پائندہ خاں کے وہ درانی آگئے اور وزیر
فتح خاں نے بھی چنداں تاکید درانیوں کو نہیں کی تھی کہ اکیلا اس کو
چھوڑیں پھر سپاہیوں نے اس کو اجازت دی وہ پار اتر گیا اور چھتر بائی
میں داخل ہوا اور وہاں اپنے لوگوں کی خبر پائی کہ فلانی جگہ ہیں پھر وہ
درانی تو اسی پار اباسین کے پائندہ خاں کے انتظار میں رہے اور یہ اپنے
لوگوں میں جا پہنچا اور مداخیلوں اور حسن زئیوں کو جمع کیا اور اپنے باپ
کی گرفتاری کا حال اُن سے مفصل کہا اور اُن سے درخواست کی کہ
اگر تم سب مل کر لشکر کشی کرو اور میرے باپ کو چھوڑاؤ تو چھوٹ

سکتا ہے والا کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی ہے ان سب
نے مل کر اتفاق کیا اور کہا کہ ہم لوگ تو لڑنے مرنے کو تیرے ساتھ
موجود ہیں مگر تیرے باپ نواب خاں کا بڑا یار اور جیتے دار بنجار والا
فتح خاں کا باپ الف خاں ہے اور وہ بڑے جیتے والا ہے تو اس کے
پاس بھی جا کر یہ ماجرا بیان کر اگر وہ تیرا ساتھ دے تو شاید تیرے
باپ کی رہائی کی کوئی صورت نکلے پائندہ خاں اُدھر گیا اور ادھر وہ درانی
لوگ کنارے آبا سین کے انتظار میں پائندہ خاں کے بیٹھے تھے ان کو
چھتر بائی والوں نے بندوقیں ماریں ان کو معلوم ہوا کہ پائندہ خاں
فریب کر کے بھاگ گیا پھر وہاں سے دربند میں آئے اور حال بھاگ جانے
پائندہ خاں کا وزیر فتح خاں سے بیان کیا تب اُس نے نواب خاں
کو مضبوط کر کے مقید کیا اور جانا کہ اس نے فریب کر کے اپنے بیٹے کو بھگا دیا
اور وہاں سے کوچ کر کے موضع ام میں آیا اور اُس کو لوٹا اور جلایا
اگلا روز ام سے کوچ کر کے موضع پیہور کے میدان میں ڈیرہ کیا اور
ادھر پائندہ خاں نے بنجار میں جا کر سردار الف خاں سے اپنے باپ
کی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ میں ملاخیلوں اور حسن زیئوں کو متفق
کر آیا ہوں یہ ماجرا سُن کر الف خاں نے اپنے جیتے داروں اور
موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں نے اپنے جیتے داروں اور

اور موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں اور ملا خیل اور حسن زئی متفق
ہو کر وزیر فتح خاں پر چڑھے اور وہ بت تک پہور سے کوچ کر کے
ہنڈ اور منارے کے درمیان پہنچے وہیں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا
اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں کچھ دیر لڑائی ہوئی پھر وہ وزیر فتح
خاں کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے پسپا ہو کر اور شکست کھا کر بھاگ گئے
اور وزیر فتح خاں نے وہاں سے آ کر موضع جہانگیری پر خٹکوں کی
عملداری میں کنارے دریائے لنڈی کے ڈیرا کیا اور اپنے مصاحبین سے
کہا کہ نواب خاں کو اب پیشور میں لیجانا کچھ ضرور اور مناسب نہیں اس نامعقول
کو یہیں مار ڈالو اور اس کے ہمراہ جو سپاہی گرفتار ہیں ان کو چھوڑ دو جب
یہ حال اپنے مارنے کا نواب خاں کو لوگوں سے معلوم ہوا تب اپنے ساتھیوں
سے کہا کہ میرا حال تو تم سن ہی چکے ہو کہ مارا جاؤنگا مگر تم جو ان دلیروں
سے رہائی پا کر وہاں جانا تو میرا حال پائندہ خاں سے کہنا اور یہ بھی
کہہ دینا کہ جو کچھ وصیت تمہارے باپ نے تم کو کی ہے اسکو یاد رکھنا اور نہ
بھولنا۔ الغرض پھر اسی رات کو وزیر فتح خاں نے گھڑے کمر میں بندھوا کر
نواب خاں کو دریائے لنڈی میں ڈلوا دیا اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ
دیا اور اگلے روز وہاں سے طرف پیشور کے کوچ کیا جب ملا خیلوں
اور حسن زئیوں اور الف خاں نے یہ حال سنا تب پائندہ خاں کو امیں

لاکر خانی کی پگڑی بندھوائی اور سردار بنایا جب کئی سال میں اس کا
عروج ہوا تو پہلے اہیں کے ساتھ بے وفائی کی چنانچہ الف خاں
پنجتاری کا عشرہ دبالیا اور حسن زئیوں کی چہتر بائی چھین لی اور
مداخیلوں کی بھینٹ گلی، حاصل اس تمام کہانی کا یہ ہے کہ حسن نے اس
کی رفاقت اور خیر خواہی کی اسی کو اُس نے دغا دی بلکہ کئی بار اس ستھانی
کے لینے کا ارادہ کیا مگر سید اکبر کی قسمت زور آور تھی اللہ تعالیٰ نے بچا لیا
اور میں تو بہت اس کی مجلس میں رہتا ہوں اکثر اوقات میں نے سُنا ہے
خود اس کی زبانی کہ مجکو اپنے والد نواب خاں کی وصیت اور فہمائش
یاد ہے اور کسی حاکم اور رئیس کی طرف سے میرا دل مطمئن اور صاف نہیں
اور جو آپ سے اُس نے ملاقات کا پیام سید حسن شاہ کی زبانی بھیجا
ہے سو وہ رافضی مذہب ہے خدا جانے وہ کیا پیام بھیجا ہے اور یہ کیا
آپ کے پاس پہنچاتا ہے میرے نزدیک یہ بھی بات اُس کی مکر و فریب
سے خالی نہ ہوگی اگر آپ کو اس سے ملاقات ہی کرنی ہے آپ تو دو منزل
سے تشریف لائے ہیں اور وہ تو یہاں سے تین ہی کوس پر ہے یہاں
سے جو آدھ کوس پر پہاڑ کی گڑھی ہے وہاں اس کو بلا کر ملاقات
کر لیجئے اگر اس کی طبیعت میں مکر و فریب نہ ہوگا تو بے دغدغہ چلا آ

آویگا اور جو کچھ آپ کی طرف سے اُس کو اندیشہ ہوگا تو نہ آویگا میری
رائے ناقص میں تو یہ صلاح بہتر معلوم ہوتی ہے آگے آپ کو اختیار ہے جو
بہتر جانئے وہ کیجئے آپ نے فرمایا جزاک اللہ سید بھائی تم نے نشیب و فراز
اس امر کا خوب بیان کیا عقل کی رو سے یوں ہی بجا ہے اور جو سردار اور
رئیس جاہ طلب دنیا دار ہیں ان سب کا یہی برتاؤ ہے کہ ان کو اول تو
بڑا خطرہ اپنی جان کا ہوتا ہے دوسرے زوال ریاست کا اور ہمارا تو تمام
معاملہ دین کا ہو خواہ دنیا کا اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر موقوف ہے اس
کی رضامندی کے کار میں جان و مال صرف کرنا ہم سعادت ابدی جانتے
ہیں جو کوئی ہم سے دغا اور فریب کریگا تو اس سے ہمارا دین بگڑ سکیگا
نہ ایمان اس کا عوض وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے پاویگا پھر ہم کو خطرہ کس
بات کا اور ہم جو پاینده خاں سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو صرف
اس نیت سے کہ وہ بھی ہمارا مسلمان بھائی ہے اور رئیس نامی اور مردانہ
آدمی ہے اگر ہم سے موافق ہو جاوے تو اس کے عمل میں ہو کر ہمارے لئے
رستہ کشمیر کا صاف ہو جاوے بے اندیشہ اپنے لوگ آتے جانے لگیں کچھ
کام اللہ تعالیٰ کا نکلے اپنا تو یہی مدعا ہے اور جو وہ ہم سے مکر و فریب
لاویگا اس کا بدلہ خدا سے پاویگا اور ہم تو اپنا حامی و مددگار فقط اللہ تعالیٰ
کو جانتے ہیں اور جو سید بھائی تم یہ کہتے ہو کہ اس کو یہاں گڑھی پر
بلا کر ملاقات کرو اگر اس کا پیام ہم بھیجیں تو اور بھی بھڑک جاوے اور

نہ آوے کہ مبادا کچھ مجھ سے دغا فریب کریں سو اس امر کو ہم نے
اس کی رائے پر موقوف رکھا جہاں وہ بلاویگا ہم وہیں جاوینگے اور
جو کہتے ہو کہ سید حسن شاہ رافضی ہے اس کی بات کا کیا اعتبار سو کیا
عجب ہے کہ اللہ تعالی اس کو ہدایت کرے وہ سنی ہو جاوے یہ تقریر آپ
کی سُن کر سیدنا در شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت اگر آپ کی خالصاً للہ
یہی نیت ہے تو بہر طور آپ کو فائدہ ہے نقصان کسی طور کا متصور نہیں پھر
اسی بات پر آپ نے فرمایا کہ سید بھائی اب جناب الہٰی میں دعا کرو وہ
سب معاملہ دُرست کر دیویگا پھر سب نے مل کر دعا کی اس کے
اگلے روز قریب پہر دن چڑھے کے سید حسن شاہ اور رشامہ جمعدار
اور پائندہ خاں کا پیام لائے کہ خان موصوف موضع ام سے عشرے
میں آیا ہے اور بعد سلام کے عرض کی ہے کہ آپ عشرے کے میدان
میں نالے پر درخت بڑ کے نیچے تشریف لاویں مگر تھوڑے لوگوں
سے آویں تو میں آپ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوں حضرت یہ پیام
سُن کر بہت خوش ہوئے اور ان دونوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ
تم آگے چل کر اپنے خان کو خبر کرو ہم نماز ظہر پڑھ کر آوینگے یہ سُن
کر وہ رخصت ہوئے آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ
پائندہ خاں کے دل میں خوف زیادہ ہے اسی خیال سے اُس نے

کہلا بھیجا ہے کہ آپ کے ہمراہ تھوڑے آدمی آویں اور لوگ خوگر
ہو رہے ہیں جہاں میں جاتا ہوں سب کے سب چلنے پر مستعد ہوتے
ہیں سو آج میرے ہمراہ کوئی پچیس یا تیس آدمی چلیں مجھکو تو اس سے
راہ پیدا کرنا اور اس کو ملانا منظور ہے مولانا صاحب نے عرض کی کہ جیسا
آپ مناسب جانئے بہتر ہے مگر میرے نزدیک یہ خوب ہے کہ یہاں سے
جو لوگ ساتھ چلیں آپ مانع نہ ہوں جب پہاڑ کی گڑہی کے پار ہوں
وہاں سب کو ٹھہرا دیویں پھر ان میں سے جو کچھ منظور ہوں اپنے ہمراہ لیجاویں
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ یہ ہی بہتر ہے پھر مولانا صاحب اپنے ڈیرے
پر گئے اور معتبر لوگوں سے کہہ دیا کہ آج بعد نماز ظہر کے سید صاحب پائندہ
خاں کی ملاقات کو چلیں گے سب بھائیوں سے خبر کر دینا کہ سب چلیں اور
اور بطور اطلاع کے اُن سے کہا جو گفتگو سید اکبر صاحب اور سید نادر شاہ
صاحب نے کی ہے میرے دل میں وہ مثال نقش کے ہو گئی ہے کہ وہ شخص
فریبی اور مکار ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ دغا کرے اس لئے اور بھی کہتا ہوں
کہ بہت لوگ چلیں پھر ظہر پڑھ کر حضرت نے چلنے کی تیاری کی اور رسالدار
عبدالحمید خاں کو کہلا بھیجا کہ اپنا سمند گھوڑا صاحبزادہ محمد وزیر خاں سلمہ اللہ
تعالی کا دیا ہوا تیار کر کے ہمارے پاس بھیجا دو اور تم یہیں ستھانے
میں رہو رسالدار موصوف نے اسی وقت گھوڑا کھچوا کر بھیجدیا پھر آپ

نے کمر باندھی تلوار تمنچہ لگایا اور سوار ہوئے اور برچھا ہاتھ میں لیا اور
چلے سب مجاہدین آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے جاتے جاتے جب پہاڑ کی گڑھی
کے پار ہوئے وہیں سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اُدھر سے آکر ملے اور عرض
کی کہ آپ تو بہت لوگ ساتھ لائے آپ نے فرمایا آنے میں کیا مضائقہ تب
یہاں ٹھہر جاوینگے یہاں سے جتنے آدمی کہوگے اتنے چلینگے اُنہوں نے کہا کہ
دس بارہ آدمی سے تشریف لے چلئے اُس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
نے شیخ محمد دینی اور ابراہیم خاں اور اُن کے بھائی امان خاں اور محمد خاں
کے کان میں چپکے سے کہہ دیا کہ جب سید صاحب یہاں سے آگے چند آدمیوں
سے روانہ ہوں تب تم بیس پچیس مجاہدین لے اس اباسین کے کڑارے کی آڑ
میں ہوکر چلے جانا اور جہاں سید صاحب سے ملنے کی جگہ مقرر ہوئی ہے اسی کے
نزدیک کڑارے کے نیچے چھپ کر بیٹھ رہنا اگر وہاں پائندہ خاں کی طرف
سے کچھ فساد کی کوئی صورت دیکھنا تو وہیں تم بھی سید صاحب کی مدد کو وہاں
سے نکل کر حاضر ہونا والا آپ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا یہ تدبیر بتا کر آپ سید صاحب
کے پاس گئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اور مولانا صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن پوری
اور حافظ صابر تھانوی اور مولوی امام الدین صاحب اور شیخ شرف الدین
نیگانوی اور حافظ عبدالرحمٰن اور شیخ ناصر الدین ضلع بنارس کے اور
زبردست خاں اور شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی اور شیخ عبدالرحمٰن

خیرآبادی کو اپنے ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوئے اور اُدہر،
شیخ علی محمد دینی اور ابراہیم خاں اور آنام خاں اور محمد خاں تینوں
بھائی خیرابادی یہ چاروں صاحب اپنے ساتھیوں سے قرابین والے
اور چقماق والے جدا کئے وہ یہ تھے گلاب خاں میاں دو آپ کے معمور خاں
لکھنوی کریم بخش بنارسی چراغ علی اور شیخ نجم الدین اور حاجی عبد اللہ
تینوں رامپوری اور شیخ نصرت یانس بریلوی اور مرداق خاں اور
بخش اللہ خاں ولی داد خاں شیخ نصر اللہ چاروں خورجے والے اور سید
ظہور اللہ لطف اللہ قاضی مدنی تینوں بنگالے کے اور ملا بازار اور ملا عزت
اور ملا طور خاں اور لعل محمد چاروں قندہاری اور پیر خاں بیکیت نام ان
کا یاد نہیں اور یہ ایک خاکسار فتح علی عظیم ابادی سواں کے جو دو تین اور ہوں
ان کا نام مجکو یاد نہیں اور ان سب کو لے کر سید صاحب کے پہنچنے سے پیشتر
اباسین کے کراڑے کی آڑ میں جا بیٹھے پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ سے
وہ درخت بڑ کا پچاس ساٹھ قدم پر رہا تب آپ نے دس آدمیوں کو
وہاں ٹھہرا دیا فقط مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد کو ساتھ
لیا اور وہاں سے پیادہ پا چلے اور سید حسن شاہ اور شاہ جمعدار سے
فرمایا کہ تم آگے بڑھ کر اپنے خان کو لاؤ اور اُس وقت وہاں سے
بندوق کی یا گولے کی زد پر پائندہ خاں تین چار سو سوار لئے ہوئے

کھڑا تھا اور جہاں ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی وہاں سے ایک گولے
کی زد پر جانب مغرب دامن کوہ میں گرد اس کے درختوں کا جنگل تھا
پانسو پیادے اس کے اندر چھپا دئے تھے اور کچھ ان سے اشارہ کر
رکھا ہوگا اور اسی طور اپنے سواروں کو کچھ فہمائش کر دی ہوگی پھر جب
سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اس کے پاس گئے تو وہ بھی سب سواروں
کو وہیں چھوڑ کر اکیلا پیادہ پا سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار کے ساتھ
درخت بڑ کے ایک ٹیلہ سا تھا پہنچا اور دو ہی آدمیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ
بھی وہیں پہنچے پھر دونوں میں سلام علیک اور مصافحہ ہوا پھر اسی
ٹیلے پر سید حسن شاہ نے اپنی پشوری لنگی بچھا دی اسی پر حضرت بھی
اور پائندہ خاں بھی اور سب بیٹھے اور پائندہ خاں زرہ پہنے تھا اور
چہار آئینہ اور خود فقط دو آنکھیں تو کھلی تھیں اور کچھ نہیں اور ایک
جوڑی پستول اور ایک شیر بچہ کشمیری اور ایک تلوار باندھے تھا اور
کچھ باتیں سید صاحب اور پائندہ خاں سے ہو رہی تھیں اس عرصہ میں وہ
سوار تین چار سو جن کو پائندہ خاں کھڑے کر آیا تھا انھوں نے
گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں زمین سنگستانی تھی یکبارگی ان کی ٹاپوں
کی آواز اٹھی جیسے اولے پڑتے ہیں جب تک پائندہ خاں کے پاس

آویں آویں تب تک وہ اباسین کے کنارے کے مجاہدین اچانک اوپر چیڑھی آئے اور توڑابنیں اور چقماقیں چڑھا کر سید صاحب اور پائندہ خاں کے گرد کھڑے ہو گئے اور اُن کے پیچھے وہ دس آدمی جن کو سید صاحب کچھ دور چھوڑ آئے تھے وہیں آپہنچے اور ان سواروں نے آکر سب کا محاصرہ کر لیا مگر جو کہ اپنے خان کو غازیوں کے قابو میں دیکھا اور جانا کہ اگر اب ہم نے کچھ بھی چوں وچرا کیا تو خان مذکور کو زندہ نہ چھوڑ ینگے اس خیال سے جہاں کے تہاں پریشان خاطر اور پراگندہ دل کھڑے رہے اور یہ حال پر ملال خیال کر کے پائندہ خاں کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور حواس بر جا نہ رہے اور گویا مردنی چہرے پر چھا گئی کہ اب مارا گیا اس سبب سے کہ اس کا فریب کھل گیا اور نہ چلا بلکہ معاملہ عکس ہو گیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہوش باختہ دیکھ کر فرمایا خان بھائی تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو تم تو ہمارے بھائی ہو اور ہم نے جو تم سے ملاقات کی ہے محض خدا کے واسطے کہ تمہاری عملداری میں ہو کر کشمیر کا رستہ ہے اور اباسین کے گھاٹ کی کشتیاں بھی تمہارے قابو میں ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگ اگر واسطے کاروبار اللہ تعالیٰ کے تمہاری عملداری میں آویں جاویں کوئی ان کا حارج راہ اور مزاحم نہ ہو اور

اگر تم بھی للہ فی اللہ اس کار خیر میں شریک رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے دنیا اور آخرت میں دونوں کی خیر اور فلاح کریگا اُس نے عرض کی کہ حضرت آپ تو ہمارے پیر و مرشد اور امام ہیں اور ہم آپ کے مطیع اور فرماں بردار ہیں جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب کو مجکو منظور ہے اور اُسی وقت اصل مدعائے دلی اُس کا یہ تھا کہ میں کسی طور اس کشاکش سے رہائی پاکر اپنے مکان کو سلامت جاؤں اسی لئے جو کچھ آپ فرماتے تھے سب بلا انکار قبول کرتا تھا اور اپنی جان کو ڈرتا تھا اور حضرت نے ستھانی سے چلتے وقت اپنی باندھی پگڑی منشی خواله محمد کے حوالے کردی تھی اُس وقت فرمایا کہ منشی جی وہ ہماری دستار لاؤ اُنہوں نے رومال میں لپٹی ہوئی آپ کے سامنے رکھ دی آپ نے اس کا سرا کھول کر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور فرمایا کہ خان بھائی بسم اللہ کرکے اس کو باندھ لو اُس نے مع رومال اپنے ہاتھ میں اُٹھالی اور عرض کی کہ مکان پر جاکر باندھ لونگا آپ نے فرمایا کہ ابھی باندھ لو پھر اُس نے وہی عرض کی تین بار تکرار آپ نے فرمایا اور تینوں بار اُس نے وہی جواب دیا پھر سید حسن شاہ کو حوالے کی انہوں نے اپنی بغل میں داب لی پھر حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم اللہ تعالیٰ کے

واسطے ملے ہو اور کارخیر میں شریک ہوئے ہو اور تمہاری عملداری کی
سرحد سکھوں کی سرحد سے لگی ہے تم کو ایک ضرب توپ کہ بہت
بھاری ہے اور ایک ہاتھی دیوینگے اور وہ بھی خداہی کا مال ہے توپ
اور ہاتھی کا نام سُن کر بہت خوش ہوا کہ آپ نے میرے حال پر پرورش
اور عنایت ہے اور آپ سے رخصت چاہی اُس وقت گھڑی دن باقی
تھا اور آپ نے بھی چلنے کی تیاری کی اور پوچھا کہ خان بہائی ستھانہ
دُور ہے ہمارے لوگوں کو تکلیف ہوگی اگر کہو تو تمہارے عشرے میں سات
بھر اُتر رہیں اس کو اس بات سے اندیشہ ہوا کہ مبادا وہاں جاکر اپنا
قبضہ کرلیں پھر ان کے ہاتھ سے کون چھڑا سکے اس خیال سے اُس نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ تو ستھانے تشریف لیجاویں میں وہاں آپ
کے لئے دعوت بھیجوں گا اور وہ جو گڑا اس کے جنگل میں کئی سو پیادے
چھپا رکھے تھے وہ اس وقت تک چھپے ہی رہے جب حضرت وہاں سے
طرف ستھانے کے روانہ ہوئے اور پائندہ خاں طرف امب کے چلا تب
وے اس جنگل سے نکلے اور اُس کے سواروں کے شامل ہولئے اُس
وقت ہم سب نے ان کو دیکھا اور آپس میں ایک دوسرے سے
کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کی کہ اس کا کوئی مکروفریب پیش نہ

گیا والا اُس نے اپنی دانست میں کچھ کوتاہی نہ کی تھی اور جو سید اکبر
شاہ اور سید نادر شاہ نے حضرت علیہ الرحمۃ سے اس کے مکر و فریب کا
بیان کیا تھا وہی اُس وقت پیش آیا اگر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب یہ تدبیر
نہ کرتے تو خدا جانے کیا انجام اس ملاقات کا ہوتا اور اسی وقت ایک
دوسری شرارت پاینده خاں کی ہم سب نے بچشم خود دیکھی کہ جب سید صاحب
تو وہاں سے ادہر طرف ستھانی کے روانہ ہوئے اور وہ اپنے سوار
پیادے لے کر اباسین کے کنارے کنارے چلا جب مقابلے گڑہی
قادر آباد کے کہ اس پار دوسرے کنارے اباسین کے سکھوں کے عمل
میں تھی پہنچا اپنے شاہین والوں سے اشارہ کر دیا وہ اس گڑہی
مذکور پر گولے مارنے لگے پھر ادہر سے سکھ بھی بندوقیں مارنے لگے
جب سید صاحب سب لوگوں سے گڑہی کے منہ پر پہنچے جہاں اپنے
باقی مجاہدین اور گھوڑے تھے تب شاہینیں چلنی موقوف ہوئیں
اور وہیں حضرت نے نماز مغرب پڑہی پھر سوار ہوئے اور وقت عشاء
کے مع الخیر ستھانی میں جا داخل ہوئے پھر بعد نماز عشاء کے دو سپاہی
پاینده خاں کے ایک خچر پر باریک چاول اور دو مزدوروں کے
سر پر دو مٹکے شہد اور دو کے سر پر دو مٹکے گھی لے کر حضرت

علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے خان نے آپ کو سلام
عرض کیا ہے اور یہ سامان مہمانی کا دیا ہے اُس وقت مولوی
محمد حسن صاحب جماعت خاص کے جماعتدار حاضر تھے ان سے فرمایا
کہ اس کو اپنی جماعت میں رکھ دو پھر وہ اٹھوا لے گئے اور اُن سپاہیوں
اور مزدوروں کو کھانا کھلوایا اگلے روز آپ نے ستھانی میں مقام کیا
اور وہ جنس دعوت کی۔ پہلے پہلے سب کو تقسیم کروا دی مگر کچھ شہد رہنے
دیا کہ پھر کسی وقت کام آویگا پھر سید اکبر شاہ نے ہم لوگوں سے پوچھا
کہ سید بادشاہ اور پائندہ خاں کی ملاقات کیونکر ہوئی ہم لوگوں
نے جو کچھ حال وہاں گذرا تھا بیان کیا وہ سن کر خاموش ہو رہے
کچھ نیک و بد اس کا جواب نہ دیا پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ
نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ یہاں سے چار
کوس پہاڑ پر جو موضع جینئی ہے وہاں ایک عالم بڑے دیندار اور
پرہیزگار رہتے ہیں اور موضع مانسیرا جو سکھوں کے عمل میں ہے اول
وہ وہاں رہتے تھے سو وہاں سے ہجرت کر کے چند سال سے جینئی
میں چلے آئے ہیں ان سے ملنے کا ہم کو اشتیاق ہے تم تو سب
لوگوں کو لے کر کمبل کو چلو اور وہاں اپنے لوگ ہیں ان کو بھی ساتھ

لے کر پنجتار کو روانہ ہو اور ہم تیس چالیس آدمی سے جینئی میں ہوتے
ہوئے ان سے ملاقات کرتے ہوئے پنجتار کو چلتے ہیں مولانا صاحب
نے کہا کہ بہت مناسب بات ہے پھر سب کو لیکر مولانا صاحب موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے طرف کہل کے روانہ ہوئے اور آپ جینئی کو چلے
جاتے جاتے جب درے سے نکل کر موضع برگوں میں پہنچے وہاں ایک
جگہ آپ ٹھہرے اور ہم سب لوگ اپنی اپنی روٹی بیٹھ کر کھانے لگے اور
حضرت بھی کھانے لگے اور وہ شہد پائندہ خاں کی دعوت کا ہمراہ تھا
آپ نے مولوی محمد حسن صاحب کو فرمایا کہ وہ تھوڑا تھوڑا شہد سب
کو تقسیم کردو کہ روٹی کے ساتھ کھاویں اُنہوں نے ایک ایک لوندا
سب کو دیا اس طور کا سپید اور شفاف اور خشک وہ شہد تھا جیسا
کہ برف ہوتا ہے پھر جب روٹی کھاکر اور پانی پی کر فارغ ہوئے
تب وہاں سے چلے قریب جینئی کے پہنچے ان مولوی صاحب کو حضرت
کے آنے کی خبر پہنچ گئی تھی وہ چند طالب علموں سے حضرت کے
استقبال کو آئے اور وہاں سے لے گئے اور اپنی مسجد میں اُتارا اور
وے اس ملک کے بڑے علمائے نامور سے تھے اور اسی ملک میں
انھیں کا فتویٰ معتبر اور جاری تھا اور وہ رات دن اپنے

حجرے ہی میں بیٹھے درس تدریس میں مشغول رہتے تھے سوائے حاجت
ضروری کے باہر نہیں جاتے تھے حضرت بھی ان کی ملاقات سے بہت
خوش ہوئے اور وہ بھی حضرت کے ملنے سے کمال رضی ہوئے رات
حضرت وہاں رہے اس عرصہ میں ایک دن اُسی بستی میں کسی شخص کا
اسقاط تھا بہت ملا جمع تھے حافظ عبداللطیف صاحب نونی کے رہنے
والے مولوی عبدالحق صاحب کے بھائی بھی حضرت کے ہمراہ وہاں تھے بڑی
سی ایک چادر اپنے سر میں باندھ کر وہیں مجلس اسقاط میں وہ بھی جا بیٹھے
اُس وقت تمام ملا حلقہ باندھے قرآن مجید دست بدست پھرا رہے تھے
جب حافظ عبداللطیف کے ہاتھ میں آیا تب وہ بغل میں داب کر وہاں
سے چلے اور وہ تمام پیچھے آپ نے حافظ عبداللطیف صاحب سے پوچھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے اُنھوں نے کہا کہ آج اس وقت فلانی جگہ یہ ملا لوگ
بہت جمع تھے اور حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے میں بھی اُن میں جا بیٹھا،
اس میں قرآن مجید ہبا کرنے کا دورہ شروع ہوا ایک نے دوسرے
سے کہا کہ یہ قرآن مجید فلانے مردے کی عمر میں ایام بلوغت سے
جو نماز روزے فوت ہو گئے ہیں اس کے فدیہ میں تجھکو ہبہ کرتا ہوں
تو نے قبول کیا اُس نے کہا میں نے قبول کیا پھر اس نے اسی گفتگو مذکورہ
کے ساتھ دوسرے کو ہبا کیا اُس نے تیسرے کو یہاں تک مجھکو

دیا اور کہا کہ یہ بیا فلانے فدیہ میں قبول کیا میں نے کہا قبول کیا اور
پھر میں نے اور کو بنیں بہا کیا مجکو قرآن شریف کی حاجت تھی میں لے کر
وہاں سے اٹھایا یہ سب لوگ شور وغل کرتے ہوئے میرے پیچھے واسطے
چھیننے کے چلے میں یہاں آپ کے پاس آیا یہ معاملہ ہے یہ گفتگو زبانی حافظ
جی صاحب کے سن کر اور اُن کی چالا کی دیکھ کر سب ہنسنے لگے مگر حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ حافظ صاحب پر بہت خفا ہوئے کہ تم نے غیر بستی میں
یہ حرکت بیجا کس واسطے کی اگر کوئی تم کو مار ڈالتا تو تم کیا کرتے اور
خبردار پھر کبھی بار دیگر ایسا کام نہ کرنا اور وہ کلام اللہ شریف حافظ
صاحب سے ان کو دلوادیا اور حافظ صاحب کا قصور معاف کروایا اور
راضی کر کے ان کو رخصت کیا اور وہیں جینئی میں لشکر انٹو را فرانسیس کے سے
کہ حضور میں پڑا تھا حافظ ملھو خاں رامپوری آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے ملے آپ نے بعد خیر و عافیت کے پوچھا کہ حافظ صاحب یہاں آنا
تمہارا کیونکر ہوا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے اپنے لشکر میں خبر پائی
تھی کہ ان روزوں آپ کہتل میں تشریف فرما ہیں سو میں آپ کی ملاقات
کو وہاں سے آیا اور ساتھ ستر روپے کا سپید کپڑا بھی ساتھ لایا
جب کہتل میں پہنچا وہاں خبر ملی کہ آپ جینئی میں ہیں پھر میں اپنا

ٹٹو اور اسباب وغیرہ میاں دین محمد کے پاس سپرد کر کے ادہر آیا اور وہیں ایک آدمی قلعہ ہنڈ خالی ہونے کی خبر آپ کے پاس لایا کہ سردار سلطان محمد خاں کو اُن کی ماں نے غیرت دلائی کہ تو بڑا بے غیرت ہے کہ تیرا بھائی یار محمد خاں مارا گیا تجھہ سے اُس کا کچھ بھی تدارک نہ ہوا اس غیرت پر سردار سلطان محمد خاں اپنے بھائی پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کو متفق کر کے ہنڈ پر فوج چڑھا لایا اور ایک فرنگی کیول نام جوان کا نوکر بھی ہے وہ بھی ساتھ آیا اور جو قلعہ ہنڈ میں پچاس ساٹھ آپکے نوکر چاکر وغیرہ تھے اُنہوں نے مقابلہ کیا اور جانبین سے خوب بندوقیں اور شاہینیں چلتی رہیں درانیوں نے قابو نہ پایا کہ قلعہ خالی کر لیں اور متردد ہوئے کہ اب کیا تدبیر کریں اس میں اس فرنگی مذکور نے سردار سلطان محمد خاں سے کہا کہ ابھی تو پچاس ساٹھ ہی آدمیوں سے مقابلہ ہے ان سے تم قلعہ نہیں لے سکتے ہو جب کسی طرف سے اور اُن کی مدد آجاویگی بہت اور بھی دشوار ہوگا اگر مجھہ سے تم پکا عہد و پیمان کرو کہ بعد خالی ہونے قلعہ کے ہم قلعہ والوں سے مزاحم نہ ہونگے تو میں اس کی کوئی راہ نکالوں خان ممدوح نے عہد کیا کہ ہم کو قلعہ خالی ہونے سے کام ہے ان کی مزاحمت سے کیا غرض تم سے جو تدبیر ہو سکے کرو پھر

اس کیول فرنگی نے اپنی حکمت عملی سے قلعہ والوں سے پیام لگالیا اور
سمجھایا کہ تم چند آدمی کیوں مفت میں اپنی جانیں درانیوں کے مقابلے میں ہلاک
کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم قلعہ خالی کر دو ہم تمہاری جانیں بچا دینگے سو اس
کے عہد و پیمان پر ان لوگوں نے قلعہ خالی کر دیا بعد اس کے بد عہدی کر کے
سلطان محمد خاں نے ان کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں اپنا بندوبست کر لیا
یہ سب معاملہ میرے سامنے ہو چکا تب میں ادھر آپ کے پاس آیا ہوں
اور اسی مضمون کا ایک خط فتح خاں پنجتاری نے آپ کو ستھانی
میں جان کر اپنے آدمی کے ہاتھ بھیجا تھا وہ آدمی ستھانی ہوتے ہوئے
یہاں آیا مگر اس میں درانیوں کے لشکر لانے کا ذکر تھا قلعہ لینے کا
حال نہ تھا یہ حال پر ملال سن کر حضرت علیہ الرحمۃ اسی دم کنبل میں مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور کو قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا ماجرا لکھا اور
یہ تاکید کی کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم سب آدمیوں کو ساتھ لے کر
موضع گندف میں آؤ ہم بھی وہیں گندف میں آئے اس کے اگلے روز
جنبئی سے کوچ کر کے حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے اگلے
روز وہاں سے سب لوگ کوچ کر کے پنجتار کو روانہ ہوئے جب
جنہڈے بوکی میں پہنچے اور وہاں سے آگے بڑھے چند سواروں سے

۱۵۳۷

فتح خاں پنجتاری حضرت کی آمد کی خبر سن کر استقبال کو چلا وہیں
میدان میں ملاقات ہوئی بعد اس کے اس نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض
کی کہ آپ کو قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا حال تو معلوم ہی ہو گا جبکہ درانیوں
نے ہنڈ کا محاصرہ کیا تھا تب میں نے سہانی میں اطلاعاً مختصر حال آپ
کو لکھا تھا خلاصہ اس کا یہ ہے اور مخبر لوگوں کی زبانی سننے میں آیا
ہے کہ سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کی والدہ نے ان کو
کئی بار طعنہ دیا اور ملامت کی کہ جس کے تین بھائی ایسے صاحب لشکر اور
شمشیر بہادر زندہ جان موجود ہوں اور بھائی مارا جاوے اور نامردی سے
اس کے خون کا دعویٰ نہ کریں بڑی غیرت کی بات ہے اور اگر تم اس کا
تدارک نہ کروگے تو میں خود لشکر لے کر جاؤنگی اس غیرت پر انھوں نے
آپس میں مشورہ کیا اور پیش خیمہ اپنا باہر نکالا اور لشکر لے کر وہاں سے
کوچ کیا اور ان کی والدہ بھی ساتھ ہوئی اور موضع ہریان کے میدان
میں آکر ڈیرہ کیا اس کے اگلے روز قلعہ ہنڈ کا آکر محاصرہ کیا اور
جانبین سے شاہینیں اور بندوقیں چلنی شروع ہوئیں آخر کو درانیوں
سے کچھ نہ بن پڑا کچھ دن رہے اٹھ کر اپنے ڈیروں پر گئے اور کرنیل
فرنگی سے بلا کر مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کسی طور خالی کرنا چاہئے
اس نے کہا قلعہ سخت ہے اگر حملہ کروگے تو ضرور ہی سو دو سو

آدمی ضائع ہونگے پھر بھی دیکھا چاہیئے خالی ہو یا نہ ہو اور بغیر ملائے
ان لوگوں کے خالی ہونا قلعہ کا دشوار ہے اگر تم قسمیہ ہوکر مجھ سے
عہد مضبوط کرو کہ ہم ان سے کسی نوع دغا نہ کرینگے تو میں ان کے ملانے
کی کوئی راہ نکالوں اگر یہ راہ نکل آئی تو فہو المراد والا اور کوئی تدبیر
کی جاویگی اور جوان کی کسی طرف سے مدد آجاویگی تو بہر اور زیادہ مشکل
ہوگا یہ گفتگو کیول کی سن کر ان تینوں بھائیوں نے اس سے عہد مضبوط
کیا کہ ہم ہرگز عہد شکنی نہ کرینگے اور جو کچھ تو کریگا ہم کو منظور ہے اس کے
اگلے روز صبح کو کیول چھ یا سات سواروں سے گیا اور دور قلعہ سے کھڑا
ہوا اور پیام دے کر ایک سوار کو بھیجا اُس نے قلعہ کے دروازے پر
جاکر آواز دی کہ کیول فرنگی سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے بطور
وکالت کے آیا ہے اس قلعہ کے سردار سے کہہ دو اگر تمہاری پروانگی
ہو تو یہاں آکر تم سے دو چار باتیں کرلیوے لوگوں نے آخوند ظہور اللہ
خٹک کو جن کو آپ نے قلعدار کیا تھا خبر کی وہ اور محمد خاں پنجابی جمعدار
دروازے پر آئے اور اُسی سوار سے آنے کا حال پوچھا اُس نے ان
سے یہی وہی حال بیان کیا آخوند صاحب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم جاکر
کہو کہ دو ایک سواروں سے آوے جو کچھ بات کہنی ہو کہہ جاوے پھر اسی

سوار نے کیول سے جا کر کہا وہ دو سواروں سے قلعہ کے دروازے
پر آیا اور اخوند صاحب سے کہا کہ خلیفہ صاحب تمہارے مع لشکر طرف
کابل تشریف لے گئے ہیں اس وقت وہ تمہاری کمک کو نہیں آسکتے
اور تم تھوڑے آدمی ہو اور درانی بہت ہیں تم ان سے عہدہ برا نہ ہوگے
کس واسطے مفت میں اپنی جانیں ہلاک کرو گے اگر میری بات مانو تو میں
تم کو امن دے کر اپنے ہاں سے نکال لے چلوں تم قلعہ خالی کر صحیح و
سالم جہاں چاہو وہاں چلے جاؤ آخوند صاحب کو اُمید تھی کہ شاید
آج کسی وقت ہماری مدد آجاوے یہ بات خیال کرکے اس سے وعدہ کیا
کہ آج ہم اپنے لوگوں سے دریافت کرکے کل اتنے ہی وقت تم کو اس کا
جواب دیوینگے یہ بات سُن کر کیول درانیوں کے لشکر کو گیا آخوند صاحب
نے اپنے لوگوں کو جمع کرکے کیول فرنگی کا سوال بیان کیا اور کہا کہ بھائیو
اسباب ظاہری کی رو سے تم سب کو معلوم ہے کہ درانیوں کی جمعیت بہت
ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں مقابلے میں اُن سے پیش نہ جاوینگے مگر
بات یہ ہے کہ آج سے کل فجر تک اگر ہماری کچھ مدد آگئی تو ضرور انشاء
اللہ تعالیٰ لڑینگے والا جیسا اس وقت مناسب ہوگا ویسا کیول کو
جواب دیوینگے سب لوگوں کو یہی بات پسند آئی پھر آپ کی مدد

تو پہنچی ہی نہیں وہ پچاس ساٹھ آدمی ان کے مقابلے میں کیا کرتے آپ کی
مدد سے نا اُمید ہو کر اور بہی ہراساں ہو گئے لگا روز کیول فرنگی اپنے
وعدے پر پھر جا کر موجود ہوا اور آخوند صاحب کو بلا کر جواب اپنے
سوال کا طلب کیا آخوند صاحب نے کہا کہ ہم لوگوں کو درانیوں کے عہد
وپیمان پر ہرگز اعتماد نہیں وہ بڑے مکار دغاباز ہیں کسی کے ساتھ
اُنہوں نے وفاداری نہیں کی اور تم ان کے نوکر ہو ان پر حاکم ہو نہیں جب
تمہارا ان پر دباؤ ہوا اور ہم لوگ اگرچہ تھوڑے ہیں اور وہ بہت مگر ہم
کو اس کا کچھ پس وپیش نہیں ہم تو خدا کی راہ میں اپنی جانیں گویا ہاتھ
میں لئے پھرتے ہیں اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پاؤ نگے
اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پادینگے اور زندہ
رہیں گے تو غازی کہلاویں گے ہمارے لئے دونوں باتیں بہتر
ہیں تم اس مقابلے میں نہ پڑو اپنا رستہ لو ہم ان سے لڑینگے پھر
جو کچھ اللہ تعالیٰ کرے یہ گفتگو سُن کر اُس نے کہا کہ آخوند صاحب تم
سچ کہتے ہو درانی لوگ فی الحقیقت فریبی اور دغاباز ہیں اس میں
کچھ شبہہ نہیں اور ہم بہی جانتے کہ خلیفہ صاحب کے لوگ بڑے مردانے
اور شجاع اور خداوالے ہیں اور اپنی جان ہتیلی پر لئے پھرتے ہیں

اور یہ بات جو ہم تم سے کہتے ہیں سو تم دونوں کی خیر خواہی کے لئے کہ
کشت و خون نہ ہو اور درانیوں کو تو فقط تمہارے قلعے سے غرض ہے
تم سے کچھ مطلب نہیں اور اس کا عہد و پیمان ہم ان سے خوب پختہ لے
چکے ہیں اور ہم اپنی ضمانت سے کہتے ہیں اگر اس میں وہ کچھ بدعہدی کرینگے
تو اس وقت ہم تمہارے شریک ہیں یہ سن کر آخوند صاحب نے کہا کہ
خیر اگر تم نے ان سے اس وقت اپنی تسلی اور دلجمعی اس امر میں پختہ کر لی ہے تو
کچھ مضائقہ نہیں ہم قلعہ خالی کر دینگے پھر اس نے کہا کہ تم ذاتی اسباب
اپنا اور اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ پھر یہی صلاح ٹھہری آخوند صاحب نے
اپنے سب لوگوں سے یہی کہہ دیا وہ سب اپنا اسباب اور ہتیار لے کر قلعہ
سے باہر نکلے اور میدان میں کھڑے ہوئے کیول نے اپنے دو سوار بھیج کر
سردار سلطان محمد خاں کو کہلا بھیجا کہ قلعہ خالی کر لیا ہے تم آجاؤ
پھر سلطان محمد خاں ایک ہزار سواروں سے آیا اور قلعہ پر اپنا تسلط
کر لیا اور کیول فرنگی سے کہا ان کو ہریان میں لے چلو وہاں دریائے
لنڈی اُتار کر خٹکوں کی عملداری میں کر دینگے پھر سلطان محمد خاں
اور کیول اپنے ہمراہ آپ کے سب لوگوں کو ہریان میں لے گیا اور
سب کا اسباب اور ہتیار چھین لئے اور گرفتار کر لیا کیول یہ بدعہدی

ان کی دیکھ کر بہت ناراض ہوا اور کہا سردار یہ بات تم بے مناسب
کرتے ہو میں نے ان کو اپنے ہاتھ سے نکالا ہے اور تم نے مجکو زبان
دی تھی ان کو چھوڑ دو اس نے کچھ نہ سنا تب کیول ناخوش ہو کر
وہاں سے نوشہرے کو چلا گیا اور اسی رات کو خدا جانے کس تدبیر سے
آخوند ظہور اللہ قید سے نکل گئے اور اس کے بعد انہوں نے صبح کو تین
سواروں کے ضابطہ کے ساتھ سب قیدیوں کو ہشت نگر کو بھیج دیا
اور سب کے سامنے پکار کہہ دیا کہ ان سب کو اپنے بھائی سردار محمد
خاں کی قبر پر ذبح کرینگے اور اب لشکر درانیوں کا ہریان سے
آکر ہنڈ کے میدان میں پڑا ہے اور زیدی اور کنڈی اور شاہ مفور
وغیرہ کو انہوں نے لوٹ لیا اور جلا دیا حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ تمام
حال سن کر فرمایا کہ خان بھائی یوں ہی معاملہ گذرا ہے جیسے تم کہتے
ہو کیا مضائقہ مرضی الٰہی یوں ہی تھی اور جو انہوں نے مسلمانوں کے
ساتھ بد عہدی کی ہے اس کا عوض اللہ تعالیٰ ان سے آپ لیگا
اور اللہ تعالیٰ سے مجکو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ سب ان
موذیوں کے چنگل سے صحیح و سالم چھوٹ جاوینگے پھر آپ مع لشکر
پنجتار میں آکر داخل ہوئے اور سب لوگ اپنے اپنے مکانوں میں

اُترے اس کے اگلے روز بعد نماز ظہر کے حضرت نالے پر شیشموں
کے درختوں کے تلے جہاں نماز جمعہ کی ہوتی تھی اور صدہا لوگ لشکر
کے اور اُس نواح کے حاضر تھے اس میں بعضے بعضے ملکیوں کی زبانی
افواہاً خبر معلوم ہوئی کہ درانیوں کا ارادہ یہاں پنجتار پر آنے کا ہے
یہ خبر سُن کر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور رسالدار عبدالحمید
خاں اور ارباب بہرام خاں اور سردار فتح خاں اور اپنے خواہرزادے
سید احمد علی صاحب کو بلایا اور علیحدہ بیٹھ کر کچھ مشورہ کیا اور بعد اس
کے بآواز بلند سب کے سامنے فرمایا کہ درانی لوگ ہم پر یہاں پنجتار
میں تو کیا آوینگے ہم ان کے پیشور پر لشکر بھیجنے کی تیاری اور تدبیر
کی ہے اور مولانا صاحب ممدوح اور عبدالحمید خاں رسالدار کی طرف
مخاطب ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ ہمارے لشکر میں قریب پانسو کے گھوڑے
ہیں ایک گھوڑے پر دو دو آدمی ہتیار لگا کر سوار ہوں اور آج رات
کو بعد نماز عشاء کے پیشور کا رستہ لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ہم
جاکر سلیم خاں پر ڈیرہ کرینگے اور سب سواروں کو خبر کردو کہ جلد دو دو
روز کی روٹیاں پکا لیویں اور تیار ہو رہیں پھر یہ خبر جماعت جماعت
میں گئی اور وہ سب موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کے روٹیاں پکانے لگے اور یہ خبر مخبروں نے درانیوں

کو جا کر خبر ہو گئی کہ سید پادشاہ نے اپنے لشکر میں یہ تدبیر
کی ہے اور ہم اُن کے سواروں کو روٹیاں پکاتے ہوئے چھوڑ
آئے ہیں آج رات ضرور اُن کے سوار طرف پیشور کے روانہ
ہونگے یہ خبر وحشت اثر سُن کر اُن کے لشکر میں ہول پڑ گیا
اور تمام لوگ متردد ہو گئے کہ ایسا نہ ہو وہاں جا کر ہمارے
اہل و عیال کو پکڑ لیں اور شہر کو تباہ کریں اسی وقت سردار
سلطان محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں نے اپنے بھائی سردار
سید محمد خاں کو کے چھوڑا اور آپ دونوں بھائی سگئے ،
اور درمیان میں کہیں نہ ٹھہرے جا کر پیشور میں دم لیا اور
اُن کے پیچھے سردار سلطان سید محمد خاں بہیر نگاہ لے
کر تیار ہوا اور خادے خاں کے بھائی امیر خاں کو بلا کر کہا
کہ اب ہم تو یہاں سے روانہ ہوتے ہیں اگر تم سے ہو سکے تو
اپنے بھائی خادے خاں کے قلعہ کو سنبھالو والا تم جانو یہ کہہ
کر اُس نے بھی کوچ کیا اور جا کر ہشت نگر میں دم لیا اور قلعہ
ہنڈ میں کوئی درانی نام کو نہ رہا سب بدحواس ہو کر چلے گئے
اور ادہر پنجتار میں ہم لوگ سوار روٹیاں پکا کر اور کمر باندہ

کر اپنے ساز وساماں سے تین پہر رات گئے تک منتظر حکم کوچ
کے تیار رہے اس عرصے میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
پاس خبر آئی کہ لشکر درانیوں کا میدان ہنڈ سے طرف پیشور
کے کوچ کر گیا اور اب وہاں کوئی بھی نہیں یہ خبر فرحت اثر
سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے کہا الحمد للہ اور سر کھول کر ساتھ
کمال الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے کچھ دیر
میں یہی خبر دوسرا شخص لایا بعد اس کے اذان صبح کی ہوئی تیسری
خبر آئی کہ سردار سید محمد خاں قلعہ ہنڈ خادے خاں کے بھائی
امیر خاں کو سپرد کر کے اور اس میں سے اپنے لوگوں کو لے کر چلا
گیا پھر نماز فجر کی پڑھ کر سب کے ساتھ حضرت نے دوسرا کر
پھر دعا کی اور سواروں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
وکرم سے بلا دفع کر دی اب کمریں کھول ڈالو اس وقت ہم
لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے شاید یہ تدبیر فقط
درانیوں کے بھگانے کو نکالی تھی پھر اس کے اگلے روز ایک ملکی
نے آکر خبر دی کہ میں نے بعضے بعضے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ
قلعہ ہنڈ سے جن لوگوں کو نکال کر درانیوں نے قید کر کے ہشتنگر
میں پہونچا دیا تھا سو وہ قبل پہونچنے سردار سید محمد خاں کے نکل

گئے یہ خبر فرحت اثر سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ الحمد للہ کیا عجیب ہے کہ اس قادر مطلق نے اپنے عاجز
بندوں کو ان موذیوں کی گرفتاری سے رہائی بخشی ہو اور
جناب الٰہی سے ہم کو یہ بھی اُمید ہے پھر اُس کے دوسرے یا تیسرے
روز محمد خان جمعدار پنجابی اٹھارہ یا بیس آدمیوں سے آئے
اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور سب لوگوں سے ملاقات کی
تمام لوگ لشکر کے ان دیکھ کر خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان
موذیوں سے بچا لیا پھر حضرت نے محمد خاں سے پوچھا کہ اور
باقی لوگ تمہارے ہمراہ کے کہاں ہیں انھوں نے عرض کی
کہ ان کی قید سے نکلے تو ہم سب مگر اتنے لوگ ہم آپ کی
خدمت فیضدرجت میں آکر حاضر ہوئے اور انھوں سے جو ہم
نے کہا کہ تم بھی چلو انھوں نے جواب دیا کہ اب تو ہم مارے
ندامت کے حضرت کے پاس نہیں جا سکتے اب وہاں جاکر
کیا منہ دکھاویں بلکہ وہ ہم کو غیرت اور شرم دلاتی ہے کہ
تم بھی نہ جاؤ مگر ہم نے کہا کہ ہم تو وہیں جاوینگے ہمارا تو مرنا
جینا انھیں کے ساتھ ہے حضرت نے فرمایا کہ جزاکم اللہ
تم نے خوب کام کیا جو یہاں چلے آئے اس میں شرم اور

ندامت کی کیا بات ہے پھر حضرت نے اُن سے وجہ خلاص
کی پوچھی اُنھوں نے عرض کی کہ قلعہ بنڈ خالی ہونے کا قصہ تو
آپ نے سنا ہی ہوگا اس کا اعادہ کرنا کیا ضرور مگر جب ہم
کو بنڈ سے ہریان میں لے گئے اور وہاں ہتھیار ہمارے چھین لئے
اور گرفتار کیا اسی رات کو آخوند ظہور اللہ صاحب تو خدا
جانے کس تدبیر سے نکل گئے جب یہ خبر سلطان محمد خاں کو
ہوئی سب آدمیوں نے اس کے اگلے روز ہم سب کو سخت
قید کر کے تین سو سواروں کے ضابطہ کے ساتھ ہشت نگر
کو روانہ کر دیا اور ہم سب کو سنا کر کہا کہ ان لوگوں کو بڑی
محافظت کے ساتھ لیجاؤ جب ہم پشاور میں جاوینگے ان
سب کو اپنے بھائی یار محمد خاں کی قبر کے گرد پھرا کر ذبح
کرینگے پھر ہم کو لے گئے جب ہشت نگر میں پہنچے وہاں ایک
مکان میں قید کیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور دروازے
پر پہرہ لگا دیا اور ہم لوگوں کو جو سردار سلطان محمد خاں نے
قتل کرنے کی خبر سنا دی تھی اس سبب سے ہم سب مارے خوف
جان کے حواس باختہ تھے آخر کو سب نے مل کر مشورت کی کہ
کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کیا چاہیے پھر اس پر سب کا اتفاق

ہوا کہ آخر تو یہ موذی درانی ہم لوگوں کو ساتھ ذلت
کے ماریںگے اس سے تو بہتر یہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے کسی تدبیر
سے نکلیں اور یہ حال ان پر ظاہر ہو جاوے تو اینٹ پتھر
لکڑی وغیرہ جو ہاتھ لگے لے کر تیار ہو جاؤ اور لڑتے بھڑتے
نکل چلو پھر سب نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو ایک
نہیں کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کرو پھر میں نے اس چھری
سے اس مکان کے پچھواڑے کی دیوار کہ مٹی اور پتھر کی تھی
کھودنی شروع کی اور وہ چھری محمد خاں نے حضرت علیہ الرحمۃ
کے آگے رکھ دی کہ یہ چھری تھی پھر قریب آدھی رات کے
کھودتے کھودتے موافق نکلنے آدمی کے اس میں رستہ کیا
اور جو چھوٹے پتھر اس میں نکلے وہ سب لوگوں نے
ایک ایک دو دو اٹھالئے اور اس رستے سے ایک ایک
ہم سب نکلے اور اپنی ٹولی باندھ کر چلے جب بستی کے باہر پہنچے
تب شاید کسی نے بستی والوں سے ہم کو دیکھ لیا کہ یکبارگی
بستی میں شور و غل ہونے لگا کہ سید بادشاہ کا چھاپا آپہنچا
پھر ہم کو وہاں کا حال نہیں معلوم کہ وہاں کیا ہوا مگر ہم

سب فرصت پاکر وہاں سے روانہ ہوئے اور آٹھ کوس
پر ہم کو صبح ہوئی پھر وہاں سے اپنے آدمی ہم ادہر آپ
کے پاس آئے اور باقی لوگ وہیں ہم سے چھوٹے ہمارے
وہاں سے نکلنے کا اس صورت سے حال ہوا جو مذکور ہو چکا
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ اب جاکر اپنے اپنے
مکانوں میں اُترو پھر وہ سب لشکر میں رہنے لگے اور
اس کے کئی روز کے بعد اسی ملک کے لوگوں کی زبانی سننے،
میں آیا کہ امیر خاں خادے خاں کا بھائی حضرو میں،
انٹور فرانسیس کے پاس گیا ہے کہ قلعہ مجھ سے تھم نہیں
سکتا تم کچھ لوگ اپنے میری مدد کو بھیجو اور زبانی میاں
دین محمد صاحب کے باقی حال حافظ ملھو خاں رامپوری کا
یہ ہے کہ اس کے کئی روز کے بعد حافظ ملھو خاں نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے رخصت طلب کی آپ نے فرمایا کہ حافظ بھائی
وہ جو کپڑا لائے ہو ہم کو دکھاؤ پھر حافظ صاحب نے وہ
سب تھان حضرت کے پاس اٹھا لائے آپ نے ان،
میں سے کئی تھان اٹھا کر دیکھے اور فرمایا کہ کپڑا بہت

اچھا ہے اور سب تھانوں کی قیمت پوچھی اُنھوں نے عرض
کی کہ آپ قیمت کس واسطے پوچھتے ہیں میں تو آپ کی نذر کو
لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ ہم نے نذر تمہاری قبول کی اور قیمت پوچھنے
میں کیا مضائقہ ہے قیمت بھی بتا دو انھوں نے عرض کی کہ سب
تھان میں نے ستر روپے کے خریدے ہیں پھر آپ نے وہ سب
تھان شیخ ولی محمد صاحب کے پاس رکھوا دئے اور فرمایا کہ حافظ
بھائی اب ایک بات ہم کہیں مگر آپ انکار نہ کریں انھوں نے
عرض کی کہ میں آپ کا خادم ہوں انکار کس لئے کرونگا آپ نے
فرمایا کہ ہم اس کپڑے کے ایک سو بیس روپے تم کو دینگے مگر
یہاں نہیں اور جہاں کہو وہاں دین محمد وہ روپے پہنچا دیویں
انھوں نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا مجکو بہر طور منظور ہے اس کا
حال میں دین محمد سے کہہ دونگا پھر حافظ صاحب نے ایک خط
لکھ کر مجکو دیا اور کہا کہ جب رامپور میں جانا تو یہ خط میاں مقیم
کو دینا وہ تم کو میرا مکان بتا دینگے وہاں جا کر روپے جو کچھ
حضرت فرماتے ہیں حوالے کر دینا اور اُن سے رسید لے کر
مجکو پہنچا دینا پھر اس کے تین یا چار روز کے بعد حضرت نے مجکو
طرف ہندوستان کے روانہ کرنا تجویز کیا اور حافظ ملھو خاں

سے فرمایا کہ حضرت تک دین محمد کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ وہاں سے
پھر یہ چلے جاوینگے پھر آپ نے مجھ سے جو کچھ زبانی فرمانا تھا
وہ فرما دیا اور جن کو جن کو وہ خط دینے تھے وہ خطوط مجکو سپرد
کئے تکملہ اس کا یہ ہے کہ میں حافظ ملھو خاں کے ہمراہ پنجتار سے
روانہ ہوا پھر ہنڈ کے گھاٹ ناؤ پر سوار ہوکر دریائے اباسین
اُترا اور رستے میں میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ لشکر میں یا تو وزیر خاں تو مسلم سکھ کے ڈیرے پر
اُترنا یا محمد سعید خاں جمعدار سوخیل کے اور جو یہاں موقع
نہ ہو تو شاہ میر خاں رسالدار لہاری والے کے ڈیرے میں
اترنا سو اب اس میں تمہاری کیا صلاح ہے میں کہاں اُتروں
انھوں نے کہا کیا تم ہمارے ڈیرے میں نہ اُتروگے میں نے کہا تمہارے
ڈیرے میں اُترنے سے کیا مجکو انکار ہے مگر سبب یہ ہے کہ تم
سید صاحب سے ملاقات تو کر چکے ہو تم سے تو اور کوئی نئی بات
کہنی نہیں ہے اور اُن سے کچھ حضرت علیہ الرحمۃ کا پیام پہنچانا
ہے اور ان کے خطوط میرے پاس ہیں وہ دینے ہیں وہاں جانا
ضرور ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ڈیرہ اور وزیر خاں اور شاہ
میر خاں رسالدار کا لشکر کے پرلے سرے ہے اور جمعدار محمد سعید خاں

کا ڈیرہ ورلے سرے ہے جہاں تمہارا جی چاہے وہاں اُترو میں
نے کہا میں تو ورلے سرے پر محمد سعید خاں کے ڈیرے میں اُتروںگا
وہیں سے اپنے آنے کی خبر سب کو کہلا بھیجونگا یا تم ہی جاکر اُن
سے کہہ دینا پھر حافظ ملو خاں نے مجکو جاکر محمد سعید خاں کے ڈیرے
پر کھڑا کر دیا اور آپ اپنے ڈیرے کو گئے اور میں جاکر محمد سعید خاں
سے ملا اور وہاں اُترا پھر انھوں نے مجھ سے سید صاحب اور
لشکر کا حال پوچھا میں نے بیان کیا اور جو درانیوں کی قید سے لوگ
چھوٹے تھے ان کی سرگذشت کہی پھر انھوں نے اور اپنے بڑے
کے افسروں کو جو سید صاحب سے اعتقاد اور اخلاص رکھتے تھے
کہلا بھیجا کہ سید صاحب کا فلانا شخص آیا ہے یا تو تم آپ یہاں
آکر ملاقات کر جاؤ یا اپنے ڈیرے پر بلا بھیجو پھر سب نے پہلے بعد
عصر کے وزیر خاں کمر باندھے ہتیار لگائے ہوئے آئے اور مجھ سے
بعد سلام علیک کے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پچاس روپے واسطے
راہ خرچ کے مجکو دئے اور اپنا عذر بیان کرنے لگے کہ میں سید صاحب
کے روبرو بہت کچھ اقرار کر آیا تھا مگر اس وقت یہی حاضر ہے اور
میں اس وقت بر سرِ راہ ہوں ٹھہر نہیں سکتا انٹوا فرانسس
کا اس وقت حکم ہوا ہے کہ سات سو سکھ اپنے ساتھ لے

١٥٥٣

جا کر قلعہ سنڈ میں پہنچا آؤں اس لئے کہ میر خاں خادے خاں کا
بھائی کئی روز سے یہاں لشکر میں آیا ہے اور انٹورافر السس
سے کہتا ہے کہ اکیلے مجھ سے قلعہ سنڈ نہیں سنبھلتا تم کچھ مدد بھیجو
سو میں ان کو پہنچا کر پچھلی رات کو آجاؤنگا اس وقت تم سے
اور باتیں کرونگا پھر میں نے اپنے جی میں کچھ سوچ کر وہ پچاس روپے
ان کے واپس کردئے انھوں نے کئی بار تکرار اس پر اصرار
کیا مگر میں نے نہ لئے پھر وہ مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے
پھر بعد نماز عشاء کے چند افسر جن کو محمد سعید خاں نے کہلا بھیجا
تھا وہ آئے اور مجھ سے ملے پھر جو کچھ سید صاحب نے جن جن کو
جن کو زبانی پیام کہا وہ میں نے ان کو پہنچایا اور بیتیس خط
سید صاحب کے دئے ہوئے میرے پاس تھے وہ میں نے کھول
کر اپنے تھیلے سے باہر دئے اور کہا کہ جن کے جن کے نام خط ہوں
وہ اپنے پہچان کر لے لیویں پھر وہ سب افسر اپنے اپنے ڈیروں
پر چلے گئے اور اسی رات کو پچھلے پہر اپنے وعدے پر وزیر خاں
بھی آئے اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں وہ کہیں اور اپنے
ڈیرے پر گئے پھر میں محمد سعید خاں کے ڈیرے میں تین روز

رہا چوتھے روز وہاں سے رخصت ہوا اور آتے آتے دہلی
میں آیا اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم ومغفور کے مدرسے
میں ایک ہفتہ ٹہرا اور جو کچھ سلام وپیام سید صاحب کا
تھا وہ ان کو پہنچایا اور جو کچھ حال سید صاحب اور لشکر کا
انھوں نے پوچھا وہ بیان کیا پھر ان سے رخصت ہو کر روانہ
ہوا اور گڑھ مکتیسر اور امروہہ اور مراد آباد میں ہوتے ہوئے
رام پور میں داخل ہوا اور حضرت مولانا محمد حیدر علی صاحب مرحوم
ومغفور کے مکان پر اترا اور سید صاحب کا سلام وپیام ان
کو پہنچایا اور جو کچھ حال خیر مآل سید صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا
انھوں نے پوچھا میں نے بیان کیا پھر اگلے روز ان سے میں نے
عرض کی کہ آپ مجکو میاں مقیم صاحب کے مکان پر پہنچا دیں
حافظ ملھو خاں کا رقعہ اور خط ان کو دینا ہے مولانا صاحب
ممدوح نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا ہے روزے میں کہاں
حیران ہو لگے میاں مقیم تو اکثر اوقات نواب صاحب کے
دربار میں بنے رہتے ہیں مکان پر کم ٹہرتے ہیں ان سے
ملاقات ہونی دشوار ہے جو کچھ تم دوگے ہم ان کے پاس

بھجوا دینگے پھر میں نے مع خط حافظ ملہو خاں کے ایک سو بیس
روپے مولانا صاحب ممدوح کو حوالہ کئے کہ آپ میاں مقیم کے
پاس کسی کے ہاتھ بھجوا دیویں اور اس کی رسید منگوا دیویں اور
جو آپ سے کسی وقت ان کی ملاقات ہو اور وہ کچھ حال سید صاحب
کا اور لشکر کا پوچھیں تو آپ ان سے وہی بیان کر دیویں جو میں
نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے پھر مولانا صاحب نے وہ روپے
اور خط ان کے پاس بھیج کر مجکو رسید حافظ صاحب کے گھر کی
منگا دی پھر بعد ایک ہفتہ کے وہاں سے روانہ ہوا طرف بلاد
شرقیہ لکھنؤ و الہ آباد وغیرہ کے اور اس سفر میں بہت مدت مجکو
لگی یہاں تک کہ واقعہ بالاکوٹ کا بھی ہو گیا انتہیٰ اور باقی حال پنجاب
کا یہ ہے کہ جس روز دین محمد صاحب ہمراہ حافظ ملہو خاں کے روانہ
ہوئے اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نماز عصر کی پڑھ امیرالمومنین
کر مسجد میں بیٹھے تھے اس وقت زبانی کئی ملکیوں کے متواتر
خبریں آئیں کہ امیر خاں بھائی خادے خاں کا حضرو سے سات
سو سکھ لایا ہے اور انھیں کا اب قلعہ ہنڈ میں بندوبست
ہے یہ سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیا مضائقہ اس
میں بھی کچھ حکمت الٰہی ہے اب کی بار انشاء اللہ تعالیٰ سکھوں

سے ہم سنہڈ خالی کر لیوینگے پھر اس کے کئی روز کے بعد جا بجا
سے خبریں آنے لگیں کہ اکثر ملک سمہ کے ملک اور خوانین
سکھوں سے مل کر ان کے تابعدار ہو گئے اور جن لوگوں کو اطاعت
سکھوں کی اطاعت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ فتح خاں اور
ان کے بھائی ارسلان خاں زیدی والے اور ابراہیم خاں
اور اُن کے بھائی اسمٰعیل خاں کلابٹ والے اور مردان خاں
عشرہ والے اور ملا سید میر کوٹھے والے وغیرہم وے سب
اپنے گاؤں چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جب یہاں تک نوبت
پہنچی تب پائندہ خاں نے اپنے بھائی امیر خاں کو کہ اس کو
حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے پنجتار میں بھیجا تھا سو وہ
لشکر میں اپنے سواروں سے رہا کرتا تھا بلا لیا بعد اس کے حضرت
علیہ الرحمۃ کے امر اطاعت میں قصور کرنے لگا اور آثار بغاوت
کے سے اس کی طرف سے ظہور کرنے لگے مگر سید صاحب کو یہ
خبریں سن کر اس کی طرف سے کسی نوع کی بدگمانی نہ تھی
پھر بعد چند روز کے نامر خاں بہٹ گرام والے اور مدد خاں
برادر پائندہ خاں اور راجہ پارس وکیل سلطان وزیر دست

مظفر آبادی کے نے سوا ان کے اوروں نے بھی حضرت علیہ الرحمۃ
سے عرض کی کہ یہاں تک ملک سمے کا بگڑ گیا اور اپنے قابو کا نہ
رہا اگر آپ کے خیال شریف میں آوے تو طرف ملک کشمیر کے
چلنے کا ارادہ کریں اکثر اس ملک کے سرداروں سے عرضداشت
ایک مدت سے آتے ہیں کہ آپ ادہر تشریف فرما ہوں یا اپنے کچھ
لوگ روانہ فرماویں ہم آپ کے سب فرماں بردار ہیں آپ نے
فرمایا کہ جو سب بھائیوں کی صلاح ہو بہتر ہے پھر اسی پر سب کا
اتفاق ٹھہرا اور حضرت سے عرض کی کہ اول آپ چند لوگ مظفر آباد
کو روانہ فرماویں کہ وہ گویا دروازہ ملک کشمیر کا ہے اس سے
حال رستے کا بھی کھل جاویگا اور اس ملک کا بھی بعد اس کے پھر آپ
تشریف لے چلیئے بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل
کو مظفر آباد بھیجنے کی تجویز ٹھہرائی اور تمام قندہاری اور پنجابی
اور چند ہندوستانی قریب دو سو آدمیوں کے واسطے ہمراہی ان کی
کے مقرر کئے اور مولوی خیر الدین صاحب کو مولانا صاحب کا نائب کیا
اور ان دنوں مولوی صاحب ممدوح لشکر کے قاضی تھے جب ان
کو مولانا صاحب کے ہمراہ بھیجنے کی تجویز ہوئی تب ان کی جگہ
مولوی حبان صاحب کا تڑاغر ہندوالے کو قاضی کیا پھر پہلے

راجہ پارس کو روانہ فرمایا کہ تم چل کر وہاں اپنے لوگوں کو خبر
کرو تمہارے پیچھے میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بھی
آتے ہیں اور کمال خاں کو بھی رخصت کیا کہ اپنے مکان پر گردر
میں چل کر رہو اس لئے کہ اگر ور وہاں سے مظفر آباد کے رستے
میں ہے پھر اس کے کئی دن کے بعد مولانا صاحب کو روانہ فرمایا
وہاں سے تیسرے روز مولانا صاحب ساتھ اپنی جمعیت کے جا کر
ستھانے میں سید اکبر صاحب کے مکان پر پہنچے سید صاحب بہت
تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور سب لوگوں کی مہمانی کی اس کے
اگلے روز مولانا صاحب اپنا ایک آدمی خط دے کر پایندہ خاں
کے پاس روانہ کیا کہ کل ہم اتنے آدمیوں سے تمہارے وہاں آوینگے
کشتیاں تیار رکھنا ہم کو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے طرف
پکھلے کے روانہ کیا ہے اس کے جواب میں اُس نے اپنا خط دے
کر ایک آدمی کو روانہ کیا اور زبانی یہ پیام دیا کہ میں تو سید
بادشاہ کا تابعدار ہوں آپ کا یہاں آنا میرے لئے سرفرازی
تھی مگر جو آپ اس طرف سے ہو کر دریا اُتر جاوینگے تو ہری سنگھ
سکھ ہم کو تکلیف دیگا ادھر سے جانا آپ کو مناسب نہیں ہے
اور یہ سب باتیں پایندہ خاں کی محض فریب کی تھیں اس لئے

کہ ہمیشہ اس کے اور سکھوں کے درمیان جنگ و جدال اور ناموافقت
رہتی تھی اگر صلح ہوتی تو یہی ایک بات ہے حقیقت یہ تھی کہ ہنڈ
کے چھن جانے اور وہاں امیر خاں کے سکھوں کے لانے سے اکثر خوانین
سمہ کے اس طرف مل گئے تھے انھیں سب کا ساتھ اس نے بھی دیا تھا
اور علاوہ اس کے اپنی سستی کا یہی وعدہ اس کو تھا کہ ایسا نہ ہو
کہ دبا بیٹھیں پھر اس کے جواب میں مولانا صاحب نے اس کو دوسرا
خط لکھا اس مضمون کا کہ خاں صاحب جو تم نے یہ لکھا ہے کہ ہم سید
بادشاہ کے فرماں بردار ہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ ادھر ہماری طرف
ہو کر نہ آؤ کہ سکھ ہمارے مخالف ہو جاوینگے اور ہم کو تکلیف
دیوینگے اس کے کیا معنی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے اس
تقریر سے تو صاف تمہارا فریب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ سکھوں
سے اور تم سے صلح اور موافقت کب تھی جو اب تم کو ان کی مخالفت
کا خوف ہے اور سید بادشاہ کی فرماں برداری کے یہی معنی ہیں جو
تم کہتے ہو اس سے تو ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تم ہری سنگھ کے فرمانبردار
ہو جس کی ناموافقت اور ایذا رسانی کا تم کو ڈر ہے سو ایسی تقریر
پوچ کرنی تمہاری شان کے لائق نہیں ہے ہم کو تو حضرت علیہ الرحمۃ ص امیر المومنین
نے بھیجا ہے ہم کو تو جانے سے غرض ہے خواہ تمہاری طرف ہو کر خواہ
اور کسی طرف سے اگر تم اپنے آم میں ہو کر نہ جانے دو گے تو ہم نپٹینگے

میں ہو کر چلے جاوینگے مگر تم کو ہمارے لئے خارج راہ ہونا نہ چاہیے
کہ تم نے ہمارے سید صاحب کی اطاعت کا اقرار کیا ہے اور انہیں امام
گردانا ہے سوا اس کے اور باتیں اسی قسم کی جو مناسب جانیں وہ لکھیں
اور وہ خط انھیں کے آدمی کے ہاتھ بھیجا جب یہ خط اس کے پاس
پہنچا اور اُس نے پڑھا تب وہ بہت درہم برہم ہوا اور سمجھ گیا کہ میرا فریب
مولانا صاحب پر ظاہر ہو گیا آخر الامر دوسرا جواب اُس نے صاف صاف
لکھ کر بھیجا اس مضمون کا کہ بہتر بات یہی ہے کہ آپ میری عملداری میں
ہو کر نہ جاویں خواہ آرام ہو خواہ پہنچ گلی اور جو آپ نہ مانینگے تو بیشک
لڑائی ہوگی ہم نے آپ کو اطلاع کر دی ہے اب آگے آپ جانیں جب یہ
خط مولانا صاحب کے پاس آیا تب آپ نے اس خط اور پہلے خط کا مضمون
تحریر کر کے عنایت اللہ خاں تو تالی والے کے ہاتھ بھیجا میں حضرت علیہ الرحمہ
کے پاس ارسال کیا کہ یہاں یہ معاملہ ہے اب جیسا کہ ارشاد ہو ویسا کیا
جاوے جب یہ خط عنایت اللہ خاں حضرت کے پاس لائے تب ہم نے یہ
تمام تقریر زبانی عنایت اللہ خاں کے سُنی اور اس کے سوا جو کچھ اُس
خط میں اور مضمون ہو وہ ہم کو نہیں معلوم پھر اس خط کا مضمون
دریافت کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کو بڑا افسوس اور تردد ہوا پھر آپ
نے انھیں سب صاحبوں کو جنھوں نے اُدھر لوگ بھیجنے کو حضرت کو صلاح

دی تھی بلایا اور تمام مضمون خط کا سنایا اور فرمایا کہ اب اس
میں تم صاحب کیا کہتے ہو سب نے آپس میں مشورت کر کے حضرت سے
التماس کی کہ ہماری رائے ناقص میں تو یہ بات آتی ہے کہ مولانا صاحب
کو ادہر پلٹ آنا مناسب تو نہیں ہے جس طور سے بنے اس طور سے
مولانا صاحب وہاں سے آگے روانہ ہوں بعد اس کے یہاں سے آپ
تشریف لے چلیں آگے اس کے جو کچھ آپکے مزاج شریف
میں آوے وہ کریں مختار ہیں اس کے جواب میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بھائیو ہم کو تو مسلمان سے لڑائی کرنی منظور
نہیں مگر اس طرف چلنا ضرور ہوا اس کے لئے یہ تدبیر ہے کہ میاں صاحب
یعنی مولانا صاحب کو یہاں بلا لیویں بعد اس کے ہم پایندہ خاں کو خط
لکھ کر للہ فی اللہ ایک دو بار سمجھا دینگے اگر اس نے مان لیا تو فہو المراد
والا جیسا کچھ ہو گا دیکھا جاویگا پھر یہی گفتگو حضرت علیہ الرحمۃ
کی سب کو پسند آئی کہ یہی بہتر ہے پھر آپنے مولانا صاحب کو
لکھا کہ آپ اب تو اس خط کے دیکھتے ہی سب کو لے کر یہاں چلے آویں
یہاں سے پھر ہم اس کا تدارک کرینگے پھر جو کچھ منظور الٰہی ہو گا
وہ ظہور میں آویگا جب یہ خط وہاں گیا تب مولانا صاحب سب کو

لے کر وہاں سے پنجتار میں چلے آئے اور حضرت سے ملے پھر مولانا
صاحب کے ہمراہیوں سے یہ ہی بات سننے میں آئی کہ جب مولانا
صاحب نے پاینده خاں کو لکھا تھا کہ اگر آپ اپنے امب میں ہو کر ہم کو
نہ جانے دوگے تو بیٹ گلی ہو کر ہم جاوینگے ہم کو تو ادہر جانے سے
غرض ہے سو یہ خبر مولانا صاحب کے پاس آئی تھی کہ اسی روز
پاینده خاں نے عشرہ اور بیٹ گلی کا یا خوبی لڑائی کا بندوبست
کر لیا اور اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس طرف سید بادشاہ کے لوگ اگر
آویں تو ان سے لڑنا اور نہ جانے دینا اور یہ خبریت آئی تھی کہ جب
مولانا صاحب اپنا خط سید صاحب کو اس طرف روانہ کر چکے تھے پھر جب
سید صاحب کا خط یہاں سے گیا تب مولانا صاحب ہم سب کو لے کر
ادہر چلے آئے **حکایت** لشکر مجاہدین نصرت قرین میں لاہوری
نام ایک غازی رہنے والا غازی پور کا قاضی مدنی بنگالوی کہ مدنی اُن
کا نام تھا اور وہ قاضی زادوں میں تھے ان کے گھوڑے کی خدمت حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی اجازت سے کیا کرتا تھا شکل و صورت میں اگرچہ
کم رو اور حقیر تھا مگر صلاحیت اور خوش اخلاقی میں بینظیر تھا اور ایک
شخص عنایت اللہ خاں رہنے والے منڈیاہو کے جماعت خاص حضرت
علیہ الرحمۃ کے پلنگ کے قریب رہا کرتے تھے اور وہ حضرت کے پرانے

رفیقوں میں تھے اور وہ حضرت کے ہمراہ بیت اللہ شریف کو بھی
گئے تھے اور حضرت اُن سے کمال محبت رکھتے تھے ایک روز لاہوری
کے ڈیرے پر گئے اور لاہوری اُس وقت ڈیرے پر نہ تھے گھوڑے
کے دانے بھگانے کا ایک طاس وہاں دہرا تھا سو وہ عنایت اللہ
واسطے آٹا گوندہنے کے اپنے ڈیرے پر اٹھا لائے بعد اس کے لاہوری
اپنے ڈیرے پر آئے اور دانہ بھگانے کو طاس تلاش کیا تو نہ پایا
لوگوں سے پوچھا کسی نے کہا طاس تمہارا عنایت اللہ لے گئے ہیں
پھر وہ عنایت اللہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم ہمارا طاس بے پوچھے
اٹھا لائے اور ہم کو دانہ بھگانا ہے طاس ہمارا ہم کو دو اور اس وقت
عنایت اللہ نے خشک آٹا واسطے گوندہنے کے طاس میں نکال کر
رکھا تھا عنایت اللہ کے مزاج میں ذرا تندی بھی تھی لاہوری سے
کہنے لگے کہ تمہارا طاس کیسا طاس سرکاری ہے ہم اپنا کام کر کے
دیوینگے لاہوری نے کہا کہ طاس بیشک سرکاری ہے مگر قاضی مدنی
کی تحویل میں ہے اور انھوں نے ہم کو سپرد کیا ہے اور تم ہماری بغیر
اجازت کے لائے ہو تس پر اُلٹے گرم ہوتے ہو اور ہمارا حرج ہوتا
ہے ہم تو اپنا طاس لیجاوینگے عنایت اللہ نے کہا بھلا دیکھیں تو

کیونکر تم لیجاؤ گے لاہوری نے طاس کا آدھا عنایت اللہ کے کرتے
پر رکھ دیا اور طاس لے کر اپنے ڈیرے کو چلے عنایت اللہ نے اٹھ کر
دو گھونسے لاہوری کے پہلو میں مارے اور طاس چھین لیا لاہوری
بیتاب ہو کر گر پڑے اور نالہ و فریاد کرنے لگے لوگوں نے ان کو اٹھایا
اور پانی پلایا اور یہ قصہ حضرت کے خاص برنج کے تلے ہوا اس میں کسی
نے حضرت کو خبر کی کہ لاہوری کو عنایت اللہ نے مارا یہ بات سن کر آپ برنج
کی چھت سے سیڑھی پر آئے اور لاہوری اور عنایت اللہ کو بلایا حال
پوچھا جو ماجرا تھا وہ لاہوری نے آپ کے سامنے گزارش کیا آپ نے
عنایت اللہ سے پوچھا کہ یہ ماجرا یوں ہی ہوا یا اس میں کچھ فرق ہے انہوں
نے عرض کی کہ ہاں فی الواقعی یوں ہی ہوا یہ بات سنتے ہی آپ کمال
ناخوش اور خفا ہوئے اور کہا کہ تم اپنے دل میں یوں جانتے ہو گے کہ
ہم سید صاحب کے پرانے رفیق اور ان کے پلنگ کے پاس رہتے
ہیں اور تم کو یہ خیال ہے کہ ہم یہاں اللہ کے واسطے آئے ہیں اور
کام ایسے نکمے کرتے ہو اور لاہوری کو جانتے ہو کہ قاضی مدنی کا
سپس اور کم رو اور حقیر ہے یہی جان کر تم نے اس کو مارا یہ تم نے
بڑی زیادتی اور حرکت بیجا کی ہمارے نزدیک تم اور لاہوری بلکہ
سب برابر ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں سب لوگ یہاں خدا کے

کے واسطے آئے ہیں بعد اس کے حافظ صابر تھانوی اور شرف الدین بنگالوی سے فرمایا کہ ان دونوں کو قاضی حبان صاحب کے پاس لیجاؤ عنایت اللہ کی زیادتی ہے اور اُن سے کہنا کہ اس میں کسی طور سے کسی کی رواداری اور رعایت نہ کرنا موافق شرع شریف کے فیصلہ کردو جب حضرت علیہ الرحمۃ نے سب کے سامنے یوں فرمایا تب پہلت والے لوگ جن کی جماعت میں عنایت اللہ تھے آپس میں کہنے لگے کہ اب لاہوری کو کسی طور راضی کرنا چاہئے اگر وہ راضی ہو کر معاف کردے تو بہتر ہے یہ بلاٹل جاویگی اور نہیں تو عنایت اللہ پر ضرور تعزیر آویگی پھر انھوں میں سے دو تین شخص لاہوری کو سمجھانے لگے کہ بھائی صاحب اب تو عنایت اللہ سے یہ زیادتی تم پر ہوئی اور انھوں نے بہت برا کام کیا مگر تمہارا بھائی ہے بہتر یہی ہے کہ یہ قصور اس کا معاف کردو بلکہ بطور خوشامد کے کچھ دینے پر بھی راضی ہوئے مگر لاہوری نے کسی طرح نہ مانا اور کہا کہ بھائیو اب تو جو کچھ سید صاحب نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں وہاں چل کر جیسا کچھ ہوگا ہو رہیگا یہاں اس امر میں مجھ سے کچھ نہ بولو وہ ناچار ہو کر چپ ہو رہے اور حافظ صابر اور شرف الدین ان دونوں کو قاضی حبان صاحب کے پاس

لے گئے قاضی صاحب بستی کی مسجد میں تھے اور اُس وقت گھڑی
ڈیڑھ گھڑی دن باقی ہوگا قاضی صاحب نے پوچھا کہ بھائیو اس
وقت سب مل کر کہاں آئے ہو حافظ صابر اور شرف الدین نے
ان دونوں کا حال بیان کیا کہ اس طور سے لڑائی ہوئی ہے اور جو
سید صاحب نے ان کے مقدمے میں ارشاد کیا تھا وہ بھی عرض
کر دیا پھر قاضی صاحب نے لاہوری سے معاملہ پوچھا انھوں نے
شروع سے جو کچھ گذرا تھا بیان کیا پھر عنایت اللہ سے پوچھا انھوں
نے بھی ویسا ہی کہا جیسا لاہوری نے کہا تھا قاضی صاحب نے فرمایا
کہ اب تو شام ہو گئی اس وقت جاؤ کل بعد نماز اشراق کے آنا ہم
تمہارا فیصلہ کرینگے پھر وہ اپنے اپنے ڈیرے پر آئے اور بعد نماز مغرب
کے شیخ عبد الرحمن صاحب رائے بریلی والے قاضی صاحب ممدوح
کے پاس گئے اور وہ ان کے بڑے یار تھے اور کہا کہ قاضی صاحب
کوئی تدبیر آپ ایسی کریں کہ جس میں لاہوری راضی ہو جاوے
اور عنایت اللہ ذلت نہ پاوے اور اس امر میں زیادتی ضرور
عنایت اللہ کی ہے اور جو لاہوری کسی طور نہ مانے تو امر ناچاری
کا ہے پھر جو حکم شرع شریف کا ہو وہ آپ جاری کریں قاضی

صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ بہت اچھا فرماتے ہیں ہم
اول لاہوری کو خوب سمجھاوینگے حتی الامکان اس میں قصور نہ
کرینگے اگر اس نے مان لیا تو بہتر ہے والاّ موافق حکم خدا اور رسول کے
انصاف کیا جاویگا پھر شیخ عبدالرحمٰن وہاں سے اپنے ڈیرے
پر آئے پھر اگلے روز دو تین گھڑی دن چڑھے حافظ صابرا ور
شرف الدین لاہوری اور عنایت اللہ کو لے کر قاضی صاحب کے پاس
گئے انھوں نے لاہوری اور عنایت اللہ کو لیئے سامنے بٹھایا اور پہلے
عنایت اللہ کی طرف مخاطب ہو کر خوب ملامت کی کہ بہت بری
حرکت کی تونے اور قابل سزا کے ہے پھر دوسرا کے لاہوری کی طرف
متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ بھائی صاحب تم بہت نیکبخت اور بے شر
آدمی ہو اور تم سب صاحب ہندوستان سے اپنا اپنا گھر بار
خویش و تبار چھوڑ کر محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے آئے ہو کہ
اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور آخرت میں ثواب ملے اور کارخانہ دنیا
کا تو واسطے چند روز کے مانند خواب و خیال کے ہے بے اصل اور
بے بنیاد سو بات یہ ہے کہ عنایت اللہ تمہارا بھائی ہے اور اس سے
بسبب شامت نفس کے یہ قصور ہو گیا جو اس نے تم کو مارا اگر اس
کا قصور معاف کر دو اور دونوں مل جاؤ تو بہت خوب بات

ہے اللہ تعالےٰ کے یہاں اس کا اجر پاؤ گے اور جو تم اپنا عوض
لوگے تو برابر ہو جاؤ گے جو معاف کرنے میں ثواب ہے وہ نہ ملیگا
اور معاف کرنا بھی خدا اور رسول کا حکم ہے اور عوض لینا بھی
مگر معاف کرنے میں ثواب اور عوض لینے میں اپنے نفس کی خوشی ہے
یہ بات سُن کر لاہوری نے کہا قاضی صاحب اگر ہم عنایت اللہ کو
معاف کر دیویں تو ثواب پاوینگے اور جو اپنا عوض لے لیویں تو برابر
ہو جاوینگے بھلا کسی طرح کا گناہ تو نہیں ہے اُنھوں نے کہا کچھ
گناہ نہیں دونوں حکم خدا ورسول کے ہیں جو چاہو منظور کرو لاہوری
نے کہا کہ میں تو اپنا حق چاہتا ہوں قاضی صاحب نے کچھ دیر سکوت
کرکے فرمایا کہ بھائی لاہوری حق تمہارا تو یہ ہے کہ تم بھی عنایت اللہ
کے اسی جگہ دو گھونسے مار لو اور عنایت اللہ کو لاہوری کے سامنے کھڑا
کر دیا کہ اپنا عوض لے لو لاہوری نے کہا کہ حق ہمارا یہی ہے کہ ہم بھی
اسی جگہ دو گھونسے ماریں قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں بیشک یہی،
بات ہے اس وقت ہم لوگ جو وہاں حاضر تھے سب کی اُمید
منقطع ہو گئی کہ اب لاہوری بے عوض لئے نہ چھوڑیگا لاہوری
نے کہا کہ سب بھائیو جو حاضر ہو گواہ رہو کہ قاضی صاحب نے
ہم کو ہمارا عوض دلا دیا اور اب ہم لے سکتے ہیں مگر ہم نے محض

واسطے رضامندی اللہ تعالےکے چھوڑ دیا اور عنایت اللہ
کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور مصافحہ کیا تمام لوگ جو وہاں تھے
لاہوری کو آفریں کہنے لگے اور شاباشی دینے لگے کہ تم نے بڑے مردوں
اور دینداروں کا کام کیا پھر سب وہاں سے لپنے ڈیروں پر آئے
اور لاہوری اور عنایت اللہ اپنے ڈیرے پر آئے یہ خبر سید صاحب
کو ہوئی کہ لاہوری نے عنایت اللہ کی خطا معاف کر دی آپ نے
لاہوری کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ تم نے یہ کام
بڑے دیندار مردوں کا کیا کہ اپنے بھائی کا قصور معاف کر دیا
اور عوض نہ لیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ تم کو آخرت میں دیگا اور فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو یہی توفیق نیک عطا کرے اور
لاہوری کے لئے آپ نے دعا کی پھر لاہوری وہاں سے اپنے
ڈیرے میں پھر آئے   جب مولانا محمد
اسمعیل صاحب ستھانے سے لوٹ آئے اور پایندہ خاں نے اپنے
ملک میں نوکر نہ جانے دیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے خاص
لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ جس بات کا ارادہ کرتے ہیں یہاں
کے ایک نہ ایک مسلمان بھائی حارج ہو جاتے ہیں اور وہ کام
نہیں ہوتے پاتا چنانچہ یہی پایندہ خاں کہ اس نے ہمارے

لوگوں کو اپنی عملداری میں آنے سے روکا اور ہم کو مسلمانوں
سے لڑنا حتی الامکان منظور نہیں اور جو وہ اپنی شرارت اور خباثت
سے باز نہ رہیں تو امر ناچاری ہے دیکھو تو اس پایندہ خاں
نامعقول نے پہلے تو ہم سے ملاپ کیا اور کہا کہ میں بہر صورت
آپ کا فرمانبردار ہوں اور آپ کی کیسی سخت سخت نامعقول
باتیں بغاوت کی لکھیں اور لڑائی پر مستعد ہوا اگر ہم چاہتے ہیں
اب کی ایک بار اس کو فہمائش کر لیں اور حجت شرعی اُس پر
قائم کر دیں پھر جو راہ راست پر نہ آویگا تو اپنی سزا پاویگا
سب لوگوں نے آپ کی بات کو پسند کیا اور عرض کی کہ یہی
بات بہتر ہے پھر مولانا صاحب سے آپ نے فرمایا کہ آپ
ہماری طرف سے پایندہ خاں کو اس مضمون کا خط لکھ کر
بھیجدیں کہ ہم واسطے کارِ دین کے تمہاری عملداری میں ہو کر
جانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ دریا اُتر کر چلے جاویں سو اس کے
اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور تم نے ہماری اطاعت کا
اقرار کیا ہے تم کو لازم ہے کہ تم خود ہماری شراکت
کرو اور جو تم سے یہ نہ ہو سکے تو ہمارے حارج بھی نہ ہو

ایک نوع یہ بھی تمہارا احسان ہے اور کشمیر کی طرف جانے
کا ارادہ کوئی اس رستے کے سوا رستہ نہیں ہے کہ ہم ادہر
کو جاویں اور اب ہم تمہاری طرف ہو کر جاوینگے اگر اس میں تم
اپنی شرارت کی راہ سے چون وچرا کروگے تو تمہارے لئے بہتر
نہ ہوگا اور اپنی حرکت بیجا سے پشیمان ہوگے اگر تم کو دعویٰ اسلام
کا ہے تو ایسی حرکت سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو فقط پھیر
مولانا صاحب نے موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ
ایک خط لکھ کر ایک آدمی کے ہاتھ پائندہ خاں کے پاس بھیجدیا
پھیر اس کے جواب میں اس نے لکھا خلاصہ مضمون اس کے کا
یہ ہے کہ اور تو سب طرح سے میں آپ کا خادم اور فرمانبردار
ہوں مگر یہ مجھکو منظور نہیں کہ آپ ادہر تشریف لاویں آپ
ہرگز ہرگز اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں اور جو آپ آوینگے
تو ہوشیار ہو کر آویں بسم اللہ میں بھی لڑنے کو تیار ہوں اور یہی
اسی طور کے نامعقول کلام اس نے کہے اور ایسے کلام لکھنے اس
کے کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنی تبکری اور دعویٰ بہادری سے
کسی کو خیال میں نہیں لاتا تھا پھیر حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے

جواب کو اس ملک کے علمائ کے سامنے جو وہاں لشکر میں تھے
پڑھوایا انھوں نے کہا کہ اس خط کے مضمون سے تو وہ صاف
باغی ہو گیا اس پر جہاد کرنا دُرست ہے پھر اس کے بعد حضرت نے
اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ جو ہمارے لشکر میں توپیں ہیں
ان کو موقع سے کسی جگہ دبا دینا چاہئے بعد اس کے آپ نے ان
کے دبانے کی جگہ تجویز کر کے چند معتبر اور امانت دار لوگوں کو بلایا
اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ اس راز کو سوائے تمہارے دوسرا
نہ جانے یہ اللہ تعالےٰ کی امانت ہے اس میں جو کوئی تم میں
سے خیانت کریگا وہ اللہ تعالیٰ کا خائن ہوگا پھر آپ نے
ان کو توپوں کے دبانے کی جگہ بتادی وہ اس کے کھودنے میں
مشغول ہوئے اور حضرت کی طرف سے سب لشکر میں حکم بھیجا
گیا کہ لوگ اپنے اسباب ضروری کی درستی کرلیں آمدِ پر ا
چڑھائی ہے اور شیخ ولی محمد صاحب کو حکم بھیجا دیا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ جو سامان ضروری لشکر میں جس بھائی کے پاس
نہ ہو اس کو بنوا دو پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی احمد اللہ
صاحب سے جو توپخانہ کے داروغہ تھے فرمایا کہ سب توپیں

توپخانے سے یہاں لشکر میں کھچوالاؤ ان کا بھی ساز و
سامان دیکھنا ہے پھر مولوی صاحب ممدوح موافق فرمان
واجب الاذعان آپ کے سب توپیں وہاں سے لاکر لشکر
میں کھڑی کردیں حضرت نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ یہاں ان
کو رہنے دو پھر دو روز وہ توپیں لشکر میں رہیں تیسرے
روز بعد نماز عصر کے حضرت نے مولوی احمد اللہ صاحب سے
فہمائش کر کے فرمایا کہ اب توپیں لیجاؤ اور وہی چند معتمد لوگ
جن سے عہد و پیمان لیا تھا توپوں کے ہمراہ کر دیئے کہ ان کو
جاکر مولوی صاحب کے ساتھ پہنچا آؤ اور سوا ان کے چند
آدمی اور بھی تھے پھر سب لوگ توپوں کو توپخانے کی طرف
لے کر روانہ ہوئے جاتے جاتے رستے میں رات ہو گئی اور کئی اونٹ
بھی ہمراہ تھے پھر رستے میں ایک جگہ ٹھہرے پھر وہاں جو لوگ
شریک عہد و پیمان میں نہ تھے ان کی آنکھوں میں پٹیاں باندھی
گئیں اور اُن معتمد لوگوں نے توپوں کو چرخ سے اُتار کر اونٹوں
پر لادا اور پھر بیٹھے اور گولے ان کے جدے لادے اور وہاں
سے لے چلے اور جہاں جہاں اُن کے دفن کرنے کے ٹھکانے بتائے
تھے وہیں لے گئے اور وہیں ان کو دفن کیا توپیں جدی جگہ

اور پہر بیٹھے جیدی جگہ اور گولے جیدی جگہ اس کام سے
فارغ ہو کر پھیر وہاں آئے جہاں توپوں کو چرخ سے اتار
کر اونٹوں پر لادا تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں میں پٹیاں
بندھی تھیں کھول دیں پھیر وہاں سے سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے
پر آئے اور مولوی احمد اللہ صاحب نے حضرت سے جاکر اطلاع
کی کہ توپوں کو دبا آئے اور ان توپوں کے دبانے کی جگہ کے
کھود کھاد میں گیارہ بارہ روز کا عرصہ لگا تھا تب تک
لشکر میں اسباب ضروری کی درستی بھی ہو گئی اس کے بعد
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے بھانجے سید محمد علی
صاحب اور عبدالحمید خاں رسالدار کو بلایا اور سید احمد علی صاحب
سے فرمایا کہ ہم نے تم کو عبدالحمید خاں صاحب اور ان کے
سواروں پر امیر کیا کل یہاں سے ان سب کو ساتھ لے کر پکھلی
میں ہوتے اور وہاں سے پیر خاں کو مع ان کی جماعت کے
لیتے ہوئے یا ان سے کہتے ہوئے سنہالے میں جاؤ اور وہاں
ٹھہرو تمہارے بعد ہم باقی لوگوں کو لئے ہوئے چینئی کے
رستے ہو کر آوینگے اور وہاں جو کچھ ہمارا حکم تم کو پہنچے اس

کے موافق کام کرنا پھر اگلے روز سید احمد علی صاحب اور
عبدالحمید خاں رسالدار حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے
اس روز جا کر موضع ٹوپئی میں ڈیرہ کیا اگلے روز پیر خاں
کے پاس کہیل میں جا کر داخل ہوئے اور ایک روز وہاں مقام
کیا اور پیر خاں صاحب سے کہا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ
مع جماعت پیر خاں کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا یا کہتے جانا
سو تمہارا ہمارے ہمراہ چلنا ابھی چنداں ضرورت نہیں ہم سھانے
کو چلتے ہیں مگر تم اپنے ساز و سامان سے تیار رہنا جس وقت
ہمارا خط یا آدمی تمہارے پاس آوے فوراً اسی وقت وہیں
پہنچنا دیر نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے سھانے
کو روانہ ہوئے چند آدمیوں سے سید اکبر صاحب کچھ دور استقبال
کر کے سب کو لے گئے اور باہر بستی کے ام کی جانب جو میدان
ہے جہاں ان کے آبا و اجداد کا گورستان ہے قریب دریا کے
وہاں سب کا ڈیرہ کروایا اور دو دن سید اکبر صاحب نے
سب لشکر کی مہمانی کی پھر موافق دستور کے آٹے کا تالو
بٹنے لگا وہی ہم سب لوگ کھانے لگے اور یہ بھی خبر زبانی

معتبر ملکیوں کے ہمارے لشکر میں آئی کہ تم لوگوں کی خبر
پائندہ خاں کو پہنچی ہے کہ لشکر سید بادشاہ کا ستھانے میں
داخل ہوا یہ سن کر اُس نے بھی تیاری لڑائی کی ہے
یہ خبر سن کر سید احمد علی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھا
کہ ہم یہاں ستھانے میں خیر و عافیت سے پہنچے اور سید اکبر صاحب
ہم سب کو استقبال کر کے لے گئے اور دو روز انھوں نے
ہم سب کی ضیافت کی اور یہاں یہ بھی خبر زبانی معتبر ملکیوں
کے سُنی کہ ہم لوگوں کی خبر پا کر کہ ستھانے میں ہیں پائندہ خاں
نے بھی ساز و سامان لڑائی کا درست کیا ہے فقط اس کے
جواب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ
جبتک ہم یہاں سے کوچ کر کے تم کو خبر نہ بھیجیں تم ستھانے
سے آگے نہ بڑھنا اور وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا بعد کئی
روز کے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی کوچ کرتے ہیں فقط پھر اس
کے اگلے روز آپ نے سردار فتح خاں کو بلا کر فرمایا کہ خان بھائی
پہلے تو ہماری اور کچھ تدبیر تھی مگر سید احمد علی کے خط سے معلوم
ہوا کہ پائندہ خاں آمادہ فساد اور بر سر جنگ ہے سو اب

ہمارا ارادہ یہ ہے کہ یہاں سے ڈہائی تین کوس پہاڑ پر تمہارے
عمل میں موضع دکہاڑا ہے اس میں اپنے اور اپنے غازیوں کے اہل
وعیال کو رکھ دیں اور ہم لوگوں کو لے کر یہاں سے طرف چنئی کے
کوچ کریں اس امر میں تمہاری کیا مرضی ہے خان ممدوح نے عرض
کی کہ میری عین خوشی اور سعادتمندی ہے آپ بلا تامل ان کو وہاں
پہنچا دیویں کہ وہ سب بآرام تمام وہاں رہیں اس میں مجھ سے
بھی جو کچھ ہو سکے گا ان کی خدمت گزاری میں نہ کرونگا پھر حضرت نے بی بی
صاحبہ معظمہ مکرمہ اور سب عورتوں کو خدمت گزاری کے لئے شیخ حسن علی
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھ چند آدمیوں اور کو تجویز کیا
اور شیخ صاحب ممدوح کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے لوگوں سے ہمارے
اور سب غازیوں کے اہل وعیال لے کر موضع دکھاڑے میں جا کر
رہو اور جو کچھ کہنا تھا اُن سے کہہ دیا اور اس کے اگلے روز شیخ
صاحب ممدوح کو سب کے ہمراہ کر کے رخصت فرمایا جب ان
کے وہاں پہنچنے کی خبر حضرت کے پاس آئی تب آپ نے سب غازیوں
کو ہمراہ لے کر پنجتار سے کوچ کیا اور موضع بائی بنی میں جا رہے
اگلے روز چنئی کے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے جا کر چنئی میں داخل ہوئے
اور سب لشکر نے وہاں دو مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے

تمام معزز لوگوں کو جوافسر تھے جمع کیا چنانچہ ان میں مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن مہنہاروں
کے رامپور والے اور شیخ ولی محمد اور شیخ عبد الحکیم پہلت والے اور
لعل محمد اور آخوند قطب الدین اور ملا عترت قندھاری اور شیخ
بلند بخت اور ان کے بھائی علی محمد دیبن والے اور صوفی نور محمد اور
مولوی وارث علی اور مولوی امام الدین نیگالوی اور مولوی خیرالدین
صاحب شیرکوٹی اور سید اسمٰعیل صاحب رائے بریلوی اور مولوی
مظہر علی اور مولوی قمرالدین اور مولوی عثمان علی اور مولوی باقر علی
عظیم آبادی اور جعفر خاں ترین ہزارہ والے اور مرزا احمد بیگ پنجابی
اور حاجی عبداللہ اور حافظ امام الدین رامپوری اور امام خاں اور
ان کے بھائی ابراہیم خاں خیرآبادی اور حافظ مصطفےٰ کاندہلوی
نواسے مولوی مفتی الٰہی بخش صاحب کے اور قاضی علاء الدین
بگھری والے اور میاں جی چشتی بڑہانے والے اور منشی خواجہ محمد
حسن پوری اور قاضی احمد اللہ میرٹھی اور قاضی حمایت اللہ اور قاضی
برہان الدین سنجاوتی اور امان اللہ خاں خیل عشرے والے اور ناصر خاں
سواتی بہٹ گرام والے اور منشی امان زئی والے نام ان کا یاد نہیں
اور ملا عظیم اور قاضی حیان اور یا سنیدہ خاں بھائی مدو خاں اور

بھی تھے ان سب کی طرف مخاطب ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ تم پر اور تمہارے سب لوگوں پر ہم نے میاں صاحب یعنی مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر کیا جو کچھ میاں صاحب تم کو حکم کریں بلا انکا
بجا لانا اور مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے
لڑائی کرنے میں سبقت نہ کرنا اور جو طرف ثانی والے پیشی کریں اس
وقت تمکو اختیار ہے جیسا مناسب جاننا ویسا کرنا سوا اس کے
اور جو جو باتیں مناسب تھیں وہ سب فہمائش کر کے اور دعا خیر
کر کے طرف مداخیلوں کے رخصت فرمایا اور فقط سات یا آٹھ
آدمی اپنے ساتھ رہنے دیئے اور اس روز مولانا صاحب ممدوح
سب لوگوں سے جا کر موضع گیا لی میں رہے اور وہاں کے لوگوں
نے موافق دستور ملک کے سب غازیوں کی ضیافت کی پھر اگلے روز
وہاں سے کوچ کر کے چلے راہ میں مدد خاں برادر پائندہ خاں نے
مولانا صاحب سے عرض کی کہ یہاں سے آگے چل کر کئی کوس پر
پائڑ نام ایک بستی پائندہ خاں کے عمل کی آویگی اس کے کنارے
ہو کر رستہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہاں کے رعیت لوگ کچھ تعرض کریں
کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہیئے مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم یہاں کے
واقف کار ہو چند آدمیوں سے پہلے آگے جاؤ اور ان کو سمجھا دو
کہ سید صاحب کا لشکر دیگرے کو جاتا ہے تم کسی نوع کا ان سے

تعرض نہ کرنا والا تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا آگے تم جاؤ اور ہم آگے
چل کر باڑے کی سرحد کے ورے ہٹ جاوینگے جب تمہارا آدمی خبر لاویگا
تب ہم آگے بڑھینگے پھر بیس بائیس آدمیوں سے مدد خاں باڑے کو
روانہ ہوا اور اس کے پیچھے تمام لشکر چلا جب وہ بستی کوئی پاؤ کوس
کے فاصلے پر رہی تب مولانا صاحب سب کو لے کر وہاں ٹھہر گئے کچھ دیر
کے بعد مدد خاں کا آدمی مولانا صاحب کے پاس خبر لایا کہ مدد خاں نے
وہاں کے لوگوں سے سمجھا کر کہہ دیا کہ خبردار سید بادشاہ کے لوگوں سے
کسی طور کا چھیڑ چھاڑ نہ کرنا والا آفت میں پڑ جاؤگے اُنھوں نے
کہا کہ ہم غریب رعیت ہیں ہم کو چھیڑ چھاڑ سے کیا غرض وہ شوق سے
چلے جاویں سو اب آپ یہاں سے روانہ ہوں پھر مولانا صاحب فوج لے
کر آگے چلے اور اس بستی کے کنارے ہو کر جب سب گذر گئے تب مدد خاں
بستی سے جا کر سب میں شریک ہوا پھر جب فوج موضع ڈگیر آمیں پہنچی
تب وہاں کا خان مدد خاں نام آکر مولانا صاحب سے ملا اور ہمراہ ہوا اور
سوا اس کے اسرتین خان اور اس چڑھائی میں شریک تھے ایک ڈگری
کا رحمت خاں اور دوسرا مداخیلوں کا سرور خاں اور تیسرا مدد خیلوں
کا غلام خاں پھر مولانا صاحب نے قریب دو سو غازیوں کے جو خاص
اور معتمد لوگ تھے وہاں ڈگیری میں چھوڑے اور لوگ ہمراہ اپنے لے کر
فروسے میں گئے کہ وہاں سے کوس یا سوا کوس ہے اور وہاں دو مقام

کئے یہ خبر پائندہ خاں کو ہوئی کہ دیگری اور فردوسے میں سید بادشاہ
کا لشکر داخل ہوا پھر اس نے اپنے مشیروں سے کہا کہ اب اس کی کیا
تدبیر کیا چاہیئے کہ ادہر دیگری اور فردوسے میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
پیادوں کی فوج لے کر آگئے اور ادہر ستھانے میں سید احمد علی صاحب
سواروں کے لشکر سے ہیں مشیروں نے عرض کی کہ ہم خان کے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم کو حکم ہو بجا لاویں مگر ہمارے ذہن میں یہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ کچھ لوگ موضع کینبڑی کے پہاڑ پر بھیجے جاویں کہ غازیوں کی
کمک آنے کا رستہ بند ہو جاوے اور ستھانے کے سواروں کے مقابلے کو
عشرے کے میدان میں سوار بھیجے جاویں اور باقی لشکر لے کر دیگری اور
فردوسے کی فوج کا مقابلہ آپ کیجئے یہ تمام خبر مخبروں نے آکر مولانا
صاحب کو دی پائندہ خاں کے بھائی مددخاں نے مولانا صاحب سے
عرض کی کہ آپ اسی وقت اپنے لوگ موضع کینبڑی کو روانہ کریں کہ
اس کو اپنے قبضہ میں کرلیں اور جو پائندہ خاں کے لوگ وہاں آجاویں گے
تو پھر ویسا ہی ہوگا جیسا کہ انھوں نے مشورہ کیا ہے مولانا صاحب
نے اسی وقت اپنا آدمی بھیج کر دیگری کے غازیوں کو اپنے پاس فردوسے
میں بلوا لیا اور ان سب سے پکار کر کہا ہم نے تم سب میں ارباب بہرام
خاں کو امیر کیا اور ان کے بعد مولوی خیر الدین کو اور ان کے بعد
شیخ بلند بخت دیبنی کو اور ان کے بعد امام خاں خیرآبادی کو امیر کیا

اور جب یہ کوئی نہ ہوں تب تم سب کو اختیار ہے جس کو چاہنا اپنا
امیر بنا لینا پھر ارباب بہرام خاں اور مولوی خیر الدین اور شیخ بلند بخت
اور امام خاں کو الگ بلا کر فرمایا کہ تم یہاں سے سب لوگوں کو ساتھ لئے
ہوئے مدد خاں کے ہمراہ کینڈی کے پہاڑ پر جاؤ اور جس جگہ مدد خاں
تم کو مقرر کر دیں وہاں اپنا بند و بست کر کے ہوشیاری سے بیٹھے رہنا
کل صبح کو تم اُدھر عشرے کو اترنا اور ہم ادھر سے ام کی طرف اترینگے
اور اب سید احمد علی صاحب کو لکھتے ہیں وہ بھی تمہاری مدد کو طرف
عشرے کے آوینگے پھر دعائے خیر کر کے درمیان عصر اور مغرب کے
مدد خاں کے ہمراہ ان کو طرف کینڈی کے روانہ کیا اور ادھر سید احمد علی
صاحب کو لکھا کہ اگلے روز صبح کو آپ سب سواروں اور پیدلوں
سے عشرے کے میدان میں آکر داخل ہوں ادھر آج ہم نے ارباب بہرام
خاں کو امیر کر کے دو سو غازیوں سے کینڈی کے پہاڑ پر بھیجا ہے
کل صبح کو وہ بھی طرف عشرے کے اترینگے اور ہم سب یہاں سے ام کی
طرف اترینگے فقط اس خط کو دیکھتے ہی سید احمد علی صاحب نے پنجتار
سے پیر خاں کو مع جماعت اپنا آدمی بھیج کر بلوا لیا رات کو
اس تدبیر کی خبر پائندہ خاں تنولی کو مخبروں نے پہنچائی اس نے
یہ تمام حال اپنے مشیروں سے بیان کیا کہ تم نے جو ہم کو تدبیر بتائی

تھی وہ تو ہمارے ہاتھ سے جاتی رہی وہاں سید بادشاہ کے لوگوں
نے اپنا دخل کر لیا اب اس کی کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے کہا کہ اب
یہ تدبیر ہمارے خیال میں آتی ہے کہ ایک خط سید بادشاہ کو بھیجو اور
ایک مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اس مضمون کا کہ ہم تمہارے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم سے آپ کی جناب میں قصور ہوا اللہ آپ معاف
کریں اور ہم اپنی گستاخی سے توبہ کرتے ہیں اور آپ سے صلح چاہتے
ہیں اور کل آپ فروسے سے دس یا پنچ آدمی لے کر ادھر بھانڈے میں
تشریف لاویں اور اسی قدر آدمیوں سے میں بھی وہیں واسطے آپ کی
ملاقات کے آکر حاضر ہونگا فقط اور جو تم اس وقت خط بھیجنے میں
تساہل کروگے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اور اس مضمون کا خط
ارسال کرنے میں فائدہ یہ ہے کہ جب یہ خط مولانا صاحب کو پہنچے گا
تو اس کو دیکھ کر جا بجا اپنے لوگوں کو آنے سے روک دیوینگے اور
صبح کو وہ آپ تمہاری ملاقات کو بھانڈے میں آنے کے منتظر رہینگے
اور تم خود صبح کو اپنے سوار و پیادے لے کر کنیڑی کے پہاڑ پر چلو وہاں
سو دو سو جوان کے غازی ہیں ایک ایک کو حملہ کر کے مار لو وہی
لوگ ان کے خاصوں اور معتمدوں میں ہیں جب تم نے ان کو مار لیا تب
تمام لشکر ان کا پراگندہ ہو جاویگا اور تمہارے مقابلے کو نہ آویگا اور

رحمت خاں ہیبٹ گلی والا جو یہاں حاضر ہے اس کو اسی وقت کچھ
لوگوں سے یہ کہہ کر بہانڈے میں بھیجدو کر جب مولانا صاحب صبح
کو وہاں آویں تب کسی حکمت عملی سے گرفتار کرلینا اس تدبیر کے
سوا اس وقت اور کوئی تدبیر نہیں ہے اگر یہ فریب چل گیا تو پھر
کیا کہنا ہے اور جو نہ چلا تو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا ،
پاینده خاں نے ان کے فریب کو بہت پسند کیا اور اسی وقت رات
ہی کو ایک خط اسی مضمون مذکور کا لکھکر مولانا صاحب کے
پاس اپنے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور ایک خط اپنے عذر و معذرت
اور تابعداری و اطاعت کا لکھکر سید صاحب کے پاس ارسال
کیا اور رحمت خاں کو اسی وقت چند آدمیوں سے وہی تدبیر مذکور
فہمائش کرکے بہانڈے کو روانہ کیا پھر جب مولانا صاحب کو وہ
خطرات ہی کو پہنچا اس کو پڑھ کر نہایت خوش ہوئے اور اپنے
لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ ہم بھی خدا سے یہی چاہتے ہیں کہ ،
پاینده خاں ہم سے موافق ہو جاوے اور جنگ و جدال درمیان میں
نہ ہو تو خوب بات ہے سو ویسا ہی ہوا اور اسی وقت ایک خط اپنا اور وہی
پاینده خاں کا خط نقل کرکے ارباب بہرام خاں کے پاس روانہ کیا
کہ کل صبح کو وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا نیچے نہ اُترنا جبتک

ہمارا دوسرا خط تمہارے پاس نہ آوے اس لئے کہ پائندہ خاں نے
پیام صلح کا بھیجا ہے اور ہم کو بھی یہی منظور ہے اور اسی مضمون کا ایک
خط سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ آپ بھی ستھانے سے ابھی کوچ نہ کریں
جبتک ہمارا دوسرا خط آپ کو نہ پہنچے اور جو شاید کوچ کیا ہو تو وہیں
کو پلٹ جاویں اور وہی پائندہ خاں کا خط بھی نقل کر کے اپنے خط میں
لپیٹ کر ایک آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور وہاں سید احمد علی صاحب نے
موافق مضمون خط اول کے کہ تم صبح کو عشرے کے میدان میں آکر داخل
ہونا اور ادہر کینڑی کے پہاڑ سے ارباب بہرام خاں اپنے لوگ لے کر
طرف عشرے کے اتر ینگے اپنے تمام سواروں میں حکم بھجوا دیا تھا کہ
صبح کو سب اپنے اپنے گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے نماز فجر پڑہیں
سو ہم سب نے اسی حکم کے موافق گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے
نماز فجر کی اول وقت پڑہی اور سب ڈیرے ڈنڈے لپیٹ کر سید
اکبر صاحب کے مکان پر رکھ دئے اور آٹھ آدمی کا ایک پہرا وہاں
مقرر کر دیا پھر سید احمد علی صاحب نے سب سواروں اور پیادوں سے
کوچ کیا اور سید اکبر صاحب بھی اپنے چند لوگوں سے ہمراہ لشکر کے ہوئے
جب وہاں سے چلتے چلتے ستھانے کے کہڑتے یعنی کمر کوہ کے رستے سے
پار ہو گئے اور عشرہ وہاں سے قریب آدہ کوس یا پون کوس کے رہا
ہم سب نے طرف ام کے دیکھا کہ تمام لشکر پائندہ خاں کا وہاں ام کے

میدان میں جما ہوا کھڑا ہے اس عرصے میں مولانا صاحب کا آدمی
وہی خط لے کر جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے سید احمد علی صاحب کے
پاس آیا اور دیا سید احمد علی صاحب ممدوح نے اس کو پڑھا اور اپنے
دل میں بہت متردد ہوئے اور رسالدار عبدالحمید خاں اور سید اکبر صاحب
کو بلایا اور اس خط کو پڑھ کر سنایا اور کہا مولانا صاحب نے اس میں
لکھا ہے کہ تم ستھانے سے ابھی کوچ نہ کرنا جبتک ہمارا دوسرا خط
نہ آوے اور جو کوچ کیا ہو تو پلٹ جانا سو اب تو مناسب یہی ہے
کہ یہاں سے پلٹ چلیں رسالدار اور سید اکبر صاحب نے کہا کہ یہ
پائندہ خاں کا محض فریب ہے اس نے مولانا صاحب کو دھوکا دیا
ہے کیونکہ لشکر اس کا وہ سامنے ام کے میدان میں تیار کھڑا ہے سو
یہاں سے پلٹنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا ایسا ہی ہے تو آپ اسی جگہ
ٹھہر جاویں دیکھیں تو آخر کو کیا معاملہ ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے
کہا کہ ہم کو اس بات سے کچھ کام نہیں ہم تو ان کے حکم کے موافق کام
کرینگے دوسرا اکر پھر سید اکبر صاحب نے کہا کہ سید احمد علی صاحب آپ
کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے ہم کو اس طرح سے لکھا خیر بجا لکھا ہے
ہم آپ کے فرماں بردار ہیں اور بہر حال شریک کار ہیں ولیکن پائندہ خاں
کی حیلہ سازی اور فریب بازی سے ہم خوب ماہر ہیں کیونکہ ہمارا اور

اس کا تو ڈنڈہ ملنیڈہ ہے اور میں اس کے اس فریب کو کسی اس طرح
بالیقین دیکھتا ہوں جس طرح اپنا ہاتھ دیکھتا ہوں کہ یہ میرا ہاتھ ہے
میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ آپ اسی جگہ ڈیرہ کر دیں اور میرے
کہنے کا حال دو چار گھڑی میں بچشم خود دیکھ لیں اور جو میرا کہنا پیش نہ
آوے تو مجکو الزام دیں اور جو آپ کے خیال شریف میں یہی ہے کہ یہاں
سے ستھانے کو چلیں والامر الطاعت میں فرق آ ہو لگا تو بسم اللہ چلئے
ہم آپ کے ہمراہ ہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دیر میں آج ہی آپ اس کا
فریب سن لیو ینگے کہ کیا ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے فرمایا کہ بھائی
سید اکبر آپ بجا کہتے ہیں میرے بھی خیال میں یہی بات ہے مگر کیا کروں
امر اطاعت سے ناچار ہوں اور یہ فرما کر وہاں سے گھوڑے کی باگ پھیری
اور سب کو لے کر طرف ستھانے کے روانہ ہوئے اور وقت ظہر کے جاکر
ستھانے میں داخل ہوئے اور وہاں سب نے وضو کر کے نماز ظہر پڑھی
اور بعد فراغ نماز کے سب سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کوئی
کھڑے رہے کوئی بیٹھ گئے اور سید احمد علی صاحب اور رسالدار اور سید
اکبر ایک جگہ بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے لگے اس میں دو تین گھڑی کا عرصہ
ہوا ہوگا کہ کینٹری کی طرف سے ٹپکا ٹپکی ایک ایک دو دو بندوق کی
آوازیں آنے لگیں سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ دیکھئے

کینڑی میں لڑائی شروع ہو گئی اور یہی اکثر لوگوں نے اپنے لشکر والوں سے
آکر یہی کہا یہ سُن کر سید احمد علی صاحب نے فرمایا خدا جانے ایک ایک دو
دو بندوقیں کہاں چلتی ہیں کسی کے یہاں لڑکا بالا ہوا ہو وہاں چلتی ہونگی
اگر لڑائی کی بندوقیں ہوتیں تو باڑ چلتی انھیں باتوں کی رد و بدل آپس
میں دیر تک رہی یہاں تک کہ سب نے نماز عصر کی پڑھی پھر
بندوقیں زیادہ چلنے لگیں رسالدار عبدالحمید خاں نے خفا ہو کر کہا
کہ سید احمد علی صاحب وہاں کینڑی میں لڑائی ہو رہی ہے ہمارے
بھائی لوگ کٹے جاتے ہونگے آپ تو یہاں تشریف رکھئے اب ہم
تو وہیں جاتے ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جتنے
سوار تھے سب سوار ہوئے اس وقت سید احمد علی صاحب نے بڑھ
کر رسالدار کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور مولانا صاحب کا وہی خط دکھا
اور فرمایا کہ تم ان کا حکم نہیں مانتے ہو اور اپنی رائے سے کام کرتے ہو
یہ بات اچھی نہیں ہے وہ جھنجلا کر کہنے لگے کہ سید احمد علی صاحب بڑے
تعجب کی جگہ ہے نہ تو آپ جاتے ہو اور نہ ہم لوگوں کو جانے دیتے ہو
تم جانو ہم بری الذمہ ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے ان کے
ساتھ اور سب سوار اُتر پڑے اور رسالدار اسی طور غصہ میں چپ
چاپ بیٹھے رہے یہاں تک کہ وقت مغرب کا قریب آیا اس عرصے میں لینے

لشکر کے کئی آدمی رسالدار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس وقت
ایک سوار عشرے کی طرف سے تیز چلا آتا ہے اور پہاڑ کے کھڑے
سے اس طرف نکل آیا ہے خدا جانے کچھ خبر لئے آتا ہے یا کیا بات ہے یہ
بات سنتے ہی رسالدار گھوڑے پر چڑھ بیٹھے اور سب لوگوں سے باآواز
بلند پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو ہوشیار اور تیار ہو جاؤ یہ سُن کر سب لوگ
اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور پیادے خبردار ہو گئے اور ہر کوئی
اسی سوار کی طرف دیکھنے لگا کچھ عرصے میں وہ قریب آپہنچا دیکھا تو
وہ جعفر خاں کے ساتھ کرم خاں تھا او خچر پر سوار تھا اور دور ہی سے
پکارتے ہوئے آیا کہ جلد تیار ہو کر چلو وہاں غازیوں نے لڑائی پائندہ
خاں کی مار کر عشرہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور کوٹلہ بھی لے لیا ہوگا کیونکہ
جب عشرہ لے کر ہمارے لوگ کوٹلہ پر گئے تھے تب مجھکو جعفر خاں نے
ادہر بھیجا اور یہ خچر عشرہ کی لوٹ کا ہے اور سید احمد علی صاحب اور
رسالدار سے کہا کہ جلد چل کر لوگوں میں شامل ہو دیر نہ کرو اتنی خبر
دے کر آپ اسی طرف اسی خچر پر سوار روانہ ہوا اور اس وقت کچھ
بھی دن باقی نہ تھا پھر سید احمد علی صاحب سب سوار پیدل سے جلد
عشرے کو روانہ ہوئے اور ستھانے کے کھڑے سے اس پار نکل کر
نماز مغرب پڑہی اور سید احمد علی اور سید اکبر صاحب عشرے کو روانہ

ہوئے ان کے پیچھے سب فوج و لشکر لئے ہوئے رسالدار عبدالحمید
خاں چلے وقت عشا کے عشرے میں جا کر داخل ہوئے اور وہاں سنا
اپنے لوگوں سے کہ کوٹلہ بھی لے لیا اور امب میں جا کر شیخ ولی محمد صاحب
نے ڈیرہ کیا اور پایندہ خاں امب سے بھاگ کر چھتر بائی کے گھاٹ سے اباسین
اُتر گیا مگر امب کی گڑہی سے ابھی مورچے لگے ہیں اور وہاں جو بندوقیں
جانبین سے چلتی تھیں وہ ہم سب عشرے میں سنتے تھے اور نہایت بیقرار
تھے کہ کسی طرح ہم بھی سب وہاں پہنچیں مگر اباسین کے کنارے کنارے
کا رستہ یعنی کمر کوہ کا رستہ نہایت دُشوار اور خوفناک تھا کہ رات
کو سواروں کا جانا اس سے مشکل تھا اسی تردد میں تھے کہ کیا تدبیر
کریں جو امب کو پہنچیں اس میں رسالدار نے کہا کہ سب بھائیو پہلے نماز
عشا کی پڑھ لو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا پھر سب نے نماز پڑہی
بعد فراغ نماز کے سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ
آپ لوگ بیقرار کس لئے ہیں میرے ساتھ پیادوں کو کہہ دو میں
امب کو روانہ ہوں اور سواروں کے ساتھ تم یہاں رہو سید احمد علی
صاحب نے فرمایا کہ تم نے بات خوب کہی مگر میں بھی تمہارے ساتھ
چلونگا یہ سُن کر رسالدار عبدالحمید خاں نے کہا سید احمد علی صاحب
سے کہا کہ آپ تو کھڑے پیر ہو کر تشریف لیجاوینگے اگر اجازت ہو

تو میں ہیبت گلی کے درے ہو کر سواروں کو لے چلوں انھوں نے کہا
کہ رات کو ہیبت گلی کے درے ہو کر جانا مناسب نہیں تم اپنی ہوشیاری
سے یہیں رہو ہم وہاں جا کر شیخ ولی محمد صاحب سے کہیں گے پھر جو
کچھ وہ فرماوینگے ویسا ہم تم کو کہلا بھیجینگے انھوں نے کہا کہ خیر یوں
ہی سہی پھر رسالدار تو سواروں کے ساتھ وہیں رہے اور سید احمد علی
صاحب سید اکبر صاحب کے ہمراہ پیر خاں کی جماعت لے کر کہرے کے رستے
سے ام کو روانہ ہوئے پھر اس کے بیان چھ گھڑی کے بعد دو آدمی
سید اکبر صاحب کے رسالدار کے پاس آئے اور شیخ صاحب کا حکم
لائے کہ یہاں سے سید احمد علی صاحب نے جا کر شیخ صاحب سے جا کر
عرض کی کہ وہاں ٹھہرے ہیں رسالدار صاحب بہت بیقرار ہیں کہ کہیں
کسی طور اپنے سوار لے کر ام کو پہنچیں بلکہ چاہتے تھے کہ ہیبت گلی کے درے
سے آویں میں نے ان کو روکا سو جیسا آپ فرماویں ویسا میں ان کو
کہلا بھیجوں یہ سن کر شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان کو کہلا بھیجو کہ صبح نماز
کی پڑہ کر جدہر سے چاہیں چلے آویں ان کو اختیار ہے اس وقت رات
کو آنے کی کچھ ضرورت نہیں ہم لوگ یہاں فضل الہی سے ساتھ خیر و
عافیت کے ہیں کسی بات کا اندیشہ اور خطرہ نہیں ہے تب ہم
کو سید احمد علی صاحب نے یہ حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا سو

تم بعد نماز فجر کے یہاں سے کوچ کرنا یہ حکم سنا کر وہ دونوں
اسی وقت بھیرام کو چلے گئے پھر ہم سب سوار رسالدار کے
ساتھ رات بھر کمریں باندھے ہوشیاری سے اپنے اپنے گھوڑے
کی باگ ڈور پکڑے ہوئے بیٹھے رہے اور ادہرام کی گڑہی میں
ایک ایک دو دو بندوقیں رات بھر چلتی رہیں پھر نماز فجر کی پڑہ کر
رسالدار نے ہم سب سواروں کو لے کر کوچ کیا اور کہڑے
پر آئے اس طرح کا وہ تنگ رستہ تھا کہ مجال نہ تھی گھوڑے پر
سوار ہو کر کوئی شخص اس سے گذر جاوے بائیں طرف تو سیدھا پہاڑ
گویا آسمان سے لگا ہے اور داہنی طرف بانسوں نیچے اباسین اگر
خدانا خواستہ وہاں سے لغزش کھا کر کوئی گھوڑا یا سوار گرے تو نیچے
جاتے جاتے رستہ ہی میں پتھروں کی ٹکروں سے پارہ پارہ ہو جاوے
اور مردہ ہو کر اباسین میں آوے الغرض پھر تمام سوار اپنے گھوڑوں
سے اُترے اور گھوڑے کی باگ ڈور پکڑ کر ایک ایک آگے پیچھے چلنے
لگے پان چھ گھڑی میں سب کہڑے سے سلامت پار ہوئے پھر وہاں
سے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے مع الخیر ام میں جا پہنچے اور
مولانا صاحب سے ملے اور اس وقت تمام تک ام کی گڑہی خالی
نہیں ہوئی تھی پھر بعد تھوڑی دیر کے گڑہی والوں نے چار ہزار کی

اور امن مانگی پھر مولانا صاحب نے شیخ ولی محمد صاحب اور
شیخ بلند بخت کو آٹھ آدمیوں سے ان کے پاس بھیجا اور وہ سب
آدمی جماعت خاص کے تھے پھر وہ وہاں گئے اور ان سے پوچھا،
کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم امن چاہتے ہیں کہ اپنا اسباب
اور اپنے ہتیار لے کر سلامت نکل جاویں شیخ ولی محمد صاحب نے
مولانا صاحب سے آکر ان کا سوال عرض کیا مولانا صاحب نے فرمایا
کہ ان سے کہو کہ جو تمہارا خاص مال و اسباب ہو اور جو تمہارے
اپنے ہتیار ہوں تم کو ہم نے امن دی وہ لے کر باہر نکل آؤ اور جو
مال و اسباب یا ہتیار سرکاری ہو وہ گڑہی میں رہنے دو اگر اس میں
سے کچھ لیجاؤگے تو مجرم ہوگے مگر ان کو گڑہی سے نکال کر دریا کے
پار اتار دینا پھر شیخ صاحب نے یہی بات جا کر ان سے کہی کہ تم کو امن
ہے تم اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ اُنہوں نے کہا تمہارا فرمانا ہم کو
منظور ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم سید بادشاہ کے لوگ بدعہدی
نہیں کروگے مگر بات یہ ہے کہ تم بھی آؤ اور مولانا صاحب کو بھی
بلاؤ پھر ہم دروازہ کھولیں اور دروازہ گڑہی کا انھوں نے بند
کرکے چن لیا تھا پھر شیخ صاحب نے جا کر یہ حال مولانا صاحب سے
عرض کیا کہ وہ یہ کہتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ بہتر ہے چلو شیخ ولی محمد صاحب

اور مولانا صاحب گڑہی کے دروازے پر گئے جو گڑہی کے پھاٹک میں کھڑکی
تھی اُنھوں نے وہ چنی ہوئی دیوار توڑ کر کھڑکی بھر کا رستہ کیا پھر
دونوں صاحب گڑہی کے اندر گئے وہاں دیکھا کہ سب لوگ اپنا اپنا
اسباب لئے اور ہتیار باندہے ہوئے تیار کھڑے ہیں مگر سب ہراساں
ہیں مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب نے ان کو تسلی دی کہ اب تم
سے ہمارا کوئی غازی مزاحم نہ ہوگا انھوں نے کہا کہ ہماری محافظت کو
آپ چند غازی ادہر کھڑے کر دیں پھر ہم نکلیں مولانا صاحب نے چند غازی
کھڑے کر دئے وہ تنولی قریب دو سو کے تھے پھر وہ سب نکلے پھر ان کو
دریا پر لے گئے اور دو یار ناؤ پر سوار کروا کر اباسین کے پار اُتار دیا پھر
وہاں سے آکر واسطے بندوبست گڑہی کے شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت
اور میاں الٰہی بخش رامپوری اور میاں عبد القیوم اور نظام الدین اولیاء
اور دو تین آدمی اور گڑہی کے اندر گئے وہاں کچھ گولی بارود تھی اور کچھ
غلہ تھا اور چارپائیاں تھیں پھر شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا صاحب کو
بلوا بھیجا کہ اب آپ یہاں تشریف لا دیں پھر مولانا صاحب سب لوگوں
سے گڑہی کے اندر گئے یہ تو حال یہاں تک ہو چکا اب شروع سے اس
لڑائی کا حال سنا چاہئے وہ یہ ہے کہ پائندہ خاں نے رات گذشتہ
میں قریب کر کے مصالحت کی درخواست کا خط مولانا صاحب کے

کے پاس فروسہ میں بھیجا تھا کہ ادہر سے مولانا صاحب آٹھ دس
آدمیوں سے بھانڈے میں صبح کچھ دن چڑہے تشریف لاویں اور ادہر
سے اسی قدر آدمی لے کر میں رہیں بھانڈے میں آؤنگا اور ملاقات
کرونگا سو اسی خط کے موافق مولانا صاحب نے وقت موعود پر لتنے ہی
آدمی لے کر فروسہ سے قصد بھانڈے کا کیا شیخ ولی محمد صاحب اور
قاضی جان صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ ہم تو اس قدر تھوڑے
لوگوں سے آپ کو نہ جانے دینگے اس لئے کہ پاینده خاں فریبی اور دغاباز
شخص ہے اُس کے لکھنے کا کیا اعتماد شاید اس میں کچھ فریب ہو اگر ایسا
ہی آپ کو منظور ہے کہ بھانڈے کو جاویں تو ابھی کچھ دیر آپ یہاں توقف
کریں جب پاینده خاں خود اپنے وعدے کے موافق آوے تب آپ بھی
وہاں تشریف لے جاویں اور اگر آپ یے لمنے اُس کے کے جاوینگے تو
ہم سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب چلینگے سو مولانا صاحب تو فروسہ میں
اس طرح رُکے اور ادہر امب کے میدان میں پاینده خاں اپنا تمام لشکر
لئے ہوئے تیار کھڑا تھا اور موافق اپنی رات کی شورت کے کینڑی کے
غازیوں پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس عرصے میں سید احمد علی صاحب
کے سواروں کا لشکر ستھانے کی گڑہی یعنی کرہ کوہ سے اُتر کر نمودار
ہوا اور ستھانے سے لشکر آنے کا سبب یہ ہوا کہ سید احمد علی صاحب
کو دوسرا خط مولانا صاحب کا کوچ کی ممانعت کا ہنوز نہیں پہنچا

تھا سو پایندہ خاں لشکر اپنے دل میں متردد ہوا کہ شاید رات
کا فریب نہ چلا وہ اسی پس وپیش میں تھا کہ ادہر مولانا صاحب
کا وہی خط مذکور سید احمد علی صاحب کے پاس آیا اس کو پڑہ کر سید
صاحب ممدوح مع لشکر ستھانے کو پھرے اس کا حال مفصل آگے
بیان ہو چکا ہے سو پایندہ خاں نے امب سے دیکھا کہ لشکر سواروں
کا طرف ستھانے کے پلٹ گیا اس کو یقین ہوا کہ بیشک میرا فریب مولانا
صاحب کو اثر کر گیا شاید کہ ان کا خط واسطے مخالفت کے اسی میدان
میں آیا ہے اسی جہت سے لشکر پلٹ گیا پھر وہ خوش ہو کر اپنے لوگوں
سے کہنے لگا کہ بھائیو یہی موقع ہے اب کیا دیکھتے ہو گھوڑوں کی باگیں
اٹھاؤ اور عشرے کو چلو یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے بڑہایا اور
چلا اور تمام سوار و پیادے اس کے پیچھے ہوئے اور تمام سوار و پیادے
قلمی نوکر اس کے کچھ کم ہزار تھے دو سو تو سوار باقی پیادے اور جو
اطراف اور جوانب کے اس روز کمکی لوگ آئے ہوں ان کا حال
نہیں معلوم اور سواروں کے ساتھ تین ضرب زنبورک اونٹوں پر
تھے اور گھوڑے پر ایک نقارہ پھر عشرے کی گڑہی اتر کر عشرے
کے جنوب کی طرف میدان میں سوار آئے اور پیادے عشرے میں گئے
اور عشرہ بستا ہی پہاڑ کی چڑہائی پر اس طور سے ہے کہ نیچے والوں کا

جو کوٹھا ہے وہی اوپر والوں کا صحن ہے تلے اوپر تلے اوپر بستی بھر کے
مکان ہیں اس وقت نمازیوں نے جو کینڑی کے پہاڑ پر تھے ان کے
نشان دیکھے اور عشرے کی چھتوں پر جو دیکھا تو نرے آدمی ہی آدمی
نظر آئے تب انھوں نے پائندہ خاں کے بھائی مدد خاں سے پوچھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ عشرے کے میدان میں نرے سوار ہی سوار نظر آتے
ہیں اور بستی کے کوٹھوں پر تمام پیادوں کا ہجوم ہے اور مولانا صاحب
نے ہم لوگوں کو لکھ بھیجا ہے کہ پائندہ خاں ہم سے صلح چاہتا ہے اور
یہاں تو تمام جنگی لشکر چڑھا لیا ہے یہ کیسا صلح ہے مدد خاں نے کہا کہ
یہ تو خان نے مولانا صاحب سے فریب کیا ہے تم سب لوگ ہوشیار
ہو گھڑی ساعت میں لڑائی ہوئی چاہتی ہے اور اس وقت ہم لوگوں میں
سے کوئی تو ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی مکئی
بھون رہا تھا اور کوئی کچی مکئی چاب رہا تھا اس لئے کہ اُس دن ہم
لوگوں کو آٹا نہیں ملا تھا مدد خاں سے یہ بات سن کر سب نے مکئی بھوننی
اور چابنی موقوف کی اور جلد نماز ظہر سے فراغت کر کے اپنے اپنے ہتیار لے
کر سب کھڑے ہو گئے کہ دیکھا چاہئے کہ کیا معاملہ ہوا اس عرصے میں دفعتہً
ان کا نقارہ بجا اور تمام لشکر ان کا عشرے سے نیچے اُترنے لگا ایک
نالہ تھا اس میں آیا اور وہاں سے اس کے چار غول ہوئے کینڑی کے

کے غازیوں کی داہنی طرف ایک بلند پہاڑ تھا ایک غول اُن
میں سے اس پر چڑھنے لگا مدد خاں اور رسول خاں تنولی نے
ارباب بہرام خان سے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ غول اس پہاڑ کی چوٹی پکڑ
لے تو ہم لوگوں کو یہاں ٹھہرنا دشوار ہو جاویگا ہم کو اجازت ہو تو ہم
پندرہ بیس آدمی لے کر اس پہاڑ کے سر پر جاویں اور ان کو روکیں
انھوں نے کہا بسم اللہ جلد جاؤ پھر مدد خاں اور رسول خاں پندرہ
بیس غازیوں سے اس پہاڑ کی چوٹی پر گئے اور اس غول کو روکا اور
ان کے دو غول ہوئے ایک غول فردوسہ کی طرف جدھر سے مولانا
صاحب کی آمد تھی جا کر کھڑا ہوا اور دوسرا غول سواروں کا ستھانے
کے رستے کو روک کر کھڑا ہوا جدھر سے سید احمد علی صاحب کے لشکر آنے
کا رستہ تھا اور تین غول ان کے پیادوں کے غازیوں کی طرف چیخیں
مارتے اور ہلہ کرتے ہوئے چلے ادھر سے غازیوں نے ان کو ڈانٹا اور
للکار کر کہا کہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مگر وہ کب سنتے تھے گالیاں
دیتے ہوئے پہاڑ سے پلٹ گئے اور بندوقیں مارنے لگے ادھر ارباب بہرام
خاں نے اپنے غازیوں سے کہا کہ بھائیو دیکھتے ہو تکبیر کہہ کر تم بھی بندوقیں
مارو یہ حکم سُن کر جماعت خاص کے غازیوں نے جو صبغۃ اللہ ستان
کے پاس تھے تکبیر کہہ کر پہلی باڑ بندوقوں کی انھوں نے ماری پھر اور

غازی مارنے لگے اور وہ لوگ پہاڑ کی چڑھائی پر تھے اور غازی
پہاڑ کے سر پر برابر میدان میں تھے اور وہ اسی طور سے حملہ کرتے اور
بندوقیں مارتے ہوئے بیدھڑک چڑھتے چلے آتے تھے اس عرصے میں
ہمارے چند غازی شہید ہوئے ایک سید ظہور اللہ بنگالی دوسرے
فیض الدین بنگالی تیسرے حاجی عبد اللہ رامپوری چوتھے سید دلاور علی
اور دو غازیوں کے نام یاد نہیں اور وہ یہاں تک قریب آپہنچے تھے کہ
سید دلاور علی کے گولی لگی اور وہ گرے تو انھوں نے ادھر سے پیر
پکڑے اور ادہر سے غازی نے ہاتھ پکڑے اور دونوں جانب سے
کشاکش ہونے لگی اس میں امام خاں خیرآبادی نے بائیں طرف جاکر
ایک بندوق ان پر سر کی اس کے ساتھ ہی اُدہر سے ایک نے گولی ماری
وہ امام خاں کی کنپٹی میں لگی وہ اسی جگہ شہید ہوئے اور میاں عبد القیوم
صاحب اس جگہ بندوق لگارہے تھے پھر اپنے غازیوں نے سید دلاور علی
کی لاش کو ان سے چھوڑالیا جب امام خاں شہید ہوئے تب غازی لوگ
گھبرائے کہ لڑائی سخت پڑی وہ نشیب میں ہیں ہماری بندوق کام نہیں
کرتی اور یہاں میدان میں ہم ان کے نشانہ ہیں بعضے بعضے صاحب کہنے لگے
کہ پیچھے ہٹ کر ان کو میدان دو کہ وہ اوپر آویں تو پھر تلوار پکڑ کر جس
کو اللہ تعالیٰ فتح دیوے وہ لیوے اور اس طرح مفت میں اپنے لوگ
ضائع ہوتے ہیں اس عرصے میں شیخ بلند بخت دینی نے ارباب بہرام

خاں سے کہا کہ خاں صاحب تم تو نشان اسی جگہ سے نہ ہٹاؤ
اور سب کو لئے ہوئے اسی جگہ جمے رہو اور مجکو اجازت دو تو
میں جو کچھ اس کی تدبیر بنے سو کروں اُنھوں نے کہا بسم اللہ
آپ کو اجازت ہے پھر جلد شیخ بلند بخت کئی بہیلوں سے چند غازی
اپنے ساتھ لے کر مولوی خیرالدین صاحب شیر کوٹی کے پاس گئے اور
ان کا مورچہ بائیں طرف تھا اور ان سے کہا کہ لڑائی تو بگڑ گئی اور
امام خاں شہید ہوئے اب ایک یہ تدبیر میرے خیال میں آئی ہے
کہ جتنے آدمی میں لایا ہوں اور آپ اپنے سب آدمیوں سے میرے
آگے ہوں اور نیچے اُتر کر ان کی کمر ماریں مولوی صاحب نے فرمایا کہ
بسم اللہ چلو تدبیر خوب ہے پھر مولوی صاحب اپنے مورچے کے سب
لوگ لے کر آگے ہوئے اور شیخ بلند بخت ان کے پیچھے جیسے نیچے اُتر
کر تولیوں کی کمر پر پہنچے اس عرصہ میں نیچے نالے میں قرابین چلی
اپنے لوگ دیکھنے لگے کہ قرابین کہاں چلی دیکھا تو معلوم ہوا کہ اپنے
قندھاریوں کا نشان آ پہنچا اور سب قندھاری پائندہ خاں کے سواروں
کے پیچھے ننگی تلواریں لئے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہم لوگوں کو دیکھ کر
اُنھوں نے کپڑا ہلایا اور اشارہ کیا کہ تم بھی جلد اُتر کر ہمارے شریک
ہو اور عرصے میں پائندہ خاں اپنے لوگوں کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا اس جوش نے لئے

سواروں کو دیکھا کہ بدحواس بھاگے آتے ہیں اور قندہاری اُن کے تعاقب میں ہیں دفعتہً آپ ہی بھاگا اس میں ادہر سے مولوی خیرالدین صاحب اور شیخ بلند بخت کے لوگوں نے تولیوں کی کمر پر ایک باڑ ماری اور ان کا پیچھا کیا اور وہ بھاگے اور اس کے ساتھ ہی ادہر سے ارباب بہرام خاں اپنے لوگوں سے ہلہ کر کے دوڑے پھر تو یہ لے لے تولیوں پر پڑی کہ ان کو ہتیار سنبھالنے دشوار ہو گئے اور بھاگنا پڑا بھاگتے جاتے تھے اور اپنی بولی میں کہتے جاتے تھے کہ خان چل گئے اور کوئی کہتے تھے خان ننگئے رے اور کوئی کہتے تھے کہ خان گئے رے خان گئے رے اور ان تینوں لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ خان چلا گیا اور اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ جو لوگ اپنے جابجا جھاڑیوں اور پتھروں کی آڑ میں دبلے ہوں ان کو خبر ہو جاوے اور بھی چل دیویں اور پائندہ خاں کے ہمراہ عظیم انام ایک نائی بندوق (چلانے میں) بڑا اُستاد تھا کہ اکثر گولی اس کی خطا نہیں کرتی تھی جب پائندہ خاں ام سے عشرے میں آیا تھا تب اس نائی نے کہا تھا کہ خان آج گن گن کر پچیس گولیاں دیویں اور پچیس ہی غازی گن کر مجھ سے لیویں اور ہمارے جو غازی اس کے مورچے کے مقابلے شہید اور زخمی ہوئے سو اسی کی گولیوں سے ہوئے اس نے اس وقت ایک جگہ باندھ رکھی تھی جو غازی اس جگہ سے نکلتا وہ

گولی سے گرا دیا تھا جبکہ تنولیوں کی لڑائی بگڑ گئی اور شکست فاحش کھا کر بھاگ گئے اور پہاڑ پر سے اپنے سب غازیوں نے ہلہ کر کے ان کا پیچھا کیا اور مدد خاں بھی جس پہاڑ پر تھے وہ بھی اپنے لوگوں سے سب غازیوں میں آ ملے تب وہ نائی بھی سب تنولیوں کے ساتھ بھاگا اور ایک غازی نے اس کا تعاقب کیا دامن کوہ میں ایک کھیت کے کنارے خار بندی تھی اور وہ نائی کشادہ پائچوں کا پاجامہ پہنے تھا ایک خار دار لکڑی اس کے پاجامہ میں اُلجھ گئی وہ اوندھا گر پڑا اوپر سے اس غازی نے چار پانچ تلواریں مار کر اس کو جہنم واصل کیا اور اس وقت یہ حال تھا کہ غازی اور پائندہ خاں کے تنولی اس طرح آپس میں رَل مِل گئے کہ اپنے بیگانے کی تمیز نہ رہی جو ہمارے غازی بھائی ان سے پوچھتے کہ تم پائندہ خاں کے لشکر کے ہو تو وہ خوف جان سے کہتے کہ ہم تو مدد خاں کے ہمراہی تمہارے شریک ہیں غازی لوگ کہتے کہ جو مدد خاں کے ہمراہی ہو تو تکبیر کہو والا کوئی غازی دھوکے سے مار ڈالیگا پھر غازیوں کے ساتھ وہ بھی تکبیر کہنے لگے اور یہ ان لوگوں کا مذکور ہے جو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے نہ پائے اچانک غازیوں کے گھیرے میں پڑ گئے تھے پھر تمام غازی پہاڑ سے اُتر کر عشرے کے نالے میں آئے اور کچھ دیر ٹھہرے کہ لگلے پچھلے لوگ وہاں اکٹھا ہوں اس عرصے میں شیخ ولی محمد صاحب

اور قاضی جہان صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری قندہاریوں
اور پنجابیوں کو لئے چلے آتے تھے اور ادھر نالے سے اوپر چڑھ کر تمام یہ غازی
بھی انھیں میں جا ملے جو پائندہ خاں کے لوگ غازیوں میں رلے ملے تھے
وہ فرصت پا کر عشرے کے گھروں میں جا بجا چھپ گئے اور عشرے کے
پہاڑ کے سر پر ایک گڑہی تھی وہاں کے لوگ اس کو کوٹلہ کہتے تھے اس
میں کے لوگ غازیوں پر بندوقیں مارنے لگے شیخ ولی محمد صاحب نے
غازیوں سے کہا کہ بھائیو اب کیا کہتے ہو حملہ کر کے کوٹلا بھی خالی کر لو
فراغت ہو یہ سن کر سب غازیوں نے تکبیر کہہ کر نشان اُٹھائے اور
حملہ کر کے کوٹلے پر چلے اور ادھر سے بندوقیں چلنے لگیں اور گولیاں آنے
لگیں مگر غازی لوگ اصلا خیال میں نہیں لاتے تھے اور مانند تیروں کے
چلے جاتے تھے جب بہت قریب اس کے پہنچے تب اس میں کے لوگ دیواریں
پھاند کر بھاگنے لگے اس میں نشان غازیوں کا اس کے برج میں داخل
ہوا اور چند لوگ معذور بڈہے مریض وغیرہ جو دیوار نہ کود سکے انھوں
نے امن چاہی ان کو امن دے کر سلامت نکال دیا اور اس گڑہی کی
گولیوں سے کئی آدمی زخمی ہوئے سب کے پہلے ایک تو میاں خدا بخش
رامپوری زخمی ہوئے ان کی پنڈلی میں گولی لگی اور دوسرے حافظ عامر
تھانوی کہ ان کے ہاتھ کے گٹے میں گولی لگی اور تیسرے عبد القادر نگانوی
ان کے مونڈھے پر گولی لگی اور جو سوا ان کے زخمی ہوئے ان کے نام یاد

ہیں مگر شہید کوئی نہیں ہوا پھر ایک نشان کوٹلے میں چھوڑ کر
شیخ ولی محمد صاحب تمام غازی لے کر پہاڑ ہی پہاڑ ام کو روانہ ہوئے
ام وہاں سے قریب آدھ کوس کے ہے پھر جب اس پہاڑ سے سب
غازیوں کو لے کر اترے ادہر ام سے پائندہ خاں نے دیکھا کہ لشکر
آپہنچا ام چھوڑ کر بھاگ گیا اور شیخ صاحب سب کو لے کر ام میں
جاکر داخل ہوئے اور اس پر اپنا قبضہ کیا اور وہیں سب نے نماز مغرب
پڑہی اس عرصے میں مدد خاں اور سربلند خاں تنولی کے لوگوں نے
گھروں میں وہاں کے آگ لگادی شیخ ولی محمد صاحب ان پر خفا ہوئے کہ
یہ کیا تم نے سکھوں کا طریقہ اختیار کیا بڑے ظلم کی بات ہے سلمانوں کو
ایسا نہ چاہئے پھر اسی وقت لوگوں کو بھیج کر وہ آگ بجھوادی پھر عشا کے
وقت سید احمد علی صاحب کی خبر آئی کہ سب سواروں اور پیادوں سے
عشرے میں داخل ہوئے شیخ ولی محمد صاحب نے آدمی یہ پیام دے کر بھیجا
کہ ہم یہاں خیر و عافیت سے ہیں تم رات بھر وہیں رہو یہاں رات کو
تمہارا آنا کچھ ضرورت نہیں اور اسی وقت شیخ صاحب نے ایک عرضی حضرت
امیر المومنین کے پاس فتح خاں کی خوشخبری کی چینی میں آدمی کے ہاتھ
بھیجی حضرت نے ایک جوڑا انعام میں اس کو عنایت کیا اور ایک خط اسی
مضمون کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو دوسرے آدمی کے فروسے میں بھیجا
اور اس میں یہ لکھا کہ آپ رات کو ادہر آنے کا ارادہ نہ کریں یہاں

سب طرح سے فضل الٰہی ہے پھر صبح کو سورج کے طلوع ہوتے ہی
فروسے سے مولانا صاحب اپنے آدمیوں سے آکرام میں داخل ہوئے
اور تب تک ام کی گڑہی میں بندوقیں چل ہی رہی تھیں پھر گڑہی والوں
نے چادر ہلائی اور امن چاہی پھر مولانا صاحب نے ان کو امن دے
کر سلامت دریا کے پار اتروا دیا اور گڑہی پر اپنا قبضہ کیا اس کا
مفصل حال آگے بیان ہو چکا ہے انتہی اور شیخ ولی محمد صاحب
کا آنا فروسے سے عشرے میں اس طور سے ہوا شیخ ولی محمد
صاحب کی زبانی سن کر میں بیان کرتا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ
جب کنیڑی کے پہاڑ پر بندوقیں چلنی لگیں اس وقت میں نے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ بندوقیں کنیڑی کی طرف چلتی ہیں شاید
وہاں لڑائی شروع ہو گئی آپ اگر فرماویں تو میں لوگوں کو لے کر ادہر
روانہ ہوں اور خود مجھکو بھی حضرت کی طرف سے اجازت تھی کہ جو بات
مولانا صاحب کے خیال میں نہ آوے اور تمہاری سمجھ میں آوے تو
اس کے نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے سو مولانا صاحب نے فرمایا کہ
تنولیوں کی عادت ہے کہ بندوقیں یوں ہی چلایا کرتے ہیں اور
وہاں لڑائی کیونکر ہو گی پائندہ خاں نے تم کو مصالحت کا خط لکھا
ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ دیکھئے تو اسی پہاڑ پر بندوقیں چلتی ہیں جہاں

ہمارے غازی ہیں مگر مولانا صاحب نے نہ مانا تب میں قاضی جان صاحب کو ساتھ لے کر فروسے سے نیچے آیا مولوی نصیر الدین صاحب کے پاس کہ وہ پچاس ساٹھ پنجابیوں کو لئے ہوئے وہاں ٹکے تھے اور قندھاری بھی وہیں اُترے ہوئے تھے پھر مولوی نصیر الدین صاحب سے میں نے کہا کہ چلو معلوم ہوتا ہے کہ کینڑی کے پہاڑ پر لڑائی کی بندوقیں چلتی ہیں انھوں نے کہا کہ ہم تو سب تیار ہیں فقط حکم کے منتظر تھے پھر میں وہاں سے سب کو لے کر طرف کینڑی کے روانہ ہوا چلتے جاتے جب کینڑی کے پہاڑ کے تلے پہنچے اور دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اور غازی لوگ اور تنولی آپس میں گتھ بٹ ہیں وہاں سے میں جو کچھ آگے بڑھا تو دیکھا کہ پائندہ خاں کے سوار رستہ روکے کھڑے ہیں ادھر سے ہمارے قندھاریوں نے کئی قرابینیں ماریں اور ان پر حملہ کیا وہ بھاگے عشرے کے میدان میں پائندہ خاں تھا سواروں کو بھاگتے دیکھ کر وہ بھی بھاگا اس عرصے میں کینڑی کے پہاڑ پر ایک بارٹ بندوقوں کی چلی تنولی شکست کھا کر بھاگے اور ہم لوگ عشرے میں جا کر داخل ہوئے اور وہیں کینڑی کے پہاڑ والے غازی ہم سے آملے انتہی

اور باقی قصہ ام کا یہ ہے کہ جب گڑہی ام کی خالی ہوئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غازیوں کو لے کر گڑہی میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر کے بعد زبانی ملکیوں کے تواتر خبر آئی کہ چیتر بائی کی گڑہی

خالی پڑی ہے اور اس کے خالی ہونے کا سبب یہ ہوا کہ جب پائندہ خاں
یہاں سے بھاگ کر چیتر بائی میں گیا اور وہاں جا کر ٹھہرا اور اس کو
معتبر خبر پہونچی کہ غازیوں کا لشکر ام میں داخل ہو گیا اور گڑہی پر
انھوں نے مورچے لگا دئے تب وہ بدحواس ہو کر وہاں سے بھی بھاگا
اس کے ساتھ مارے خوف کے چیتر بائی والے بھی فرار کر گئے کہ ایسا
نہ ہو کہ غازیوں کا لشکر یہاں بھی آ پہنچے یہ خبر فرحت اثر سن کر
مولانا صاحب نے اسی وقت عبدالحمید خاں رسالدار سے فرمایا کہ تم
جلد اپنے اپنے سواروں کو لے کر چیتر بائی کو روانہ ہو تمہارے
پیچھے کچھ دیر میں ہم بھی آتے ہیں یہ حکم سن کر رسالدار ممدوح تو
اپنے سواروں کو لے کر اُدہر کو روانہ ہوئے اور ادہر مولانا صاحب
نے شیخ ولی محمد صاحب کو فرمایا کہ تم یہیں ام میں اپنی ہوشیاری سے
اور ساتھ بندوبست کے رہو ہم بھی وہیں جاوینگے اور یہاں کے جو
رعایا لوگ اپنے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں جو غلہ ان کے گھروں
میں ہو وہ سب وہاں سے گڑہی میں منگوا لینا اور اسی کو موافق دستور
کے لوگوں میں تقسیم کیا کرنا اور جو لوگ اپنے زخمی ہیں ان کو عشرے میں
بھجوا دو بنا دو میں ان کا معالجہ ہوگا اس عرصے میں کسی نے آکر کہا کہ
اباسین کے کنارے پانی میں گاڑی کے پہیے نظر آتے ہیں شاید کہ پائندہ خاں
توپ ڈال گیا ہے مولانا صاحب نے فرمایا لوگوں سے کہ اس کو جا کر نکالو دیکھو

تو کیا ہے پھر لوگوں نے جاکر اس کو پانی سے باہر نکالا وہ چھوٹی سی
لوہے کی توپ تھی پھر وہاں سے کھینچ کر انھوں نے اس کو گڑہی کے دروازے
پر کھڑا کر دیا پھر مولانا صاحب لوگ لے کر چھتر بائی کو روانہ ہوئے اور
چھتر بائی کی گڑہی یعنی کمرکوہ پر پہنچے وہاں رسالدار عبدالحمید خاں لیے
سواروں کو ایک ایک دو دو کر کے اترد ار ہے تھے اور وہاں سے چھتر بائی
کی گڑہی نظر آتی تھی لوگوں نے جو دیکھا تو اس میں آدمی ہونے لگے اور ایک
مخبر نے آکر خبر دی کہ گڑہی چھتر بائی کی خالی پڑی تھی جب ہمارا لشکر وہاں
نہ گیا تب پھر پائندہ خاں کے لوگ آکر داخل ہوئے اور اس گڑہی کے
دو رستے تھے ایک اوپر کا اور ایک نیچے کا اوپر والے رستے میں سوار اتر رہے
تھے مولانا صاحب نیچے کے رستے سے اپنے پیادوں کو اتار لے گئے اور
گڑہی سے نیچے اتر کر نشیب میں ڈیرہ کیا اور وہاں سے گڑہی چھتر بائی
کی اتنی دور تھی کہ وہاں کی گولی مولانا صاحب کے ڈیروں میں ٹھنڈی گرتی
تھی اور اس گڑہی کا دروازہ ہمارے ڈیروں کے سامنے تھا پھر ڈیرے
کرنے کے بعد مولانا صاحب نے جاکر تین طرف اس گڑہی کے مورچے لگائے
اور ہم لوگوں کے ڈیرے چھتر بائی سے جنوب طرف تھے اور چھتر بائی
ہمارے ڈیروں سے جانب شمال تھے پھر دونوں جانب سے بندوقیں

چلنے لگیں اور لڑائی شروع ہوگئی اور ہمارے موریوں سے اس گڑہی
کا رستہ ایسا آچ پیچ کا تھا کہ کچھ قابو نہیں چلتا تھا کہ اس پر حملہ کرکے
فتحیاب ہوں اور نہ اپنی گولیاں وہاں کام کرتی تھیں غرضکہ وہ گڑہی
بہت سخت اور بے موقع تھی پھر مولانا صاحب نے وہی آہنی توپ لانے
کو جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے آدمی بھیجے کہ جلدام سے جاکر لاویں وہ لوگ
اسی روز تین چار گھڑی دن چڑھے وہ توپ لائے پھر اس توپ کا گولہ
چلنے لگا دس بارہ گولے چلائے گئے مگر کوئی موقع پر نہ لگا اور لڑائی
جم گئی وہاں سے موریچے ہٹانے بھی مناسب نہ ہوئے اور وہاں سے لڑنا
بھی بے فائدہ ہوا پھر مولانا صاحب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ
یہاں ایسا ایسا حال ہے آپ جلد چینئی سے کوچ کرکے ام میں تشریف لاویں
تو اس امر کی کچھ تدبیر فرماویں پھر جو یار محمد خاں کے لشکر سے غنیمت میں
دس گیارہ خچر آئے تھے ان میں جو ایک خچر زیادہ تیز خرام تھا اگلے
روز اس پر سوار ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ چینئی سے عشرے کے
گورستان میں جہاں ہمارے غازی لوگ دفن تھے تشریف لائے
اور وہاں واسطے ان کے دعا کی پھر وہاں سے کینڑی کے پہاڑ پر گئے
جہاں لڑائی ہوئی تھی اور اپنے لوگ زخمی اور شہید ہوئے تھے اس
جگہ کو دیکھ کر پھر عشرے میں زخمیوں کے پاس آئے اور ان کی تسلی

کی اور حال ان کا پوچھا بلکہ جو میاں خدابخش رامپوری کی پنڈلی
میں گولی کا زخم تھا اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ انشاء
اللہ تعالیٰ تمہارا پاؤں جیسا تھا ویسا ہی درست ہو جاویگا کچھ نقصان
باقی نہ رہے گا پھر آپ اُسی خچر پر سوار ہو کر مع الخیر روانہ ہوئے اور
امم کی گڑہی میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے ہمراہ رکاب کوئی تیس
پینتیس آدمی تھے پھر سب لوگ گڑہی سے نکلے آپ سے ملے اور سب نے فتح کی مبارکباد
دی اور آپ سے اجازت لے کر سب نے خوشی کی بندوقیں چلائیں
پھر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو واسطے تسلی اور دلجمعی کے اس
مضمون کا خط لکھوا کر روانہ کیا کہ عنایت الٰہی سے امم کی گڑہی میں آکر
داخل ہوئے اور تم لڑائی میں تعجیل نہ کرنا ہم یہاں اس کی تدبیر کرتے
ہیں اور شیخ بلند بخت کو پچیس سواروں سے اُدہر روانہ کردو کہ ہم
ان کو بھیجیں کہ وہ پنجتار سے جا کر توپیں لے آویں پھر یہ خط مولانا
صاحب کے پاس آیا اور آپ نے پڑہا اور خوش ہوئے اور لوگوں
کو سنایا اور حضرت کی طرف سے سب کی تسلی اور دلجمعی کی پھر رسالدار
عبدالحمید خاں اور شیخ بلند بخت کو بلا کر وہ خط حضرت کا سنایا اور
رسالدار سے فرمایا کہ اسی وقت پچیس سواروں سے شیخ صاحب ممدوح
کو حضرت کے پاس روانہ کردو پھر رسالدار صاحب نے فوراً پچیس سواروں

سے شیخ صاحب ممدوح کو حضرت کے پاس روانہ کرو پھر رسالدار
صاحب نے فوراً پچیس سواروں سے شیخ صاحب موصوف کو روانہ
کیا اور وہ پچیس سوار یہ تھے ایک شیخ بلند بخت دینی اور
عنایت اللہ تتائی والے اور معمور خاں لکھنوی اور کریم بخش پانی پتی
اور عبدالرحمن سروجی اور ملا بازار اور نور خاں قندہاری اور عبدالرحمن
اور نجم الدین رامپوری اور عبدالقادر لہاری کا اور نوراں شاہ ولایتی
اور میر جمعیت علی اور نوردادخاں لہانی پوری کے اور مومن خاں خیری
اور خان بہادر خاں غلزئی اور سلطان خاں رامپوری اور مستقیم خاں
رامپوری اور عبداللہ خاں اور نور خاں اور عبدالحکیم خاں اور محمد زماں
خاں اور گلاب خاں اور شیر خاں اور حافظ امام الدین اور نصیرالدین
اور ایک یہ خاکسار فتح علی انتہیٰ پھر ان سب کو مولانا صاحب نے
ہمراہ شیخ بلند بخت کے بعد نماز ظہر کے روانہ کیا اور شیخ صاحب
ممدوح کو تاکید مزید فرما دیا کہ توپوں کے لانے میں درنگ نہ کرنا
اور بہت ہوشیاری سے لانا پھر شیخ صاحب موصوف کوئی دو گھڑی
دن رہے امب میں پہنچے اور گڑھی اور امب کے بیچ میں جو میدان ہے
اس میں ڈیرہ کیا پھر آدھے لوگوں سے شیخ بلند بخت صاحب حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو گڑھی میں گئے اور بعد سلام

سنت الاسلام کے حضرت سے مصافحہ کیا عافیت مزاج کی پوچھی
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان سے چھتر بائی کی گڑھی کی کیفیت پوچھی
انھوں نے عرض کی کہ دیوار شرقی اس کی دریائے اباسین کے اندر
ہے اور تین طرف اس کے ایک خشک نالہ ہے جب دریا بھرتا ہے تب
وہ نالہ بھی بھر جاتا ہے اور گڑھی کے تین طرف ہم لوگوں کے مورچے
ہیں تین تو شمال اور مغرب کے کونے میں اور انھیں مورچوں کے سامنے
اس پار اباسین کے ایک مورچہ پائندہ خاں کے لوگوں کا ہے وہ
ادھر سے شاہینیں اور بندوقیں مارتے ہیں مارے خوف کے ہمارے
لوگ اپنے مورچوں سے سر نہیں اٹھا سکتے اور پائندہ خاں موضع
بلوئی میں ہے کہ وہاں سے پار دریا کے آدہ کوس ہے اور تین مورچے
ہمارے مغرب اور جنوب کے کونے میں ہیں اور دو مورچے اس
گڑھی کے دروازے کے سامنے طرف جنوب کے ہیں وہیں ہماری
آہنی توپ ایک مورچے میں لگی ہے اور گڑھی تمام سنگین اور بہت
سخت ہے مگر عنایت الٰہی سے ہمارے لوگوں کو کسی نوع کا
اندیشہ اور ہراس نہیں ہے یہ تمام حقیقت سن کر حضرت نے فرمایا
کہ شیخ بھائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ گڑھی بے لڑائی کے خالی ہو جاوے گی

توجاکر
اور تم نجبار سے توپیں لاؤ اور ہم یہاں کچھ اور ہی تدبیر کرینگے پھر
شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے پر گئے باقی لوگ جو ڈیروں پر تھے
وہ حضرت کی ملاقات کو آئے اور ملاقات کرکے اپنے ڈیروں پر
گئے اور گڑھی کے دروازے کے آگے بڑا بھاری ایک درخت پیڑ
کا تھا اسی کے تلے پانچوں وقت نماز جماعت ہوتی تھی پھر وہاں اذان
مغرب کی ہوئی حضرت علیہ الرحمۃ نے آکر نماز پڑھائی اور بعد فراغ
نماز کے جہاں ہم لوگ اُترے تھے وہاں حضرت تشریف لائے اور
شیخ بلند بخت کو ایک راہبر کردیا اور فرمایا کہ یہ جس رستے سے لیجاوے
اس کے ساتھ جانا اور دو کدال اور دو پھاوڑے ہمراہ کردئے اور آپ
گڑھی کو تشریف لے گئے پھر ہم لوگ نماز عشا پڑھ کر سو رہے صبح کو
بعد نماز کے اس راہبر کے ساتھ کوچ کیا ام سے مغرب اور شمال
کے کونے پر ایک درہ ہے اس میں ہو کر چلے عشرے کو گئے وہاں سے
ستھانے کو گئے وہاں سے آگے بڑھے موضع بال ڈھیری اور موضع
کیا کے درمیان جو درہ ہے اس میں راہبر لے گیا جاتے جاتے ایک
جگہ اس درے میں ایک بڑا بھاری پتھر حائل تھا ایسا نظر آتا تھا
کہ گویا ہاتھی بیٹھا ہے پھر سب سوار گھوڑوں سے اُترے اور
ایک طرف اس پتھر کے پھاوڑے اور کدال سے کھود کر گھوڑا نکلنے کا

رستہ بنایا گیا پھر سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک ایک اُس رستے سے نکلے اور روانہ ہوئے شام کو موضع گندف میں جا کر اُترے نماز مغرب پڑھی وہاں کے خان کو خبر ہوئی وہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا معتقد اور مخلص تھا اس نے دانہ اور گھاس دینے کو بلایا ہم سب سواروں سے اپنے اپنے سروں پر اٹھا لائے کیونکہ ہم لوگ آپ ہی سوار تھے اور آپ ہی سئیس پھر گھوڑوں کو گھاس دانہ ہم نے کھلایا اور ان کو ملا پھر اس بستی کے لوگ موافق دستور اپنے ملک کے واسطے دعوت کے تین تین چار چار آدمی ہم میں سے لے گئے اور کھانا کھلایا پھر وہاں سے آکر ہم لوگوں نے نماز عشا پڑھی پھر شیخ بلند بخت نے وہاں کے خان سے بلا کر کہا کہ ہم اپنے سوار تمہارے پاس چھوڑے جاتے ہیں تم اپنی بستی کے چند مزدور اُن کو کر دینا مزدوری ان کی جو ہو گی ہمارے آدمی دیویں گے جو درہ میں پڑا پتھر حائل ہے اس کے ایک جانب زمین کھود کر اونٹوں کے نکلنے کے موافق رستہ بنا دیویں اس خان نے قبول کیا پھر شیخ صاحب ممدوح نے حافظ امام الدین رامپوری اور عنایت اللہ خاں تتائی والے کو ان کے سپرد کیا پھر ان کو لے کر خان اپنے مکان کو گیا اور ہم سب چوکی پہرے کا بندوبست کر کے سو رہے پھر پہر رات رہے سے روانہ ہوئے موضع

بالیبنی میں ہو کر پہاڑ کے کنارے چھ سات گھڑی دن چڑھے بجتار
میں جاکر داخل ہوئے آٹھ سوار تو فتح خاں کے حجرے میں اُترے
اور باقی سوار جہاں حضرت علیہ الرحمۃ کا مکان تھا اُس میدان میں اُترے
پھر اسی روز بعد نماز ظہر کے شیخ بلند بخت نے آٹھ سواروں سے کہا کہ
گھوڑے تو یہیں چھوڑ دو پیدل موضع دکاڑے کو جاؤ وہاں شیخ
حسن علی صاحب ہیں ان سے کہنا کہ سید صاحب نے توپیں لینے کو
شیخ بلند بخت کو پچیس سواروں سے بھیجا ہے سو وہ بجتار میں ہیں وہاں
سے ہم کو اونٹوں کے واسطے بھیجا ہے دس اونٹ زور آور باربردار
سب اونٹوں سے چھانٹ دو پھر وہ آٹھوں آدمی اُدہر دکاڑے
کو گئے اور ادہر رات کو جب بستی والے لوگ اپنے اپنے گھروں میں
سو رہے اس وقت ہم لوگوں نے تین توپیں مع سامان جہاں دبی
تھیں نکال لیں اور جس برج میں سید صاحب رہا کرتے تھے اس
کے شرقی اور شمالی کونے پر شہر پناہ کے باہر طرف میدان میں درخت
شیشم تھا وہاں رکھ دیں پھر اگلے روز چار گھڑی دن چڑھے ا
دسوں اونٹ لوگ لے آئے شیخ بلند بخت نے ان کے پالان اور
شلیتے اترواکر ان کو چرنے کو چھوڑ وا دیا اور سردار فتح خاں کے
یہاں سے کئی گٹھے جو کا بھس بھر دیا اور سوا اس کے جو سامان ضروری

بارود گولا وغیرہ تھا شام تک سب کو بوروں میں باندھ اور
شلیتوں میں رکھ کر فراغت کی پھر بعد نماز مغرب کے شیخ بلند بخت
نے سردار فتح خاں سے کہا کہ آج بعد نماز عشا کے ہمارا کوچ ہے،
انھوں نے کہا کہ بہتر ہے پندرہ سوار ہمارے بھی لیتے جاؤ کہ گندف
تک تم کو بحفاظت تمام پہنچا کر چلے آوینگے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کی خدمت سراپا برکت میں ہماری طرف سے سلام عرض کرنا پھر
اپنے مکان پر جا کر انھوں نے پندرہ سوار تیار کر کے بھیجدئے پھر
ہم لوگوں نے کھانا پانی کھا پی کر بعد نماز عشا کے اونٹوں پر کھڑے
بورے بھس کے کسے پھر تین اونٹوں پر تین توپیں بنڈی بنڈی
لادیں اور اس پر سطرنجیاں ڈال دیں اور تین اونٹوں پر پہیے
لادے اور چار اونٹوں پر بارود گولہ وغیرہ لادا پھر وہاں سے
پہر رات گئے ہم سب جس راہ سے آئے تھے اسی راہ پر روانہ ہوئے
پابینی اور گندف کے درمیان میں نماز فجر کی پڑھی اور کوئی دو
گھڑی دن چڑھے گندف میں جا کر اترے اور شیخ بلند بخت نے
اونٹوں کو چرنے کے لئے چھڑوا دیا اور چرانے والے سے کہہ دیا کہ
بعد نماز عصر کے اونٹ لانا اور ہم لوگوں نے اپنے گھوڑوں کے دانے گھاس

۱۶۱۷

کی تدبیر کی اور گندف والوں نے ہم سب کی دعوت کی اور وہیں گندف میں زبانی ایک ملکی کے سنا کہ وہاں چھتر بائی کی گڑھی پر غازیوں کا حملہ ہوا اور کئی غازی شہید ہوئے مگر حملہ گڑھی سے ہٹ آیا یہ خبر سن کر ہم سب کو بڑی تشویش ہوئی اسی وقت شیخ بلند بخت نے آٹھ دس سوار لے کر درے میں رستہ دیکھنے کیے اُس وقت تک وہ رستہ بنانے میں کچھ باقی تھا عصر کے درست ہوا تب شیخ بلند بخت نے وہاں سے اونٹوں کو لدوا کر تیار کیا اور نماز مغرب پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور فتح خاں کے سوار وہیں گندف میں رہے پھر جاتے جاتے پہر رات رہے ہم سب ستھانے میں داخل ہوئے اور وہیں اُترے اور نماز صبح کی پڑھ کر شیخ بلند بخت نے دو سوار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس امب کو روانہ کیے یہ پیام دے کر کہ ہم سب توپیں لے کر مع الخیر ستھانے میں داخل ہوئے پھر وہ دونوں سوار تو اُدہر امب کو گئے باقی ہم سب ستھانے میں رہے بعد نماز ظہر کے وہی دونوں سوار شیخ بلند بخت کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اب یہاں سے رات کو کوچ نہ کرنا کچھ آدمی ہمارے آوینگے اُن کے ہمراہ کل بعد نماز صبح کے اس طرف روانہ ہونا اور کہا کہ یہ بھی وہیں امب میں سُنا کہ حافظ عبد اللطیف نے مولانا صاحب کی اجازت کے بغیر مورچوں میں جا کر کہا کہ مولانا صاحب

کا حکم ہے جہتر پائی گڑہی پر حملہ کرو سو وہ لوگ ان کے کہنے سے
حملہ کر کے قریب گڑہی کے جا پہنچے مگر گڑہی کے اندر نہ جا سکے اس میں
کئی غازی شہید ہوئے اور آپ کے بھائی شیخ علی محمد بھی شہید ہوئے
اور اب مولانا صاحب وہاں سے ہٹ کر کہیل پائی میں آ گئے اور حملہ
کے دوسرے روز جہتر پائی والے ایک غازی کو بھی پکڑ لے گئے یہ
خبر سن کر شیخ بلند بخت نے افسوس کیا اور کہا الحمد للہ ہمارا بھائی
جس مراد کو آیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ مراد اس کی پوری کی اور ہم
سب مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کرے پھر اس روز
تو وہیں رہے اگلے دن نماز فجر کی پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے
جیسے ستھانے کی گڑہی اترے ویسے ہی حضرت علیہ الرحمۃ کے بھیجے ہوئے
پچیس غازی آملے پھر وہاں سے ہم سب روانہ ہوئے عشرے کو تو
داہنے ہاتھ پر چھوڑا اور بہٹ گلی کے درے میں گھسے اور جس رستے
سے آئے تھے اسی رستے ہو کر امب میں جا داخل ہوئے اور گڑہی کے
دروازے کے سامنے میدان میں اونٹوں سے توپیں اور سب ان
کا سامان اتار کر رکھا گیا اس وقت دوپہر تھے حضرت سوتے
تھے جب ظہر کی اذان ہوئی حضرت اٹھے لوگوں نے عرض کی کہ

تو ہیں پنجتار سے آ گئیں آپ نے کہا الحمدللہ جلد وضو کر کے بڑ کے
نیچے نماز کو تشریف لائے ہم سب سواروں نے سلام اور مصافحہ
کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہم سب کو شاباشی دی اور ہم لوگوں کے
لئے دعا کی اور کمال خوش ہوئے پھر ہم سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی
بعد فراغ نماز کے آپ توپوں کے پاس آئے اور شیخ مولا بخش جو
گولہ انداز تھے ان سے فرمایا کہ اب تو ہیں تمہارے سپرد ہیں ان
کو آج ہی چرخ پر چڑھواؤ اور حضرت آپ ہی وہیں کھڑے رہے
اور چند غازیوں نے مل کر ان کو چرخ پر چڑھوایا پھر حضرت نے وہاں
غازیوں کا ایک پہرا لگا کر نماز عصر کی پڑھی پھر وہیں آپ رہے یہاں تک
کہ اذان مغرب ہوئی نماز مغرب پڑھ کر آپ گڑھی میں تشریف لے
گئے اور شیخ بلند بخت کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور سوا ان کے اور
بھی لوگ وہاں حاضر تھے پھر حضرت کچھ دیر سکوت میں رہے بعد اس کے
ان کے بھائی علی محمد کی آپ نے ماتم پرسی کی اور شیخ بلند بخت کی تسلی
کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی صاحب جس مراد کو اپنے وطن سے اللہ
تعالیٰ کی راہ میں نکلے تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی مراد کو پہنچایا
اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی راہ میں صرف کرے اور
ہم سب سے راضی ہو یہی ہم سب بھائیوں کی مراد دلی ہے اسی طور کے

اور چند کلام تسلی الیتام فرماکر آپ نے اُن کے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کی اور شیخ بلند بخت سے فرمایا کہ صبح بعد نماز کے اپنے سواروں کو کہل بائی میں میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس بھیج دینا اور تم یہیں ہمارے ساتھ رہنا یہ فرماکر آپ نے کھانا منگایا اور شیخ بلند بخت کو اپنے ساتھ کھلایا اس عرصے میں اذان عشا کی ہوئی آپ وضو کرکے واسطے نماز کے پڑکے تلے تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور گڑہی کو تشریف لے گئے اور شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے میں آئے اور حضرت کا حکم اپنے سواروں کو سنایا کہ تم صبح کو نماز پڑھ کر کہل بائی کو جانا اور مجکو یہیں رہنے کا حکم ہے پھر ہم سب سو رہے پھر صبح کو نماز پڑھ کر حضرت سے رخصت ہوکر پچیس سوار کہل بائی کو گئے اور مولانا صاحب سے ملے اور توپیں لانے کا حال بیان کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے اپنے ڈیروں میں جاکر کمریں کھولو پھر ہم اپنے اپنے ڈیروں میں گئے گھوڑے باندہے کمریں کھولیں اپنے اپنے یاروں دوستوں سے ملاقات کی اور اُن سے پوچھا کہ پنتر بائی کی گڑہی پر کیونکر حملہ ہوا تھا انھوں نے کہا کہ جب شیخ بلند بخت تم لوگوں کو لے کر حضرت کے پاس روانہ ہوئے اور وہاں سے پنجتار کو گئے ادہر ہم لوگوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم پہنچا کہ جبتک پنجتار سے توپیں نہ آلیں تب تک تم کسی میں تعجیل نہ کرنا

اور یہ بھی زبانی لوگوں کے سنتے تھے کہ امام میں حضرت علیہ الرحمۃ
سیڑھیاں اور رن گڑہ بنواتے ہیں اور ایک سیڑہی بن کر وہاں سے
مولانا صاحب کے پاس آئی بھی اس کے لگلے روز سویرے یہ بات
زبانی بعضے لوگوں کے سننے میں آئی کہ آج کچھ کمک اباسین کے پار
سے آویگی اور یہ کسی کسی نے کہا کہ آج ہم لوگوں کا ہلہ بھی ہوگا مگر
اس کی کچھ اصل نہ معلوم ہوئی کہ پہلے کس نے یہ خبر اڑائی خدا جانے
یہی خبر سُن کر یا اپنی طرف سے حافظ عبداللطیف صاحب نے ہر مورچے
میں جا کر لوگوں سے کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ آج بعد عصر کے
ہلہ کر دو ہم لوگوں نے جانا کہ شاید مولانا صاحب نے ان کو اس خبر کرنے
کو بھیجا ہے اور مولانا صاحب اپنے ڈیرے میں تھے سب نے حافظ صاحب
کو معتبر جان کر مولانا صاحب سے بھی اس بات کو نہ تحقیق کیا اور جلد نماز
عصر پڑھ کر تیار ہو گئے اور حافظ جی کے ساتھ یکبارگی تکبیر کہہ کر ہلہ
کر دیا اور گڑہی کے تین طرف دو سنگر کانٹوں کے تھے اور ان کے ورے
برابر دور تک زمین میں کانٹے گڑے تھے اور سیڑہی مولانا صاحب کے
ڈیرے میں تھی آخر الامر تمام غازی دونوں سنگر کو پھاند کر گڑہی
کے نیچے جا پہنچے اور پکارنے لگے کہ جلد سیڑہی لاؤ سیڑہی وہاں کہاں
اس میں چار پانچ گھڑی کا عرصہ ہوا اس وقت مولانا صاحب کے

ڈیرے سے آئی اور گڑھی میں لگائی مگر سیڑھی چھوٹی تھی گڑھی
کی منڈیر تک نہ پہنچی اس میں کوئی چار گھڑی رات جاتی رہی مگر گڑھی
کے نیچے ان کی گولیوں سے امن تھی جو ہمارے لوگ شہید اور زخمی ہو
سو حملہ ہی کے ساتھ ہوئے پھر فضل الٰہی رہا جب کوئی تدبیر گڑھی میں
داخل ہونے کی نہ بنی تب تھوڑے تھوڑے غازی چپکے چپکے وہاں سے
اپنے مورچوں کو چلنے لگے پھر رات گئے تک سب وہاں سے نکل آئے اور
شہیدوں اور زخمیوں کو بھی اٹھا لائے رہیں مولانا صاحب بھی اسی وقت
آئے اور سب لوگوں سے خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے کس کے حکم سے حملہ
کر دیا جو لوگ شہید اور زخمی اس میں ہوئے ہیں سب کا وبال تمہیں
لوگوں پر ہوگا اور بڑی نافرمانی تم نے کی جب مولانا صاحب خشم و غضب
فرما کر چپ ہوئے تب لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے تو آپ ہی کا حکم پا کر
حملہ کیا آج سویرے سے خبر سنتے تھے کہ اباسین کے پار سے گڑھی میں
کمک آوے گی اس میں عصر کے وقت حافظ عبداللطیف نے آ کر ہمارے
مورچوں میں کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ نماز عصر کی پڑھ کر حملہ
کر دو یہ حکم سن کر سب تیار ہو گئے اور حافظ جی تکبیر کہتے ہوئے آگے
ہوئے ان کے پیچھے ہم بھی سب چلے آپ ان سے دریافت کیجئے کہ ہم
کچھ خلاف تو نہیں کہتے ہیں یہ سن کر مولانا صاحب نے حافظ جی کو بلا کر پوچھا

کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں حافظ جی نے کچھ جواب نہ دیا مولانا صاحب کو یقین
ہوا کہ انھیں کی شرارت ہے پھر تو ان کو ملامت کرنی شروع کی
اور جو کچھ زبان پر سخت وسست کلام آیا وہ کہا اور فرمایا کہ جو لوگ
بیچارے شہید اور زخمی ہوئے اور لوگوں کو ایذا پہنچی ان سب کا وبال
تمہاری گردن پر ہے ناحق لتے مسلمانوں کا خون تم نے کروایا اس
وقت اگر کچھ بھی حافظ جی بولتے تو بنیک کوٹے جاتے یہی خیر ہوئی
کہ وہ خاموش رہے پھر مولانا صاحب شہیدوں اور زخمیوں کو
ڈیروں کے وہاں اٹھوالائے اور جلد یہ واقعہ لکھ کر ایک آدمی
کے ہاتھ سید صاحب کے پاس ام کو روانہ کیا اور ادہر شہیدوں کے
دفن کو لوگ قبریں کھودنے لگے پھر کوئی پہر سوا پہر رات رہے پان
چھ آدمیوں سے شیخ ولی محمد صاحب حضرت کے پاس سے آئے اس
وقت تک شہیدوں کو ہم لوگ دفن نہیں کر چکے تھے پھر شیخ صاحب
بھی ان کے دفن میں شریک ہوئے جب دفن سے فراغت ہوئی تب
شیخ صاحب مولانا صاحب سے لپٹے آنے کا حال کہنے لگے کہ میں
گڑھی میں لیٹا تھا کہ آپ کا آدمی خط لے کر سید صاحب کے پاس
پہنچا آپ نے اس کو پڑھ کر مجھکو بلایا اور خط کا مضمون سنایا اور

مجھ سے فرمایا کہ تم جلد اسی دم پانچ چھ آدمی لے کر میاں صاحب
کے پاس جاؤ اور ان کے ڈیرے وہاں سے کھل بائی میں اٹھوا لاؤ
میں اسی وقت وہاں سے آپ کے پاس آیا پھر کوئی چار گھڑی دن
چڑھے مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور سید اکبر صاحب نے
صلاح و مشورہ کر کے لوگوں کو وہاں سے اس طرف روانہ کرنا شروع
کیا پہلے کچھ لوگوں کے ساتھ زخمیوں کو روانہ کیا پھر اور اسباب ڈیرے
ڈنڈے وغیرہ کچھ لوگوں کے ساتھ روانہ کئے اسی طرح بڈھوں اور
بیماروں معذوروں وغیرہ کو روانہ کرتے کرتے ظہر کا وقت ہوا سب
نے نماز پڑھی اور سب جریدہ لوگ ڈھائی تین سو رہ گئے پھر مورچوں
کے غازیوں کو بلوا کر اور سب کو لے کر مولانا صاحب اور شیخ صاحب
وہاں سے روانہ ہوئے گڑھی پر آئے تمام سوار اور کچھ پیدل ایک
ایک آگے پیچھے اوپر کے رستے سے چڑھنے لگے اور سب ڈوگر سمع
ان کا جمعدار اور کچھ غازی اور مولانا صاحب اور شیخ صاحب نیچے
کے رستے سے ایک ایک آگے پیچھے روانہ ہوئے اس عرصے میں اباسین
کے پار سے پائندہ خاں کے لوگ بندوقیں مارنے لگے ڈوگروں کا
جمعدار شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ پیچھے پیچھے اپنے لوگوں کو لئے چلا

آتا تھا اس میں اُدہر سے ایک گولی آکر اس کی کلائی میں لگی اس کا چٹاخا سن کر شیخ صاحب نے پوچھا جمعدار یہ کیا ہوا اُس نے کہا گولی لگی اور جیب سے رومال کھول کر اپنے زخم پر لپیٹ لیا مگر بڑا مردانہ تھا کچھ خیال میں نہ لایا پھر مولانا صاحب اور شیخ صاحب وہاں اوپر چڑھ کر دوسرے رستے میں ہوگئے بہت لوگ تو گڑہی سے پار ہوگئے تھے تھوڑے لوگ باقی تھے اس میں، چہتر بائی سے نکل کر تنولیوں نے پیچھا کیا فقط سپریں تلواریں اُن کے پاس تھیں اور قریب آگئے اور پتھروں سے مارنے لگے جب ہماری طرف والے دو تین بندوقیں ان کی طرف ماردیتے تب وہ رُک رہتے اور جب قابو پاتے پھر پتھر پھینکنے لگتے اس عرصے میں جو وہ غازی رامپوری جو بہرمار تھے وہ سب کے پیچھے تھے ایک پتھر ان کے لگا وہ گر پڑے جو پیچھے کے رستے سے ہمارے لوگ چلے آتے تھے اوپر والوں کا شور و غل سن کر کہا کہ ہراساں نہ ہونا ہم بھی آتے ہیں اور اوپر چڑھنے لگے اس میں تنولی ڈر کر بھاگے اور جن کے پتھر لگا تھا ان کو پکڑ لے گئے اور مولانا صاحب سے پہاڑ پر چڑھا نہیں جاتا تھا ایک قندہاری نے کہا کہ آپ میری پشت پر سوار ہولیں آپ نے فرمایا کیا ضرور ہیں اسی طرح چلا چلو نگا

اس نے نہ مانا اپنی پشت پر سوار کر لیا پھر گڑھی اتر کر سب میدان
میں آگئے اُس وقت قدرے دن باقی تھا کہ جلد سب نے عصر کی نماز
پڑھ لی اور وہیں نماز مغرب بھی پڑھی پھر وہاں سے سب مل کر چلے
یہاں کپل بائی میں داخل ہوئے اور ڈیرے خیمے کھڑے کئے اور وقت
عشائے پانی برسنا شروع ہوا رات بھر بڑے زور کا مینہ برسا اور
نہایت تاریکی تھی کہ نزدیک کا آدمی بدشوار نظر آتا تھا اور تنولیوں کے
چھاپے آنے کا جدا خوف شبینے کے سوار کھڑے تک اُسی میدان میں
پھرتے تھے تمام رات لوگوں کو بے چینی اور بے آرامی رہی پھر صبح کو
نماز پڑھ کر شیخ ولی محمد صاحب ام کو حضرت کے پاس تشریف لے گئے
اور جو لوگ تھوڑے جھتر بائی سے مولانا صاحب نے یہاں کپل بائی
کو روانہ کئے تھے ان میں کچھ ام کو چلے گئے تھے انھیں میں حافظ عبداللطیف
صاحب اور کالے خاں مئو والے بھی تھے جب اس بات کی سید صاحب
کو خبر ہوئی تب آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تم یہاں کیوں چلے آئے
وہیں کپل بائی میں جاؤ یہ حکم سن کر وہ سب وہاں سے یہاں
چلے آئے مگر حافظ عبداللطیف کو آپ نے یہاں نہ بھیجا اور سب کے
سامنے ان کو بہت ملامت کی اور جھڑکی دی کہ تم بڑے فتنہ انگیز
اور مفسد آدمی ہو ناحق بیٹھے بٹھائے اتنے آدمی شہید اور زخمی کروائے

خبردار اب تم وہاں لشکر میں نہ جانا اور کالے خاں نے خود سید صاحب
سے عذر کیا کہ میں تو لشکر میں نہ جاؤنگا میرا وہاں کیا کام ہے سید صاحب
نے پوچھا کہ خان بھائی آپ کیوں نہیں جاوینگے کیا سبب اُنھوں
نے عرض کی کہ آپ کے لشکر میں ہمارا کیا قدر جہاں ٹُنڈا سا آدمی فتح
خاں گڑھی کی سیڑھی پر چڑھے اور ہم دیو سے جوان کھڑے
تماشا دیکھیں اور جو یتن یاؤ آٹا ان کو ملے وہی ہم کو ملے سو اب تو
ہم اپنے وطن ہندوستان کو جاتے ہیں سید صاحب نے بہتیرا ان کو
سمجھایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے سب لوگ آئے ہیں
جیسی جس کی نیت اور ہمت ہے وہ ویسا کام کرتا ہے یہ کچھ عار و ننگ
کی جگہ نہیں ہے آپ کو ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے ولیکن وہ کسی طرح نہ سمجھے
اور نہ راضی ہوئے آخر کو اپنی بات بیجا پر قائم ہو کر جہالت سے چلے گئے
اور جو تنولی گڑھی پر سے امیوری بھیرمار کو جیتر بائی میں پکڑ لے گئے تھے
وہاں سے پھر اس کو پائندہ خاں کے پاس پہنچایا اس نے ان کی سپر
تلوار اور بندوق تو لے لی اور اپنے ایک آدمی کے ساتھ کر کے گڑھی
تک ان کو پہنچوایا وہاں سے پھر وہ یہاں اپنے لشکر میں چلے آئے اور
جو جو زخمی لوگ یہاں تھے ان کو سید صاحب نے اپنے پاس امب میں
بلوا لیا تمہارے پیچھے یہاں یہ واقعہ گذرا انتہیٰ اب یہ خاکسار فتح علی

کہتاہے کہ زخمیوں میں ایک تو شیخ حسن علی صاحب کے بیلے کے
نہال خاں تھے ان کے داہنے ہاتھ کی کہنی میں چلتی ہوئی گولی لگی تھی اور
دوسرے زخمی آخوند غفران پکھلے وال ان کے سنگڑے میں آگ
لگ گئی وہ جل کر زخمی ہوئے اور تیسرے ملا گلزار قندہاری ان
کے بازو میں گولی لگی اور چوتھے رحیم بخش بنارسی جواب ہمارے آقائے
نامدار دولتمدار کے توشکخانے کے متعلقوں میں ہیں ان کے گلے کے دونوں
مسلیوں کے بیچ میں گولی لگی اور بائیں بازو میں ہو کر نکل گئی اور
ان کو ہلہ میں قریب سے گولی لگی تھی اور پانچویں رامپوری بھیرمارے کے سر
میں پتھر لگا تھا اور چھٹے ڈوگروں کے جمعدار کا حال اول مذکور ہو چکا
ہے سوا ان کے اور جو پانچ یا چھ زخمی ہوئے تھے ان کے نام یاد نہیں
اور شہیدوں میں ایک شیخ علی محمد بھائی شیخ بلند بخت کے اور
ڈیرے سب سواروں کے کمبل پائی میں کچھ کم یا زیادہ دو مہینے رہے
اور مینہ اکثر رات کو برستا تھا اور دن کو کم اور سوار عشا کے بعد
سے صبح تک رون پھرتے تھے اور سورج نکلے چلے اور ذاتی لے
کر پہاڑ پر گھاس کاٹنے جاتے تھے رات دن اسی تکلیف اور مشقت
میں رہتے تھے اور اسی عرصے میں پاندہ خاں کو خبر پہنچی کہ سید صاحب
نے کئی توپیں بھاری پنجاب سے منگوالی ہیں اور کئی رن گرہ بھی
بنوالئے ہیں اور سیڑھیاں بھی اور اب چھتر بائی پر چڑھائی کی تیاری

کرتے ہیں اور یہ گڑھی خالی کئے نذر ہونگے اور ان دنوں یار کے
سکھوں سے بھی کمال اس کی ناموافقت تھی جب اس نے جانا کہ
اب بچاؤ کسی طور نہیں ہے تب اس نے یہ فریب گانٹھا کہ موضع
تیر کے سید حسن شاہ کو اور اپنے منشی غوث محمد کو اپنی طرف سے
وکیل کرکے امب میں سید صاحب کے پاس بھیجا وہ آکر حضرت سے ملے
اور کہا تمہارے خان نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم آپ کے
بہر صورت مطیع اور فرماں بردار ہیں اگر آپ کہیل بائی سے اپنا لشکر
بلالیں تو ہم آپ کی دلجمعی اور رفع شک کے لئے اپنا بیٹا اول میں
آپ کے پاس بھیجدیں اور چھتر بائی کی گڑھی بھی خالی کردیں اور آپ
کا کوئی شخص معتبر آوے ہم اپنے بیٹے کو ساتھ کردیں یہ تمام گفتگو
سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تمہارے خان کا
کہنا ہم کو منظور ہے اور پندرہ بیس قرابینچی اور چقماق والے ساتھ
کرکے اپنے بھانجے سید احمد علی صاحب کو پائندہ خان کے پاس بھیجا
انھوں نے جاکر اس سے ملاقات کی اس نے بڑی تعظیم و تکریم سے ان
کو بٹھایا اور ایسی لسانی اور چاپلوسی کی باتیں ان سے کیں کہ سید احمد علی
صاحب بہت اس سے راضی ہوئے اور جانا کہ یہ صلاحیت پر ہے شر
و فساد اس کی طبیعت میں اصلا نہیں پھر اس نے وہی سوال کیا
کہ سید بادشاہ اپنا لشکر کہیل بائی سے اٹھالیں تو میں چھتر بائی کی

گڑھی بھی خالی کر دوں اور اپنا بیٹا بھی سید بادشاہ کے پاس اول میں بھیج دوں سید احمد علی صاحب نے اس بات کا اس سے اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس امر میں کوشش کرونگا اور سید صاحب کو سمجھا کر وہاں سے لشکر اٹھوا دونگا اس طرح سے اس کی تسلی کر کے وہاں سے سید صاحب کے پاس امب میں آئے اور سب اس کا عہد و پیمان اور اس کی صلاحیت اور خوبی کا حال سید صاحب سے عرض کیا آپ کو تو ہر طور اس سے صلح کرنی منظور تھی کہ کچھ کاروبار جہاد کا اجرا ہو نہ تو اس کی جہتربائی لینے کی حاجت تھی اور نہ کچھ کھبل بائی میں لشکر رکھنے کی ضرورت آپ کی تو صرف یہ غرض تھی کہ اباسین کے وار پار آنے جانے کا رستہ ہم لوگوں کے واسطے خالی رہے اس لئے کہ اصل مقابلہ تو سکھوں سے تھا آپ نے سید احمد علی صاحب کی گفتگو سن کر فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم کھبل بائی سے لشکر بلا لینگے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کھبل بائی سے اپنے پاس امب میں بلوایا اور ساری گفتگو پائندہ خاں کی جو سید احمد علی صاحب کی زبانی سنی تھی بیان کی اور فرمایا کہ تم کھبل بائی کی گڑھی کا بندوبست باخوبی کر کے اور کچھ لوگ اپنے وہاں چھوڑ کر باقی سب لشکر یہاں اٹھا لاؤ پھر مولانا صاحب کھبل بائی میں تشریف لے گئے اور وہاں کا بندوبست کر کے پچاس ساٹھ غازی تو وہاں بجائے تھانے کے رہنے دئے اور امیر اور باقی سب سوار و پیادے لے کر امب کو چلے آئے

اور آٹھ دس روز تمام لشکر امام میں رہا اس عرصے میں قاضی
حبان صاحب نے سید صاحب سے عرض اور درخواست اس
بات کی کی کہ یہاں ہم لوگ سب سوار و پیادے معطل بیٹھے ہیں اور
تمام ملک سمہ کا ناموافق اور باغی سا ہو رہا ہے اگر آپ میرے
ہمراہ کچھ لشکر کر دیویں اور مجھکو امیر کر کے ادہر کو روانہ فرماویں تو
میں وعظ و نصیحت کر کے وہاں کے لوگوں کو موافق کروں اور جو لوگ
نہ مانیں ان کو بزور راہ پر لاؤں اور اس اطراف و نواح کی بستیوں
کے ملک اور خوانین تو خدا اور رسول کا حکم سن کر ان دنوں سید ہے
ہو گئے ہیں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ آپ مجھکو اختیار کل دیویں جیسا
میں مناسب جانوں ویسا کروں اس لئے کہ میں اس ملک کا بھیدی
ہوں جو کچھ میں ان بستیوں کی طبیعت سے واقف ہوں ایسا،
آپ کے یہاں اور کوئی نہیں ہے اور مولانا صاحب کو بھی آپ میرے
ہمراہ کر دیں اس واسطے کہ جو کام خلاف حکم خدا و رسول کے کروں وہ مولانا
صاحب مجھکو نہ کرنے دیں سید صاحب نے یہ تمام تقریر قاضی صاحب
کی بہت پسند کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہم آپ کو بھیجیں گے پھر اگلے روز
بعد نماز فجر کے سب کے سامنے فرمایا کہ ہم نے قاضی حبان صاحب کو واسطے
جانے ملک سمہ کے امیر کیا اور جو سوار و پیادے ہم ان کے ہمراہ کریں وہ

بلا انکار ان کی اطاعت کریں اور قاضی صاحب کو بھی آپ نے
بہت نصیحت کی کہ خبردار یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس میں کوئی کام
اپنے نفس کی خواہش کا خلاف خدا و رسول کے نہ کرنا اور جو جو بات
مناسب تھی خوب سی سمجھا دی پھر مولانا صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی
قاضی صاحب کے ہمراہ جاویں پھر آپ نے دعائے خیر کی اور رسالدار
عبدالحمید خاں کو مع تمام سوار کوئی ساڑھے چار سو پیادے اپنے (ز۵۰)
پاس رکھ لئے اور باقی قاضی صاحب کے ساتھ کردئے پھر اس کے اگلے
روز بعد نماز صبح کے سید صاحب سے مصافحہ کرکے قاضی صاحب رخصت
ہوئے باقی یہ حال قاضی صاحب کا بعد حالات موضع امب کے بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اب حال امب کا سنا چاہئے کہ قاضی صاحب تو لشکر
لے کر ملک سمہ کو روانہ ہوئے اس کے چند روز کے بعد سید صاحب نے
اپنے کئی خاص لوگوں کو اپنے پاس بٹھا کر صلاحاً فرمایا کہ پائندہ خاں
کے کہنے سے ہم نے اپنا لشکر کبل بائی سے اٹھالیا اور اس نے اب تک
اپنا اقرار پورا نہ کیا اب اس کے پاس کسی کو بھیجیں دیکھیں تو اب
وہ کیا کہتا ہے اپنے اس اقرار پر ہے یا نہیں سب نے عرض کی کہ
ہاں مناسب تو ہے ضرور آپ کسی کو بھیجیں اور اس کی مشورت
میں شیخ ولی محمد صاحب پھلتی اور مولوی خیرالدین صاحب شیر کوٹی اور

سہاروں کے رامپور کے مولوی محمد حسن صاحب ہی تھے ان سے آپ
نے فرمایا کہ تمہیں جاؤ اور اس سے کہو کہ سید صاحب نے تمہارے اقرار
پر اپنا لشکر کیمل پائی سے اٹھالیا اور تم نے اپنا اقرار اب تک پورا
نہ کیا اس کا کیا سبب ہے اس کا ہم کو جواب دو یا اپنا اقرار پورا
کرو اور رخوب کرٹے ہو کر اس سے گفتگو کرنا کسی بات میں ہرگز نہ
دبنا اور چھتر پائی تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے بے لڑے بھڑے آپ خالی
ہو جاویگی وہ ہم کو کیا چھتر پائی خالی کردیگا اور ہم کو تو اپنے پروردگار
کی رضامندی کے کام سے کام ہے نہ اس کی چھتر پائی سے غرض ہے اور
نہ اس کے بیٹے کو اول لینے سے اگر تمہارے وعظ ونصائح سے وہ
صاف صاف خدا ورسول کا تابعدار بن جاوے تو ہمارا بھائی ہے وہ
بھی اس کار خیر میں شریک رہے والا وہ جانے اور شیخ ولی محمد صاحب
سے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جس قدر آدمی مناسب جانو اپنے ساتھ
لیجاؤ پھر شیخ صاحب بتیس غازی جیت و چالاک مسلح اپنے ساتھ
لے کر روانہ ہوئے اور جا کر اس سے ملاقات کی اس نے بڑی تعظیم وتکریم
سے ان سب کو اپنے پاس اتارا پھر شیخ صاحب اور مولوی خیرالدین اور
مولوی محمد حسن صاحب نے سید صاحب کا پیغام اس کو پہنچایا اور طرح
طرح کے وعظ ونصیحت سے سمجھایا اس کے جواب میں اس نے کہا میں

سید بادشاہ کا فرماں بردار اور غلام ہوں جس بات میں وہ راضی
ہوں میں بلا عذر حاضر ہوں اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے تملق
اور چاپلوسی کرنے لگا اور کہا کہ تم یہاں میرے پاس ٹھہرو تم کو
راضی کرکے رخصت کرونگا پھر یہ سب وہاں رہے ہر روز با خوبی
ضیافت کرنے لگا اور ہر روز کہتا تھا کہ آج رخصت کرتا ہوں کل
رخصت کرتا ہوں اسی لیت ولعل میں نو دس دن گذرے اور وہاں
سوائے چکنی چپڑی مکر وفریب کی باتوں کے کچھ نہ تھا اس عرصے میں
شیخ صاحب کی طلبی کا حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے نوشتہ گیا کہ
اگر کام ہو گیا ہو تو سب کو لے کر چلے آؤ والا تم اکیلے آجاؤ یہاں
ایک کام ضرور ہے فقط سو وہاں تو تب تک کچھ کام ہی نہیں ہوا تھا
سب کو وہاں چھوڑ کر شیخ صاحب فقط چار آدمی سے حضرت کے پاس
چلے آئے اور پائندہ خاں کی لسانی اور لیت ولعل کا بیان کیا کہ وہاں
تو اس کے قول وقرار کا ہم کو تو کچھ ٹھکانا نہیں معلوم ہوا یقین ہے دو
چار روز میں یوں ہی وہ سب بھی خالی چلے آوینگے پھر یوں ہی ہوا کہ
شیخ صاحب کے آنے کے بعد سات یا آٹھ روز میں مولوی خیرالدین
اور مولوی محمد حسن صاحب ہی سب کو لے کر حضرت کے پاس چلے آئے اور
اس کا مکر وفریب بیان کیا کہ ہم کو تو اس نے یوں ہی خالی رخصت

کردیا مگر اُس نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے جانے کے بعد دس بارہ
روز میں اپنے بیٹے جہاندار کو اس کی ماں کی تسلی اور دلجمعی کرکے ضرور
سید بادشاہ کے پاس بھیج دونگا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہتر کیا
جو چلے آئے اب جیسا ہوگا دیکھا جاویگا پھر کوئی پندرہ روز کے
بعد دس آدمیوں سے جہاندار کو پائندہ خاں نے سید صاحب کے
پاس بھیجا اور جہاندار ان روزوں دس گیارہ برس کا تھا سید صاحب
نے اس کی بہت خاطر داری کی اور سید صاحب گڑہی کی اس حویلی میں
رہتے تھے جو خاص پائندہ خاں کے رہنے کی تھی پھر سید صاحب نے
جہاندار سے فرمایا کہ یہاں جس جگہ تمہاری خوشی ہو رہو اس کے
ہمراہیوں نے عرض کی کہ آپ ہی کے قریب اُتر ینگے آپنے فرمایا کہ
نہیں جہاں یہ چاہیں اُتریں ان کو اجازت ہے ایک حضرت کی کوٹھری
کے مقابلے میں جانب مغرب اور کوٹھری تھی اس میں قاضی علاء الدین
بگہرے والے اُترے تھے اس لڑکے نے وہ کوٹھری پسند کی اسی کے
پاس دوسری کوٹھری میں قاضی صاحب کو فرمایا وہ اس میں تشریف
لے گئے اور جہاندار اپنے آدمیوں سے اس میں اُترا اور سید صاحب
نے اپنے باورچیخانے سے ان سب کے لئے دونوں وقت کھانا مقرر

کر دیا اور وہ سب اسی کوٹھری میں رہنے لگے اور کوئی پندرہ
سولہ روز کل وہاں رہے انھیں روزوں کے اندر جہاندار کے
ساتھیوں نے ایک دن حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ جہاندار
کی والدہ نے آپ کو نیاز نامہ لکھا ہے اور جہاندار کو واسطے دیکھنے
کے بلایا ہے اگر آپ رخصت کریں تو دو چار روز کے لئے ہم لیجاویں
اور پھر ہم ساتھ لے کر چلے آوینگے اور وہ خط حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا
خلاصہ مضمون اُس کے کا بعد القاب و آداب کے یہ تھا کہ جہاندار کے
والد نے وقت رخصت جہاندار کے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ جب تم کہو گی
تب میں سید بادشاہ کے پاس سے جہاندار کو بلوا دونگا سو میرا یہی
ایک بیٹا ہے بے دیکھے اس کے میرا دل بہت بے قرار ہے اس امر میں میں
نے جہاندار کے والد سے کہا اُنھوں نے جواب دیا کہ ابھی کے روز اس
کو گئے ہوئے ہیں ہم تو ابھی سید بادشاہ سے اس امر میں عرض نہیں
کرینگے تب میں نے بے چین ہو کر آپ کی خدمت بابرکت میں یہ گذارش
کی سو مجھ پر آپ للّٰہ رحم کر کے دو چار دن کے لئے اگر اس کو بھیجدیں
تو میرے حق کمال سرفرازی فرماویں فقط حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کو
پڑھ کر ان سے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم رخصت کرینگے اور ر
پائندہ خاں نے جو اپنی بی بی سے صلاح و مشورت کر کے بھیجا تھا

کہ یہاں گڑھی کے اندر اسی کوٹھڑی میں جس میں جہاندار اُترا تھا
کچھ اس کا نقد روپیہ یا زیور گڑا تھا اُس کے کھودلانے کو اُس نے
جہاندار کو بھیجا تھا بلکہ جب جہاندار حضرت کے پاس آیا تھا تب اکثر
لوگ آپس میں کہنے لگے کہ پائندہ خاں نے اپنا اقرار پورا کیا یہ سُن
کر بعضے بعضے جو اس کی مصلحت سے واقف تھے چنانچہ سید اکبر وغیرہ
انھوں نے کہا کہ اس نے اپنا اقرار تو بیشک پورا کیا مگر تم ہماری
بات یاد رکھنا کہ اس میں بھی کچھ اس کا فریب ہوگا اور اس وقت
تک کوئی شخص ہمارے لوگوں میں اس دفینے اُس کے سے مطلق
واقف نہ تھا پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ نے جہاندار کی رخصت کا
اقرار کیا تب اس کے ہمراہی ایک روز واسطے گوشت کھانے کے
ایک گائے کسی کی مول لائے اور حضرت سے اجازت لے کر اپنی کوٹھڑی
کے آگے اس کو ذبح کیا اور گوشت تو اکثر وقت حضرت کے مطبخ سے
ان کے لئے پکا پکایا آتا تھا مگر ان لوگوں کی عادت ہے کہ اکثر بھونے ہوئے
تکے کھاتے ہیں اور حضرت نے یہی سبب جانا اور اصلی مطلب اُن کا یہ
تھا کہ اس کی کھال میں وہ اپنا دفینہ لپیٹ کر لیجاویں اور کوئی خبر
نہ ہو پھر اس گوشت کو انھوں نے کباب کرکے کھایا اور لوگوں کو
کھلایا اور کچھ رکھ چھوڑا دوسرے وقت حضرت سے واسطے رخصت کے

عرض کی آپ نے فرمایا کہ اچھا کل تم کو رخصت کرینگے پھر انھوں
نے اسی رات کو وہ دفینہ کھود کر گائے کے چمڑے میں لپیٹ رکھا اور
اس گائے کی ہڈیاں جس گڈھے میں دفینہ تھا اس میں ڈال کر زمین
برابر کر دی پھر بعد نماز صبح کے وہ جہاندار کو واسطے رخصت کرانے
حضرت کے پاس لائے حضرت نے ایک پگڑی اور تین تھان سپید دے
کر رخصت کیا پھر وہ اپنا سب اسباب اور وہ چمڑا لے کر چلے گئے سید
اکبر صاحب اس کوٹھری میں گئے اور وہ کھدی ہوئی جگہ دیکھی پھر
اس کو کھودا تو اس میں ہڈیاں نکلیں وہ دریافت کر گئے کہ اس میں
سے کچھ مال کھود لے گئے پھر انھوں نے اور لوگوں کو بلا کر وہ گڈھا
دکھلایا اور کہا دیکھو یہاں سے وہ لوگ کچھ مال کھود لے گئے ہیں اب
وہ ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہیں جہاندار کے بھیجنے میں پائندہ خاں کا کچھ
فریب ہے وہ یہی تھا اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ سید اکبر صاحب
سچ کہتے تھے بعد اس کے پھر پائندہ خاں نے جہاندار کو نہ بھیجا انتہی
اور دوسرا حال ام کا یہ ہے کہ جب چند روز گذر گئے اور جہاندار نہ
آیا سیدو خاں برادر خرد پائندہ خاں اور سر بلند خاں نے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ پائندہ خاں تو اسی طور مکر و فریب
کیا کریگا اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے آپ کو لیت و لعل میں

رکھے گا اور انجام اس کا کچھ نہ ہوگا دیکھئے اب تک اُس نے جہاندار
کو آپ کے پاس بھیجا اور نہ گڑھی چھتر بائی کی خالی کی اور آپ نے
دیکھا کہ کس مکر و فریب سے جہاندار کو بھیج کر یہاں سے اپنا دفینہ
منگالیا سو ہمارے نزدیک یہ تدبیر بہتر معلوم ہوتی ہے کہ آپ کچھ
اپنے غازی دریا کے پار اُتارئے کہ وہ جاکر سری کوٹ اور موضع
بھیلڑے (کوٹلی) کو اپنے قبضے میں کریں یہی دونوں ٹھکانے ملک تنول کے گویا
سر ہیں اگر ہاتھ آگئے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب درستی ہوجاویگی یہ
تقریر ان دونوں صاحبوں کی حضرت نے اور جو آپ کے پاس سید احمد علی
صاحب اور سید اکبر اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن اور شیخ
ولی محمد وغیرہم حاضر تھے سب کو پسند آئی پھر حضرت نے سب سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ کسی صاحب کو تجویز کرو تو بھیجیں اس میں سید احمد علی صاحب
آپ بولے کہ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں جاؤں مگر اس شرط سے کہ جس
کو میں چاہوں ص لیجاؤں یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ کے خیال میں اصلا نہ تھی
ص اس کو اپنے ہمراہ
کہ ان کو بھیجیں مگر بسبب درخواست ان کے آپ نے فرمایا کہ خیر جاؤ
اور تم کو اجازت ہے جس کو چاہو اپنے ہمراہ لیجاؤ بلکہ شیخ ولی محمد صاحب
نے الگ ہوکر سید احمد علی صاحب سے پوچھا کہ وہاں تو حضرت نے سب
سے کسی کو تجویز کرنا فرمایا تھا تم نے اپنے جانے کی کیوں درخواست کی

اور کبھی تو تم نے اپنے جانے کو درخواست نہیں کی انھوں نے
کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں دریا اُترتے ہی پہلے سکھوں
سے مقابلہ ہے جب ان سے نپٹ لینگے تب کہیں وہاں تک جانا ہوگا
یہ جواب سُن کر شیخ صاحب چپ ہو رہے پھر سید احمد علی صاحب
اپنے ڈیرے میں بیٹھ کر غازیوں کے نام کی فرد لکھی اپنے ساتھ
لیجانے کو اور حضرت کے سامنے پیش کی آپنے اس کو پڑھ کر
چند آدمی فرد سے نکال ڈالے اور اُن کے عوض اور کر دئے اور
فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور شیخ ولی محمد صاحب سے کہا کہ ان کو جو
جو چیز اور اسباب ضروری گولی بارود وغیرہ مانگیں حوالے کرنا اور اسی
فرد کے مطابق پہلے پہلے حکم ہو دیا گیا کہ فلانے فلانے شخص سید احمد علی
صاحب کے ہمراہ جاویں ملکی لوگوں کے سوا کوئی سو یا سوا سو غازی
تھے ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں منہاروں کے رام پور
کے مولوی محمد حسن اور محمد خاں خیر آبادی بھائی ابراہیم خاں کے
اور نشان فتح اللہ انھیں کے پاس تھا اور دوسرے جوڑی وال
ان کے نگراؤں کے سید عبد الرزاق سید نور احمد کے بھائی اور
موئے کریم بخش سہارنپوری اور رحیم بخش جراح قصبہ شاملی کے
اور سید احمد علی اور عبد الکریم عظیم آبادی اور زبردست خاں

رائے بریلوی اور کالے خاں جو خچروں کے محافظ تھے اور منیر
اور مہربان خاں وطن اُن کے یاد نہیں اور مدد خاں اور سربلند
خاں اور امان اللہ خاں عشرے والے اور جعفر خاں ہزارے والے
اور یہ چاروں سردار جتھے والے تھے ہر ایک کے ہمراہ تیس تیس،
چالیس چالیس آدمی تھے پھر سید احمد علی صاحب چار پانچ گھڑی
دن چڑھے سب ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوئے اس وقت ہندوستانی
اور ملکی ملا کر قریب ڈھائی سو کے تھے موضع کریلے کے مقابل آ کر یہ
اترنے کا قصد کیا اس کے پار کریلے کی گڑہی سے نکل کر سکھ
بندوقیں مارنے لگے اس خوف سے کہ شاید دریا اتر کر ہم پر آویں
ادہر سے بھی لوگ ان کو بندوقیں مارنے لگے پھر وہ پتھروں کی
آڑ میں ہو کر گولیاں مارنے لگے اور ادہر ہماری طرف برابر میدان
تھا نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی نالہ کہ اس کی آڑ میں چھپیں کئی غازی
ان کی گولیوں سے زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر سید صاحب علیہ الرحمۃ
نے اپنی گڑہی کے دروازے سے دو توپیں کھچوا منگائیں اور مرزا
حسین بیگ بانس بریلوی سے جو گولہ انداز تھے فرمایا تم بھی گولے
مارو انھوں نے ایک ان پتھروں کے سامنے شست باندہ کر ماری
گولہ پتھروں میں جا لگا پتھر ٹوٹ کر اڑے تمام سکھ جو پتھروں کی آڑ

میں تھے بھاگ کر گڑھی میں گھسے دوسری توپ اُنھوں نے،
گڑھی کے سامنے ماری وہ گولہ گڑھی کے گھونگھٹ کی دیوار توڑ کر
نکل گیا سکھوں نے چادر ہلائی اور امن مانگی پھر اس طرف سے توپ
چلنی موقوف ہوئی اور سید احمد علی صاحب اپنے لوگوں کو کشتیوں
پر سوار کروا کے پار اُترے اور کریلے کی گڑھی کے پاس ہو کر نکلے
اور وہی رستہ تھا وہاں کے سکھوں نے گڑھی پر سے پکار کر کہا کہ
ہمارے لوگوں کو یہ گمان تھا کہ غازی لوگ ہم پر آتے ہیں اس
خوف سے بندوقیں ماریں یہ ہم لوگوں سے بڑی خطا ہوئی اور
اس طرف حضرت علیہ الرحمۃ لوگوں کو لئے کھڑے رہے جب تک
تمام غازی کریلے کے آگے نکل گئے پھر حضرت وہاں سے گڑھی میں
تشریف لائے پھر اگلے روز خبر آئی کہ سید احمد علی صاحب قریب
آدھی رات کے سری کوٹ میں اپنے لوگوں سے پہنچے اور یکبارگی
گڑھی کا محاصرہ کرلیا اور گڑھی والے غافل سوتے تھے جب ادھر
کا شور و غل سن کر جگے تب دو چار بندوقیں چلائیں پھر جب جانا
کہ ہم مفت میں مارے جاوینگے اور یہ غازی گڑھی کو نہ چھوڑینگے
تب انھوں نے امن مانگی کہ ہم اپنے ہتیارے کر نکل جاویں سید احمد علی
صاحب نے ان کو اجازت دی وہ اسی وقت اپنے ہتیارے کر نکل

گئے سید احمد علی صاحب نے گڑہی میں اپنا بندوبست کرلیا انتہی
اور اس کے اگلے روز چار گھڑی دن چڑہے سید حسن شاہ اور
منشی محمد غوث محمد جو بیشتر پائندہ خاں کی طرف سے وکیل ہو کر
آئے تھے گڑہی کے دروازے پر آئے اور دروازے کے پہرے
والے سے کہا کہ سید بادشاہ سے جا کر عرض کرو کہ فلانے فلانے
شخص کچھ خوشخبری لے کر آئے ہیں اجازت ہو تو آپ کے پاس
آویں اور یہ دونوں صاحب بہت دنوں آگے سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے معتقد اور موافق تھے اور پوشیدہ سید حسن شاہ سے بیعت
بھی کر چکے تھے مگر اس امر سے بعض لوگ واقف تھے اور کوئی
نہیں خبر تھا پھر حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے اپنے پاس بلا لیا
انھوں نے جاتے ہی کہا کہ حضرت آپ کو مبارک ہو مونضع بلوئی
سے پائندہ خاں بھاگ گیا اور کل شام سے گڑہی چھتر بائی کی بھی
خالی پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا حال تو بیان کرو انھوں نے
عرض کی کہ کل صبح کو سری کوٹ کے سپاہی بھاگ آئے اور گڑہی
چھٹ جانے کا بیان کیا اور کہا کہ عجب نہیں جواب آکر آپ کے
شیر گڑہ کو وہ لے لیویں آپ جلد اس کا تدارک جو کچھ ہو سکے
کریں اور وہی شیر گڑہ اس کے بھاگنے کا ایک رستہ تھا یہ خبر وحشت

اثر ان سے سن کر ہم دونوں سے کہا کہ میں تو شیر گڑھ کو چلتا
ہوں اور تم جا کر چھتر بائی کا بند وبست کرو یہ کہہ کر خان تو
شیر گڑھ کو گیا اور ہم دونوں چھتر بائی میں آئے اور ہم تو یہی بات
چاہتے تھے مگر کیا کریں موقع نہیں پاتے تھے پھر ہم نے چھتر بائی
والوں سے کہا کہ جلد اسباب اور ہتیار لے کر گڑھی سے نکل جاؤ اور
خان تو بلوئی سے شیر گڑھ کو چلا گیا یہ خبر سن کر وہ تمام آدمی اپنا
اپنا اسباب لے کر نکل گئے جب گڑھی خالی ہو گئی تب ہم آپ کے
پاس آئے کہ یہ خوشخبری آپ کو سنادیں سو اب آپ جلد اپنے لوگ
چھتر بائی کو روانہ فرمادیں کہ جا کر گڑھی پر اپنا قبضہ کریں یہ تمام
گفتگو سن کر آپ کو یقین ہوا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بلا کر سو
آدمی مسلح ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ چھتر بائی خالی ہے جلد جا کر
اُس پر اپنا قبضہ کرو مولوی صاحب ممدوح نے اسی وقت جا کر
چھتر بائی کی گڑھی میں اپنا بند وبست کیا اُس وقت اپنے لوگ کہنے
لگے کہ سید صاحب نے یہاں سے ہمارا پلہ پھر گیا تھا فرمایا تھا کہ انشاء
اللہ تعالیٰ چھتر بائی بے لڑے بھڑے خالی ہو جاویگی سو اللہ تعالیٰ نے
ویسا ہی کیا یہ کرامت حضرت علیہ الرحمۃ کی تھی کہ پہلے سے فرمادیا تھا اور

پاینده خاں ہیبت الٰہی سے شیر گڑھ میں بھی جاکر ٹھہر نہ سکا وہاں
سے چار کوس اگر ور تھا وہاں بھاگ گیا اور تب سے سید حسن شاہ
اور منشی غوث محمد بھی پاینده خاں کے پاس کبھی نہ گئے حضرت علیہ الرحمۃ
کے لشکر میں رہے اور اول تو سید حسن شاہ رافضی مذہب تھے مگر
جب سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر توبہ کی تب سے
پکے سُنی مسلمان ہو گئے مگر انھوں نے پوشیدہ بیعت کی تھی اُس دن
آشکارا سب کے سامنے انھوں نے بیعت کی اور کھلے سُنی ہو گئے اور
سید حسن شاہ جو حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد ہوئے سبب اس کا یہ تھا
کہ جب حضرت پاینده خاں کی ملاقات کو گئے تھے اور ملاقات کی آپ
نے اس کو تبرک ایک اپنی پگڑی دی اور فرمایا اس کو باندھ لو اس
نے اپنی شامت اعمال سے نہ باندھی سید حسن شاہ کو حوالے کی انھوں
نے اپنی بغل میں داب لی پھر وہ پگڑی انھیں کے پاس رہی اسی کی برکت
کا سبب ہوا کہ انھوں نے رفض بھی چھوڑ دیا اور بیعت بھی کی اور یہ
حال وہ خود اپنی زبان سے بیان کرتے تھے یہ کرامت حضرت
علیہ الرحمۃ کی تھی **اور ایک حال امب کا یہ ہے** کہ جب سید
احمد علی صاحب امب سے سری کوٹ کو گئے ادھر ایک حکیم عزیز الدین نام دہلی
کے رہنے والے رنجیت سنگھ والی لاہور کی طرف سے وکیل ہو کر آئے

اور وزیر سنگھ نو مسلم جو پوشیدہ حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر
بیعت کر گیا تھا وہ بھی حکیم کے ہمراہ تھا اور وہ رنجیت سنگھ کا
سالا تھا اور حافظ ملہو خاں رامپوری اور چند آدمی اور بھی تھے
اور جو راجہ رنجیت سنگھ کا نوشتہ حکیم لائے تھے وہ حضرت علیہ الرحمۃ
کو دیا وہ پڑھا گیا خلاصہ مضمون اس کے کا یہ تھا کہ خلیفہ صاحب آپ
سید اور حاجی وغازی اللہ والے ہیں اور آپ کی دعا کے اُمیدوار
ہیں اگر آپ ہندوستان سے اس ملک میں بارادۂ ملک گیری کے
تشریف لائے ہیں تو آپ اس پار دریائے اباسین کے نو لاکھ روپے
کی جاگیر ہم سے لیویں اور پار اباسین کے جہاں آپ تشریف رکھتے
ہیں اس ملک کی تعلقداری ہم لیتے آئے ہیں سو وہ بھی ملک ہم آپ
ہی کی نذر کریں بے کد و کاوش اتنا ملک آپ اپنے تحت تصرف
میں رکھیں اور بافراغت اپنے صاحب کی بندگی میں مشغول رہیں اور
ہم سے لڑنے بھڑنے کا خیال نہ کریں اور جو یہاں لاہور میں ہمارے
پاس آویں تو ہم آپ کو اپنی کل فوج کا افسر بنا دیں انتہی حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے اس مزخرفات واہیات کے جواب میں
ان حکیم صاحب جو وکیل ہو کر آئے تھے یوں فرمایا کہ ہم جو اس
مسلمانوں کے ملک میں اتنے لوگوں سے آئے ہیں سو نہ تو کسی کی ریاست

چھیننے کے ارادے سے آئے ہیں اور نہ ملک گیری کے شوق سے ہم
تو محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے یہاں آئے ہیں
اور جو رنجیت سنگھ اتنے ملک دینے کا لالچ دکھاتا ہے اگر وہ اپنا
تمام ملک دے تو بھی ہم کو کچھ غرض نہیں اور جو وہ مسلمان ہو جاوے
اور اسلام لاوے تو ہمارا بھائی ہو اور پھر تائید الٰہی سے جو ملک ہمارے
ہاتھ لگے ہم اس کو دے دیویں اور جو اس کا ملک ہے وہ بھی اس
کے پاس رہے ہمارا مطلب تو یہ ہے جہاد کر کے کفار کو مغلوب کریں
اور اسلام کو غالب اور اسی کار خیر میں اپنی عمر صرف کریں اس کے
سوا اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور بہت الفاظ اسی مضمون
ہدایت مشحون کے آپ نے فرمائے وہ حکیم صاحب سن کر لاجواب
ہوئے اور عرض کی کہ جیسا کہ ہم غائبانہ آپ کا حال خیر مآل زبانی
لوگوں کے سنتے تھے اس سے زیادہ آپ کو ہم نے پایا اور آپ کا
سب دعویٰ سچا ہے سوائے آمنّا اور سلّمنا اس کا جواب ہمارے
پاس کچھ نہیں ہے اور حضرت نے حکیم صاحب کو بہت خاطر داری اور
عزت و توقیر سے اپنے یہاں اتارا اور مہمانی کی صرف مسلمان جان
کر نہ بخیال وکالت رنجیت سنگھ اور وہ رنجیت سنگھ کے یہاں بڑے
معزز و محتاز اور بجائے وزیر کے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر
ظفر پیکر میں پچاس ساٹھ ڈوگروں کا جمعدار تھا اور وہ رنجیت سنگھ

کے یہاں سے کسی امر میں ناخوش ہو کر چلا آیا تھا آپ نے اُن
سب کو نوکر رکھ لیا تھا سواس کے نام کا ہی ایک پروانہ راجہ
رنجیت سنگھ کا وہ حکیم صاحب لائے تھے کہ اپنے لوگوں سے ہمارے
یہاں چلا آوے سو جب حکیم صاحب نے وہ پروانہ اس جمعدار
کو دیا اور اپنے ساتھ لیجانا چاہا اُس نے آکر یہ حال حضرت سے عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے چلے جاؤ اور جو کچھ اس جمعدار
اور اس کے یاروں کی تنخواہ چڑہی تھی آپ نے سب اپنے یہاں
سے دلوادی اور جب بعد کئی روز کے حکیم عزیزالدین نے آپ سے
رخصت چاہی تب آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کے نوشتے کے جواب
میں بطور دعوت اسلام کے وہی مضمون ہدایت مشحون جو حکیم سے بیان
کیا تھا لکھوا دیا اور حکیم صاحب کو رخصت کیا پھر وہ سب دُوگردوں
کو ساتھ لے کر لاہور کو روانہ ہوئے انتہیٰ **اور ایک حال ام کا یہ**
ہے کہ بعد لینے ام کے حضرت علیہ الرحمۃ نے موقع دکھاڑے سے
اپنی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو ام میں اپنے پاس بلوالیا انتہیٰ **اور**
باقی حال سید احمد علی صاحب کا یہ ہے کہ جب سید احمد علی
نے سری کوٹ کو خالی کر لیا اور پائندہ خاں نے بلوئی سے بھاگ کر اگرور
کو گیا اور ہر طرف سے اس کا زور ٹوٹا اور کسی خان نے اس کا ساتھ نہ دیا تب اس نے

۱۶۴۹

ہری سنگھ سکھ سے جو جاگیردار راجہ رنجیت سنگھ کا تھا جاکر فریاد
کی کہ ہمارا ملک سید بادشاہ نے چھین لیا ہے اور ہم آوارہ ادہر
اُدہر پھرتے ہیں کہیں ٹھکانا نہیں ہے جو وہاں ٹھہریں اگر تم ہماری
اعانت کرو تو ہمارا ملک مِل جاوے ہری سنگھ نے کہا کہ خان تم
بیوفا اور فریبی شخص ہو تمہارے عہد و پیمان کا ہم کو اعتماد نہیں
تب اس نے اس کی تسلی کے لئے اپنے بیٹے جہاندار کو اول میں دیا
اور ہری سنگھ کو موافق کیا ادہر تو پائندہ خاں نے یہ تدبیر کی
اور ادہر سید احمد علی صاحب سری کوٹ کا بندوبست کرکے پھلڑا
پر لشکر لے کر روانہ ہوئے اور وہاں جاکر اپنا قبضہ کیا کسی سے
جدال و قتال کی نوبت نہ آئی اُسی روز یا اگلے روز کسی مخبر نے خبر دی
کہ ہری سنگھ سکھ شبخون تم پر لانے والا ہے وہاں سے تھوڑی دور
پہاڑ کا درہ تھا جدہر سے شبخون آنے کا دغدغہ تھا سید احمد علی صاحب
نے اس درے پر اپنے کچھ لوگ ملکی متعین کردئے کہ جب کچھ خطرہ معلوم
ہو بندوقیں مارنا ادہر ہم لوگ بھی ہوشیار ہو جاوینگے اور سید احمد علی
صاحب بستی کے باہر اسی درے کی طرف میدان میں اپنے لوگوں سے
اُترے تھے اور مدد خاں برادر پائندہ خاں اور سربلند خاں اپنے اپنے
آدمیوں سے بستی کے اندر اُترے تھے اور کچھ غازی بھی وہیں تھے
دور روز تک یہی خبر رہی کہ آج چھاپا آویگا تمام رات لوگ ہوشیار

اور بیدار رہے مگر نہ کوئی آیا نہ گیا لوگوں کو احتمال ہوا کہ یوں
ہی جھوٹ خبر لوگ اڑاتے ہیں اس میں غافل ہوئے پچھلے پہر صبح کو
اذان ہوئی لوگ اٹھ کر کوئی جا ضرور پیشاب کو گئے کوئی وضو
کر کے سنتیں پڑھنے لگے کوئی وضو کرتے تھے کہ اُدہر درے پر
بندوقیں چلیں اور وہ درے والے سکھوں کے مقابلے کی تاب
نہ لا سکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ ایک دم میں قریب آ پہنچے
لوگوں نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ چھاپا آ پہنچا آپ چل کر
پہاڑ پکڑیں وہاں سے لڑیں اگر نکلتے تو با خوبی نکلجاتے مگر
انھوں نے کہا کہ اب ان کافروں سے ہٹ کر کہاں جاویں جو کچھ
ہو گا یہیں دیکھ لینگے اور اسی عرصے میں سکھوں نے آکر گھیر لیا جو
لوگ جا ضرور پیشاب کو گئے تھے وہ باہر کے باہر رہے اپنے لوگوں
تک نہ آنے پائے اور یہ حال خیال کر کے جو لوگ بستی میں اُترے
بھی وہ تمام بستی سے نکل کر پہاڑ پر چڑھ گئے کسی نے تندہی نہ
کی فقط سید احمد علی صاحب اور جو غازی اس وقت ان کے پاس
حاضر تھے انھیں سے ان سکھوں کا مقابلہ کیا پہلے تو کچھ دیر جانبین
سے بندوق کی لڑائی رہی اس میں بھی جانبین کے کچھ لوگ کام آئے
بعد اس کے تلوار کی نوبت آئی مگر غازیوں نے بہت سکھ مردار کئے

اور چند غازی اپنے بھی شہید ہوئے جب سید احمد علی صاحب
شہید ہوئے تب جو غازی صحیح وسالم تھے وہ فرصت پاکر پہاڑ
کی طرف چلے گئے پھر ان سکھوں نے جاکر بستی کے گھروں میں آگ
لگادی مگر وہاں کوئی نہ تھا سب لوگ اول ہی نکل کر پہاڑ
پر چڑھ گئے تھے پھر اسی روز گھڑی ڈیڑھ دن رہے ایک ملکی معتبر
یہ خبر لے کرام میں جا پہنچا پہلے اس سے میاں عبدالقیوم ملے انھوں
نے پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے ان کے کان میں کہا کہ وہاں پھلڑے
ہری سنگھ نے شبخون مارا سید احمد علی صاحب اور فلانے فلانے صاحب
شہید ہوئے یہ خبر وحشت اثر سن کر میاں عبدالقیوم اسی جگہ بیٹھ گئے
وہاں سے کچھ دور قریب برج گڑہی کے اباسین کی جانب حضرت
علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے دیکھا کہ اس آدمی نے کیا بات کہی جو عبدالقیوم
بیٹھ گئے کسی سے فرمایا کہ اس آدمی کو ہمارے پاس لاؤ وہ بلا لایا
آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں آئے ہو اس نے عرض کی کہ پھلڑوں سے
آیا ہوں اور آج بعد نماز فجر کے ہری سنگھ سکھ چھاپا لایا اور سید
احمد علی صاحب نے چند آدمیوں سے اس کا مقابلہ کیا اس میں سید
احمد علی صاحب اور مولوی محمد حسن اور ابراہیم خاں خیرآبادی کے
بھائی محمد خاں نشان بردار اور ان کی جوڑی والا سید عبدالرزاق

تگرانوی اور احمد علی عظیم آبادی اور مولے کریم بخش سہارنپوری
اور فیض الدین نبگالوی اور رحیم بخش جراح اور علی خاں اور اسی
طور کے کئی نام اس نے لئے مگر مجکو فراموش ہو گئے اور تمام کیفیت
چھاپے کی جو آگے مذکور ہو چکی ہے بیان کی حضرت علیہ الرحمۃ نے سُن
کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ الحمد للہ جس مراد کو آئے
تھے اللہ تعالی نے ان کی اس مراد کو پہنچایا اور بہت دیر تک آپ
سکوت میں رہے اس میں اذان مغرب ہوئی آپ نے وہاں سے
آکر نماز پڑھائی پھر گڑہی میں تشریف لے گئے جہاں بی بی صاحبہ
تھیں پھر کچھ دیر میں عشا کی اذان ہوئی آپ نے آکر نماز پڑھائی
اور بعد فراغ نماز کے آپ گڑہی میں گئے اور وہیں چند آدمیوں
کو بلایا جیسے سید موسی اور ابراہیم خاں نور بخش جراح وغیرہم
کو اور وہ سب شام ہی کو سُن چکے تھے کہ وہاں چھاپے میں
فلانے فلانے شہید ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے بیان کیا
کہ فلانے فلانے صاحب آج پہلڑوں میں شہید ہوئے اور وعظ
ونصیحت اور فضائل شہدا بیان کرکے ان کی تسلی کی اور ان
کو صبر فرمایا اور وقت کھانے کا تھا وہیں آپ نے کھانا منگوایا
اور اپنے ساتھ ان سب صاحبوں کو کھلایا اور بعد اس کے فرمایا

کسی آدمی کی رو داری اور خوشامد کا خیال نہ کریں (کیا) خلاصہ اس
کا یہ ہے کہ جب اس وقت میں نے کہا کہ کوئی جا کر پانی لے آوے اپنی
سادہ مزاجی اور غفلت طبیعت سے کوئی نہ گیا اور جب میں مشک
لے کر چلا تو ہر ایک میری خاطرداری سے ساتھ چلا سو ایسی بات نہ
چاہئے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سب بھائی یہاں اللہ تعالیٰ کے واسطے
آئے ہیں بمقتضائے بشری کے ایسا کام ہو جاتا ہے مگر اس کو خیال رکھنا
چاہئے یہ گفتگو حضرت سے سن کر سب لوگ حضرت سے سن کر اپنی حرکت
اور غفلت سے نادم ہوئے کہ آپ بجا فرماتے ہیں پھر میاں عبداللہ نے
کھانا پکا کر ان سب کو کھلایا اور آکر حضرت سے عرض کی کہ سب
مہمان کھانا کھا چکے اور حضرت کو مہمانوں کی خاطرداری کمال منظور تھی
اس میں کوئی ہو آشنا ہو یا غیر آشنا تمام گفتگو آپ نے اسی واسطے
کی تھی **اور ایک حال ام کا یہ** ہے کہ ام کی گڑھی کے دروازے
پر ایک مکان بطور برج کے تھا اس میں دس بارہ آدمی رہا کرتے تھے
بسبب کثرت بارش کے وہ مکان ٹپکنے لگا سب آدمی وہاں سے نیچے چلے
مگر تین شخص وہیں رہے ان میں ملک داد خاں نام ایک شخص خرجے کے
بیمار تھے اور دو شخص ایک میاں حفیظ اللہ دیتی اور ایک پیر خاں ۱
شاہجہاں پوری یہ تندرست تھے تمام رات تینوں صاحب وہاں رہے صبح کو

میاں حفیظ اللہ نے پیر خاں سے کہا کہ اس مکان سے مٹی گرتی ہے
یہاں سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ گر پڑے انھوں نے کہا کہ مکان مضبوط ہے
گرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے اس بات کا اندیشہ نہ کرو اور مٹی تو گرا ہی
کرتی ہے اسی طور دونوں میں گفتگو رہی اس میں دو پہر دن آیا اور وہ مکان
بہت ٹپکنے لگا فقط اس میں ایک چارپائی کی جگہ سلامت رہی اس وقت
پیر خاں نے میاں حفیظ اللہ سے کہا کہ تم اپنے ہتیار اور اسباب لے کر نیچے
جاؤ کچھ کام یہاں ہوگا تو تم کو بلا لونگا پھر وہ اپنے ہتیار اور اسباب
لے کر نیچے چلے آئے اور پیر خاں اور ملک داد خاں وہیں رہے اس میں ایک
گھڑی بعد وہ مکان یکبارگی شق ہو کر گر پڑا پیر خاں تو بچ گئے اور نکل
بھاگے اور ملک داد خاں دب گئے حضرت کو خبر ہوئی فرمایا کہ جلد بھائیو مٹی
ٹال کر ملک داد خاں کو نکالو اور آپ بھی کمر باندھ کر تیار ہوئے اور اس
وقت نہایت سردی اور جاڑا تھا پھر تمام لوگ پھاوڑے اور کدال
لے کر کھودنے لگے اور ان کو نکالا کچھ رمق جان باقی تھی پھر روئی دھنی
ہوئی میں ان کو لٹایا مگر کوئی ڈیڑھ پہر زندہ رہے پھر مر گئے پھر
اپنے لوگوں نے قبر کھود کر ان کو دفن کیا پھر پیر خاں سے لوگوں نے پوچھا
کہ تم آپ تو سلامت نکل بھاگے اور ملک داد خاں کو کیوں نہ نکال لائے
انھوں نے کہا کہ میں نے کئی بار ان سے کہا کہ یہاں سے چلو انھوں نے

کہا مجکو تکلیف ہوگی میں تو یہیں رہونگا کسی طور اُنھوں نے نہ مانا اور
میں جو وہاں سے نکلا سو اس کا سبب ہوا کہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک
میرے کان میں آواز آئی کہ مکان گرتا ہے جلد نکل جا میں کچھ خبر نہ ہوا
پھر تیسری آواز آئی اور میں نے ہی مکان کو دیکھا کہ ہلتا ہے پھر میں
وہاں سے جیسے باہر نکلا ویسے ہی مکان بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے خبر
کی کہ وہ مکان اوپر چھت ہی کے بیٹھ کر رہ گیا اور جو نیچے کا مکان
اس کے ساتھ گرتا تو چالیس پچاس آدمی دب جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے
خبر کی اور حال ام کا یہ ہے کہ گڑھی کے جس مکان کے اندر
حضرت علیہ الرحمۃ رہتے تھے اس کے صحن میں ایک درخت عظیم شیشم کا
تھا اور دالان میں نمازیوں کے بستر تھے اور شیخ منور علی قدوائی
نواب گنجی ضلع لکھنو کے ان کا بھی بستر وہیں تھا ایک دن کسی غازی نے
ان کا بستر ہٹا دیا اور وہاں آپ سو رہا اور حضرت کے وہاں کا یہ دستور تھا
کہ جو جہاں جگہ پاتا وہیں سو رہتا کسی کی جگہ مقرر نہ تھی شیخ منور علی نے
کہا کہ بھائی یہاں تو میں سویا کرتا ہوں تم میری جگہ کیوں سوتے ہو
انھوں نے کہا کہ یہاں جگہ تو کسی کی مقرر نہیں ہے اگر تم ہوتے تو تم
ہی سوتے جگہ خالی تھی اس سبب سے میں لیٹ گیا اب تم جہاں خالی جگہ
پاؤ تم بھی وہاں سو رہو انھوں نے خفا ہو کر اسی وقت ایک چارپائی
رسی سے باندھ کر شیشم کے درخت پر چڑھ گئے اور اس کو کھینچ کر

ایک جگہ تین تاجیں تھیں ان پر چارپائی رکھی اور اسی پر آپ لیٹے
تھے صاحبوں نے پوچھا کہ شیخ جی یہ کیا تم نے کیا انھوں نے مارے غصے
کے کچھ جواب نہ دیا اور وقت رات کا تھا جب باہر سے حضرت تشریف
لائے تو لوگوں نے آپ سے اطلاع کی آپ نے پوچھا کہ شیخ منور علی تم
نے چارپائی درخت پر کیوں پھائی انھوں نے عرض کی کہ حضرت میں کیا
کروں میرے واسطے اب زمین میں جگہ نہیں رہی اس لئے میں نے آج پہلی
منزل طرف آسمان کے کی ہے کل جو کچھ ہوگا دیکھونگا یہ لطیفہ سن کر،
سب لوگ ہنسنے لگے حضرت نے فرمایا کہ شیخ بھائی اُترآؤ تمہارے
لئے زمین ہی میں جگہ ہوجاویگی پھر وہ اُتر آئے آپ نے ان کو جگہ بتادی
وہ وہاں لیٹے اور ایک جال ام کا یہ ہے ملک سمے میں جو
موضع ٹوپئی ہے پھلیلیہ نام ایک شخص اُس میں رہتا تھا تمام ٹوپئی والے
اس سے تنگ اور آزردہ تھے آخر الامر سب نے متفق ہو کر اس کو
ٹوپئی سے نکال دیا وہ وہاں سے دریائے اباسین اُتر کر سکھوں میں
جا رہا اور سکھوں سے موافقت پیدا کی انھوں نے کنارے اباسین
کے اُس کے لئے ایک برج بنا دیا اور کچھ زمین واسطے زراعت کے دی
پھر وہ اسی برج میں رہنے لگا اور پچاس ساٹھ آدمی تو اس کے ہمراہ

ہروقت موجود رہتے تھے اور جب کہیں دھاڑا لیجاتا تھا تب کوئی
سوسوا سو آدمی ہوجاتے تھے اور وہ اکثر ٹوپئی کے ضلع میں دھاڑا
مارا کرتا تھا اور وہاں بیٹھ کر کھاتا تھا اور اباسین کے جزیرے میں
ایک بستی تہائی نام تھی اس میں اکثر مشوانی قوم رہتی تھی اور کچھ
لوگ اس میں ملک سحے اور ملک تہرارے وغیرہ کے رہتے تھے اور وہ بستی
بہت آباد تھی اور جزیرہ تہائی کا بیلہ کر کے مشہور ہے اور ٹوپئی ،
والوں کے قبضے میں تھا بہیلیلہ نے اُس کے لوٹنے کا ارادہ کیا مکھن سنگہ سکھ
جو حاکم سکندرپور کا تھا اُس سے مشورہ کر کے اس نے کچھ سکھ سکندرپور
کے لئے اور کچھ حضرو سے بلوائے اور کوئی سوسوا سو آدمی خود اس کے
تھے ایک روز ان سب کو لے کر واسطے لوٹنے موضع تہائی کے گیا اور
ان روزوں وہاں اباسین پایاب تھی پھر اس نے اباسین اتر کر تہائی
کو خوب لوٹا اور اتنی آدمی اُس بستی کے مارے گئے اور اُس بستی پر
اُس نے قبضہ کر لیا اور ایک بھائی بہیلیلہ کا احمد علی نام وہ بھی اسی ،
دھاڑے میں مارا گیا اور کوئی پندرہ سولہ سکھ مُردار ہوئے پھر باقی
سکھوں کو وہاں سے رخصت کر دیا اور آدمیوں کو لے کر آپ وہاں
رہنے لگا اور ایک چھوٹی سی گڑہی وہاں بنالی پھر اُدہر سکھوں کی
بستیوں میں بھی دھاڑا مارنے لگا اور ادہر ٹوپئی اور مینئی اور مثارہ

اور کہیل وغیرہ میں بھی دہاڑا لانے لگا جب حضرت علیہ الرحمۃ کا
قبضہ ام پھر ہوا تب لوٹی اور مینئی وغیرہ بستیوں کے لوگ آکر
حضرت کے پاس نالشی ہوئے اور تمام بہلیلہ کے لوٹنے مارنے کا حال
آپ کے روبرو عرض کیا کہ آپ ہمارے امام اور بادشاہ ہیں آپ
اس کا تدارک کر کے اس بلا کو دفع کریں حضرت نے یہ تمام گفتگو
ان کی سن کر ان کی تسلی اور دلجمعی کی اور فرمایا کہ اب تو تم اپنے
مکان کو جاؤ ہم اس کی یا خوبی تدبیر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بلا
دفع ہو جاویگی پھر وہ سب نالشی لوگ اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور
ادہر حضرت نے ایک اپنا خط ایک ملا کے ہاتھ بہلیلہ کے پاس
موضع تہائی میں بھیجا اور حاصل مضمون اس خط کا یہ تھا کہ تم مسلمان
ہو اور دعوے اسلام کا کرتے ہو تم کو لائق نہیں ہے کہ اپنے بھائی
مسلمانوں کو لوٹو مارو اور ایذا دو اب تم یہاں ہمارے پاس چلے
آؤ تم کو تمہاری بستی میں بسا دیونگے اور جو تمہاری زمین جاگیر
ہوگی وہ تم کو دلا دیونگے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک گاؤں اور
تم کو ہم دیونگے اور اسی طور تسلی اور دلجمعی لکھی انتہی جب یہ خط اس
کے پاس گیا اور اس نے اس کو پڑہوا کر اس کا مضمون معلوم کیا

اور اپنے لوگوں کو جمع کرکے اس کا حاصل بیان کیا اور کہا کہ تم
اب اس میں مجھکو کیا صلاح دیتے ہو سب نے کہا چلنا ہی مناسب
ہے کیونکہ وہ سید ہیں اور ہم سب کے امام اور بادشاہ ہیں ہم سب
کو تو پکڑنے سے رہے اور اگر دو چار کو ہم میں سے گرفتار کر لینگے تو ہم
جیسا ہوگا ویسا دیکھ لینگے پھر بہلیلہ نے چلنے کی تیاری کی اور اس کے
ایک روز پیشتر سکھوں کی عملداری سے دھاڑا مار کر مال و اسباب لایا
تھا اسی میں سے مال و اسباب کچھ لے کر کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں سے حضرت
کے پاس چلا اور شیخ محمد جو اب یہاں قافلہ شریف میں ہے یہ ان کے
ہمراہ تھا پھر بہلیلہ امب میں آکر حضرت سے ملا حضرت علیہ الرحمۃ بہت
خوش ہوئے پھر اس نے تین گھوڑے اور چار بندوقیں اور نو تلواریں
آپ کی نذر کیں پھر حضرت نے اس کے آدمیوں کو ایک ایک پگڑی اور
ایک ایک لنگی عنایت کی اور بہلیلہ کو ایک سبز دوشالہ اور بہت سے
کپڑے اور کچھ نقد روپے دئے پھر بہلیلہ نے اور اس کے سب آدمیوں نے
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور فسق و فجور اور برے کاموں
سے توبہ کی اور تین روز حضرت نے اس کو اپنے پاس رکھا اور خود اس کو
وعظ و نصیحت سے سمجھایا اور اس کی تسلی کی پھر اس کو رخصت کیا پھر
وہ سب آدمیوں سے موضع تہائی کو گیا اور شیخ محمد مذکور الصدر حضرت

کے لشکر میں رہے پہلیلہ کے ساتھ نہ گئے پھر اس کے کئی دن کے بعد حضرت
نے موضع ٹوپی کے رئیسوں کو بلایا اور پہلیلہ کو بھی بلایا اور سب کو ملا دیا
اور جو موضع ٹوپی میں پہلیلہ کا حق تھا وہ سب ان رئیسوں سے دلا دیا
اور ایک گاؤں کہیل سے کوس بھر جانب مغرب کنارے اباسین کے
ایک ٹیکرے پر ویران پڑا تھا اور وہاں اکثر مسافر لوگ لٹ جاتے تھے
اور وہ گاؤں ٹوپی والوں اور گندف والوں اور گیاری پاڑے والوں
نے ان کو سمجھا کر پہلیلہ کو دلوا دیا اور پہلیلہ سے فرمایا کہ اب تم اس میں
رہا کرو پھر حضرت نے ٹوپی والوں کو رخصت کر دیا اور پہلیلہ حضرت کے
پاس رہا اس کے دوسرے یا تیسرے روز کسی مخبر نے آکر پہلیلہ سے کہا کہ
سکھوں کی رسد سکدرپور سے دربند کو جاتی ہے یہ حال سن کر پہلیلہ نے
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مجھکو خبر لگی ہے کہ سکدرپور سے سکھوں
کی رسد چلی ہے سو کل سویرے دربند میں داخل ہوگی اگر مجھکو اجازت ہو
تو میں آپ کو اس کا تماشا دکھاؤں آپ نے فرمایا کہ بہت خوب تم کو
اجازت ہے پھر پہلیلہ نے کوئی سو سوا سو آدمی بلا کر جمع کئے اور حضرت
سے عرض کی کہ میں نے اپنا بند و بست کر لیا ہے اگر ہم لوگوں پر کچھ سکھوں
کا دباؤ ہو تو آپ ادہر سے توپ مارنا حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب پھر
آپ نے دعا کر کے پہلیلہ کو رخصت کیا پھر اس نے اپنے آدمی عشرے کے

کوٹلے پر بٹھائے اور اُس نے کہا کہ ہم لوگ جاکر نالے میں چھپ گئے جب
سکھوں کی رسد ہمارے مقابل آوے تب تم بندوق چلا دینا پھر وہ
رات ہی کو شتاچوں پر سوار کر کے اپنے سب لوگوں کو اباسین کے
پار اتار لے گیا اور دامن کوہ میں جو نالہ تھا اس میں جا چھپے پھر اس کے
اگلے روز کوئی تین گھڑی دن چڑھے رسد لئے ہوئے سکھ آئے کوئی
پانسو سوار و پیادے رسد کے آگے تھے اسی قدر پیچھے تھے اور رسد بیلوں اور
خچروں اور گدہوں پر تھی اور وہ کیا اسباب تھا گیہوں تھے اور گھی کے کپے
تھے اور آٹا تھا اور شکر تھی ایک سال کا سامان تھا پھر وہ لوگ جب آتے
آتے اس نالے کے مقابل آئے تب کوٹلے والوں نے دو بندوقیں چلائیں اور
ادہر ہیلہ کے لوگوں نے نالے سے نکل کر ایک بار بندوقوں کی ماری اور
تلواریں کھینچ کر ان پر دوڑے یہ لوگ جاکر رسد پر گرے سر دست جس سے
جو اسباب لیا گیا تو وہ لیا اور باقی اسباب چھوڑ کر جلد آکر اباسین کا کنارا
پکڑا اور ادہر سے سکھوں نے ان کا پیچھا کیا اور بندوقیں مارنے لگے جب
ان پر سکھوں کا زیادہ دباؤ ہوا اور حضرت علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس کھڑے
یہ تمام واقعہ دیکھ رہے تھے فرمایا کہ ہاں اب گولہ مارو تب ادہر رام سے
شیخ وزیر گولہ انداز نے کوئی چار گولے سکھوں کے ایک غول کی طرف مارے
اور پانچ یا چھ گولے دوسرے غول کی جانب مارے وہ تمام پراگندہ ہو گئے
اس فرصت میں یہ لوگ اپنے اپنے شتاچے سو ہونک کر دریا میں سوار ہوئے

اسباب غنیمت اور اپنے ہتیار لے کر اور پیرنے لگے اور ادہر سے سکھ گولیاں
گولیاں مار گئے یہاں تک کہ سلامت پار اتر آئے پھر پہلیلے نے اس مال غنیمت
میں سے دو کپّے گھی کے اور ایک گون شکر اور ایک گٹھری کپڑے لا کر حضرت
علیہ الرحمۃ کی نذر رکھے اور باقی اسباب جنھوں نے لوٹا تھا وہ لپنے اپنے گھر
لے گئے اور اس چھاپے میں پہلیلہ کی طرف کے تین آدمی شہید ہوئے اور دو زخمی
اور ادہر سکھوں کے چو وہ آدمی مُردار ہوئے اور زخمیوں کا حال معلوم نہیں
انتہی اور ایک حال ام کا یہ ہے کہ دریائے اباسین کے کنارے ایمن
کوہ میں ایک بڑا عظیم درخت آم کا تھا وہاں کے لوگوں سے ایک بار حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ یہ درخت پھلتا بھی ہے انھوں نے کہا کہ
ہماری یاد میں تو کبھی نہیں پھلا پھول تو آتا ہے مگر گر جاتا ہے آپ نے
پوچھا کہ اس کا کیا سبب جو بور آتا ہے اور پھل نہیں لگتے انھوں نے عرض
کی کہ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ وہ نقل کرتے تھے کہ اگلے زمانے میں
جب یہاں کا حاکم دیانت دار اور منصف اور رعیت پرور تھا اس کی خوش
نیتی اور برکت کے سبب سے یہ درخت پھلا کرتا تھا اس کے بعد جلسے یہاں
کے حاکم لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگے تب سے ان کی شامت ظلم سے یہ درخت
نہیں پھلتا ہے اس کے سوا اور کوئی سبب ہم کو نہیں معلوم حضرت علیہ الرحمۃ
نے یہ تقریر ان کی سن کر فرمایا اگر اس کے نہ پھلنے کا سبب یہی ہے جو تم کہتے
ہو تو ہم اپنے پروردگار سے دعا کرینگے کہ جو ہمارے غازی بھائی اپنا اپنے

گھر بار خویش و تبار چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو آئے ہیں
کیا عجب ہے یہ درخت ان سب بھائیوں کی نیک نیتی اور برکت سے پھلے
اور جناب الٰہی سے مجکو اُمید قوی ہے کہ یہ درخت پھلے گا اور ان روزوں
آموں کے بور تے کی فصل شروع تھی پھر ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت
علیہ الرحمۃ بطور سیر کے اس درخت کے وہاں گئے اور آپکے ہمراہ اور بھی
بہت لوگ اپنے لشکر کے اور اس بستی کے تھے پھر حضرت نے اس درخت کو
ہر طرف سے خوب دیکھا پھر آپ سر برہنہ ہو کر ساتھ کمال عجز و انکساری
اور الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے اور تمام حاضرین لوگ
بھی سر برہنہ ہو کر آمین کہنے لگے مگر خواص خاں خٹک اکوڑے والا اسنے
اپنی ٹوپی نہیں اُتاری اور اُس وقت یہ حال تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے
ایسے ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور ربوبیت کے اور اپنی عاجزی
اور محتاجی اور مسکینی کے زبان الہام بیان سے نکلتے تھے کہ اس سے آپکے
بھی اور سب لوگوں کے آنسو جاری تھے اور ایک حالت اور ہی ہر کسی کی
ہو گئی تھی کہ وہ بیان تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے پھر بعد فراغ دعا
کے آپ نے میاں جی سید محی الدین پھلتی سے فرمایا کہ تم کل سے اپنے شاگردوں
کو اسی درخت کے نیچے پڑھایا کرو اس لئے چڑیاں اس کا بور نہ گرادیں پھر
آپ وہاں سے مکان پر تشریف لائے اس وقت ارباب بہرام خاں نے
خواص خاں سے کہا کہ وہاں وقت دعا کے ہمارے حضرت امیر المومنین اور

سب بھائی مسلمانوں نے اپنے اپنے سر برہنہ کئے اور تم نے اپنی ٹوپی
نہ اتاری ہم کو تمہاری یہ حرکت بہت ناپسند معلوم ہوئی خواص خاں یہ
بات سن کر بہت نادم ہوا اور کہا کہ ہاں یہ تو مجھ سے خطا ہوئی پھر
ارباب بہرام خاں نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ نے فرمایا
کہ خواص خاں سے کہو کہ وہ پھر ہمارے ہاتھ پر تازہ بیعت کر لیں اللہ تعالیٰ
یہ خطا ان کی معاف کرے پھر ارباب بہرام خاں نے یہ حال خواص خاں
سے کہا انھوں نے حضرت سے اپنی خطا کا عذر کیا اور تجدید بیعت کی کی
پھر اس کے اگلے روز سے میاں جی سید محی الدین اُسی آم کے تلے اپنے
شاگردوں کو پڑھانے لگے یہاں تک کہ اس میں کیریاں ہوئیں اور لوگ چٹنی
کھانے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کھائی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ
انھیں روزوں حضرت علیہ الرحمۃ نے عشرہ اور چہتر بائی اورام میں
کوئی دو سو یا سوا دو سو غازیوں کو چھوڑ کر باقی سب کو ہمراہ لے کر
کوچ کیا اور سیکھاکر کو تشریف لے گئے اور یہاں ام میں شیخ ولی محمد
صاحب نے اس آم کے درخت کے تلے غازیوں کا ایک پہرا بٹھا دیا اور
بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ بھی وہیں ام میں تشریف رکھتی تھیں پھر وہ آم
قریب پکنے کے آئے اور ٹپکنے لگے سو وہ اکثر ٹپکے بی بی صاحبہ کے پاس
جاتے تھے پھر شیخ صاحب ممدوح نے سب آم تڑوا کر پال رکھوا دئے
جب پال تیار ہوا تب کئی ٹوکرے آم حضرت کو سیکھاکر میں پہنچے اور کئی ،

ٹوکرے اپنے پاس رکھ لئے ان میں سے بی بی صاحبہ کو خوب سے
کھلائے اور ایک ایک دو دو آم غازیوں کو دئے پھر جب آم حضرت
علیہ الرحمۃ سے چھوٹ گیا اور پائندہ خاں وہاں کا حاکم ہوا پھر ہمنے
کسی سے نہ سنا کہ وہ درخت پھر پھلا ہو انتہی اور ایک حال ام
کا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں ہاتھی
تھا حضرت کا یہ ارادہ تھا کہ اس کو سردار فتح خاں پنجتاری کو دیویں ا
انھیں روزوں شیخ ظہور اللہ بڑھانوی نے ایک شب خواب دیکھا کہ گویا
وہ ہاتھی آدمی کی صورت بن کر زار زار روتا ہے انھوں نے پوچھا کہ تو ا
کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کا ارادہ اپنے پاس سے میرے جدا کرنے کا ہے کہ کسی کو دے ڈالیں سو مجکو حضرت
کے یہاں کا فاقہ قبول ہے اور کہیں کے پیٹ بھر رات کھانے سے خدا جانے
میں کس منافق بیدین کے قابو میں پڑونگا پھر وہ جگ پڑے اور صبح کو
حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا آپنے فرمایا خواب تمہارا سچا ہے بیشک
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اس ہاتھی کو فتح خاں پنجتاری کو دیں سو انشاء
اللہ تعالیٰ نہ دیوینگے پھر آپ نے نہ دیا اور اپنے ہی لشکر میں رکھا تکملہ اس
کا یہ ہے کہ وہ قدرت الٰہی سے ایسا وفادار اور حق شناس نکلا کہ جب
بعد قتل سے کے حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام لشکر پنجتار سے ہجرت کر کے
طرف ملک ندہیار کے روانہ ہوئے بیون کے پہاڑ کے رستے ہو کر جب

قریب اس پہاڑ کے رستے ہو کر جب قریب اس پہاڑ کے پہنچے اور
اور اس پہاڑ کی چڑھائی بھی نہایت سخت تھی اور اُتار بھی سخت تھا
کہ گھوڑے خچر اونٹ پر سوار ہو کر اس پہاڑ سے گذرنا بہت دُشوار تھا
اور حضرت علیہ الرحمۃ اسی ہاتھی پر سوار تھے پھر وہ ہاتھی اس پہاڑ پر
چڑھنے لگا کہیں تو وہ گھٹنے ٹیک کر چڑھتا تھا اور کہیں پاؤں جما کر
چڑھتا تھا کہ تمام لوگ دیکھنے والے حیران تھے پھر اسی طور سنبھل سنبھل
کر اس پہاڑ پر چڑھا بھی اُترا بھی پھر جہاں پہاڑ رستے میں پڑتا تھا وہاں
وہ اسی طور چڑھتا اُترتا تھا اور وہ ہاتھی بالاکوٹ کی لڑائی تک حضرت کی
سواری میں رہا انتہیٰ اور ایک حال امب کا یہ ہے کہ گڑھی کی
جانب شمال کے کنارے دریائے اباسین کے بہت زمین مزروعہ پڑی تھی
حضرت علیہ الرحمۃ نے غازیوں سے فرمایا کہ اس زمین میں تربوز بوئیں پھر
اکثر صاحبوں نے اپنے اپنے جُدے تربوز بوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے لئے ایک کھیت جدا بویا گیا سب کی باڑیاں ملا کر کم زیادہ کوئی دس بیگہ
زمین کے اندر ہو نگی پھر خوب تربوزوں کی بیلیں پھیلیں اور خوب
پھلیں اور خوب لوگوں نے کھائے اور یاروں دوستوں کو کھلائے
اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کھائے اور لوگوں سے فرمایا کہ تربوز
تو کھایا کرو اور چھلکوں کی ترکاری پکایا کرو خوب مزے کی ہوتی

ہے پھر لوگ چھلکوں کی ترکاری بھی پکا کر کھاتے تھے چندروز میں
جب تربوزوں کی فصل آخر ہوئی آپ نے فرمایا کہ تربوزوں کی بیلیں
نہ اجاڑو انشاءاللہ تعالیٰ دوسری فصل میں پھر پھیلیں گی پھر لوگوں نے
اپنے اپنے کھیتوں کی بیلیں اسی طور سے چھوڑ دیں بعد چندروز کے حضرت
علیہ الرحمۃ تو پنجتار کو تشریف لے گئے اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت دیبنی کو دو سو یا سوا دو سو غازیوں سے
چھوڑ گئے پھر جب دوسری فصل آئی تو وے کھیت تربوزوں کے اس
کثرت سے پھلے کہ ہم لوگوں نے اس قدر تربوز پھلتے کبھی نہیں دیکھے تھے کہ
جو لوگ امب میں باقی رہے تھے سب نے بخوبی کھائے اور لوگوں کو کھلائے
اور کئی خچر اور اونٹ لدوا کر پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کو بھیجے وہاں حضرت
نے لشکر میں تقسیم کئے اور آپ نے بھی کھائے **اور ایک حال امب کا**
یہ ہے کہ جب پائندہ خاں نے لڑائی سے شکست کھائی اور امب کو چھوڑ کر
اباسین کے پار اتر گیا اور اپنے بیٹے کو اول دے کر سکھوں سے ملا اور ان کو
اپنے موافق کیا تب اس کا یہ ارادہ ہوا کہ موقع پاؤں تو امب کو چھاپا لیجاؤں
اور غازیوں کو وہاں سے نکال کر اپنا قبضہ کروں اور یہ بات مشہور ہوئی
اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے لشکر اپنا ان دنوں قاضی حبان صاحب
کے ساتھ طرف پنجتار کے روانہ کر دیا تھا فقط آپ کئی مجاہدین سے امب

یں رہ گئے تھے اور توپخانہ گڑہی کے باہر میدان میں تھا آپ کو یہی ،
دغدغہ ہوا کہ مبادا پایندہ خاں سکھوں کو چیڑھا لاوے اور توپیں لیجاوے
اس سبب سے آپ نے گڑہی کی جانب شمال کہیل بائی کی سمت کو خندق
کھدوانی بجویز کی اور فرمایا کہ یہ طریقہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے آپ نے روز غزوہ احزاب کے گرد لشکر اپنے کے خندق کھدوائی تھی
سو ہم بہی واسطے دفع اعدا کے خندق بناوینگے یہ تدبیر آپ کی سب
لوگوں کو نہایت پسند آئی پھر اگلے روز نماز فجر کی پڑہ کر اور سب
غازیوں کو ساتھ لے کر گئے اور پہلے آپ نے اپنے دست مبارک
سے خندق کھودنی شروع کی پھر سب غازی کھودنے لگے پھر ہر روز
آپ وہاں تشریف لیجاتے اور تمام غازی کھودتے اور اکثر اوقات
آپ ہی کھودتے تھے کوئی چار گز کی تو چوڑی تھی اور قریب ڈہائی گز
کے گہری پھر بعد چند روز کے حضرت آپ توپخانہ کو تشریف لے گئے
اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ ،
بلند بخت دینی کو دوسو یا سواد وسو آدمیوں سے چھوڑ گئے آپ کے
بعد بہی لوگ اس خندق کو بہت روزوں تک کھدواتے پھر جہاں
جہاں خندق نہ کھد سکی وہاں سنگر بنا دیا گیا مگر چھاپا پایندہ خاں
کا کبھی نہ آیا اور ایک حال اہم کا یہ ہے کہ ایک بار

ہری سنگھ سکھ راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کا جاگیردار سکدرپور سے کوئی دو ڈہائی ہزار سکھوں کی جمعیت سے واسطے دورہ ملک تنول کے نکلا تھا اور آکر متصل قادرآباد کے ڈیرہ کیا پھر ایک روز سورج کے نکلتے ہی ہزار بارہ سو سکھوں سے دربند کو پہاڑ پر ہوکر چلا اور موضع کرپلے کے نیچے ہوکر دربند کو گیا اور قلعہ دربند کو دیکھا اور وہاں پائندہ خان سے ملاقات کی پھر خان موصوف اس کو ساتھ لے کر طرف چہتربائی کے گیا اور چہتربائی اور دربند کے درمیان اباسین ہے پھر اس نے پانسات شاہین کے گولے چہتربائی پر مارے یہ خبر لوگوں نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو کی تکہ ادہر سے آپ نے پچاس ساٹھ غازی چہتربائی والوں کی کمک کو بھیجے مگر یہ غازی وہاں تک پہنچنے نہ پائے کہ ہری سنگھ ادہر سے اپنے لوگ لئے ہوئے ادہر کو پھرا جب آتے آتے مقابل کرپلے کے آیا غازیوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ ہری سنگھ وہاں سے پلٹ کر برابر کرپلے کے آیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم بھی ادہر سے دو چار توپیں اس کے لوگوں پر ماریں آپ نے فرمایا کہ اگر موقع ہوں تو پانچ گولے تم بھی مارو اور توپیں تو اپنی بھری ہوئی تیار رکھیں مرزا حسین بیگ بانس بریلوی نے ایک توپ کو سواروں کے غول کی طرف سیدہا کیا اور نشانہ باندہ کر سر کیا اس میں سے سکھوں کا ایک سوار اڑ گیا اور

ایک شخص ہری سنگھ کے سر پر سرخ بانات کی چھتری لگائے ہوئے
تھا دوسرا گولہ جو مارا تو وہ چھتری اڑ گئی وہ وہاں سے پراگندہ
ہو کر اپنے ڈیروں پر جا پہنچے اور دو گولے انھوں نے اور مارے
مگر وہ خالی گئے اب یہاں سے باقی حال قاضی حبان صاحب
کا بیان ہوتا ہے کہ جو حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو
امیر کر کے طرف پنجتار کے رخصت فرمایا تھا چنانچہ
قاضی حبان صاحب اور مولانا محمد اسمعیل صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے
رخصت ہو کر طرف پنجتار کے مع لشکر روانہ ہوئے کوئی تین سو سوار
تھے اور قریب ڈھائی سو کے پیادے ہونگے اور ایک اونٹ پر
نقارہ تھا اور چھ ضرب اونٹوں پر زنبورک تھے اس روز وہاں
سے گیارہ پاڑہ میں جا کر ڈیرہ کیا کرام سے آٹھ نو کوس وہ بستی
ہے اگلے روز وہاں سے گندف میں ہوتے ہوئے موضع پابینی میں گئے
یہ جگہ گیارہ پاڑہ سے کوئی چھ کوس ہے اور وہاں رہے وہاں کے
لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے تمام لشکر کی ضیافت کی اور
گھوڑوں کی گھاس کا وہاں یہ دستور ہے کہ وے لوگ مہمان سے
کہہ دیتے ہیں کہ ہر کھیت سے جا کر ایک ایک پولا موافق اپنی حاجت کے
کاٹ لاؤ سو وہاں کے خان نے رسالدار عبدالحمید خاں سے کہا کہ
اپنے سواروں کو بھیجو کہ اپنے اپنے گھوڑے کے واسطے ہر ایک کھیت

سے ایک ایک بولا جو گیہوں کاٹ لاویں اور ہمارے لشکر میں ہر
ایک سوار ایک کھرپا اور ایک دراتی مزدور رکھتا تھا پھر رسالدار
ممدوح نے سب سواروں کو یہی حکم بھجوا دیا پھر ایک سوار دراتی
لے کر کھیتوں میں گئے جو بستی کے نزدیک کھیت تھا اس میں گل شیر اور
شاہباز ضلع کالی باغ کے اور یا ان سات سوار اس کھیت میں جاکر
کاٹنے لگے اس عرصے میں مالک کھیت کا آیا اس نے ان سے کہا کہ
تم تو کھیت ہی تباہ کئے ڈالتے ہو اب اور کھیت میں جاؤ اس میں وے
یا ان سات سوار تو اس کھیت سے نکل گئے مگر گل شیر اور شاہباز
اس سے جھگڑا کرنے لگے اس غل و شور میں بستی کے چند آدمی وہاں آکر
جمع ہو گئے اور ان سے لڑنے پر مستعد ہو گئے یہ خبر رسالدار عبدالحمید خاں
کو پہنچی کہ وہاں کھیت میں اپنے سواروں اور بستی والوں سے جھگڑا ہو رہا
ہے یہ سن کر خود رسالدار ممدوح وہاں گئے اور دیکھا کہ لڑائی ہونے
پر ہے اس میں انھوں نے گل شیر اور شاہباز کو منع کیا کہ جھگڑا نہ کرو
اس میں گل شیر نے نہ مانا گفتگو کرنے لگے رسالدار نے الٹی تلوار مع
میان گل شیر کے کندھے پر ماری وہاں کے لوگوں نے دیکھا کہ رسالدار
ہماری طرف ہیں پھر وہی لوگ گل شیر کو بچانے لگے کہ رسالدار صاحب
جانے دیجئے یہ ہمارے مہمان ہیں ہم نے ان کو معاف کیا اور رسالدار
کی بھی مرضی تھی پھر رسالدار گل شیر اور شاہباز کو وہاں سے لے کر ڈیرے

پر آئے پھر جب سب کھانا کھا کر اور گھوڑوں کو گھاس دانہ کھلاکر
فارغ ہوئے اور کوئی ڈیڑہ پہر رات گئے اس وقت وہاں سے کوچ ،
کیا نماز فجر کی سب نے پنجتار میں جاکر پڑہی اور دیوان شاہ باغبان
کے باغ میں سب نے ڈیرا کیا جب سب ڈیرہ کر کے فارغ ہوئے اُس
وقت وہاں کے خان فتح خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب ہر کے ملاقات
کو آئے اور خیر وعافیت پوچھ کر اور تسلی دے کر عرض کی کہ آج آپ
کی میرے یہاں دعوت ہے پھر وہ اپنے مکان کو گئے پھر اُس روز
تمام لشکر نے ان کی دعوت کھائی اگلے روز پھر انھوں نے سب کی
دعوت کی بعد اس کے تمام اپنی بستیوں سے دعوت خام کا غلہ منگوانے
کا غلہ منگوانے کا حکم بھیجا پھر غلہ ہر روز آنے لگا اور وہی تمام
لشکر میں تقسیم ہوتا تھا کوئی تو پنچکیوں سے پسوا لاتے تھے اور کوئی ،
بستی میں پسوا لیتے تھے اور گھاس تمام سوار پہاڑ سے آپ کاٹ لاتے
تھے پھر کئی روز کے بعد قاضی صاحب نے فتح خاں کو ایک دن بلایا اور
ان سے کہا کہ خان بھائی ہم جو یہاں آئے ہیں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ سکھوں
نے جو یہاں سرحد میں مسلمانوں کا ملک کہیں کہیں دبا لیا ہے ہم ان پر لشکر کشی
کریں اور ملک ان سے خالی کرلیں اس میں تمہاری کیا صلاح ہے خان
موصوف نے کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار اور ہر حال میں شریک ہوں
ولیکن اس کے واسطے تدبیر یوں کرنی مناسب ہے کہ فتح خاں اور

ارسلاں خاں اشرف خاں کے بیٹے زیدہ والے جو بھاگے ہوئے ہیں آپ
ان کو بلادیں اور کلابٹ والے ابراہیم خاں اور اسمٰعیل خاں کو بھی بلاویں
اور مرغُز والے سرفراز خاں کو بلادیں اور سوا ان کے اور جو جو خان
اور ملک سکھوں سے بھاگے ہوئے ہیں ان سب کو بلاکر جمع کریں اور
ان سے اس کی تدبیر کا مشورہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی اپنی بستی کے
مدعی ہیں اگر وہ سب اس بات پر متفق ہوں تو اُمید قوی ہے کہ
یہ مقصود بآسانی حاصل ہو قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے یہ
تقریر فتح خاں کی بہت پسند کی اور خان ممدوح سے کہا کہ آپ اُن
کو بلاکر جمع کریں پھر فتح خاں نے جابجا ہر سردار کے پاس جہاں جہاں
تھے خط لکھ کر آپ نے آدمی کے ہاتھ روانہ کئے چار پانچ روز کے
اندر سب ملک اور خوانین پنجتار میں آکر جمع ہوئے فتح خاں نے سب
کو ایک جگہ بٹھا کر وہی تقریر قاضی صاحب کی اُن سے کی وہ سب
اس بات پر راضی ہوئے اور انھوں نے اپنی اپنی بستی کے علما کو بلوایا
اور سب سے وہی تقریر بیان کی وہ سب اس پر متفق ہوئے اور کہا
ہم سب اس امر میں تمہارے شریک ہیں پھر فتح خاں نے اُن سب
علمائے اور خوانین سے کہا کہ ہم اپنی قوم سے قاضی صاحب کو عُشر بھی
دلوادینگے اور تم سب کو بھی دینا پڑیگا جبکہ تم اپنی اپنی بستی پر قابض
ہوگے ان سب نے برضا و رغبت قبول کیا اور کہا کہ ہم سب

آپ کو دیوینگے اور جن سے جن سے قاضی صاحب عُشر طلب کرینگے
ان سے دلانے میں ہم شریک ہیں یہ گفتگو خانوں کی سُن کر جو بستی
کے علما تھے اور کچھ آپس میں قیل وقال کرنے لگے اور ان کو یہ امر گراں معلوم
ہوا اس لئے کہ عُشر وہاں کا موافق دستور کے علمائے لیتے تھے اور یہی ان کا
معاش تھا اور انھوں نے ان خوانین سے کہا یہ خبر قاضی صاحب اور مولانا
صاحب کو ہوئی کہ عُشر لینے کے مقدمے میں علما گفتگو کرتے ہیں کہ یہ حق
ہمارا ہے یہ سُن کر قاضی صاحب ناخوش ہوئے اور اگلے روز ان سب
عالموں کو بلا کر جمع کیا اور اس عشر کے باب میں اُن سے بہت گفتگو کی
کہ تم جو عشر کا دعوی کرتے ہو کہ یہ ہمارا حق ہے سو یہ دعوی تمہارا غلط
اور بے دلیل ہے اس لئے کہ عشر حق امام کا ہے اور امام پر سب غازیوں
اور محتاجوں اور مساکین کا حق ہے تم کو اس امر میں فساد ڈالنا اور
جھگڑا کرنا مناسب نہیں اور اگر نہ مانوگے تو تمہارے حق میں اچھا نہ
ہوگا آگے تم جانو اس لئے کہ تم سب حضرت امیرالمومنین کے ہاتھ پر
بیعت امامت کی کر چکے ہو اور نہیں اس کارخیر میں خارج ہوتے
ہو اس میں ایک صورت بغاوت کی معلوم ہوتی ہے تم کو لازم ہے
کہ تم سب مل کر اس امر میں معاون اور مددگار ہو کر اس کام کو درست
اور ایسی ناشائستہ باتوں سے توبہ کرو اور بہت علمی تقریر سے اور
کتابوں فقہ کا حوالہ دے کر معقول کیا آخرالامر وہ سب اپنے دعوے

سے دست بردار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب آپ کے شریک ہیں
پھر اس کے اگلے روز قاضی صاحب نے وقت رخصت کرنے کے کہا کہ
اب تم اپنی بستیوں میں جاکر اور جو علما اور ملک اور خوانین ہوں ان
کو فہمائش کرو کہ تم سکھوں کی اطاعت کو چھوڑو اور مسلمانوں کے شریک
ہو ان کو اپنے ملک سے نکالو اس کے جواب میں جیسا کہ وے کہیں ہم
کو اطلاع کرو اگر وے نہ مانیں گے تو ہم آ کر ان کو سمجھا لیوینگے پھر
وے سب علما رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور وہاں کے
خوانین کو جاکر فہمائش کی وہاں کسی نے نہ مانا تین یا چار روز کے
بعد ملا سید میر نے موضع کوہاٹ سے قاضی صاحب کو خط لکھا خلاصہ
مضمون اس کے کا یہ تھا کہ اگر آپ کے خیال شریف میں یہ بات
ہے کہ یہاں کے ملک اور خوانین وعظ و نصیحت سن کر صلاحیت پر آجاویں
اور حکم خدا اور رسول میں گردن جھکاویں سو یہ امر دشوار ہے یہ لوگ
اس انداز کے ہیں جب تک مار کوٹ کر مغلوب نہ کئے جاوینگے ہرگز
راہ راست پر نہ آوینگے اپنے علما کو یہاں واسطے فہمائش ان کی
کے بھیجا ہے اور یہاں کلا بٹ میں وے لوگ آپ کے مقابلے کو لشکر
جمع کرتے ہیں اطلاعاً ہم نے آپ کو یہ لکھا ہے جو کچھ اس کی تدبیر آپ
سے ہو سکے اس کے کرنے سے درگذر نہ کریں انتہیٰ یہ مضمون خط کا
قاضی صاحب نے سب خانوں سے جو وہاں حاضر تھے بیان کیا کہ وہاں

یہ معاملہ ہو رہا ہے اب تم سب صاحبوں کی کیا صلاح ہے اور ہمارے
خیال میں آتا ہے کہ وے لشکر اپنا نہ جمع کرنے پاویں کہ ہم یہاں سے کوچ
کر کے ان سے مقابلہ کریں یہ سُن کر سب نے عرض کی کہ یہی صلاح ہماری
بھی ہے آپ اس میں درنگ نہ کریں جلد یہاں سے کوچ ہی کر دیں اور یہ
سب صلاح و مشورت پندرہ سولہ روز کے عرصے میں درست ہوئی
تھی اور سب سامان خنگی لشکر میں تو تیار ہی تھا ملا سید میر کے خط آنے
کے بعد تیسرے روز قاضی صاحب نے کوچ کی تیاری کی اور ہندوستانیوں
اور ملکیوں کے ملا کر قریب ساڑھے چار سو کے سوار تھے اور کوئی پانسو
پیادے تھے اور پنجتار سے کلاٹ سات کوس ہے پھر بعد نماز فجر کے
جناب الٰہی میں دعا کر کے قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے مع لشکر کوچ
کیا اور وقت نماز ظہر کے کلاٹ کے میدان میں جا پہنچے کلاٹ وہاں
سے قریب ایک کوس کے تھا مگر نظر آتا تھا پھر اسی میدان میں سب نے
نماز ظہر پڑھی اور دعائے خیر کر کے وہاں سے آگے بڑھے جب موضع
کلاٹ قریب پاؤ کوس کے رہا تب قاضی صاحب نے سب لشکر کو
وہیں ٹھہرا دیا کہ اب آگے نہ بڑھو پھر اسی میدان میں تمام سوار و پیادے
جم گئے اور قاضی صاحب اور مولانا صاحب سب خانوں کو ساتھ لے کر
الگ مشورہ کرنے کو بیٹھے اور ادھر سے ہم سب کلاٹ والوں کا نقارہ
بھی سنتے تھے اور ان کا نشان بھی دیکھتے تھے پھر بعد مشورت کے

قاضی صاحب نے رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ تم اپنے سوار لئے ہوئے ابھی اسی جگہ چھپے رہو ہم پیادوں کو لے کر کلاٹ کی جانب شمال چلتے ہیں جب ہماری اور ان کی طرف سے بندوقیں چلے تب تم یہاں سے گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر کلاٹ کے جنوب طرف سے آنا یہ کہہ کر سب پیادوں کو لے کر قاضی صاحب اور مولانا صاحب آگے بڑھے کلاٹ کے جانب شمال جو ایک ٹیلہ ہے وہاں پہنچے تب شاہین اس طرف سے چلی اور وہاں رسالدار عبدالحمید خاں کے ہمراہ مومن خاں نام ایک سوار تھے ان کو اس وقت حاجت پیشاب کرنے کی ہوئی اپنی صف سے آگے گھوڑا بڑھا کر اور گھوڑے سے اُتر کر اور اس کی باگ ڈور پاؤں کے نیچے داب کر پیشاب کرنے لگے اس عرصے میں گھوڑا بھڑکا اور باگ ڈور پاؤں تلے سے نکل گئی اور کلاٹ کی طرف بھاگا اور ادھر سے رسالدار نے لوگوں سے بآواز بلند کہا کہ لینا لینا جانے نہ پاوے یہ سُن کر دو دو چار چار کر کے سواروں نے اس کا تعاقب کیا اور ایک شور اٹھا ادھر قاضی صاحب کے ہمراہیوں نے جانا کہ سواروں نے ہلہ کر دیا انھوں نے بھی شاہینیں مارنی موقوف کیں اور بندوقیں مارتے ہوئے ہلہ کر دیا اور قریب بستی کے جا پہنچے اور ادھر سے تمام سوار بھی آپہنچے اور بستی سے بھی بندوقیں چلتی تھیں پھر جب دونوں طرف بستی میں یہ گھسے تب وے دروازہ شرقی سے نکل کر بھاگے اور ہمارے پیادے جا کر بستی میں

داخل ہوئے کلاٹ والوں سے باہر نکل کر فقط دو آدمیوں نے
سواروں کا مقابلہ کیا وے دونوں مارے گئے ایک تو گولی سے اور
دوسرا تلوار سے ایک شخص سلطان خاں نام رسالدار عبدالحمید خاں
کے ڈیرے میں رہتا تھا تلوار سے اسی نے مارا تھا اور ان دونوں کے
ہتیار بھی ہمارے میں لشکر میں اٹھ آئے تھے اور ہماری طرف والوں
سے نہ کوئی شہید ہوا اور نہ کوئی زخمی ہوا اور جب وے لوگ کلاٹ
سے نکل کر بھاگے میدان میں ہم لوگوں نے ان کو دیکھا تخمیناً قریب پانچ
ہزار کے ان کی جمعیت تھی پھر ہمارے لشکر میں سے کسی سوار و پیادے
نے ان کا تعاقب نہ کیا اور ابراہیم خاں و اسمعیل خاں یہ دونوں بھائی
تھے اور کلاٹ کے بھی دونوں خان بھی تھے پھر قاضی صاحب نے اس
کا بند و بست کیا اور ابراہیم خاں کو کلاٹ سپرد کر دیا اور چار سوار واسطے
حفاظت اور نگہبانی کے لئے خان مذکور کے پاس متعین کئے اور اسمعیل
خاں ہمارے لشکر کے ساتھ رہے پھر وہاں سے مرغز کو روانہ ہوئے
جب لشکر قریب مرغز کے پہنچا وہاں کا خان لشکر کی خبر سن کر اپنے
گھر سے بھاگ گیا اور تمام رعایا خوف عزت اور جان کے سے لشکر
میں آکر حاضر ہوئے اور کہا ہم مطیع و فرمانبردار ہیں اور اپنے ساتھ
گاؤں میں لے گئے قاضی صاحب نے ان کو امن دی اور اپنا بندوبست
کیا اور سرفراز خاں کو کہ وہ قدیم سے وہاں کے ملک تھے ان کو ان

کی جگہ پر بٹھایا اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے پھر موضع ہنڈ کوئی
کو روانہ ہوئے جب اُس کے قریب پہنچے وہاں کا خان بھی مارے خوف
کے بھاگ گیا اور رعیت وہاں کی اپنی خرابی اور بربادی سمجھ کر حاضر
ہوئی اور کہا ہم تابعدار ہیں اور امان مانگی قاضی صاحب نے ان سب
کو تسلی و دلاسا دے کر امن دی اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے اس
واسطے کہ مبادا کوئی ملکی بعد چلے جانے لشکر کے ان کو لوٹ مار کرے پھر وہاں
سے آگے کو چلے جب قریب موضع کڈا کے گئے اور خبر وہاں کے خان کو
پہنچی کہ لشکر سید بادشاہ کا آپہنچا پھر وہ چند لوگوں کو ساتھ لے کر
قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عذر و معذرت کی اور امن چاہی قاضی
صاحب نے اس کی بہت سی تسلی اور تشفی کی اور اس کو اُس کی جگہ پر
بٹھایا اور امن دی اور چار سوار اپنے وہاں بھی چھوڑے کہ ہمارے لشکر
سے کوئی اُن کا مزاحم نہ ہو اس میں وقت مغرب کا قریب آیا وہاں
سے کوئی پاؤ کوس پر ایک نالہ تھا درمیان کڈا اور زیدے کے وہاں
جا کر سب نے نماز پڑھی اور بعد فراغ نماز کے وہیں نالے پر ڈیرہ
کیا اس عرصے میں موضع پنج پیر کا خان دس پانچ آدمیوں کے ساتھ
لشکر میں قاضی صاحب کے پاس آکر حاضر ہوا اور کہا کہ میں ہر
طرح سے مطیع و فرمانبردار ہوں اور امن کی درخواست کی قاضی

صاحب نے اس کی بہت سی دلجمعی کی اور اس کو رخصت کیا اور ان گاؤں کو سکھوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور یہ چاروں بستیاں کوئی چار کوس کے گرد میں واقع تھیں اور جس وقت ڈیرا ہوا نہ کسی نے کمر کھولی نہ گھوڑوں سے زین اتاری اسی طرح مع سلاح سب لیٹ بیٹھ رہے اس میں وقت عشا کا ہوا سب نے مل کر نماز پڑھی پھر ان چاروں بستیوں سے ابراہیم خاں اور سرفراز خاں اور ٹھنڈ کوئیں والوں اور کڈے والوں نے روٹیاں جمع کر کے اپنے اپنے گاؤں کے آدمیوں کے سر پر رکھ کر اور گدھوں خچروں پر دانہ بار کر کے لشکر میں بھیجا اور وہ سوار اپنے ہمراہ لے کر آئے کہ جن کو قاضی صاحب ان گاؤں میں چھوڑ آئے تھے پھر ایک جا جم بچھا کر اس پر دانے کا انبار کیا اور روٹیاں بھی رکھ دیں پھر ایک طرف دانہ گھوڑوں کا بٹنا شروع ہوا اور دوسری طرف روٹیاں تقسیم ہونے لگیں ادھر گھوڑوں کو دانہ چڑھا دیا اور ادھر لوگوں نے روٹی کھا پی کر فراغت کی پھر عبدالحمید خاں رسالدار مولانا صاحب اور قاضی صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنے سب سوار اور چار شاہین لے کر منہڈ کو جاؤں اور دیکھوں تو کہ طور اس کا کس طرح پر ہے اگر مناسب جانونگا تو وہیں ٹھہر جاؤنگا پھر آپ سب پیدلوں کو لے کر صبح کو تشریف لا دیں اور اگر کچھ فائدہ نہ معلوم ہو تو واپس

١٦٨١

آجاؤنگا یہ صلاح رسالدار ممدوح کی دونوں صاحبوں نے پسند
کی بسم اللہ ہماری طرف سے اجازت ہے جاؤ پھر رسالدار سب
سواروں اور شاہین والوں کو لے کر سنڈ کی طرف روانہ ہوئے اور
اس جگہ سے سنڈ کوئی تین کوس پر واقع ہے چلتے چلتے جب سنڈ
کوئی ایک گولی کے فاصلہ پر رہا اس میں دو چار گھوڑے ہماری
طرف کے ہنہنائے سنڈ والوں نے گھوڑوں کی آواز سن کر اپنی
گڑھی کے چاروں برجوں پر روشنی کر دی اُس کے اُجالے میں دور
کا آدمی نظر آنے لگا رسالدار ممدوح نے یہ حرکت ان کی دیکھ
کر سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور اسی جگہ پر ایک تالاب
جانب جنوب واقع تھا سب سوار اس کے پال کی اوٹ میں جاکر
کھڑے ہوئے پھر دفعتہً قلعہ والوں نے گھوڑوں کی آواز پر ایک،
ایک دو دو بندوقیں سر کرنی شروع کیں اور سوار کوئی دو
گھڑی تک اسی پال کی آڑ میں کھڑے رہے پھر رسالدار نے شاہین
والوں سے کہا کہ تم ان برجوں کی روشنی پر چار چار پانچ پانچ
گولے شاہین کے لگاؤ انھوں نے بموجب حکم رسالدار کے سولہ
گولے چاروں برجوں پر لگائے پھر وہاں سے رسالدار نے اپنے
گھوڑے کی باگ پھیری اور سواروں کو ساتھ لے کر چار پانچ گھڑی
رات رہے اپنے ڈیرے پر آداخل ہوئے پھر سوار اسی طرح سے

گھوڑوں کی باگ ڈور پکڑ کر بیٹھ رہے اس میں صبح صادق
نمودار ہوئی اور موذن نے اذان کہی لوگوں نے حاجت ضروری سے
فراغت کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کوئی چار پانچ گھڑی دن چڑھے
دو طالب العلم کھنڈ سے ہمارے لشکر میں آئے اور قاضی صاحب کو
پوچھا لوگ ان کو قاضی صاحب کے پاس لے گئے انھوں نے جا کر
سلام علیک کیا اور بیٹھے اور کہا کہ حضرت قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
قاضی صاحب یہ گفتگو ان کی سن کر حیران ہوئے اور سمجھے کہ اس میں
کچھ فریب ہے پھر مولانا صاحب اور رسالدار عبدالحمید خاں کو بلایا
اور کہا کہ یہ دونوں طالب العلم کہتے ہیں کہ قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
مجھکو تو ان کے کہنے پر اعتماد نہیں آتا آپ دونوں صاحبوں کے خیال
میں کیا آیا انھوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا کس واسطے کہ
ایسا کونسا ان پر دباؤ پڑا کہ وے خود بخود قلعہ خالی کر کے چل دیے خدا
سچ کرے اسی گفتگو میں ایک ملا شاداں و فتح خاں چار پانچ طالب العلم
اپنے ساتھ لئے ہوئے اسی مجلس میں وارد ہوا اور سلام علیک کیا
اور کہا کہ لو قاضی صاحب مبارک ہو خدائے تعالی نے غیب سے قلعۂ
سنہڈ کا خالی کر دیا اب وہ خالی پڑا ہے آپ جلد تشریف لے چلیں
اور اس میں کچھ تردد اور درنگ نہ کریں قاضی صاحب نے ملا سے

کہا کہ اس کے خالی ہونے کی حقیقت تو بیان کرو کہ اس میں جو
لوگ تھے وے کیا ہوئے ملا نے کہا کہ حضرت صورت اس کے
خالی ہونے کی یہ ہوئی کہ جس وقت آپ نے کلاٹ کی لڑائی
ماری اور اس پر فتح پائی یہ خبر سنڈ والوں کو ہوئی کہ غازیوں
نے کلاٹ پر فتح پائی اور اس پر اپنا قبضہ کیا یہ سنتے ہی اُن کے
ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تہلکہ عظیم اُن میں واقع ہوا
پھر جس وقت آپ نے مُرغز اور ہُنڈ کو بُن کو لے کر کڈے پر
قبضہ کیا اور یہ بھی خبر ان کو پہنچی اور متواتر پہنچنے لگی پھر تو ان پر
عجب ایک عالم ہیبت حق کا غالب آیا پھر انھوں نے آپس میں ایک
دوسرے سے مشورت کی کہ اب کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے ان
چاروں گاؤں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور یہ سب مسلمان آپس میں
ایک ہو جاوینگے اور ہم مفت میں خراب ہونگے اب یہاں رہنا ہم کو
مناسب نہیں پھر اسی وقت سے انھوں نے اپنا اسباب اور سامان
قلعہ سے دریائے اباسین کے پار بھیجنا شروع کیا اور سب جریدہ
اور صلاح رہ گئے پھر جس وقت آپ کے سوار وہاں لگئے اور
برجوں پر شاہینوں کے گولے مارے پھر تو اسی وقت سے دو
دو چار چار دس دس یا پنج یا پنج قلعہ سے نکل کر جانے لگے ،

یہاں تک کہ صبح تک ایک ہی سکھ قلعہ میں نہ رہا سب پار اباسین
کے اُتر گئے پھر قاضی صاحب نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے تھے ملانے
کہا کہ قریب سات سو کے ان کی جمعیت تھی پھر قاضی صاحب نے
رسالدار عبدالحمید خاں سے کہا کہ تم اپنے سب سواروں کو لے کر
جلد ہنڈ کو روانہ ہو ہم پیچھے سے پیدلوں کو لے کر آتے ہیں پھر
وہاں سے رسالدار اُٹھے اور سواروں میں آئے اور کہا کہ نقارہ
کوچ کا بجاؤ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر آپ تو چل دیئے اور یہاں
نقارہ ہوا اور وہ نقارہ شتری تھا کہ ہر کوچ و مقام میں بجا
کرتا تھا پھر سوار دو دو تین تین سب رسالدار کے پیچھے روانہ
ہوئے جاتے جاتے جب قریب ایک گولے کے فاصلے پر ہنڈ کے پہنچے
تب رسالدار نے سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور آپ
تیس سوار ساتھ لے کر دوسرے دروازے کی طرف کہ وہ
جانب شمال کنارے دریائے اباسین کے واقع ہے گئے اور
جاکر دروازے پر کھڑے ہو اور دروازہ قلعہ کا کھلا تھا
اور سکھوں کا اس میں کچھ بھی اثر نہ معلوم ہوا جب رسالدار
نے دو سواروں کو بھیجا کہ جاکر ان سب سواروں کو بلالاؤ
پھر یہاں سے سب اسی دروازے پر رسالدار کے پاس گئے
اور وہاں سے دیکھتے تھے کہ دریا کے اس پار تمام اسباب

سکھوں کا اور سکھ بنر رو کی طرف چلے جاتے ہیں پھر رسالدار نے سواروں
سے کہا کہ جب تک قاضی صاحب نہ آلیں اور ان کا حکم نہ ہو،
تب تک کوئی اندر نہ جاوے پھر فصیل کے تلے سواروں کا پیرا
باندھ کر کھڑا کر دیا اس عرصے میں قاضی صاحب اور مولانا صاحب
پیدلوں کو لے کر دروازے جنوبی سے آکر داخل ہوئے اور دروازوں
پر پہرے لگا کر بند و بست کیا اور رعایا کی تسلی کی اور امن دی
اور اپنے لشکر میں کہہ دیا کہ کوئی ان لوگوں سے تعرض نہ کرے پھر
سکھوں کے اسباب کی تلاشی لی سو تین کوٹھے گیہوں کے بھرے
ہوئے اور دو کوٹھے آٹے کے اور کچھ گھی اور گڑ اور کچھ میوہ مقدار
ان کی معلوم نہیں کہ کس قدر تھا پھر قاضی صاحب نے رسالدار صاحب
کو بلوایا پھر رسالدار صاحب سلطان خاں اور مستقیم خاں کو ساتھ
لے کر پا پیادہ قاضی صاحب کے پاس گئے اس وقت قاضی صاحب
اور مولانا صاحب قلعہ کی مسجد میں بیٹھے تھے رسالدار بھی سلام علیک
کر کے ان کے پاس جا بیٹھے پھر مولانا صاحب نے قاضی صاحب اور
رسالدار صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس وقت امیرا
اور علاما خادے خاں کے بھائی سکھوں کو لے کر یہاں داخل ہوئے
تھے اور اس بات کی خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی تھی اس وقت
آپ نے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کی بار سنڈ ہم کو بے جنگ

وجدال کے سکھوں کے ہاتھ سے ملیگا سوالحمدللہ ویسا ہی ہوا کہ کسی کہ
کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی بلکہ لڑائی کی نوبت بھی نہ آئی اور قلعہ مل گیا
پھر قاضی صاحب نے جو غازیوں کے پہرے جابجا واسطے بندوبست کے
قلعہ میں تھے ان کو تو وہیں رکھا باقی سب سواروں کو لے کر جنوبی
دروازے کی طرف کنارے اباسین کے ڈیرا کیا اور جو زراعت ربیع
رعایا کی سوا خادے خاں کے بھائیوں امیر خاں اور غلام خاں کے تھے
رسالدار سے فرمایا کہ اپنے سواروں سے کہہ دو کہ موافق حاجت ضروری کے
ان کھیتوں سے کاٹ کاٹ کر گھوڑوں کو کھلاؤ پھر رسالدار نے یہ حکم
اپنے سواروں میں پہنچا دیا وہ سب انھیں کھیتوں سے خوید کاٹ
لائے اور گھوڑوں کے آگے ڈال دی اور جو قلعہ کے اندر امیر خاں اور
غلام خاں کے دو کوٹھوں میں جو تھے اس میں سے گھوڑوں کو دانہ
تقسیم کر دیا اور جو دو کوٹھوں میں سکھوں کا آٹا تھا اس میں سواروں
پیادوں کو آٹا موافق کے تقسیم ہوا پھر اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے
فتح خاں پنجتاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں دونوں بھائی زیدے
والے واسطے مبارکباد کے آئے پھر اس رات کو قاضی صاحب نے فتح خاں
پنجتاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں زیدے والے اور اسمٰعیل خاں
کلابٹ والے اور مولانا صاحب اور رسالدار عبدالحمید خاں کو بٹھا کر

مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کھود کر مسمار کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے رہنے سے بڑے بڑے فساد واقع ہوتے ہیں کبھی یہ مفسدوں کو لا کر اس میں رکھتے ہیں اور ان سے اطراف کے دیہات کو تباہ کروا تے ہیں اور کبھی یہ مفسد اس میں آپ بیٹھ کر بستیوں کو لوٹتے تاراج کرتے ہیں جب یہ قلعہ یہاں نہ ہوگا تب یہ سب فساد مٹ جاویگا یہ تقریر سب کو بہت پسند آئی اور یہی بات ٹھہری پھر قاضی صاحب نے چاروں خانوں سے کہا کہ کل کو مایار ئی اور سوائی اور کالادرہ اور شاہ منصور اور پنج پیر اور زیدہ اور رکڈا اور ہنڈ کوئی اور کلابٹ اور مرغز اور باجا اور بام خیل اور منارہ اور کنڈہ سے لوگوں کو بلواؤ اس کے کھودنے کو پھر اس کے اگلے روز بعد عصر کے ہزار ہا آدمی پھاوڑا کدال لے کر موجود ہوئے تخمیناً قریب پانچ ہزار آدمی کے ہونگے پھر قاضی صاحب نے فتح خاں پنجتاری سے فرمایا کہ قلعہ کی دیواروں کو ہر بستی والوں کی، جماعت کو تقسیم کردو کہ کھودنا شروع کردیں پھر خان ممدوح نے ناپ ناپ کر دیواروں کے حصے ہر بستی والوں کو بتا دئیے پھر انھوں نے کھودنا شروع کیا مگر ایسے عمدہ مصالح سے پتھر چنے گئے تھے کہ صدہا کدال اور پھاوڑے ایک جگہ پر پڑتے تھے بدشوار کوئی ٹکڑا پتھر کا پتھر سے جدا ہوتا تھا وہاں کے لوگوں کی زبانی سنتے تھے کہ یہ قلعہ اکبر شاہ،

بادشاہ کے حکم سے راجہ بیربل نے بنوایا تھا پھر آٹھ دس روز
تک بلاناغہ کھودا کئے سو کسی طرف کی منڈیر ایک ہاتھ بھر کھدی اور
کسی طرف ایک بالشت اور کھودنے والے تنگ آگئے اور ہاتھوں
میں چھالے پڑ گئے اس لئے کہ وہ ہزاروں کھودنے والے زمیندار
لوگ تھے سنگتراش نہ تھے ورنہ کچھ تو کھودا جاتا مگر اس قلعہ کی
ہیئت اور رونق بگڑ گئی پھر ان کھودنے والوں نے فتح خاں
پنجباری سے شکوی کیا کہ تمام تمام دن کھودتے ہیں اور ہاتھ بھر
دیوار ہیں کھدتی ہے ہم لوگ تابعدار ہیں جو حکم ہو حاضر ہیں اور
جو کھانا خوراک موافق اپنے دستور کے لائے تھے وہ بھی ہو چکا پھر
خان ممدوح نے جا کر یہ حقیقت قاضی صاحب سے عرض کی قاضی
صاحب نے فرمایا کہ اتنے دنوں ان لوگوں نے کھودنے میں جانفشانی
کی اور نہ کھدا رہنے دو اور کل سے کھودنا موقوف کردو اور لوگوں
کو رخصت کردو جا کر اپنا کام کریں پھر اگلے روز خان ممدوح نے
سب کھودنے والوں کو رخصت کردیا وہ اپنی اپنی بستیوں کو
چلے گئے پھر اس کے بعد قاضی صاحب نے مع لشکر و توپ تین مقام اور
کئے اور فتح خاں پنجباری اور اسمٰعیل خاں کلا بٹ والے اور فتح خاں
اور ارسلان خاں زیدے والے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور

اُن سے فرمایا کہ یہ ملک فضل الٰہی اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی
دعا سے سکھوں کے قبضے سے چھوٹا اور مستحق لوگ اپنے حق کو پہنچے اور
عشر شرعی سب نے قبول کیا اب خلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ فتح خاں
اور ارسلان خاں دونوں بھائی اپنے زیدے کو آباد کریں اس قلعہ ہنڈ
کی بخوبی حفاظت کریں اس لئے کہ قوم رحجڑ اب تک پھرے ہوئے
ہیں ان کو سیدھا کرنا ضرور ہے سو ہم لوگوں کو لے کر اس طرف جاوینگے
پھر یہ بات چاروں خانوں نے پسند کی اور ان دونوں بھائیوں نے
قبول کیا اور وہاں سے زیدے کو گئے اور فتح خاں رخصت ہو کر پنجتار
کو گئے اور اسمٰعیل خاں کلابٹ کو روانہ ہوئے پھر اس کے تیسرے روز قاضی
صاحب اور مولانا صاحب نے سب لشکر کو لے کر وہاں سے کوچ کیا
اس روز موضع شیوہ کو گئے باہر بستی کے جانب شمال مائل بہ مغرب
بندوق کی گولی کی زد پر جنگل ہی ہیں اور وہیں شیوہ کا گورستان ہے
وہیں سب لشکر جا کر اُترا اور دوسرا ہوا بعد نماز عصر کے شیوہ کے خان
نشکار خاں اور اُن کے بھائی آنند خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب
کی ملاقات کو آئے اور بعد سلام و کلام کے اُنھوں نے عرض کی کہ آج
ہماری بستی میں آپ کے سب لشکر کی ضیافت ہے قاضی صاحب نے
قبول کیا اور فرمایا کہ کھانا دعوت کا تم جمع کر کے یہیں پہنچا دینا ہم
لوگوں کو تقسیم کر دینگے ہمارے لوگ وہاں نہ جاوینگے اُنھوں

نے عرض کی کہ بہتر ہے ہم یہیں کھانا حاضر کرینگے مگر اپنے لشکر کے
گھوڑوں کے دانے راتب کا حال مجھ سے فرما دیجئے کہ وہ بھی بعوت
کے ساتھ یکبارگی آجاوے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس کا
حال رسالدار عبدالحمید خاں سے دریافت کرلو پھر وے رسالدار
دریافت کرکے اپنی بستی کو گئے اور خچروں گدھوں پر دانہ لدوا کر
اور چالیس پچاس کا راتب لدوا کر قبل مغرب کے بھیجا اور اسی کے
ساتھ گھاس بھی بھیجی رسالدار ممدوح نے دانہ گھاس راتب سب
گھوڑوں کو تقسیم کروا دیا پھر بعد نماز مغرب کے منشکار خاں اور آنند
خاں لوگوں کے سر پر کھانا دھرواکر لائے کھانا گوشت اور روٹی
تھا پھر کھانا تقسیم ہوا اور سب نے کھایا پھر قاضی صاحب نے منشکار
خاں اور آنند خاں سے فرمایا کہ موضع تی گلی اور موضع شیخ جانا
رزڑوں کو اپنا آدمی بھیج کر ہماری طرف سے کہلا بھیجو کہ کل صبح کو
اپنے مشیروں کو لے کر یہاں حاضر ہوں پھر صبح کو انھوں نے اپنا
آدمی دونوں بستیوں میں بھیجا وہ بعد عصر کے آیا پھر اس سے حال پوچھ
کر منشکار خاں اور آنند خاں قاضی صاحب کے پاس آئے اور اس
آدمی کو لیتے آئے اور عرض کی کہ آپ اس آدمی سے وہاں کی خبر ،
پوچھیں یہی وہاں گیا تھا پھر قاضی صاحب نے اس سے پوچھا کہ

کہو بھائی کیا خبریں لائے ہو اس نے عرض کی کہ خان نے جو کچھ
آپ کی طرف سے مجکو پیام دیا تھا میں نے جاکر دونوں بستیوں
میں پہنچایا اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ قاضی صاحب کو ہمارا
سلام کہنا اور عرض کرنا کہ ہمارے کھیت کے دن ہیں ہم کو ایک دم
کی فرصت نہیں ہے اگر ہم چلیں تو ہماری بہت حرج ہو سو ہم تو کسی
صورت سے یہاں سے ہل نہیں سکتے اور آپکے بہر طور بلا عذر ہم
فرمانبردار ہیں ہم کو آپ اس تکلیف سے معاف رکھیں یہ اُنھوں
نے جواب دیا یہ کلام سُن کر قاضی صاحب نہایت ناخوش ہوئے اور
نشکار خاں اور آنند خاں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ قوم زرڑ
بڑے مفسد اور بڑے مکار اور فریبی اور سرکش ہیں دیکھو تو یہ کیسا بیہودہ
کہا ہے جبتک یہ لوگ باخوبی اپنی سزا کو نہ پہنچیں گے اور شریعت
کا درّہ نہ پڑیگا تب تک یہ سیدھے نہ ہونگے خیر انشاءاللہ تعالیٰ
ہم ان کا تدارک باخوبی کرینگے نشکار خاں اور آنند خاں نے قاضی
صاحب سے کہا آپ سچ فرماتے ہیں یہ لوگ ایسے ہی ہیں جب تک ان
پر زور و جبر نہیں ہوتا تب تک یہ کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے
ہیں پھر یہ دونوں خان تو اپنے مکان کو رخصت ہو گئے پھر رات
کو قاضی صاحب اور مولانا صاحب اور رسالدار صاحب نے بیٹھ

کر مشورہ کیا یہ بات ٹھہری کہ یہ رزڑ لوگ بڑے سرکش ہیں اور
ان کی جمعیت بھی بہت ہے حضرت امیر المومنین کے پاس سے کچھ اور
لشکر بلانا چاہئے تب ان کا مقابلہ کرنا مناسب ہے پھر اس کے اگلے
روز قاضی صاحب نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو عرضی لکھی واسطے
درخواست کچھ غازیوں کے اور اپنے ایک سوار کے ہاتھ بھیجی پھر حضرت
علیہ الرحمۃ نے عرضی دیکھ کر ہر جماعت سے چن کر سو غازی مولوی
مظہر علی عظیم آبادی کو امیر کر کے روانہ فرمایا اور ادہر قاضی صاحب نے
لشکار خاں اور آنند خاں سے فرمایا کہ ان رزڑوں سے ہماری طرف
سے کہلا بھیجو کہ خیر ہم کو تمہاری بغاوت اور شرارت معلوم ہوئی
اب تو ہم یہاں سے کوچ کرتے ہیں مگر تم اب ہم سے ہوشیار رہو یہ
کہہ کر قاضی صاحب نے پھر وہیں چار مقام کئے اور چار دن روز
اپنے لشکر میں وعظ فرمایا اس میں ایک دن وعظ میں بیان کیا اہل
رسوم لوگ جو خلاف حکم خدا اور رسول کے اپنے باپ دادا کی رسم
پر چلتے ہیں اور خدا ورسول کا حکم بتاؤ تو نہیں مانتے وہ کافر ہیں
اور یہ اس لئے فرمایا تھا کہ وہاں کے اکثر لوگ اپنے باپ دادا کی اغویات
رسموں پر مقر تھے چنانچہ ایک رسم اس ملک میں یہ تھی کہ لڑکیوں کے
نکاح پر سو دو سو بلکہ چار چار سو روپے لیتے تھے تب نکاح کرتے
اور جسے وہ لڑکی منسوب ہوتی اور وہ مفلس ہوتا تو ہرگز نہ کرتے جب تک اتنے روپے

اس سے یہ لیتے اس میں چاہے وہ لڑکی بڈہی ہو جاتے اور
فی الحقیقت صدہا لڑکیاں پچیس پچیس بتیس بتیس برس کی بلکہ اس سے
بھی زیادہ کی بیٹھی ہیں اور ان کے وارث بے روپے لئے نہیں کرتے
تھے اور ایک رسم ان میں جنبیے داری کی تھی یعنی ہم جدال و قتال میں کشت
وخون میں خلانے خان کی طرف ہیں ہمارے باپ دادا بھی ان کے
باپ دادوں کی جانب داری کرتے تھے اس میں چاہیں وہ حق پر ہوں
یا باطل پر ایمان رہنے اور جانے سے کچھ غرض نہیں یہ بھی بلا اس
ملک میں علانیہ تھی اور بھی رسوم لغویات اسی قسم کی بہت تھیں
بلکہ جو ملک سمہ میں کئی سو غازی ان لوگوں نے ایکا کرکے ناحق
شہید کئے یہی سبب تھا اس کا بیان مفصل اس کے موقع پر کیا
جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ الغرض قاضی صاحب سے یہ وعظ سن کر
ایک پشتون طالب العلم نے ایک دوسرے طالب العلم سے جاکر کہا کہ
قاضی صاحب آج یہ وعظ فرمایا کہ اہل رسوم کافر ہیں اور اس اس
طرح سے کافر ہونے کی وجہیں بیان کیں سو حقیقت میں سچ کہا میرے
ذہن میں بھی آگیا کہ حق یہی ہے اس طالب العلم نے سُن کر کہا کہ قاضی
جیان جھوٹ کہتا ہے اہل رسوم کافر نہیں ہوتا اور تو جو اپنے
ذہن میں سمجھا سو وہ سب غلط اور باطل ہے اس امر میں دونوں

میں خوب مباحثہ ہوا آخر الامر اس طالب العلم نے آ کر،
قاضی صاحب سے عرض کی کہ جو آج آپ نے وعظ فرمایا کہ اہل
رسوم کافر ہیں سو میں نے فلانے طالب العلم سے ذکر کیا اس
نے پختو میں کہا قاضی جبان دروغ وائی یعنی جھوٹ کہتا ہے اہل
رسوم کافر نہیں ہوتا اس میں میں نے اس سے بہت مباحثہ کیا
اُس نے کسی طرح نہ مانا مجکو بہی سخت وسُست کہا یعنی تو بھی جھوٹا ہے
اور غلط سمجھا ہے یہ سُن کر قاضی صاحب نے دو آدمی اس کے ہمراہ
کر دئے کہ اس طالب العلم کو ہمارے پاس لے آؤ طالب العلم
دونوں آدمیوں کو لے گیا اس وقت وہ ایک درخت کے نیچے کتاب
کا مطالعہ کر رہا تھا اس طالب العلم نے دُور سے بتا دیا کہ وہ بیٹھا
ہے پھر وہ دونوں آدمی اس کے پاس گئے اور کہا کہ چلو تم قاضی
جبان صاحب بلاتے ہیں وہ کتاب لے کر اُٹھ کھڑا ہوا وے قاضی
صاحب کے پاس لائے اس نے قاضی صاحب کو سلام کیا،
اُنھوں نے جواب سلام کا دے کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس
سے پوچھا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اہل رسوم کافر نہیں
ہیں قاضی جبان جھوٹ کہتا ہے وہ قاضی صاحب کے مقابلے
میں گھبرا کر ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں تو نہیں کہتا ہوں مگر میں

نے شاید کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ اہل رسوم کافر ہیں ہیں
قاضی صاحب نے پوچھا کہ تو کون سی کتاب پڑھتا ہے اس نے کہا
منیۃ المصلی قاضی صاحب غصے میں تو ہو ہی رہے تھے منیۃ المصلی
کا نام سُن کر اس کے اوپر چڑھ بیٹھے اور گھوسوں سے مارنے لگے
اور کہنے لگے کہ نامعقوم پڑھتا تو ہے منیۃ المصلی اور مسئلہ بیان
کرتا ہے اہل رسوم کا جن کتابوں میں اہل رسوم کے مسائل ہیں وے
کتابیں تیرے اُستادوں نے بھی نہ دیکھی ہونگی اور کہا کہ نامعقول
توبہ کر اور کلمہ پڑھ تب تجکو چھوڑونگا اور مارتے جاتے تھے جب خرکو
اُس نے توبہ کی اور کلمہ کہا تب اس کو چھوڑا اور کہا کہ خبردار
اب کبھی بار دیگر بے جانے ہوئے مسئلہ ایسا نہ کہنا پھر وہ طالب العلم
وہاں سے اپنے مکان کو چلا گیا اور قاضی صاحب نے تو وہاں مقام
کیا اور ان رنڈوں کی بستیوں میں نہایت گڑبڑی اور خلجان
رہا اور چوتھے روز وہیں مولوی مظہر علی صاحب بھی سو غازیوں سے
آپہنچے اور مولانا صاحب اور قاضی صاحب سے ملے اور لشکر میں
کمریں کھولیں پھر اس کے اگلے روز قاضی صاحب نے سب کو ہمراہ
لے کر وہاں سے کوچ کیا اور اُس دن سومتح چارگلی میں
جا کر رہے وہاں کا خان مسفور خان نام کہ وہ بڑا حضرت

امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کا بڑا مخلص اور معتقد تھا وہ آکر ملا اور بڑی مولانا صاحب اور قاضی صاحب کی تعظیم و تکریم کی اور بموافق دستور ملک کے سب کی دعوت کرکے اپنی گڑہی کو گیا وہاں سے دانہ اور راتب خچروں اور گدہوں پر لدوا کر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ سوار اپنے اپنے گھوڑوں کا بھُس یہاں سے آکر باندہ لیجاویں پھر رسالدار صاحب نے سواروں کو حکم پہنچا دیا کہ بستی سے جاکر بھُس باندہ لاویں پھر سب سوار جاکر بستی سے بھُس اپنے سروں پر اٹھا لائے پھر بعد نماز مغرب کے روٹی اور گوشت منصور خاں اپنے آدمیوں کے سر پر دہر کر لشکر میں لائے پھر قاضی صاحب نے کھانا سب کو تقسیم کروا دیا پھر وہاں چار گلی میں قاضی صاحب نے چار مقام کئے اور وہیں شیوہ شکار خاں اور آنند خاں کو محمود خاں کوگی والا چارگلی میں منصور خاں کے پاس تھا اس کو بھی بلایا اور سنیر خاں اور سبین خاں کو موضع شدم سے بلوایا اور ان سب سے فرمایا کہ ہم نے تم سب صاحب کو اس لئے بلایا ہے کہ یہاں قوم رزڑ بھگڑ ہوئے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں ہم نے ان کو شکار خاں اور آنند خاں کی معرفت بلوا بھیجا سو ان میں سے ہمارے پاس ایک بھی نہ آیا اور چھوٹے حیلے پیش کئے اور وے سب تم لوگوں کے

بھائی بند ہیں سو اس میں تمہاری کیا صلاح ہے اُنھوں نے عرض
کی کہ ہم سب آپ کے بہر حال تابعدار ہیں مگر جو آپ نے اس کی ہم سے
صلاح پوچھتے ہیں سو ہماری رائے میں آتا ہے کہ ہم سب جا کر ان کو
آپ فہمائش کر کے لادیں اور اگر وے ہمارے لانے سے آوینگے
تب آپ کو اختیار ہے جو چاہنا سو کرنا ہم سب آپ کے ساتھ ہیں
قاضی صاحب نے اس بات کو پسند کیا اور اس کے اگلے روز ان
خوانین کو بھیجا اور اُن کے ہمراہ لینے پچاس سوار کر دئے اور اپنے
سواروں سے کہہ دیا کہ اگر ان خانوں کے کہنے سے نہ آویں تو تم
ان کو پکڑ لانا پھر ان کو روانہ کیا وے سب گئے اور ادہر قاضی صاحب
چارگلی سے کوچ کر کے گھڑیالے کو گئے اور تیسرے روز وے خوانین
ان سب کو سمجھا کر لے آئے اور وہیں موضع گھڑیالے میں جا ملے اس روز
بستی والوں نے موافق دستور اپنے ملک کے سب لشکر کی ضیافت
کی اس کے اگلے روز ان خوانین نے قاضی صاحب سے عرض کی
کہ ہم سب کو لائے ہیں قاضی صاحب فرمایا کہ تم نے خوب کیا جو
ان کو لائے اب ان کو ٹھہراؤ کسی وقت ہم ان سے باتیں کرینگے
پھر وے لوگ وہیں اُترے پھر اس کے تیسرے روز قاضی صاحب
نے اباز ئی کے خوانین کو بلایا اور وہ آ کر حاضر ہوئے اس کی
صبح کو قاضی صاحب نے سب خانوں کو جو پنجتوہ اور چارگلی اور

سُدم اور گھڑیالے والوں اور نئی گلی اور شیخ جانہ اور اسماعیلہ اور
اور اماز ئی کی گڑہی والوں کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے عشر کا
سوال کیا کہ تم سب بھائیوں نے پہلے برضا ورغبت عشر دینا
قبول کیا تھا اور پھر تم ہی نے دینا موقوف کیا اب تمہاری سب
کی مرضی اس امر میں کیا ہے دینا منظور ہے یا نہیں اس کا جواب
دو اور غازیوں کی رفاقت اور شراکت کا اور اطاعت امام کا
بھی تم سب نے اقرار کیا تھا اور اس اقرار کو پورا نہ کیا بلکہ جو کچھ
کیا تم نے سو بر خلاف اس کے کیا اس کا بھی جواب مفصل دو یہ
دونوں سوال سن کر ان تمام خوانین نے عرض کی کہ ہم ان دونوں
سوالوں کا جواب آپس میں مشورہ کر کے پرسوں دیوینگے قاضی صاحب
نے کہا خیر کیا مضایقہ پرسوں ہی دینا پھر وہ سب وہاں سے اُٹھ
کر لشکر میں اپنے اپنے ڈیروں پر گئے اس کے اگلے روز ان سب نے
آپس میں جمع ہو کر صلاح کی رات کو منصور خاں چار گلی والی نے آکر
قاضی صاحب سے سب ان کی صلاح اور مشورت کا حال مفصل
عرض کیا کہ موافق آپ کے فرمانے کے سب ہم خوانین متفق ہیں مگر
رنڑوں میں ابھی کچھ قیل وقال اور شرارت باقی ہے سو انشاءاللہ
تعالیٰ کل تک اس کا بھی خلاصہ معلوم ہو جاویگا یہ خبر دے کر ،

منصور خاں اپنے مکان کو گیا پھر اس کے اگلے روز وہ سب خواین آپس میں مشورہ کرکے قاضی صاحب کے پاس آئے اور قاضی صاحب سے عرض کی کہ ہم سب نے جو سید بادشاہ سے عشر دینے کا اور اطاعت اور شراکت کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا اسی عہد و پیمان پر اب ہم قائم ہیں انشاءاللہ تعالیٰ اب کسی طور کا فرق نہ پڑیگا اور یہ رزڑوں کا عہد و پیمان بسبب دبانے خواین کے ہوا کہ رزڑوں نے جانا کہ یہ تمام خواین سید بادشاہ کے شریک ہیں اگر ہم ان سے مخالف ہوں تو سب بلا اور الزام ہمارے ہی سر ہوگا پھر قاضی صاحب نے سب خواین کو رخصت کیا وہ سب اپنی اپنی بستیوں کو گئے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز قاضی صاحب نے موضع کاٹ لنگ اور موضع لوند خوڑ کے خانوں کو بلوایا اور منصور خاں کی معرفت موضع مردان اور موضع ہوتی کے خان احمد خاں کو بلوایا پھر کاٹ لنگ اور لوند خوڑ والے تو دوسرے یا تیسرے دن سب آکر حاضر ہوئے اور قاضی صاحب سے ملاقات کی اور موافق سب خواین کے عشر دینا اور اطاعت اور شراکت کرنی حضرت علیہ الرحمۃ کی قبول کی اور اس کے اگلے روز رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے مگر احمد خاں ہوتی کا رئیس نہ آیا بلکہ منصور خاں کے آدمی کی زبانی کہلا بھیجا

کہ قاضی صاحب سے ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ آج کے آٹھویں
دن آکر ملاقات کرینگے اور وہ درانیوں سے ملا ہوا تھا ادہر تو
پیام دے کر سفور خاں کے آدمی کو رخصت کیا اور ادہر موضع مردان
میں اپنے بھائی رسول خاں کو بھیجا کہ تو وہاں باخوبی انتظام اور
محافظت سے رہنا کہ یہاں سید بادشاہ کا لشکر پڑا ہے اور تمام
خوانین ان کے متفق ہیں ایسا نہ ہو کہ ادہر کا ارادہ کریں اور ہوتی میں
اپنے نوکروں چاکروں کو متعین کیا کہ تم یہاں بڑی محافظت اور
ہوشیاری سے رہنا اور آپ چند آدمیوں سے لشکر لینے کو پیشور
کو روانہ ہوا اور موضع مردان کے پاس جو گڑھی ہے وہاں آخوند
خیرالدین کا گھر تھا اور وہ ہمارے لشکر کے غازی تھے وہ قاضی
صاحب سے رخصت لے کر اپنے گھر گئے تھے سو اتفاقاً اس کے دوسرے
روز اپنے گھر سے وہ آئے اور قاضی صاحب سے ملے اور کہا کہ
میں جلدی اس لئے چلا آیا کہ احمد خاں موضع ہوتی اور مردان کا
باخوبی جنگی سامان درست کر کے واسطے لینے لشکر درانیوں کے پیشور
کو گیا ہے وہاں لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ لڑائی کا ہے
یہ حال آپ نے تو سنا ہی ہوگا مگر میں نے بھی آپ کو اطلاع کر دی
قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم نے بہتر کیا اسی روز بعد نماز عصر کے
دو طالب العلم ملکی اپنے غازیوں سے واسطے جاسوسی ہوتی کے

بھیجے وہ جاکر وہاں ہوتی میں ایک دن رہے اور وہاں کا تمام حال
دریافت کرکے روانہ ہوئے تیسرے روز کچھ دن چڑھے آکر قاضی
صاحب سے ملے اور جو کچھ وہاں کا حال دیکھا تھا وہ قاضی صاحب
سے بیان کیا کہ ہوتی کی گڑھی میں تو کوئی بیس پچیس آدمی پنجابی ،
ہیں اور مردان کی گڑھی میں کوئی تیس چالیس آدمی ہونگے اور احمد خاں
کا بھائی رسول خاں کا بھائی بھی وہیں مردان میں ہے یہ حال سُن
کر قاضی صاحب نے اسی وقت ہر سوار و پیادے کو دو روزہ آٹا ،
اور گھی تقسیم کروادیا یعنی سراسم ہر کسی کو ڈیڑھ سیر آٹا اور پاؤ بھر
گھی ملا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ جلد شام تک روٹیاں پکا کر فارغ
ہو جاوے اور قاضی صاحب نے آخوند خیر الدین اور منصور خاں گھڑیالے
والے اور محمود خاں تنگی والے اور رسالدار عبد الحمید خاں اور مولانا صاحب
اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو ایک گوشے میں جمع کرکے کچھ مشورہ
کیا مگر ہم لوگوں کو مفصل حال اس کا نہیں معلوم کہ کیا مشورہ تھا اور
بعد نماز مغرب تک جب سب لوگ روٹیاں پکا کر تیار ہوئے اور
سب میں یہ حکم پہنچ گیا کہ سب سوار اور پیادے اپنی کمریں باندھ
اور ہتیار لگا کر تیار ہو جاویں اُس وقت ہم لوگوں کو معلوم ہوا
کہ شاید چھاپا جاویگا پھر یہ حکم سُن کر سب سوار و پیادے کمریں
باندھ اور ہتیار لگا کر تیار ہو گئے اس عرصے میں اذان عشا کی

ہوئی اور سب نے نماز پڑھ کر فراغت کی پھر قاضی صاحب نے سر
کھول کر بڑی دیر تک ساتھ کمال گریہ وزاری اور عجز وانکساری
کے جناب الٰہی میں دعا کی اور وے دونوں طالب العلم جن کو واسطے جاسوسی
کے ہوتی میں بھیجا تھا انھیں کو راہبر کیا اور اُن کے پیچھے پیادے اور
ان کے پیچھے سوار روانہ ہوئے اور گھریالے کے باہر میدان میں تمام
لشکر پہنچا اور گھوڑوں نے اس قدر بولنا شروع کیا کہ ایسے کسی جنگ
میں نہیں بولے تھے کتنا ہی ان کو باگ اور ایڑ سے روکتے تھے مگر بولنا
ان کا کم نہ ہوتا تھا آخر الامر جب جاتے جاتے وہاں سے ڈیڑھ کوس
رہے اور نقارہ وہاں بج رہا تھا اور ہم تمام سن رہے تھے پھر اسی جگہ
سارا لشکر قاضی صاحب نے ٹھہرا دیا اور آگے پیچھے کے سب سوار و پیادے
اکٹھا ہو گئے اور قاضی صاحب نے وہاں بیٹھ کر اپنے مشیروں کو بلایا
اور یہ ان سے کہا کہ ہوتی میں نقارہ بج رہا ہے اور ہوشیار ہو رہے
ہیں سو اب اس کی کیا تدبیر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی
جاسوس نے ان کو خبردار کر دیا ہے اور نہیں تو نقارہ ہونے کا کیا
سبب ہے سب نے کہا کہ ہاں یہ بات یوں ہی معلوم ہوتی ہے مولانا
صاحب اور عبد الحمید خاں رسالدار نے کہا کہ قاضی صاحب وہاں
سے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے سو اب آگے بڑھنے کے پیچھے
ہٹنا مناسب نہیں ہے اگر چھاپا نہ ہوا اس لئے کہ وے ہوشیار

ہیں تو دن کی لڑائی سہی اُمید قوی ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان پر
غالب ہونگے قاضی صاحب کو یہ صلاح دونوں صاحبوں کی بہت
پسند آئی اور کہا جو بات ہمارے دل میں تھی وہی تم نے کہی اور
بسم اللہ کرکے آگے بڑھے اور ان دونوں رہبروں کو آگے روانہ
کیا کہ تم جاکر وہاں کا مفصل حال دریافت کرو کس طرف وہاں لوگ
ہوشیار ہیں اور کس طرف غافل اور ہم لشکر لئے تمہارے پیچھے آہستہ
آہستہ آتے ہیں وہاں کی خبر لے کر ہم کو اطلاع کرنا پھر وہ دونوں
جاسوس گئے اور قاضی صاحب لشکر لے کر ان کے پیچھے روانہ ہوئے
جب کہ قریب آدہ کوس کے موضع ہوتی رہی تب وہاں قاضی صاحب
لشکر کو لے کر ٹھہر گئے اور ان جاسوسوں کا انتظار کرنے لگے اس وقت
کوئی پہر رات باقی ہوگی اور وہاں نقارہ بھی بجتا تھا اور آدمیوں کا بھی شور
وغل مچ رہا تھا اور ادھر ہمارے لشکر میں گھوڑے بول رہے تھے اس عرصے
میں وہ دونوں جاسوس بھی آپہنچے اور قاضی صاحب سے کہا کہ گڑھی سے
گولے کی زد پر جنوب کی طرف کھلیان پڑے ہیں کوئی چالیس پچاس بندوقچی
اور بستی کے ہیں اور جو کچھ لوگ گڑھی میں ہونگے وہ گڑھی میں ہیں اور بستی
کے دروازے پر ان کی جمعیت بہت کثرت سے ہے اور مغرب کی جانب
گڑھی سے میدان خالی ہے اور طرف شمال کے بھی خالی ہے یہ حال
سُن کر قاضی صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی سے فرمایا کہ تم اپنے

آدمی لے کر کھلیانوں کی طرف جاؤ اور ہم گاؤں کے دروازے کی طرف
چلتے ہیں وہیں پیران کی بہت کثرت ہے اور اسی طرف گڑہی کا دروازہ
بھی ہے اور تم ادہر سے آکر بستی کے دروازے پر ملنا اور رسالدار عبدالحمید
خاں سے کہا کہ تم اپنے سوار لے کر جانب مغرب گولے کی زد سے دور
جاکر کھڑے ہو ادہر میدان خالی ہے جب ہماری بندوق کھلیانوں
پر چلے تب تم اپنا نقارہ بجاتے ہوئے آگے بڑہنا یہ فہمائش کرکے پھر
قاضی صاحب نے دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے مولوی مظہر علی صاحب تو اپنے
لوگ لے کر کھلیانوں کی طرف گئے اور رسالدار صاحب سواروں کو لے
کر اپنی طرف کو روانہ ہوئے اور قاضی صاحب سب لوگوں کو لے کر بستی کے
دروازے کی طرف چلے چنانچہ مولوی مظہر علی صاحب قریب کھلیانوں کے پہنچے
تب جو بندوقچی کھلیانوں میں تھے اُنہوں نے ایک باڑ بندوقوں کی
ماری ادہر سے ان کا مارنا اور ادہر سے مولوی صاحب نے ایک باڑ
مار کر ہلہ کردیا اور پھر مار کرتے ہوئے جا کھلیانوں کو لیا اور وے
کھلیان والے بستی کی طرف بندوقیں مارتے ہوئے بھاگے جاتے تھے چنانچہ،
مولوی صاحب کھلیانوں سے آگے بڑہے اُسی وقت ادہر کی ایک گولی
مولوی صاحب کی کمر میں چلتی ہوئی گوشت میں لگی مولوی صاحب بیٹھ
گئے لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب خیر تو ہے مولوی صاحب نے کہا کہ
ہاں خیر ہے تم آگے چلو پھر ان لوگوں نے آگے بڑھ کر بستی کا جا دروازہ

لیا اور وہیں اسی وقت مولانا صاحب اور قاضی صاحب بھی لئے لوگ
لئے ہوئے آ پہنچے اور ہلّہ کر کے بستی میں گھس گئے اور وہاں کے لوگ
کچھ بھاگ کر گڑھی میں گھسے اور باقی موضع مردان کی طرف بھاگ
گئے اور سواروں کا حال یہ ہے کہ جس وقت کھلیانوں میں باڑ چلتی تھی
اسی وقت ادہر انھوں نے اپنا شتری نقارہ بجایا تھا اور گڑھی پر
شاہنیں ماریں اسی خوف سے وہ کھلیان والے بندوقچی وہاں
سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے پھر سوار وہاں سے بڑھ کر جانب شمال
آ پہنچے قریب گڑھی کے بستی کی آڑ میں پڑدہ باندہ کر کھڑے ہوئے اور
ادہر مولانا صاحب اور قاضی صاحب ہلّہ کر کے گڑھی میں گھسے اور
گڑھی والے سمٹ کر شمالی فصیل کی طرف جدہر ہمارے سوار تھے جا
کھڑے ہوئے اور ایک نے ان میں سواروں کی طرف مخاطب ہو کر آواز
دی کہ سوار و بھائیو تم میں کوئی ہندوستانی بھی ہے ادہر سے شیخ
عبدالحکیم خاص جماعت دار کے بھیلے کے گلاب خاں نے پوچھا کہ ہاں
ہندوستانی بھی ہیں کہو تمہارا کیا مطلب ہے اُس نے کہا اگر
ہندوستانی ہو تو ادہر نزدیک آؤ تو ہم کچھ کہیں اور ادہر گلاب
خاں کے پاس چھ یا سات سوار بھی کھڑے تھے ایک تو مولوی
امیرالدین ولایتی اور دوسرے عبدالرحمٰن سروجی اور تیسرے
ایک لڑکا عبدالقادر نام میر رستم علی چلکانوے کے ساتھ کا

اور چوتھے شیخ عنایت اللہ منڈیا ہوں والے اور پانچویں کریم بخش
پانی پتی اور چھٹا یہ خاکسار فتح علی تھا اور اس روز میرے نیچے
وہ گھوڑا تھا جو نواب امیرالدولہ بہادر مرحوم ومغفور نے حضرت سید
عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیا تھا کیفیت اس کی یہ ہے
کہ حضرت سید صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت علیہ الرحمۃ
کی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو تکیہ شریفہ سے لے کر بلدہ السلام
ٹونک میں آیا اور سند کی تیاری کرنے لگا اور نواب ستطاب معلی
القاب نواب امیرالدولہ بہادر مرحوم ومغفور نے مجھ سے فرمایا کہ جس
اسباب ضروری کے واسطے سفر کی تم کو حاجت ہو اس کی فرد ہم کو
بھیج دو پھر ہم اس کی تدبیر کر دیں پھر میں نے موافق فرمانے حضور
مغفور کے فرد اسباب کی بھیجدی وہ اسباب یہ تھا دو خیمے اور
چار قناتیں اور دو پائے خانے مع چوکی اور کئی بادلے اور مشکیں
اور پکھالیں اور ڈولچیاں اور رسیاں وغیرہ پھر یہ سب سامان
حضور مغفور نے عنایت فرمایا بعد اس کے میں نے عرض کی کہ ایک گھوڑے
کی مجھکو حاجت ہے مگر بہت اچھا تیز گام خوش خرام کوتاہ قامت
اور اصیل ہو سرکش اور شریر اور بدلگام نہ ہو یہ سوال سن کر
حضور مرحوم ومغفور بکمال خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ ہم سے

ایسا ہی گھوڑا لیجئے اور ان دنوں آپ کے اصطبل میں کئی گھوڑے عمدہ اور نامی تھے چنانچہ ان میں ایک گھوڑے کا نام اکڑیال تھا اور ایک تیلیا سُرنگ تھا اور یہ دونوں سب گھوڑوں میں بہتر اور گراں قیمت تھے حضور مغفور نے مجھ سے فرمایا کہ آپ اکڑیال گھوڑا لیویں میں نے کہا کہ میں تو یہ نہ لونگا آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں لیتے ہیں تو ہمارا تیلیا سُرنگ لیویں اور وہ آپ کے خاصوں میں تھا اور میں نے لوگوں سے سُنا تھا کہ یہ دونوں گھوڑے کئی ہزار روپے کے آپ نے خریدے ہیں میں نے کہا کہ مجھکو یہ بھی لینا منظور نہیں آپ نے فرمایا کیا سبب ہے میں نے کہا کیا مجکو یہ گھوڑے کہیں سے بیچنے ہیں یا میں اُن کھن کھسوٹ پیرزادوں میں ہوں کہ جو کچھ پایا اپنے قبضے میں کیا یہ بات سُن کر حضور مغفور نے بہت ہنسے اور فرمانے لگے کہ کہ میرا مدعائے دلی یہ ہے کہ جو مال واسباب غلام کا ہوتا ہے وہ سب آقا کا ہے اور یہ گھوڑے کیا مال ہیں چھاونی سے ہیرتک اور یہاں قلعہ میں جو میرا مال واسباب ہے جس کو آپ پسند کریں اور جس پر اپنا ہاتھ رکھدیں وہ آپ کا مال ہے بلکہ یہ اسباب ومال کیا ہے اگر میری جان آپ کے کام آوے وہ بھی حاضر ہے اس وقت میری نگاہ میں تم سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے مگر خیر اب ہم ایک گھوڑا جیسا آپ چاہتے ہیں

ویساہی آپ کی نذر کرینگے مگر اس وقت اب تو آپ تشریف شریف
لیجاویں کل ہم اس کی تجویز کرینگے پھر یہ کلام سُن کر میں مکان اقامت
کو چلا آیا اگلے روز پہر سوا پہر دن چڑہے پھر میں گیا اس وقت آپ
بالا قلعہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے مجھکو دیکھ کر آپنے رحمو جمعدار
سے فرمایا کہ ہمارا کمیت گھوڑا ساز و یراق سے تیار کر کے جلد لاؤ پھر
جب وہ گھوڑا رحمو لایا آپنے مجھ سے فرمایا کہ آپ اسی جگہ سے میرے
سامنے اس پر سوار ہو کر تشریف لیجاویں پھر میں وہیں مسجد کے چبوترے
کے نیچے سے اس پر سوار ہوا اور السلام علیکم کر کے وہاں سے چلا سبحان
اللہ اس کی تیز گامی اور خوشخرامی کا کیا بیان کروں کہ تقریر سے خارج
ہے پھر میں قلعہ سے نکل کر چھاونی میں محمود مختار الدولہ کی ملاقات کو گیا،
انھوں نے دور سے دیکھ کر وہ گھوڑا پہچانا جب میں نزدیک گیا اُنہوں
نے پوچھا کہ یہ گھوڑا عنایات حضور سے ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر وہ اُس
گھوڑے کی بہت سی خوبیاں بیان کرنے لگے پھر بعد ملاقات کے میں
وہاں سے اپنی جائے اقامت پر آیا اور بار برداری کے اونٹ
اور رتھ تو میرے ساتھ ہی تھے پھر دو تین روز کے عرصے میں
سب اسباب اور سامان سفر کا اونٹوں پر لدوا کر اور بی بی صاحبہ
موصوفہ معظمہ مکرمہ کو رتھ پر سوار کر کے روانہ سندکو ہوا اور

چندروز میں مع الخیر جا پہنچا اور اسی گھوڑے پہ سید محمد اسمٰعیل کو
سواری میں نے سکھلائی اور جو سند کے امیر اس کو دیکھتے تھے کہتے تھے
کہ یہ گھوڑا بہت ہی عمدہ اور کم یاب ہے اور اس گھوڑے کا قد تو
میانہ تھا بہت ملبند نہ تھا اور رضرد گوش اور پیشانی پر سپید ٹیکا
تھا اور پچھلے پیروں میں بھی سپیدی تھی اور چلنے میں نہایت تیزگام
اور خوشخرام تھا پھر تیسرے سال جب ولایت افغانستان سے
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے مجھکو لکھا کہ تم ٹونک سے جاکر جو
وہاں ہمارے قافلہ کے لوگ ہیں ان کو لے آؤ پھر میں نے وہ گھوڑا
سید محمد اسمٰعیل کو دیا اور میں سند سے ٹونک کو آیا انتہی سو جس وقت
حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ سردار یار محمد خاں درانی پر
فتحیاب ہوئے اور خان ممدوح کو مارا یہ خوشخبری حضرت علیہ الرحمۃ
نے احمد کشمیری کے ہاتھ سند میں جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس
بھیجی جب احمد کشمیری نے یہ خبر آکر بی بی صاحبہ موصوفہ کو دی اس وقت
بی بی صاحبہ ممدوحہ نے وہی گھوڑا اور کچھ روپے نقد تعداد اُس کی
یاد نہیں اور کئی کپڑے بطریق انعام کے عنایت فرمائے جب احمد مذکور
بی بی صاحبہ موصوفہ سے رخصت ہوکر پھر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت
بابرکت میں بیچ موضع امب کے جا حاضر ہوا اور اپنے انعام پانے کا
بیان کیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے احمد کو راضی کر کے اور چالیس روپے

دے کر وہ گھوڑا خرید لیا اور سید اسمعیل بریلوی سے فرمایا میں،
جب کے پہلے میں تھا کہ یہ گھوڑا فتح علی کو دو اور جو گھوڑا اُن کے پاس
ہے وہ اور کسی کو اپنے پہلے میں دلوا دو پھر سید ممدوح نے حضرت
کی اجازت سے وہ گھوڑا مجکو دیا اور میرا گھوڑا عبداللہ خاں نام ایک
جوان تھے ان کو حوالے کیا انتہی آمد بر سر مطلب پھر ہم سب سوار آپس
میں صلاح کرنے لگے کہ یہ جو آدمی گڑہی سے آواز دیتا ہے اپنے نزدیک
بلاتا ہے جو کوئی جاوے تو سمجھ بوجھ کر جاوے ایسا نہ ہو کہ فریب سے
بلا کر گولی مار دے گلاب خاں نے کہا کہ تم سب سوار یہیں کھڑے رہو
میں جاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ دغا فریب کچھ نہ ہوگا یہ کہہ کر وہ
گڑہی کے خندق پر جا کر کھڑے ہوئے اور کہا کیا کہتے ہو جلد کہو اس نے
کہا کہ تم لوگ سید بادشاہ کے ہندوستانی غازی سچے اور اپنے عہد
و پیمان کے پورے ہوتے ہو اور ملکیوں کے قول و قرار پر ہم کو اعتماد نہیں
کہ وہ اکثر فریب سے ہوتے ہیں سو ہم تم سے اس وقت ہم امن چاہتے
ہیں اس لئے کہ تمہارے مجاہدین لوگ گڑہی کے اندر آگئے ہیں گلاب
خاں نے کہا کہ اس طرف کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں تم جتنے آدمی ہو سب
دیوار پھاند کر ہماری طرف چلے آؤ تم سب کو امن ہے انشاء اللہ
تعالیٰ تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا پھر ہم سب سوار چھو ساتوں گلاب
خاں کے پاس آکر کھڑے ہوئے پھر وے سب اکیس بیس آدمی تھے
گڑہی کی دیوار بلند بہت نہ تھی اور خندق بھی بہت گہری نہ تھی انہوں

نے وہیں سے ساز سنگرے کمروں سے کھول کر خندق میں ڈال دئے پھر
ہمارے سواروں میں سے دو آدمی گھوڑوں سے اتر کر قریب دیوار کے تا
گئے پھر وے اوپر سے بندوقیں اپنی اپنی دیتے گئے اور یہ لیتے گئے اور
تلواریں بھی ان سے سب لے لیں پھر وے سب دیوار سے اتر آئے اور
خندق سے اپنے ساز و سنگرے اٹھالائے پھر ہم سب سواروں نے دو
دو تین تین تلواریں بندوقیں لیتے گھوڑوں پر رکھ لیں اور ان سے کہا
کہ تم ابھی ہمارے ساتھ رہو قاضی صاحب سے پوچھ کر تم کو چھوڑ دینگے
اس عرصے میں گڑہی پر سے ہمارے ساتھ کے قندہاریوں نے پکار کر
کہا کہ سوار و بھائیو تم ابھی یہیں کھڑے ہو مولانا صاحب اور قاضی صاحب
تو لشکر لے کر مردان میں داخل ہوئے ہونگے اور یہاں ملا نور محمد قندہاری
کو پچیس آدمیوں سے واسطے انتظام کے چھوڑ گئے ہیں یہ خبر سن کر ان
گڑہی والوں کو اپنے ساتھ لے کر ہم بھی سب سوار ان کو روانہ ہوئے
اور مردان کے درمیان میں پہنچ کر صبح کی نماز پڑھی اور وہاں موضع
مردان میں بندوقیں چل رہی تھیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ہم بھی
سب روانہ ہوئے جبکہ مردان میں ہم پہنچے تو مولانا صاحب اور
رسالدار صاحب سواروں کو لئے ہوئے بستی کے باہر گڑہی تھی اور
قاضی صاحب پیادوں کو لئے ہوئے گڑہی کے مقابلے میں تھے اور سوار
بستی کے باہر اس لئے کہ گڑہی تھی کہ گڑہی والوں کی کمک کسی طرف سے
نہ آنے نا دے پھر رسالدار صاحب سے گلاب خاں نے کہا کہ ہم ان لوگوں

کو گڑہی سے امن دے کر نکال لائے ہیں کیا حکم ہے قاضی صاحب تو
گڑہی کے مقابلے میں ہیں اور مولانا صاحب وہ کھڑے ہیں اُن کے پاس لیجاؤ
جیسا وے فرماویں ویسا کرو پھیر گلاب خاں نے مولانا صاحب سے ان لوگوں
کا حال بیان کیا کہ میں اس طرح ان کو امن دے کر گڑہی سے نکال
لایا ہوں اور مولوی امیر الدین ولایتی میرے پاس کھڑے تھے اور ان لوگوں
کی بندوقیں دو تین ان کے پاس تھیں اور تین بندوقیں میرے پاس تھیں ان میں
ایک بندوق بہت خوبصورت اور عمدہ تھی میں نے کہا کہ مولوی صاحب
یہ بندوق تو میں پاتا ہونگا آخر وہ سب غنیمت میں داخل کی جاوینگی یہ بات
سُن کر مولوی خیر الدین صاحب مجھ سے خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ تم اس
مسئلے سے ابھی تک خبر نہیں ہو کہ یہ لوگ امن دے کر نکالے گئے ہیں ان کا
اسباب نہ بیت المال میں داخل ہو گا اور نہ کسی کو لینا دُرست ہے ان کا
جو کچھ مال و اسباب ہے سب انھیں کو ملیگا اور ایسی باتوں سے تم توبہ
کرو میں اس مسئلے سے واقف نہ تھا اپنے دل میں بہت نادم اور شرمندہ
ہو کر چپ ہو رہا پھیر مولانا صاحب نے گلاب خاں سے کہا کہ ان کے سب
ہتیار ان کو حوالے کرو اور جو ان کے سنگڑوں میں بارود ہو وہ چھڑوا
ڈالو اور اپنے یہاں کے پانچ سوار ان کے ساتھ کردو کہ ان کو کوس سوا
کوس ہوتی سے پلے کی طرف پہنچا کر چلے آویں پھیر سب ہتیار ان کو حوالہ کئے
اور سنگڑوں سے بارود جھڑوا ڈالی اور پانچ سوار ان کو لے گئے اسی

عرصے میں موضع ہوتی سے چار آدمی ملکی مولوی مظہر علی صاحب کو چارپائی پر موضع مردان میں اٹھا لائے پھر کوئی گھڑی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ پانچ چار آدمی گڑہی کے موریوں سے دوڑے ہوئے مولانا صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ قاضی حبان صاحب شہید ہوئے اور تین آدمی اور اُن سے پہلے شہید ہوئے مولانا صاحب نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر شہید ہوئے اُس نے کہا کہ جس وقت ہم سب نے جا کر بستی کو لیا اور گڑہی کی بندوقیں ہم لوگوں پر پڑنے لگیں اس وقت ہم لوگ دس دس پانچ پانچ بستی کے گھروں میں گھسے اور مکانوں کی دیواریں جو گڑہی کی جانب تھیں ان میں رستہ کر کے دوسرا گھر پکڑتے تھے اسی طرح دیواریں توڑتے جاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے اور میں قاضی صاحب کے ساتھ تھا اس عرصے میں ایک دیوار جو توڑی اس کے پچھواڑے گلی تھی ایسی کہ دو تین گاڑیاں برابر اس میں نکل جاویں اور سامنا تھا گڑہی کے برج کا اور برج والے نے اس گلی کو باندھ رکھا تھا پانچ چار آدمی تو ہمارے ساتھیوں سے سلامت نکل گئے اور برج پر سے بندوق چلی جاتی تھی اس میں ایک اور ملکی ہماری طرف سے جیسے نکلا ویسے ہی اس کے گولی لگی وہ وہیں شہید ہوا اور لوگ ہمارے نکلے جاتے تھے اسی عرصے میں ایک طالب العلم ہماری طرف کا شہید ہوا اس کے بعد ایک اور غازی ہندوستانی نعمر جوان شہید ہوا قاضی صاحب نے دیکھا کہ یہاں تو تین آدمی ہمارے شہید ہوئے اس میں

قاضی صاحب خود جوش کھا کر چند آدمیوں سے نکلے اور لوگ تو سلامت نکل گئے مگر قاضی صاحب کے ایک گولی سر میں لگی اسی جگہ گر پڑے کوئی کلام بولتے بھی نہ پائے اور شہید ہو گئے یہ سب میرے روبرو ہوا یہ خبر سنتے ہی مولانا صاحب نے رسالدار عبدالحمید خاں سے بلاکر فرمایا کہ قاضی صاحب تو شہید ہوئے اور اپنے مقصود کو پہنچے اب تم جلد چالیس، پچاس سوار لیکے وہاں بھیجو کہ گھوڑے تو یہاں چھوڑ دیویں اور دو ضرب شاہیں لیجاویں اور ان کے برج کی بندوق کو بند کریں اور قاضی صاحب کی اور شہیدوں کی لاشوں کو وہاں سے اٹھوالیویں رسالدار صاحب نے اسی وقت جلد دو ضرب شاہین دے کر اپنے لوگ بھیجے انھوں نے جا کر ایک مکان میں اس برج کے مقابل دو شاہینیں لگائیں اور مارنے لگے اور بندوقیں بھی مارنے لگے یہاں تک کہ برج سے بندوق چلنی موقوف ہوئی اسی دم لوگوں نے فرصت پاکر چاروں لاشیں مولانا صاحب کے پاس اٹھا لائے اور شاہین تو وہیں چلتی رہیں اور لوگ مکانوں کی آڑ آڑ ہو کر گڑہی کی دیوار کے قریب پہنچ گئے گڑہی والوں نے جانا کہ غازی لوگ گڑہی کی دیوار میں آلیئے اور اس وقت احمد خاں کا بھائی رسول خاں گڑہی کے تہ خانہ میں کنچنیوں کا ناچ دیکھ رہا تھا اس کے لوگوں نے جا کر کہا کہ خاں بیٹھے کیا کرتے ہو غازی تو گڑہی سے آلیئے

اور ان کی شاہین کی گولی برج پر کھڑا ہیں ہوتے ویتی یہ خبر سن کر وہ
اٹھا اور برج پر چڑھ کر دیکھا کہ فی الحقیقت غازی گڑھی سے آ لپٹے گھبر
اکر اپنے لوگوں سے کہا کہ چادر ہلا دو انھوں نے جلد برج پر چڑھ کر چادر
ہلائی اور امن مانگی اور ہماری طرف شاہیں اور بندوق چلنی بند ہوئی
اور لوگوں نے مولانا صاحب کو جاکر اطلاع کی کہ وے لوگ چادر ہلاتے
ہیں اور امن چاہتے ہیں یہ سُن کر یہاں سے مولانا صاحب آپ تشریف
لے گئے اور اپنے لوگوں میں متصل گڑھی کے جا کھڑے ہوئے اور گڑھی والوں
سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو ادہر سے رسول خاں نے کہا کہ ہم امن چاہتے
ہیں اور گڑھی خالی کئے دیتے ہیں مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے آدمیوں
کو لے کر گڑھی سے باہر نکل آؤ تم کو امن ہے مگر جو احمد خاں کا مال و اسباب
ہو اس میں دست اندازی نہ کرنا وہ مال و اسباب غنیمت کا ہے اس لئے
کہ وہ باغی ہے سوا اس کے جو مال و اسباب تمہارا یا رعایا کا ہوگا اس کو
امن ہے جس کا ہو وہ اپنا اٹھا لاوے ہم کو کچھ غرض نہیں رسول خاں
نے کہا کہ آپ کا فرمانا ہم کو منظور ہے پھر رسول خاں بیس پچیس آدمی
لے کر گڑھی سے باہر نکل آیا مولانا صاحب رسول خاں کو ساتھ لئے ہوئے
رسالدار عبدالحمید خاں کے پاس آئے اور اُس وقت تک رسول خاں
کو یہ معلوم نہ تھا کہ قاضی حبان صاحب شہید ہوئے جب یہاں ،
لوگوں سے چرچا سنا تب اس کو خبر ہوئی اور یہ اپنے دل میں سمجھا

کہ مجھکو انھوں نے گرفتار کر لیا مولانا صاحب نے اس کو حواس باختہ دیکھ کر اس کی تسلی اور دلجمی کی اس نے عرض کی کہ میں آپ کا بہر طور مطیع اور فرمانبردار ہوں جو کچھ ہو میں جاں و دل سے حاضر ہوں پھر مولانا صاحب نے رسول خاں سے عہد و پیمان مضبوط لے کر فرمایا کہ خبردار اب کبھی تم ہم سے بغاوت نہ کرنا اب ہم تم کو اپنی طرف سے مردان اور ہوتی سپرد کرتے ہیں اور رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ تم اپنے سو غازی لے کر رسول خاں کے ساتھ جاؤ اور ہماری طرف سے ان کو گڑہی میں بٹھا دو اور جو جو مال و اسباب ان کے بھائی احمد خاں کا وہاں ہوگا یہ بتاتے جاوینگے تم وہاں سے بھیجتے جانا پھر رسالدار صاحب اسی وقت سو غازیوں سے رسول خاں کو گڑہی میں لے گئے اور اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ خبردار کوئی کسی چیز میں ہاتھ نہ لگاوے پھر رسول خاں سے احمد خاں کا مال و اسباب طلب کیا پھر جو جو انھوں نے بتلایا اس کو انھوں نے اپنے قبضے میں کیا کوئی چھ سات توپ بحری تھے اور کئی تلواریں اور کئی بندوقیں اور کئی کوہائی دم تماچہ اور ایک کٹار اور اس کی نیام میں دو چھریاں بھیں اور کئی پیش قبض گنتی ان کی بھی یاد نہیں اور دو ضرب کوہائی تمنچے اور کچھ کپڑے سوتی اور پشمینے کے تھے پھر یہ سب اسباب رسالدار صاحب نے جمع کرکے وہاں سے مولانا صاحب کے پاس بھیجا

بعد اس کے رسول خاں کو اپنی طرف سے گڑہی میں خان بناکر بٹھایا پھر
آپ وہاں سے اپنے سب غازی لئے ہوئے مولانا صاحب کے پاس آئے
اور تعمیل حکم کا بیان کیا یعنی رسول خاں کو گڑہی میں بٹھا آئے پھر مولانا
صاحب نے غازیوں سے فرمایا کہ جلد لیجا کر شہیدوں کو دفن کرو اس
میں جو قاضی حبان صاحب کے ایک برادر حقیقی تھے نام ان کا یاد نہیں
انھوں نے مولانا صاحب سے عرض کی کہ ہم تو اپنے بھائی صاحب کو یہاں
دفن نہ کرینگے اپنی بستی کو لیجاوینگے اور وہیں دفن کرینگے اور بستی انکی
موضع مردان سے قریب پچیس تیس کوس کے تھی مولانا صاحب نے
فرمایا کہ خیر تم کو اختیار ہے پھر قاضی صاحب کی لاش کو تو وہ لے گئے اپنی
بستی کو اور جو تین لاشیں رہیں ان کے واسطے ہمارے غازیوں نے بستی
سے باہر کچھ دور شمال اور مغرب کے کونے میں چند درخت تھے وہاں جاکر
بڑی چوڑی چکلی ایک قبر کھودی اور انھیں کپڑوں میں جو پہنے شہید ہوئے
تھے بے غسل دئے ہوئے لیجا کر اسی ایک قبر میں دفن کیا پھر اس دن
مولانا صاحب نے وہاں مقام کیا پھر اس کے اگلے روز صبح کو مولانا صاحب
نے جب وہاں سے کوچ کی تیاری کی تب رسول خاں مولانا صاحب کو
رخصت کرنے آیا مولانا صاحب نے رسول خاں سے فرمایا کہ خان
موضع ہوتی تک تم بھی چلو وہاں سے ہم تم کو رخصت کرینگے پھر لشکر

مولانا صاحب ہوتی کو روانہ ہوئے اور رسول خاں بھی ہمراہ ہوا اور
مولوی مظہر علی صاحب جو زخمی تھے ان کو چار آدمی ملکی چارپائی پر
لے کر ساتھ ہوئے مولانا صاحب نے ان ملکیوں سے فرمایا کہ تم مولوی
صاحب کو آمازئی کی گڑھی میں پہنچا آؤ اور دس پندرہ غازی ان کے
ساتھ کر دئے پھر وے توامازئی کی گڑھی کو روانہ ہوئے اور مولانا
صاحب لشکر لئے ہوئے ہوتی میں تشریف لائے اور ہوتی کی گڑھی میں
رسول خاں کا قبضہ کروادیا اور اپنے غازی جو گڑھی میں واسطے بندوبست
کے مقرر کئے تھے ان کو وہاں سے بلا لیا اس عرصے میں چند آدمی موضع
مردان کے مولانا صاحب کے پاس نالش کو آئے اور عرض کی کہ بعد
آپ کے امن دینے کے آپ کے ملکی غازیوں نے ہمارا کچھ کچھ اسباب گھروں
سے اٹھا لیا ہے مولانا صاحب نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ان کو پہچانتے
ہو تو ہمارے پاس بلا لاؤ ہم تمہارا اسباب ان سے دلوا دیں انھوں
نے عرض کی کہ ہم ان کو پہچانتے تو بیشک ہیں مگر ہمارے بلانے سے وے
کب آوینگے یہ سن کر مولانا صاحب نے ایک غازی ان کے ساتھ کر دیا
اور فرمایا کہ تم ان کو بتا دینا یہ ان کو ہمارے پاس بلا لا دینگے پھر وے
اس غازی کو اپنے ساتھ لے گئے اور ان کو بتلا دیا کہ یہ صاحب ہیں
اور وے فقط تین یا چار آدمی تھے پھر وے غازی ان کو مولانا صاحب

کے پاس بلا لایا مولانا صاحب نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان کا کیا
کیا اسباب لیا ہے انھوں نے جو کچھ لیا تھا وہ مولانا صاحب کے روبرو
کہہ دیا سو وہ اسباب صرف تین یا چار لنگیاں تھیں اور چھ یا سات
کھادی کے تھان بس اور کچھ نہ تھا مولانا صاحب اُن سے پوچھا
کہ تمہارا یہی اسباب ہے یا کچھ اور بھی انھوں نے عرض کی کہ حضرت یہی
اسباب ہے اور کچھ نہیں پھر مولانا صاحب نے اُن سے فرمایا کہ تم اپنا
اسباب لیجاؤ پھر وے اٹھا لے گئے بعد اس کے مولانا صاحب ان
تینوں چاروں غازیوں سے بطور نصیحت کے سب کے سامنے فرمایا کہ
اور بھی اس مسئلے سے واقف ہو جاویں کہ بھائیو یہ تم نے حرکت بہت
نامناسب کی کہ بعد امن دینے کے ان کا اسباب لے لینا اس طرح کا
نقد یا اسباب لینا حرام اور ناروا ہے خبردار اب کبھی ایسی حرکت لایعنی
نہ کرنا اور ہر بھائی مسلمان اس مسئلے کو یاد رکھیں کہ ہر مسلمان کی
جان اور عزت اور مال مسلمان پر حرام ہے سوا حربی کافروں اور
باغی مسلمانوں کے یہ سن کر وے اپنی حرکت سے نادم ہوئے اور
عرض کی کہ ہم سے خطا ہوئی اور ہم کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اب ہم
توبہ کرتے ہیں اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسی حرکت نہ کرینگے
جب بستی والوں نے یہ دیکھا کہ مولانا صاحب نے مردان والوں کا

اسباب واپس کروا دیا اور ہوتی والوں کا بہت مال و اسباب ملکی غازیوں نے لیا تھا کسی کے دنبے کسی کے بکرے کسی کی گائے کسی کی بھینس کسی کے گھوڑے کسی کے بچھیڑے وغیرہ پھر ان سب نے مل کر اپنے اپنے مال کی مولانا صاحب سے نالش کی کہ بعد امن دینے کے فلانا فلانا جانور آپ کے غازیوں نے لیا یہ سُن کر مولانا صاحب نے دس بارہ غازی مقرر کئے کہ لشکر میں خبر کر دو کہ ہوتی کا مال و اسباب جس جس کے پاس ہو وہ لا کر ہمارے پاس جمع کرے اس حکم کے سنتے ہی جس کے پاس جو کچھ تھا اُس نے لا کر حاضر کیا پھر مولانا صاحب نے ہوتی والوں سے فرمایا کہ یہ مال و اسباب تمہارا موجود ہے اپنا اپنا پہچان کر لیجاؤ پھر انھوں نے پہچان پہچان کر اپنا اپنا مال لے لیا اور بہت لوگ مولانا صاحب سے کہنے لگے کہ ہمارا فلانا جانور یا فلانا اسباب یہاں آپ کے پاس نہیں آیا مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے غازیوں میں تو تمہارا یہی اسباب تھا جو ہم نے منگوا دیا اور جو کچھ تمہارا مال گیا ہو گا وہ تمہارے ملکی لوگوں نے لیا ہو گا یہ بات ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہم تلاش کریں خدا جانے کون لے گیا اور کہاں لے گیا یہ سُن کر وہ اپنے اپنے گھر کو گئے اس عرصے میں بعضوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ جو آپ نے غازیوں سے لے کر مال و اسباب واپس کرا دیا بعضے بعضے ولایتوں اور قندھاریوں کو

یہ بات ناگوار معلوم ہوئی یہ بات سُن کر مولانا صاحب نے کچھ جواب
نہ دیا اتنے میں اذان ظہر کی ہوئی سب نے وضو کیا مولانا صاحب نماز
پڑھائی پھر بعد فراغ نماز کے آپ نے بطور نصیحت کے لوگوں کو سُنا کر فرمایا
کہ اطاعت امیر کی ہر کسی پر فرض ہوتی ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کے
حکم ماننے میں چون وچرا نہ کرے اگرچہ اپنے نفس کے خلاف معلوم ہو اور اگر
امیر خلاف شرع حکم کریگا اس کا مواخذہ خدا کے یہاں اس سے ہوگا
اس لئے کہ حکم امیر کا حکم خدا اور رسول کا ہے اس کے ماننے میں جو کوئی اپنے
دل میں رنج وملال لاویگا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماخوذ ہوگا ہم نے سُنا
ہے کہ آج لوگوں کا مال واسباب واپس کروا دیا سو بعضے بعضے بھائیوں
کو ناگوار معلوم ہوا سو یہ بات نہ چاہئے اس لئے کہ ہم نے موافق حکم خدا و
رسول کے واپس کروا دیا ہے اس مال کا لینا بھائیوں کو درست نہ
تھا بلکہ اس بات سے خوشی ہونا چاہئے اور شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
نے ہم کو قیامت کے مواخذے سے بچایا اور جو کسی کے دل میں بشریت
کی راہ سے کچھ خطرہ نفسانی آیا ہو تو اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ
غفور رحیم ہے اُمید ہے کہ بخش دیگا اور اسی قسم کے بہت سے
مسائل جو مناسب وقت جانے سو بیان کئے یہ مولانا صاحب کی
نصیحت سُن کر وہ لوگ جنھوں نے اسباب لیا تھا اپنے دل میں بہت

نادم ہوئے کہ مولانا صاحب نے حق فرمایا پھر مولانا صاحب نے
دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب عاجز بندوں سے اپنی رضامندی کے
کام لیوے اور ہم سب کو توفیق خیر دیوے کہ اُس کے طریق مستقیم
پر ثابت قدم رہیں اور اسی طور کے بہت الفاظ اپنی عاجزی اور
خاکساری اور اس پروردگار کی خداوندی اور غفاری کے بیان
کئے پھر بعد فراغ دعا کے قبل نماز عصر کے مع لشکر وہاں سے کوچ کیا
اور کوس سوا کوس پر نماز عصر پڑھی اور شام کو امازئی کی گڑھی میں
پہنچے اور وہیں نماز مغرب پڑھی بعد اس کے سوار تو بستی کے باہر جو
نالہ ہے وہاں اُترے اور مولانا صاحب نے بستی کے کنارے سرور
خاں کی مسجد ہے اُس میں ڈیرا کیا اور بستی والوں نے موافق دستور
کے سب لشکر کی ضیافت کی اور وہاں مولانا صاحب نے تین مقام کئے
اور وہیں موضع نئی گلی اور موضع شیخ جانہ اور موضع ڈاگئی اور
موضع ملاّں ڈھیری اور موضع کالو خاں اور موضع اسماعیلہ وغیرہ
کے ملک اور خوانین واسطے ملاقات مولانا صاحب کے آکر حاضر ہوئے
اور موضع چارگلی کے منصور خاں اور موضع تنگئی کے محمود خاں تو ہمراہ
لشکر ہی کے تھے پہلے روز تو مولانا صاحب سے سب وہ ملک اور
خوانین آکر ملے اور مولوی قاضی حبان صاحب مرحوم کے لئے سب نے دعا

مغفرت موافق دستور اپنے ملک کے کی اور چلے گئے اور بستی کے
حجروں میں جا اُترے اور یہاں مولانا صاحب نے منصور خاں چارگلی
والے سے فرمایا کہ تمہارے موضع گھڑیلے میں ہمارے کچھ ڈیرے
خیمے اور اسباب وغیرہ ہیں ان کو یہاں منگوایا چاہئے اُنھوں نے
عرض کی کہ بہت خوب میرے آدمی کے ہمراہ آپ اپنے چند سوار
کر دیویں تو وہاں سے جا کر اٹھوا لاؤں مولانا صاحب نے اسی وقت
رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ گھریالے سے خیمے وغیرہ منگوانے
ہیں منصور خاں دس یا پنج سوار جو کہیں سوان کے ساتھ کر دو ا
رسالدار ممدوح نے دس سواران کے ہمراہ کر دئے اسی وقت ا
منصور خاں کے ہمراہ گھریالے کو روانہ ہوئے اور اگلے روز گدہوں ا
خچروں پر خیمے وغیرہ لدوا لائے اور وہیں گھریالے میں مبین خاں اور
امیر خاں سُدم والے تھے منصور خاں ان کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے
اور جو ملک اور خوانین مذکورین حجروں میں اُترے تھے ان کو بھی اسی
روز مولانا صاحب نے بعد نماز اپنے پاس بلوایا اور اُن سے فرمایا
کہ جو تم سب صاحبوں نے ان روزوں ہم سے اور قاضی حبان صاحب
سے عشر دینے کا اقرار کیا تھا اور ان روزوں فصل ربیع تمہاری
تیار ہے اور ہم پنجتار کو کل پرسوں جانے والے ہیں سو اب اس
میں تم سب کیا کہتے ہو ان سب نے عرض کی کہ ہم نے جو کچھ عہد و پیمان

عشر کے امر میں آپ سے کیا تھا اسی پر موجود اور قائم ہیں اس لئے
کہ یہ تو عشر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس میں ہم کسی طور چون وچرا نہیں
کرینگے جہاں کہیں کہ ارشاد ہو وہاں ہم سب پہنچا دیویں مگر بہتر یہ
بات ہے کہ آپ اپنے چند غازی ہمارے ضلع میں واسطے تحصیل عشر
کے مقرر کر دیویں کہ وے ہم لوگوں پر تاکید رکھیں اور یہاں وے کہیں وہاں
ہم جمع کر دیویں مولانا صاحب کو یہ ان کا کہنا بہت پسند آیا اور فرمایا
کہ بہتر ہے جیسا تم کہتے ہو ہم ویسا ہی کرینگے اور اسی وقت مولانا صاحب
نے حاجی بہادر شاہ رامپوری کو واسطے تحصیل عشر کے مقرر کیا اور کوئی پندرہ
آدمی ان کے ساتھ ہندوستانی اور ولایتی کر دئے اور چند باتیں جو مناسب
جانیں وہ حاجی صاحب ممدوح کو سمجھا دیں اور ان خوانین سے فرمایا کہ
جو کچھ یہ ہمارے حاجی صاحب عشر کے امر میں تم سے کہیں اس کے موافق تم
عمل کرنا ان سب نے قبول کیا اور اسی مجلس میں واسطے ضلع سدم کے
اپنے ہندوستانیوں میں سے حاجی محمود خاں کو تحصیل عشر کے لئے مقرر فرمایا
اور کوئی دس غازی ہندوستانی ان کے ساتھ کر دئے اور مبین خاں اور
امیر خاں سے فرمایا کہ حاجی محمود خاں رامپوری کو ہم نے تمہارے ضلع میں مقرر
کیا جو کچھ عشر کے مقدمے میں تم سے یہ کہیں اس کے موافق کرنا انھوں نے
بھی قبول کیا اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے حاجی محمود خاں کو مبین خاں اور
امیر خاں کے ساتھ رخصت کیا سدم کو گئے اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی سے
فرمایا کہ آج تم پنجتار کو چلو انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے کل ہم بھی کوچ
کرینگے اور گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ جو کچھ مال و اسباب احمد خاں کا موضع ہوتی سے لائے تھے

سب مولوی صاحب کے ہمراہ کر دیا اور کوئی بیس پچیس غازی ساتھ
کر دئے پھر مولوی صاحب ممدوح پنجتار کو روانہ ہوئے اور جو خوانین
اُس ضلع کے واسطے ملاقات کے آئے تھے وے بھی سب رخصت ہو کر
اپنی اپنی بستی کو گئے پھر اس کے اگلے روز مولانا صاحب نے بھی مع لشکر وہاں
سے کوچ کیا اور اس دن جا کر موضع شیوہ میں رہے اور وہاں ایک مقام
کیا اور آنند خاں اور مشکار خاں سے فرمایا کہ حاجی بہادر شاہ رامپوری
کو واسطے تحصیل عشر کے اماز ئی کی گڑہی میں ہم چھوڑ آئے ہیں وے
اس ضلع میں رہا کرینگے اور حاجی محمود خاں رامپوری کو ضلع شدم کا
تحصیلدار کیا سو حاجی بہادر شاہ یہاں ہر بستیوں کا دورہ کیا کرینگے سو
تم ان کی صلاح و مشورت میں شریک رہنا اُنہوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ
کے خادم فرمانبردار ہیں جو کچھ آپ فرماویں گے ہم بجالاویں گے پھر اُس
کے اگلے روز مولانا صاحب نے وہاں سے کوچ کیا اور پنجتار میں آئے اور
وہاں سات آٹھ مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تمام حال
اس سفر کا مفصل جو کچھ گذرا تھا لکھ بھیجا اور یہ کہ ہم مع الخیر پنجتار
میں ہیں اور اسی عرصہ میں موضع ٹوپی میں واسطے تحصیل عشر کے مولوی
نصیر الدین منگلوری کو مقرر کیا کہ موضع ٹوپی اور مینئی اور گندف اور
بیسک اور باجا اور بام خیل اور پابینی اور کلابٹ اور مرغز اور دونوں
مناہرے اور ہنڈ کوئی اور کڈا اور زیدہ اور پنج پیر اور شاہ منصور اور

کنڈا اور نندڑ وغیرہ کا عشر تم تحصیلو اور کوئی بتیس چالیس غازی اُن
کے ہمراہ کئے پھر مولوی صاحب اُدہر کو لوگ لے کر روانہ ہوئے اور سردار
فتح خاں پنجتاری کے علاقہ کے عشر کے لئے خود خاں صاحب موصوف کو مقرر
کیا کہ یہاں کا عشر جمع کرنا تمہارے ذمہ ہے اس عرصے میں موضع امب سے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا فرمان والا شان واسطے طلبی مولانا صاحب
کے آیا کہ جلد تم یہاں ہمارے پاس تشریف لاؤ اور رسالدار عبد الحمید خاں کو
مع سواروں واسطے دورے ملک سمہ کے رکھو اور جو پیادے لشکر میں ہوں ان
کو اپنے ساتھ لیتے آؤ پھر مولانا صاحب نے رسالدار صاحب کو بلا کر حضرت
علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا پھر مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو کہ زخمی تھے اور جو جو
لوگ بیمار تھے وہیں پنجتار میں چھوڑا اور اُس کے اگلے روز کہ وہ نواں روز
تھا مولانا صاحب نے مع لشکر وہاں سے طرف امب کے کوچ کیا اور اُس دن
جا کر موضع کنڈہ کے میدان میں ندی پر اُترے اور رسالدار عبد الحمید خاں
سے فرمایا کہ ہم تو حضرت نے بلایا ہے ہم وہاں جاوینگے اور تم ان بستیوں
کے دورے سے غافل نہ رہنا اور کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنے پاوے اسی
طور کی نصیحت جو مناسب جانی وہ کی اور اپنی جگہ پر ہر ایک کام کا مختار
رسالدار کو مقرر کیا پھر اس کے اگلے روز رسالدار تو اپنے سواروں سے وہاں
رہے اور سب سوار قریب پانسو کے ہونگے ان میں کوئی ساڑھے تین ملکی
سو لینے تھے اور باقی اسی ملک کے اور مولانا صاحب کوئی دو سو پیادوں کو

ساتھ لے کر ام کو روانہ ہوئے اور اُس روز موضع کوٹی میں مولوی
نصیر الدین صاحب کے پاس رہے اس کے اگلے روز موضع کہتیل میں گئے وہاں
سے کوچ کر کے ام میں جا داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور سید
احمد علی صاحب حضرت کے خواہر زادے جو پھلڑی میں جاکر شہید ہوئے
جن کا آگے بیان ہو چکا ہے وہ یہی روز تھے جب سید احمد علی صاحب
وہاں شہید ہو چکے تھے اس کے بعد مولانا صاحب ام میں آکر داخل ہوئے
اور مولانا صاحب نے تمام حالات ملک سمہ کے چنانچہ قاضی صاحب کا شہید
ہونا اور وہاں سمہ کے خوانین پر عشر کا مقرر کرنا اور جو جو حال تھا سب
حضرت علیہ الرحمۃ سے بالمشافہ گذارش کیا قاضی صاحب کا حال سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ کے دل پر ایک صورت غم کی سی ظاہر ہوئی اور اُن کی خوبیاں
بیان کرنے لگے قاضی دینداری کے ہر فن میں کامل تھے صاحب تدبیر اور
بہادر ایسے ہی تھے اور عالم باعمل ایسے ہی تھے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
اُن کے مقصود دلی کو پہنچایا ایسے ایسے ان کے اوصاف بیان کر کے پھر آپ نے ہاتھ
سر پر رکھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور قاضی صاحب کے بعد جو کچھ مولانا
صاحب آپ ملک سمہ کا انتظام عشر وغیرہ کا کر آئے تھے وہ سب حضرت
کے سامنے گذارش کیا حضرت علیہ الرحمۃ یہ تمام حال سُن کر مولانا صاحب
سے بہت خوش ہوئے کہ تم نے خوب کام کیا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو

اور خیر لائے خیر تم کو عطا کرے اب یہاں جو حالات ام میں مولانا صاحب
سے واقع ہونگے اس کا بیان پیچھے کو مذکور ہو گا اب یہاں جو حالات پیچھے
مولانا صاحب کے رسالدار عبد الحمید خاں سے واقع ہوئے ان کا بیان
ہوتا ہے پہلا حال یہ ہے کہ بعد چند روز کے وہاں موضع کنڈی میں رسالدار
عبد الحمید خاں صاحب نے چند ہندوستانی اور قندھاری جو خاص خاص تھے
چنانچہ شیخ عبد الحکیم اور شیخ ضیاء الدین اور شیخ ناصر الدین اور حافظ عبد الرحمن
پھلتی اور شیخ عبد الرحمن رائے بریلوی اور نور داد خاں لہانی پوری اور
عبد الحکیم خاں لہاری والے اور ملا عزت اور ملا بازار اور ملا نور اور ملا نور محمد
اور ملا قطب الدین اور عبد الغفار اور ملا لعل محمد قندھاری ان سب کو جمع کر کے
مشورہ کیا کہ مولانا صاحب تو ہم سے فرما گئے ہیں کہ تم یہاں کی بستیوں کا
دورہ کرنا اور کسی کو کوئی ایذا اور تکلیف نہ دیوے اور جب ہم لوگ دورے
کو نکلے تو بستی والوں کو کچھ نہ کچھ تکلیف ہی ہوگی اور وہ افغان لوگ ہیں جب
ان کو کسی طور کی تکلیف ہوگی تو اس کی نالش کو حضرت علیہ الرحمۃ تک
ضرور ہی جاوینگے یہ بھی بات غیر مناسب ہے اور اگر دورے کو نہ نکلیں تو
یہاں بیٹھ کر کیا کھاویں اس لئے کہ تم سب کو معلوم ہے کہ مولانا صاحب
کچھ نقد مجکو دے نہیں گئے اور غلہ عشر کا ابھی جمع نہیں ہوا اور اگر جمع
بھی ہو تو بے اجازت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے نہ ہم لے سکتے ہیں

اور نہ ہم کو تحصیلدار عشر کے دیوینگے تو اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیے
اور اگر دو چار روز کا خرچ ہوا ہی تو اس میں کیا پورا پڑتا ہے آخر الامر
سب کی صلاح ٹھہری کہ حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ سب قباحتیں لکھ کر
عرضی کرو پھر جیسا حکم وہاں سے آوے اُس کے موافق عمل کرو یہ سب کی
صلاح رسالدار صاحب کو بہت پسند آئی اور اسی مضمون مذکور کی
عرضی لکھی اور شیخ عبدالحکیم اور شیخ ناصرالدین پھلتی کے ہمراہ حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں ارسال کی پھر اس کے
چھٹے ساتویں روز یہ دونوں سوار حضرت کے پاس سے عرضی کا
جواب رسالدار صاحب کے پاس لائے خلاصہ جواب کا یہ تھا کہ تمہاری
عرضی ہم کو پہنچی اور تم نے اچھا کیا جو ہم کو اطلاع کی اب تم کو لکھا جاتا
ہے کہ جہاں تم مناسب جانو دس دس پندرہ پندرہ سوار ہر بستی میں متعین
کردو اس میں بستی والوں پر بھی بار نہ ہوگا اور سواروں اور گھوڑوں کو بھی
کھانے پینے کا آرام ہوگا انتہیٰ اس عرضی کے جواب کے سنتے ہی اسی وقت
رسالدار صاحب نے اپنی طرف سے دوسری عرضی لکھی اور جو اُن کے
رفیقوں میں مستقیم خاں اور سلطان خاں رامپوری تھے اُن کے ہمراہ حضرت
کے پاس روانہ کی اور خلاصہ مضمون اس عرضی کا یہ تھا کہ جواب باصواب
آپ کا آیا اور مجکو سرفراز فرمایا اور جو حضرت نے مجکو لکھا ہے کہ

دس دس پندرہ پندرہ سوار بستی بستی متعین کردے یہ بات میری ناقص
رائے میں نہیں آتی ہے کہ لشکر کو جابجا متفرق کروں اس میں بڑی
قباحتیں مجکو معلوم ہوتی ہیں اگر آپ مجکو لشکر میں رہنے ہیں تو ساتھ اسی
جمعیت کے رہنے دیویں کہ جس بستی میں رہونگا سب جمعیت سے رہونگا اس
میں اگر کسی کی خدانا خواستہ مجھ پر یا میرے سواروں پر آپکے پاس نالش
جاوے اُس وقت البتہ میں ملزم ہونگا اور اگر آپ کے مزاج عالی میں
یہ بات بے مناسب ہو تو اس خادم کو اپنی خدمت شریف میں بلالیویں اور
یہاں جس کو مناسب جانیں اُس کو مقرر کردیویں انتہیٰ اور یہ عرضی رسالدار
صاحب نے اس لئے کی تھی کہ جو میں اپنی طرف سے کوئی حکم کروں اور کسی بھائی
کی فہم میں اس کے خلاف آوے تو مجکو ضرور اطلاع کردے اس لئے کہ میں بشر
ہوں شاید کہ وہی بات بہتر ہو جو اس کے خیال میں آئی ہو اور جو اطلاع نہ
کریگا وہ قیامت کو ماخوذ ہوگا سو اس احتیاط سے عرضی کی تھی نہ از روے
خودپسندی اور حکم عدول کی کے پھر چھٹے دن وے دونوں امیوری سوار جواب عرضی
کا لائے اُس میں یہ تھا کہ جو تم نے لکھا کہ کسی کی نالش آپ تک ہماری یا کسی
سوار کی آوے اُس وقت ہم ملزم ہیں سو یہی بات ہم کو بھی منظور ہے اسی لئے
ہم نے تم کو لکھا تھا اگر کسی کو ایذا اور تکلیف نہ ہو تو تم کو اختیار ہے
جیسا مناسب جانو ویسا کرو انتہیٰ پھر رسالدار صاحب نے سب معزز
لوگوں کو بلاکر وہ حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا اور یہ حکم اس لئے سنایا

الرحمۃ اکثر وقت
کے بعد میں فرماتے تھے

کہ پہلا جو حکم آیا تھا کہ دس دس پندرہ پندرہ سوار ہر بستی میں متعین کردو سو یہ حکم سن کر اکثر سوار خوش ہوئے تھے کہ اگر بستیوں میں متعین ہونگے تو یہاں کے چوکی پہرے اور شبینہ پھرنے سے چھوٹیں گے اور اپنے گھوڑوں کو گھاس دانے کا آرام ہوگا پھر بعد دس پندرہ روز کے رسالدار صاحب نے دو دو چار چار سوار بستیوں میں یہ پیغام دے کر وہاں کے خوانین کے پاس بھیجے کہ ہم کو مولانا صاحب واسطے بستیوں کے دورے کے فرما گئے ہیں اور تم سب بھائیوں کی محافظت کے لئے رکھ گئے ہیں سو اگر ہم لشکر لے کر تمہاری بستیوں کا دورہ کرینگے تو تم لوگوں کی ضیافت کرنی ضرور ہوگی اور سواروں کا بیڑا ہے کچھ نہ کچھ تم کو تکلیف ہی ضرور ہوگی اور تم ہی بستیوں ہو اور ہم ہی بستیوں ہوں جس طرح تم کو منظور ہو ہم کو قبول ہے اگر تم کہو تو ہم تمہاری بستیوں میں دورہ کریں اور تمہاری ضیافت کھا دیں اور اگر تم کو مناسب معلوم ہو تو اپنی بستی سے جنس جمع کر کے ہمارے پاس پہنچا دو پھر وے سوار رسالدار صاحب کے پاس آئے اور ہر بستی کے خان کا جواب لائے کہ انھوں نے عرض کی ہے کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں جیسا آپ کو منظور ہو ہم حاضر ہیں اگر آپ ہماری بستی میں تشریف لاوینگے ہم یہاں تم لوگوں کی ضیافت کرینگے اور جو آپ وہاں کے پہنچانے میں راضی ہوں وہیں آپ کو ضیافت پہنچا دینگے اور یہ جو آپ نے کہلا بھیجا اس بات سے ہم نہایت راضی ہوئے مگر ہم کو دور و نزدیک سے خبر ہو جایا کرے

کہ اگر آپ یہاں آویں ویسا معلوم ہو جاوے اور جو آپ جنس منگواویں ویسا
معلوم ہو جاوے پھر ان خوانین سے سب کے پہلے فتح خاں اور ارسلاں
خاں زیدی والے کو رسالدار نے واسطے جنس ضیافت کے کہلا بھیجا اور تمام
جنس کی فہرست بھی بھیجی اور اُس فہرست میں کیا تھا آٹا دال اور گھی اور
گھوڑوں کا دانہ اور رات فقط تخمینۃً فہرست کا مجکو یاد نہیں پھر اس کے
اگلے روز فتح خاں اور ارسلاں خاں نے دو روز کی سب جنس ضیافت
کی خچروں پر لدوا کر رسالدار صاحب کو بھیج دی پھر اُس روز سے بستیوں سے
تمام ضیافت آنی شروع ہو گئی پھر ایک مہینہ بلا ناغہ یہی تار رہا پھر ایک
روز رسالدار نے وہاں ایک چھوٹی سی بستی کو اس کا چھوٹا منارہ نام
ہے مستقیم خاں اور سلطان خاں کو واسطے اطلاع ضیافت کے بھیجا اُنھوں نے
مُنارے کے خان کو جا کر اطلاع کی اور رات بھر وہیں رہے صبح کو بستی والوں
نے تمام جنس مسجد میں لا کر جمع کر دی اور اُن سے کہا کہ تم یہاں ناشتہ کر لو
تب جاؤ اور ہم یہ تمام جنس اگلے روز رسالدار صاحب کے پاس پہنچا دینگے
پھر وے گھی اور روٹیاں اُن کے لئے لائے اُنھوں نے کہا شکر بھی لاؤ
انھوں نے کہا کہ شکر تو بڑے مُنارے میں ملتی ہے اور یہاں کوئی بنیا رہتا
نہیں گھوڑوں کے رات کا گڑ حاضر ہے اگر آپ فرماویں تو ہم لے آویں اُن
کو کچھ نفسانیت آگئی اور ان سے کہا کہ ہم تو بغیر شکر کے نہ کھاویں گے انہوں
نے کہا سوا شکر کے اور جو کچھ فرماؤ ہم لا کر حاضر کریں اُنہوں نے کہا کہ بے

نسکر تو ہم نہ کھاوینگے اُنہوں نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اس میں ہم
ناچار ہیں پھر یہ دونوں سوار ان کو بہت سخت وسُست کہہ کر وہاں
سے چلدیئے اور کہا کہ دیکھو تو ہم تمہاری کیسی آکر خبر لیتے ہیں پھر وہاں
سے آکر رسالدار صاحب سے کہا کہ ہم نے آپ کا حکم وہاں کے خان سے
جاکر کہا کہ رسالدار صاحب نے یہ ضیافت کی جنس کی فہرست کا کاغذ
دیا ہے اُس نے خفا ہوکر کاغذ پھاڑ ڈالا اور کہا کہ تمہارے رسالدار کو
کیا جانیں کہ کون ہے اور تم یہاں سے چلے جاؤ اور ہم فقط دو ہی سوار تھے
وہاں اُن سے جھگڑا کرنا مناسب نہ جانا ادہر چلے آئے یہ گفتگو ان کی
سن کر رسالدار صاحب کمال ناخوش ہوئے اور رسالدار صاحب نے
روز اول سے حکم یہ کر رکھا تھا کہ جس وقت ہمارے اس شترے پر
چوٹ پڑے ہر ایک سوار کسی حال میں ہو آواز کے سنتے ہی چار جامہ
اپنے گھوڑے پر باندہے اور نقارہ بجنے کی تحقیقات پیچھے کرے اور اپنا یہ
دستور رکھا تھا کہ ان کی سواری کے دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا تو
ان کا اپنا تھا اور ایک گھوڑا ان کو حضرت علیہ الرحمۃ نے عنایت کیا تھا
سو ایک گھوڑا ان میں کا رات دن تیار رہتا تھا پھر ہر ایک گھوڑا
کبھی تیار رہتا تھا اور پھر ہر ایک کی اسی طور بدلی ہوتی رہتی تھی اور
یہ بھی ان کا قاعدہ تھا کہ پہلے آپ گھوڑے پر سوار ہو لیتے تب نقارہ
بجانے کا حکم کرتے پھر رسالدار صاحب نے تلوار تمنچہ کمر میں لگا کر

اپنے آدمی سے کہا کہ رمضانی جلد گھوڑا لا گھوڑا تو کسا تیار ہی تھا اُس
نے لاکر حاضر کیا آپ سوار ہوئے اور برچھا ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ نقارہ
بجادو جیسے نقارے پر چوٹ پڑی تمام لشکر مسلح تیار ہو گیا اور موسم گرمیوں
کا تھا اور وقت دوپہر کا رسالدار صاحب تو آگے چل دئے اور اُن کے
پیچھے سواروں کا بیرہ بندہ گیا اور مستقیم خاں اور سلطان خاں لنگڑے دیرے
پر رہے رسالدار کے ساتھ نہ گئے پھر رسالدار صاحب چلتے چلتے جب
موضع منارہ قریب پاؤ کوس کے رہا وہاں ٹھہر گئے تب تک پیچھے کے
سوار بھی سب آکر جمع ہو گئے پھر وہاں سے اپنے دو قندہاری سواروں
کو یہ پیغام دے کر منارے میں بھیجا کہ وہاں کے ملک سے جاکر کہو کہ جس
رسالدار کا کاغذ تم نے پھاڑ ڈالا اور کہا کہ رسالدار کو ہم نہیں جانتے ہیں
کہ کون ہے سو وہ رسالدار لشکر لے کر آیا ہے اب اگر تم کو لڑنا منظور
ہو تو لڑو جب وے دونوں سوار وہاں گئے تو دیکھا کہ تمام بستی والے
جابجا بے خبر سو رہے ہیں مسجد کے دروازے پر جاکر آواز دی کہ کوئی آدمی
ہو تو یہاں آوے دو طالب العلم مسجد سے ننگے سر اٹھ کر آئے اُنہوں نے
اُن سے کہا کہ تمہارے یہاں کا ملک کون ہے چل کر ہم کو بتادو اُنھوں نے
کہا کہ تم یہاں ٹہرے رہو ہم ملک کو یہیں بلا لاویں پھر وے تو وہیں ٹہرے
رہے اور وے طالب العلم جاکر بلا لائے دو تو ان میں ملک تھے اور
یان چار آدمی اُن کے ساتھ تھے اور سواروں سے پوچھا کہ فرمائیے کیا حکم ہے

انھوں نے کہا کہ کل جو رسالدار صاحب کے دو سوار واسطے دعوت کے
کاغذ لے کر تمھارے پاس آئے تھے اور تم نے کاغذ پھاڑ ڈالا اور
کہا کہ ہم تمھارے رسالدار کو نہیں جانتے ہیں اور اُن کو اپنے یہاں سے
نکال دیا سو وہ رسالدار تمھاری بستی کے باہر لشکر لئے کھڑے ہیں کہ
ہم کو تمھارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ان سے جا کر کہو لڑنا
کو منظور ہو تو آ کر لڑلو رسالدار حاضر ہے یہ گفتگو سُن کر ان کے حواس جا
رہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اُن سے کہا کہ آپ اپنے گھوڑوں سے تو اُتریں
اور ہم کو سمجھا دیں ہم کو اس حال سے اطلاع نہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم کو
گھوڑے سے اُترنے کا حکم نہیں ہے تم ہمارے سوال کا جواب دو اُنھوں
نے کہا کہ جواب تو اس کا یہ ہے کہ کل دو سوار رسالدار صاحب کے پاس
جس چیز کے پیغام کا کاغذ لائے تھے وہ چیز سب حجرے میں تیار رکھی
ہے آپ چل کر اس کو دیکھ لیویں اور یہ سب جنس اگلے روز ہم آپ ہی پہنچا
دیتے اور ان سواروں کا حال یہ ہے کہ کل رات کو ہم نے ان کو کھانا کھلایا
اور اُن کے گھوڑوں کو دانہ گھاس دیا اور آج صبح کو جب وے چلنے لگے
تب ہم نے ان کو ٹھیرایا کہ ناشتہ کر کے جاؤ وے ٹھیر گئے ہم نے گھی اور روٹیاں
لا کر ان کے آگے دھر دیں اُنھوں نے کہا کہ شکر بھی لاؤ ہم نے کہا کہ شکر اس
بستی میں نہیں ملتی ہے اور جو کچھ فرماؤ لا کر حاضر کریں وہ کسی طور راضی نہ ہوئے
اور وہ کاغذ انھیں نے پھاڑ ڈالا اور ہم کو بُرا بھلا کہا کہ دیکھو تو تمھارا ہم
کیا حال کرتے ہیں یہ کہہ کر وے چلے گئے سو یہاں کی تو یہ حقیقت ہے جو ہم نے بیان

اب آگے رسالدار صاحب مختار ہیں اور ہم تابعدار ہیں اور ہم تمہارے رسالدار
صاحب کے پاس چلتے ہیں تب تک آپ دونوں صاحب ٹھہرے رہیں پھر وے
دونوں ملک اور دو ملا کوئی آٹھ دس بستی کے اور آدمی تھے ان کو لے کر
طرف لشکر کے روانہ ہوئے لشکر کے سواروں نے دور سے دیکھا کہ منارے
کی طرف سے چودہ پندرہ آدمی آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اپنے سوار بھی
نہیں ہیں یہ رسالدار صاحب سے کہا اور اُن آنے والوں کو رسالدار صاحب
بھی دیکھتے تھے فرمایا کہ آتے ہیں تو آنے دو پھر وے جب قریب آئے تو دیکھا
ان کو کہ سب کے خالی ہاتھ تھے بلکہ ننگے پاؤں سروں پر لنگی ڈالے ہوئے
تھے اور اُنہوں نے اپنی زبان پشتو میں پوچھا کہ رسالدار صاحب کہاں
ہیں لوگ ان کو رسالدار صاحب کہاں ہیں لوگ ان کو رسالدار صاحب
کے پاس لے گئے اُنہوں نے رسالدار صاحب کو سلام کیا انہوں نے جواب
سلام کا دیا اور پوچھا کہ کہاں آئے ہو اور کیا کہتے ہو انہوں نے عرض کی
کہ ہم تابعداروں کی کیا خطا ہے جو آپ ہم پر لشکر لے کر آئے اور اگر آپ
آئے ہیں تو ہماری بستی میں تشریف لے چلیں رسالدار نے پوچھا کہ تم کون
ہو انھوں نے عرض کی کہ ہم دو ملک ہیں اور یہ دو ہمارے یہاں کے ملا ہیں
اور باقی لوگ بستی کے ہیں یہ بات سن کر رسالدار صاحب سکوت میں رہ گئے
اور لوگوں سے کہا کہ یہ معاملہ ہے اور اُن سے فرمایا کہ خیر چلو اور آپ آگے
ہوئے اور تمام لشکر پیچھے چلا یہاں تک کہ جا کر بستی کے کنارے پہنچے جہاں مسجد

میں اپنے دونوں سوار تھے اور گھوڑوں سے اُتر کر نماز ظہر کی تیاری
کرنے لگے اور بستی کے تمام لڑکے بالے مرد و عورت آکر دیکھنے لگے جب نماز
سے فارغ ہوئے تب رسالدار صاحب نے دونوں ملکوں کو بلایا ان کے
ساتھ اُن کے وہی دونوں ملا ساتھ آئے پھر رسالدار صاحب سے
عرض کی کہ ہم نے تو ان سے بیجا کلام کچھ نہیں کیا وے آپکا کاغذ لے کر آئے
ہم نے منظور کیا اور رات کو ان کی ضیافت کی پھر صبح کو جب وے چلنے
لگے ہم نے کھانا ناشتہ کر کے جاؤ وے ٹھہر گئے ہم گھی اور روٹیاں لائے
اُنہوں نے کہا ہمارے لئے شکر بھی لاؤ ہم نے کہا شکر تو اس بستی میں
نہیں ملتی ہے اور جو کچھ فرماؤ سو ہم حاضر کریں وے کسی طور راضی نہ ہوئے
اور وہ کاغذ انہیں نے پھاڑ ڈالا اور ہم کو سخت سست کہہ کر اور دھمکا
کر چلے گئے اور وے جو دونوں ملا تھے اُنہوں نے ان کے کلام کی گواہی
دی کہ ہاں یوں ہی ہے ہمارے سامنے یہ معاملہ ہوا یہ ان کی گفتگو سن کر
رسالدار صاحب نے کچھ جواب نہ دیا پھر ان دونوں ملکوں نے عرض کی کہ
تمام جنس آپ کی دعوت کی حاضر ہے اگر فرمائیے تو ہم آپ کے ساتھ
چل کر آج ہی پہنچا دیویں رسالدار صاحب نے کہا کہ ہمارے لشکر میں ساتھ
کچھ ضرورت نہیں تم اپنے قاعدے کے موافق کل پہنچا دینا اب تک تو وے
پراگندہ خاطر تھے کہ دیکھا چاہیے کہ انجام ان کے آنے کا کیا ہو جب
رسالدار صاحب سے یہ کلام سنا تب ان کو تسکین اور تسلی ہوئی پھر قبل

قبل نماز عصر کے رسالدار صاحب وہاں سے لشکر لے کر موضع گنڈے کو روانہ
ہوئے اور نماز عصر کی رستے میں پڑھی اور نماز مغرب آکر اپنے ڈیرے پر پڑھی
پھر اس کے اگلے روز دو تین گھڑی دن چڑھے رسالدار صاحب نے مستقیم خاں
اور سلطان خاں کو بلایا اور پہلے ان کو بہت ملامت کی کہ تم بڑے مفسد اور
فتنہ انگیز ہو مسلمانوں میں کوئی اس طرح فساد ڈالتا ہے ہم تو تم کو اپنا بڑا
رفیق اور معتمد خاص جانتے تھے اور تم بڑے نامعقول آدمی ہو اور لائق سزا
کے ہو صدہا غریب غربا بے گناہ مارے جاتے یہ خونِ ناحق کس کی گردن پر
ہوتا ایسی ہی باتیں کرتے کرتے یکبارگی طبیعت پر غصہ آیا اس وقت کوڑا
ہاتھ میں تھا اُسی کوڑے سے مارنا شروع کیا پھر ایک کو بیس بیس
یا پچیس پچیس کوڑے مارے ایک شخص شیر خاں نام رسالدار صاحب کے
سپاہیوں میں تھے انھیں کے ڈیرے میں وے دونوں رہتے تھے کہا کہ شیر خاں
اپنے ڈیرے سے ان کو نکال دو یہ تمہارے پاس رہنے کے لائق نہیں ہیں
اسی وقت جو ان کے کپڑے اور ہتیار تھے وے ان کو دے کر شیر خاں نے اپنے
ڈیرے سے نکال دیا اُس روز وے لشکر سے نکل کر گنڈے میں جا رہے
اگلے روز وے گنڈے سے امب کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس چلے گئے اور
رسالدار صاحب نے لشکر میں اپنا ایسا رعب بٹھا رکھا تھا کہ کسی سوار
کو یہ مجال نہ تھی کہ ان کے کسی امر میں دخل دیوے یا چون وچرا کرے اور
دوسرے یہ کہ جو حکم لشکر میں پکارا جاتا کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اس کے برخلاف

کرے اور جو کوئی خلاف حکم کے کرتا تو رسالدار صاحب کسی کی سعی اور سفارش ہرگز نہ مانتے اور سخت سزا اُس کو دیتے اور لشکر سے خارج کر دیتے۔ جیسے کہ انھیں دونوں سواروں کو نکال دیا پھر اس کے اگلے روز مُنارے والے دونوں ملک گدہوں خچروں پر جنس دعوت کی لاکر لائے اور دال کے عوض بیس پچیس بکرے لائے موافق دستور کے رسالدار صاحب نے وہ جنس لشکر میں تقسیم کروا دی اور ان دونوں ملکوں کو بہت تسلی اور دلجمعی کر کے رخصت کیا پھر اس کے اگلے روز رسالدار صاحب نے تمام لشکر میں یہ حکم پہنچوایا کہ ہماری بے اجازت کوئی سوار کسی بستی میں نہ جاوے اور جو کوئی جاویگا اور کسی کی گھاس لکڑی وغیرہ لاویگا اور اُس کی نالش ہمارے پاس آویگی تو اس کو ہم قرار واقعی سزا دینگے اور اس روز سے بستیوں سے جنس ضیافت کی منگوانی موقوف کی اور دعوت کھانے کی یہ راہ نکالی کہ جن بستیوں سے دعوت نہ آتی تھی وہاں لشکر لے کر آپ جاتے اور جب وہ بستی کوئی پاؤ کوس رہتی تو وہاں تمام لشکر کو لے کر آپ ٹھہر جاتے اور دو ہندوستانی اور دو قندہاری چار سوار بستی میں بھیجتے کہ وہاں کے ملک کو اطلاع کریں کہ لشکر سید بادشاہ کا آیا ہے اور بعد اس کے اس بستی کے دروازے پر واسطے محافظت رہیں کہ کوئی سوار بستی میں نہ گھسنے پاوے فقط پھر وے سوار جا کر ملک کو خبر کرتے وہ ملک آپ رسالدار

صاحب کو مع لشکر لینے آتا تب رسالدار صاحب لشکر لے کر اس کے
ہمراہ جاتے اور جہاں موقع دیکھتے ایک گولے یا دو گولے کے فاصلے سے
اُترتے وہ عرض کرتا کہ جو حکم ہم تو حاضر ہیں اور لشکر کے باہر اُترتے سے
وہ ملک اپنے دل میں بہت خوش ہوتا اور جو سوار بستی کی محافظت کو
رہتے کہ کوئی لشکر کا سوار بستی میں نہ آنے پاوے اس قانون سے اور
بھی زیادہ خوش ہوتے پھر رسالدار صاحب اس ملک سے فرماتے کہ ہم
تم پر کیا حکم کریں ہم تو تمہارے یہاں مہمان آئے ہیں جو کچھ تم ہم کو کھلاؤ گے
وہ ہم کھاوینگے خواہ پکا کھانا خواہ کچی جنس پھر بعضی بستی سے پکا ہوا
کھانا آتا تھا اس طور سے کہ دال اور گھی نمک وغیرہ اور ایندھن لشکر میں
بھیجدیتے کہ تم آپ پکا لو اور روٹیاں گھر گھر سے جمع کر کے وے آپ
پہنچا دیتے اور گھوڑوں کا دانہ گھاس اور راتب موافق معمول پہنچا دیتے
اور بعضی بستی سے تمام جنس خام آتی لشکر میں جنس تقسیم ہو جاتی سب
لوگ آپ پکا کھاتے اور جو لشکر کے خیموں کی میخیں کم ہو جائیں ٹوٹنے
پھٹنے وغیرہ سے تو یہ اس ملک سے کہہ دیتے کہ اس قدر میخیں درکار ہیں مع
دعوت کے ساتھ وہ بھی آجاتی تھیں اور جو کہیں کوئی ملک یا خان کوئی
نفیس چیز خاص کر کے واسطے رسالدار صاحب کے لاتا تو اکثر نہیں لیتے
تھے چنانچہ کوئی پکا ہوا کھانا اور جو کوئی مرغ یا بکرا لاتا تو لے لیتے
اور حکم کرتے کہ اس کو ذبح کر کے دال کے ساتھ پکا لو تا کہ سب کے

کھانے میں آوے پھر اسی دستور کے ساتھ ہر بستی میں جانے لگے
اور ضیافت کھانے لگے اور کسی بستی میں ایک روز ضیافت کھاتے
اور کسی بستی میں دو روز، اور تمام ملک اور خوانین اور رعیت کے لوگ
اس دستور رسالدار صاحب کے سے بہت راضی تھے اسی طرح دورہ
کرتے کرتے ایک روز رسالدار صاحب مع لشکر موضع ڈاگئی میں گئے
اور باہر بستی کے اُترے اور موافق دستور مذکور کے وہاں کا ملک کئی
آدمیوں سے رسالدار صاحب کے پاس آیا اور عرض کی کہ جو کچھ آپ
فرماویں وہ ہم آپ کے لئے حاضر کریں موافق دستور کے جو سامان
دعوت کا درکار تھا رسالدار صاحب نے اس سے کہہ دیا پھر وہ ملک
اپنی بستی کو چلا گیا اور وہاں تدبیر جنس جمع کرنے کی کرنے لگا اس عرصہ میں
کہیں لشکر سے ایک سوار بستی میں گیا اور کسی کے دروازے پر جا کر چھاچھ
مانگنے لگا وہاں کے لوگوں نے اس سوار سے کہا کہ بستی میں آنے کا تمہارے
رسالدار صاحب کا حکم نہیں ہے تم یہاں سے اپنے لشکر کو چلے جاؤ وہیں
تمہاری دعوت کا سامان سب پہنچیگا اس سوار نے ان سے کچھ کڑے کڑے
کلام کئے یہ سُن کر وے جابجا چلے گئے پھر جب وہ سوار وہاں سے چلا اور
بستی والے اُس کی تاک میں تھے ایک نے پیچھے سے اُس کمل ڈال دیا اور سب
نے خوب زد و کوب کی اور اپنی اپنی طرف بھاگ گئے وہ سوار وہاں سے
لشکر میں آیا اور رسالدار سے اپنے مار کھانے کا حال بیان کیا اُنہوں

نے کہا کہ تم تو جانتے ہو کہ میرا حکم ہے کہ کوئی میری بے اجازت بستی
میں نہ جاوے پھر تم کیوں وہاں گئے اس کا جواب کچھ اس کو نہ آیا ،
رسالدار نے خفا ہو کر اس کو پہرے میں بٹھادیا کہ تم نے ہمارے حکم کے
برخلاف یہ بڑا قصور کیا پھر جب وہاں کا ملک جنس دعوت کی لے کر
چند لوگوں سے آیا رسالدار صاحب نے اس سے پوچھا کہ تمہاری بستی
میں آج ہمارے سوار کو کسی نے مارا ہے اُس نے عرض کی کہ مجھکو نہیں
خبر انھوں نے کہا یہ کیا بات ہے تمہاری بستی میں یہ واقعہ گذرا اور تم کو
نہیں خبر ہم کبھی نہ مانینگے جلد ان لوگوں کو لاکر حاضر کرو اُس نے عرض
کی کہ مجھکو تو نہیں معلوم کہ کس نے مارا مگر اس سوار کو آپ میرے ساتھ
کر دیویں جس کو بتادیوے اس کو میں لاکر حاضر کروں رسالدار صاحب
نے اس سوار سے کہا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ اور جس نے مارا ہو اس
کو بتادو اس نے کہا کہ میں کس کو بتاؤں میں تو کمل میں لپٹا تھا مجھکو
کیا معلوم کہ مارنے میں کون کون آدمی شریک تھے مگر بستی ہی والے
لوگ تھے اور جہاں تحریے میں جنس دعوت کی جمع ہوتی تھی اسی کے قریب
ہے تو میرا یہ حال کیا آپ سے غلط کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم آپ
انھیں سے اس کی تحقیق کریں الغرض اسی کی تحقیقات میں رسالدار صاحب
نے وہاں مع لشکر چھ مقام کئے کیونکہ دو ضیافتیں تو وہاں کھانی ہی تھیں
بعد اس کے چار روز اور رہے اور اُن سے کہا کہ ہم ہرگز نہ راضی ہونگے

جبتک تم ان کو ہمارے پاس نہ لاؤگے اور وہ ملک اسی طرح انکار
کئے گیا پھر اپنے ہی لشکر کے کئی صاحبوں نے موقع پاکر کہا کہ یہ فساد
تو پانچ ہی سات شخصوں نے کیا ہوگا اور آپ کے یہاں ہونے سے
تمام بستی والوں پر زیر باری ہے اور ان لوگوں نے آپس میں اتفاق
کرلیا ہے یہ ہرگز اب نہ بتاوینگے اور جو آپ نے یہاں چار مقام کئے
اس میں باخوبی ان کی سزا ہوگئی اب مناسب ہے کہ آپ ان کی خطا
معاف کردیویں پھر جب وہ ملک روبکاری کو آیا اور انھیں صاحبوں
کو جنھوں نے رسالدار صاحب سے کہا تھا اپنا سفارشی کرکے لایا پھر
انھوں نے ان کی خطا معاف کروائی کہ جو کچھ ان سے قصور ہوا سو ہوا
اب انشاء اللہ تعالی ان سے ایسی حرکت نہ ہوگی پھر جب وہ ملک اپنی
بستی کو چلا گیا تب رسالدار صاحب نے اس سوار کو بلا کر فرمایا کہ بھائی
صاحب اگر تم کو ہمارے یہاں لشکر میں رہنا منظور ہو تو خبردار کہیں ہمارے
حکم کے خلاف نہ جانا والا خوشی باخوشی یہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس چلے جاؤ ہم سے کچھ غرض نہیں پھر اس سوار نے بہت اپنے قصور
کا عذر کیا کہ اب انشاء اللہ تعالی مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی پھر رسالدار
نے اس کو قید سے چھوڑ دیا اور وہ سوار کون تھا یہی لکھیمر جوار بلدہ
اسلام ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار دولتمدار زاد اقبالہ کی سرکار

فیض آثار میں نوکر ہیں پھر ساتویں روز رسالدار صاحب نے وہاں
سے کوچ کیا اور امان زئی کی گڑہی میں آئے اور وہاں چار مقام کئے
اور وہ دو بستیاں ہیں ایک ایک بستی میں دو دو روز ضیافت کھائی
اور لشکر میں لوگ تنگ اور توبرہ اور ساز و براق سے بہت شکستہ
حال تھے اور حاجی بہادر شاہ خان وہاں واسطے تحصیل عشر کے مقرر رکھے اور
غلہ عشر کا بھی ہزاروں من جمع ہو گیا تھا رسالدار صاحب نے اپنے لشکر
کی تنگ حالی دیکھ کر حاجی صاحب ممدوح سے کہا کہ پانسو روپے کا
ہم کو عشر میں سے غلہ دے دو یا غلہ بیچ کر نقد دو کہ حاجت ضروری
سواروں کی رفع ہو اور کھانا پینا تو تم کو معلوم ہی ہے کہ چلا جاتا
ہے اور جو اس امر میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ تم کو الزام دیویں
اور مجرا نہ دیں تو ہم اپنے دونوں گھوڑے بیچ کر تمہارے روپے ادا کرینگے
حاجی صاحب نے کہا کہ رسالدار صاحب بات تو تم ٹھیک کہتے ہو اور
تمہارے لشکر والوں کا حال بھی ظاہر ہے جیسا کہ کہتے ہو مگر مجکو اس امر میں
حضرت کی اجازت نہیں ہے اس سبب سے امر ناچاری کا ہے اور جو آپ
فرماتے ہیں کہ ہم کو قرض دو سو یہ غلہ بیت المال کا ہے اور میں اس کا امین
ہوں بے اجازت حضرت کے قرض بھی نہیں دے سکتا ہوں رسالدار صاحب
نے کہا کہ حاجی صاحب آپ بجا فرماتے ہیں اور قاعدے کی بات ہے خیر کچھ
مضائقہ نہیں پھر پانچویں روز رسالدار نے وہاں سے مع لشکر کوچ کیا

۱۷۴۵

موضع اسماعیل کو گئے دو روز وہاں رہے وہاں سے پھر موضع نئی گلی
کو گئے دو روز وہاں رہے وہاں سے پھر موضع باروسین میں گئے
تین روز وہاں رہے پھر وہاں سے موضع شیوہ میں گئے وہاں چار
روز رہے پھر وہاں سے موضع چار گلی کو گئے دوسرے روز وہاں
سے موضع شُدم کو گئے چار روز وہاں رہے وہاں حاجی محمود خاں
رامپوری تحصیلدار عشر کے تھے رسالدار صاحب نے ان سے سات
روپے مانگے اور کہا کہ ہم تم کو حضرت کا نوشتہ منگوا دینگے والّا
ہم اپنے پاس سے تمہارے روپے ادا کر دینگے اس کے جواب میں حاجی
صاحب نے کہا کہ آپ نقد روپے مانگتے ہیں اور یہاں غلہ ہے اور غلہ اپنی
غرض پر لیتا نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت کی مجکو اجازت
نہیں ہے مگر جو آپ نے کہا ہے تو میں حضرت کو اطلاع کرونگا وہاں
سے جیسا حکم آویگا عمل میں لاؤنگا یہ بات سن کر رسالدار صاحب
بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم حضرت کو کیا اطلاع کروگے میں آپ
کیا اس امر میں حضرت کو نہیں اطلاع کر سکتا ہوں اور میں کیا اپنے
لئے مانگتا ہوں غلہ بیت المال کا ہی غازیوں کے لئے ہے انہی کے لئے
مانگتا ہوں یہ کہہ کر وہاں سے اپنے لشکر میں چلے آئے اور اسی روز
نماز ظہر پڑھ کر وہاں سے کوچ کر دیا موضع گرپالی میں آئے

ایک رات وہاں رہے دوسرے دن وہاں سے امازئی کی،
گڑہی داہنی طرف چھوڑکر موضع تولاندی میں گئے دو روز
وہاں رہے وہاں سے موضع کالوخاں میں آئے دو روز
وہاں دعوت کھائی اور اس ضلع میں جو جو بستیاں تھیں کسی
میں ایک روز دعوت کھائی کسی میں دو روز مگر کوئی بستی
چھوڑی نہیں پھر کالوخاں سے کوچ کرکے موضع سلیم خاں
میں آئے اور یہ ضلع فتح خاں پنجتاری کے عمل میں ہے لشکر
والوں نے جاناکہ یہ رسالدار صاحب پنجتار کو جاوینگے اور
پنجتار وہاں سے تین کوس تھا دو روز وہاں رہے تیسرے
روز وہاں سے پلٹ کر موضع مانیرئی میں آئے دو روز وہاں ضیافت
کھائی تیسرے روز موضع سوابی میں آئے دو روز مہمانی وہاں کھائی
وہاں سے کوچ کرکے موضع کالی دری پر آئے وہاں ایک نالہ ہے
پانی کا آرام سمجھکر وہیں رسالدار صاحب نے دیرہ کیا اور کالادرہ
بستی کا نام ہے دو روز وہاں دعوت کھائی اور فتح خاں اور ارسلان
خاں زیدی والے سے کہلا بھیجا کہ ہم دورہ کرکے کالے درے میں آئے
ہیں یہ خبر سن کر فتح خاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو رسالدار صا

کو بھیجا وہ دس بارہ سواروں سے لشکر میں آئے اور رسالدار صاحب
سے ملاقات کی اور اس روز وہیں لشکر میں رسالدار صاحب کے ڈیرے
میں رہے رسالدار صاحب نے ان سے کہا کہ یہاں نالے میں پانی کا آرام
ہے اس سبب سے ہم اُترے ہیں سو چند بستیاں ابراہیم خاں کلاٹ
والے کی اور تمہارے یہاں کی بستیاں دورہ کرنے سے رہ گئی ہیں سو
تم ان کو کہلا بھیجو کہ باری باری سے ہماری ضیافت پہنچا دیویں
اور تم اپنے یہاں کی بستیوں سے پہنچا دینا اُنھوں نے کہا بہت خوب
کہلا بھیجیں گے پھر رخصت ہو کر وہ زہری کو گئے اور ابراہیم خاں سے
کلاٹ میں رسالدار صاحب کا پیام کہلا بھیجا اور اس کے اگلے روز سے
اپنی بستیوں سے تحصیل کر ضیافتیں بھیجنی شروع کیں اور وہاں نالے پر
رسالدار صاحب نے دس بارہ مقام کئے اور انھیں روزوں کے اندر امان زئی
کی گڑہی سے حاجی بہادر شاہ خاں کا آدمی خط لے کر رسالدار صاحب کے
پاس آیا رسالدار صاحب نے اس کو پڑہوایا حاصل مضمون اُس
کا یہ تھا کہ یہاں بستی میں خبر مشہور ہے کہ پیشور سے درانیوں کا ارادہ
ادہر آنے کا ضرور ہے اور اس بستی کے اکثر لوگ ان سے ملے ہوئے
اور موافق ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے آنے کے اعتماد پر اس بستی ہی کے

لوگ کچھ فساد ہمارے اوپر اٹھا کر کھڑا کریں اس لئے ہم نے تم کو لکھا
ہے کہ جلد آکر یہاں کی خبر لو تمہارے لشکر کے آنے سے یہ مفسد لوگ
دب جاوینگے اور اس امر کی میں نے اطلاع حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی
کی ہے مگر خط کے دیکھتے ہی آپ مع لشکر اس طرف روانہ ہوں انتہیٰ
رسالدار صاحب نے یہ مضمون سن کر سب کے سامنے اس قاصد سے
جو لایا تھا فرمایا کہ حاجی صاحب سے بعد سلام کے کہنا کہ رسالدار عبد الحمید
خاں نے کہا ہے کہ ہم کو وہاں آنے کو حضرت کی اجازت نہیں ہے جو ہم
وہاں آویں اور اگر تم کو بلانے ہی کی ضرورت ہے تو ہم کو پانسو روپے
بھیج دو تو ہم آویں والا تم جانو ہم سے کیا کام یہ جواب لے کر وہ قاصد
گیا اور اپنے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ رسالدار صاحب نے یہ کیسا جواب
دیا مگر سب نے رسالدار صاحب سے کچھ نہ کہا پھر اس قاصد کے بعد
رسالدار صاحب نے جو کچھ قاصد کے ہاتھ جواب بھیجا تھا اسی مضمون
کا ایک خط لکھوایا مگر اس میں یہ مضمون زیادہ تھا کہ حاجی صاحب
تم ہرگز کسی طور ہراساں نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب مع لشکر
تمہارے یہاں آتے ہیں مگر ہماری دعوت آپ تیار کر رکھیں یعنی پانسو
روپے انتہیٰ اور سات سواروں کے ہمراہ وہ خط کوئی پہر دن ۱
چڑھے روانہ کیا سوار تو ادھر گئے پھر اسی روز بعد نماز مغرب کے

نقارہ ہوا تمام لشکر تیار ہوگیا پھر بعد نماز عشا کے وہاں سے کوچ
کیا اور رستے کی سب بستیاں چھوڑکر باہر باہر گئے اور شروع صبح
صادق کو جاکر امازئی کی گڑہی کے قریب پہنچے اور جہاں اول مرتبہ ڈیرہ
دونوں بستیوں کے درمیان میں کیا تھا وہیں اب کی بھی کیا اور بستی
میں تمام لوگ غافل سوتے تھے اس عرصہ میں اذان ہوئی سب لشکر
والوں نے نماز پڑہی جب نماز سے فارغ ہوئے تب سب بستی والوں
کو خبر ہوئی کہ لشکر سید بادشاہ کا آپہنچا اور تمام لوگ بدحواس ہوگئے
اور جو انیا بند و بست اُنہوں نے بغاوت کا کیا تھا وہ سب درہم برہم
ہوگیا اور سوچنے لگے کہ دیکھا چاہیئے انجام اس کا کیا ہو سب لوگ
نماز پڑہ کر بیٹھے تھے کہ وہیں حاجی بہادر شاہ خاں بھی آپہنچے اور رسالدار
صاحب سے ملے اور بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جب آپ کے سوار
پیشتر ہمارے قاصد کے آئے اور آپ کا خط لائے اور زبانی انہوں
نے خبر دی کہ رسالدار صاحب ہمارے پیچھے مع لشکر کے آتے ہونگے یہ حال
سُن کر ہم کو کمال خوشی ہوئی پھر وہ خط پڑھا تو اُس کا بھی مضمون
اُسی کے مطابق تھا جو انھوں نے زبانی کہا تھا پھر مارے خوشی کے ہم
آپ کا انتظار کرنے لگے پھر قبل مغرب کے ہمارا قاصد آیا اور آپ کا
جواب لایا یہ حال اس سے سُن کر ہم بالکل نا اُمید ہوگئے اور دل میں

تردد پیدا ہوا کہ اگر سواروں کے کہنے کے موافق لشکر چلا ہوتا تو اب
تک آجاتا اور قاصد کا کہنا بالکل یقین ہوا کہ لشکر نہ آویگا اسی فکر
میں تمام رات گذری پھر جب صبح کی اذان ہوئی تب لوگوں سے خبر ملی
کہ لشکر آپہنچا اور نالے پر اُترا ہے یہ سُن کر نہایت خوشی ہوئی جلد
نماز پڑھ کر میں ادہر کو آیا یہ تمام تقریر حاجی صاحب کی سُن کر رسالدار
صاحب ہنسے اور کہنے لگے اب تو آپ بہت خوش ہوئے اب وہ پانسو
روپے لشکر کے خرچ کے لاؤ حاجی صاحب بھی ہنس کر کہنے لگے کہ اب
آپ ہم سے وہ پانسو روپے بھی لیجئے اور دو روز کی دعوت ہماری طرف
سے کھائیے اور کہا کہ ان روزوں جب آپ نے مجھ سے پانسو روپے طلب
کئے تھے پھر میں نے اس بات کی حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ رسالدار
عبد الحمید خاں صاحب مجھ سے پانسو روپے واسطے خرچ لشکر کے مانگتے ہیں
سو میں نے بے اجازت آپ کے نہیں دئے آپ اس میں کیا حکم کرتے ہیں
اس کے جواب میں حضرت نے لکھ بھیجا کہ تم کو اجازت ہے جو کچھ واسطے
حاجت ضروری کے طلب کریں وہ تم ان کو دے دینا سو وہ روپے
تیار ہیں آپ لیجئے یہ کہہ کر حاجی صاحب تو بستی کو گئے پھر ان کے پیچھے
ہی رسالدار صاحب نے چار آدمی اپنے بھیجے کہ حاجی صاحب کے پاس
سے جاکر روپے لے آؤ پھر جب یہ چاروں آدمی گئے اس وقت حاجی

صاحب دعوت کا سامان جمع کر رہے تھے پھر وہ سامان لدوا کر
انھوں نے ادہر لشکر میں روانہ کیا بعد اس کے ان کو پانسو روپے
گن کر حوالہ کئے اور آپ بھی ان کے ساتھ رسالدار صاحب کے پاس
آئے اور وے روپے رسالدار صاحب کو دئے اور کہا جو سامان دعوت
کا کم ہو وہ آپ اور منگوا لینا اور کہا جو بستی کے خان اور ملک آپ
کی ملاقات کو آویں تو آپ ان سے جیسے اول ملے تھے اسی خوش اخلاقی
کے ساتھ ملنا اس لئے کہ اس ملک کے اسی قسم کے آدمی ہوتے ہیں جس
کا زور اور غلبہ دیکھتے ہیں فوراً اسی کی سی کہنے لگتے ہیں رسالدار صاحب
نے فرمایا کہ حاجی صاحب ہم اس بات کو خوب سمجھتے ہیں تعلیم کی حاجت
نہیں ہے آپ خاطر جمع رکھئے پھر حاجی صاحب رخصت ہو کر بستی
میں گئے پھر جب لشکر کے لوگ کھانا کھا چکے تب کچھ دیر کے بعد دونوں
بستیوں کے خان اور ملک واسطے ملاقات رسالدار صاحب کے آئے
رسالدار صاحب ہر ایک سے بڑے تپاک اور محبت کے ساتھ ملے اور
بٹھایا پھر وے رسالدار صاحب سے کہنے لگے کہ آپ نے ہم پر بڑی مہربانی
کی اور ہم غریبوں کو بہت سرفراز فرمایا اور نہایت ہم آپ کے آنے سے
خوش ہوئے رسالدار صاحب نے کہا کہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو
ہمارے آنے سے جو تم خوش ہو تو اور کون ہو پھر انھوں نے کہا کل آپ کی

دعوت ہمارے یہاں سے آویگی رسالدار صاحب نے کہا کہ دو روز تو
دعوت حاجی صاحب کے یہاں ہے بعد اس کے ہم آپ کی ضیافت کھاوینگے
کیونکہ ہم تو آپ کے مہمان ہیں اور ابھی تو یہاں آٹھ دس روز مقام کرینگے
کچھ سواروں کا اسباب وسامان درست کرنا ہے پھر وے رخصت ہوکر
بستی کو گئے پھر اس کے اگلے روز رسالدار صاحب آپ حاجی صاحب کے
پاس تشریف لے گئے اور اون سے کہا کہ ہم نے جو آپ سے روپے لئے ہیں
ان کا اسباب وسامان ہم کو منگوادو یعنی اتنے تو سپید تھان اور اس قدر
چمڑے کے چیرے اور کوئی تین سو جوڑے جوتے اور اتنا سوت یہ کہکر رسالدار
صاحب نے وہ پانچ سو روپے حاجی صاحب کو حوالہ کئے اور آپ لشکر کو
تشریف لائے پھر دو روز کے اندر حاجی صاحب نے وہ تمام اسباب
مذکور اسی بستی سے خرید کر رسالدار صاحب کے پاس بھجوادیا اور چارہ
موچی، سو کوئی تین سو روپے کا تو کپڑا تھا اور دو سو روپے کا اور
باقی اسباب تھا پھر ان چیرسوں کے موچیوں سے توبرے اور رکاب دوال
اور کھینچ کے تسمے اور نکتے اور باگیں اور زیر بند وغیرہ بنوائے اور تقسیم
کپڑے کی اس طور سے کی کہ جس کو حاجت تھی اس کو پائجامہ دیا اور جس کو
انگے کی حاجت تھی اس کو انگا دیا اور جس کو پٹکے کی اور سربند کی حاجت
تھی اس کو سربند اور پٹکا دیا اور جس کو جوتے حاجت تھی اس کو جوتا دیا

اسی طور سب اسباب تقسیم کیا اور باقی جو اسباب و سامان بچا اس
کو اپنے ڈیرے میں رکھا دو روز کے بعد پھر بستی والوں کی ضیافت
آنی شروع ہوئی انھیں روزوں موضع سُدّم سے حاجی محمود خاں کا
آدمی خط لے کر رسالدار صاحب کے پاس آیا وہ خط رسالدار صاحب
نے پڑھوایا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی آپ مع لشکر
یہاں تشریف لاویں کیونکہ یہاں صورت کچھ فساد کی سی معلوم ہوتی ہے
اور آپ نے ان روزوں جو پانسو روپے مجھ سے طلب کئے تھے سو اس کی
اجازت میں نے حضرت سے منگوالی ہے وہ آپ کے واسطے یہاں موجود ہیں
اور بغیر آنے آپ کے یہاں کا فساد دفع نہ ہوگا انتہیٰ اس کے جواب میں
رسالدار صاحب نے لکھا کہ تم کو جو کچھ حضرت کا حکم ہو اس کے موافق تم
کام کرو اور مجکو ابھی وہاں آنے کی حضرت کی اجازت نہیں ہے جیسے
مجکو اجازت ہوگی ویسا میں کرونگا اور میں ابھی کچھ لشکر کا سامان درست
کرتا ہوں انتہیٰ پھر یہ جواب اُنھیں کے آدمی کے ہاتھ حاجی صاحب کے
پاس روانہ کیا اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے حاجی محمود خاں صاحب
دو تین آدمیوں سے خود آکر موجود ہوئے اور رسالدار صاحب سے ملے
اور کہا کہ آپنے ایسا جواب لکھا کہ اس کے دیکھتے ہی میں گھبرا کر آپ
کے پاس چلا آیا اور آپ کا وہاں مع لشکر چلنا بہت ہی ضرور ہے سبب
تو یوں ہے کہ آپ آج ہی یہاں سے کوچ کرکے وہاں چلیں اور اگر آپ

جیسا مناسب جانیں اور روپے سات سو روپے اگر آپ یہاں لیں
تو یہاں بھی ہو سکتے ہیں اور جو وہاں چل کر لیویں تو وہاں موجود ہیں
یہ کلام حاجی صاحب کا سُن کر رسالدار صاحب بہت ہنسے اور خوش طبعی
سے کہا کہ یہ روپے تو حضرت نے دلوائے ہیں کچھ آپ نے تو نہیں دئے اور جو
تم وہاں لے چلنے کو ہمارے بہت مصر ہو تو اس کا مفصل حال آپ کو نہیں معلوم
ہم جانتے ہیں کیونکہ جب ہم یہاں آئے تھے اور دو روز حاجی بہادر شاہ خاں
نے ہم لوگوں کی دعوت کی تیسرے روز منصور خاں گھڑیالی والے کا آدمی
ہمارے پاس آیا اور خان ممدوح کا پیام لایا وہ یہ تھا کہ آپ کا یہاں
امان زئی کی گڑہی میں مع لشکر آنا بہت ہی اچھا ہو کیونکہ یہاں والے
بھی بر سر فساد خفیہ خفیہ تھے اور ستدم والے بھی سو تمہارے آنے سے یہاں
کا بھی شر و فساد دب گیا اور وہاں کی بھی ہم کو خبر ہے اسی واسطے اس طرح
کا جواب ہم نے لکھا تھا اور آپ کسی بات کو ہراساں نہوں انشاء اللہ تعالیٰ
کچھ شر و فساد نہ ہوگا اور ان روپیوں کی تدبیر آپ یہیں کر دیویں کہ لشکر
کا سب اسباب و سامان دُرست ہو جاوے بعد اس کے ہم آپ کے یہاں
ضرور آوینگے حاجی صاحب نے کہا بہتر ہے ہم آپ کو کل روپیوں کی تدبیر
کر کے جاوینگے پھر اس روز حاجی محمود خاں صاحب وہیں لشکر میں رہے
اگلے روز سات سو روپے وہاں کے مہاجنوں کے پاس سے لا دئے اور رسالدار
صاحب سے رخصت چاہی اُنہوں نے ان کو ٹھہرایا اور عبد الحکیم خاں کو

کو بلایا اور کہا کہ اپنے سواروں کو لے کر تم حاجی صاحب کے ساتھ سُدم
کو جاؤ سو بارہ سوار ان کے تھے اور چالیس سوار اور اُن کے ہمراہ کردئے
اور اُن سے کہہ دیا کہ تم وہیں ٹھہرنا پیچھے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی آتے ہیں
پھر وے حاجی صاحب کے ساتھ گئے پھر رسالدار صاحب نے ان سات
سو روپیوں میں سے چند سو روپے کا منگایا اور سو روپے واسطے اور خرچ
ضروری کے رکھے پھر اُس کپڑے سے اور جو پہلے کا بہت سا کپڑا بچا تھا دونوں
کو ملا کر تقسیم کیا اس طور سے کہ جس کو پہلے پائجامہ دیا تھا اس کو اب کی
بار انگرکھا اور چادر ٹیکا اور عمامہ دیا اور جس کو اول انگرکھا دیا تھا اس
کو اب کی بار پائجامہ اور چادر اور ٹیکا اور عمامہ دیا غرضکہ جس کو جو کپڑا اول
دیا تھا وہ اب کی بار نہ دیا اور چار کپڑے باقی کے دئے پانچ پانچ کپڑے
سب کے پورے کردئے جب اس کام سے فراغت ہو چکی تب وہاں
سے طرف سُدم کے مع لشکر کوچ کیا اس روز جب موضع چارگلی کو
پہنچے وہاں کا خان منصور خاں آیا اور رسالدار صاحب سے ملا اور کہا کہ آج
آپ یہیں مقام کریں کل سویرے تشریف لیجانا رسالدار صاحب نے مع لشکر
وہیں رہے موافق دستور کے خان موصوف نے دعوت بھیجی پھر اس کے
اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے موضع سُدم کو گئے بستی کے باہر وہاں
ایک نالہ ہے اور کچھ درخت چنار وغیرہ کے ہیں وہیں جاکے اُترے

اور وہیں پیر عبدالحکیم خاں اپنے سواری سے اُترے تھے اور حاجی محمود خاں صاحب بستی میں تھے رسالدار صاحب کی خبر سُن کر آئے اور ملے اور کچھ باتیں رسالدار صاحب کر رہے تھے کہ اس عرصے میں وہاں کے خان امیر خاں اور مبین خاں دونوں بھائی آئے اور رسالدار صاحب سے ملے حاجی صاحب نے رسالدار صاحب سے کہا کہ اب میں جاتا ہوں کچھ آپ کی دعوت کی تدبیر کروں یہ بات سُن کر ان دونوں بھائیوں نے کہا کہ رسالدار صاحب ہمارے یہاں آئے ہیں اور ہمارے مہمان ہیں ہم دعوت کرینگے اور رسالدار صاحب نے بھی کہا کہ حاجی صاحب ہم پہلے خان کی ضیافت کھاویں گے یہ ہمارے پشتون بھائی ہیں بعد ان کے تمہاری بھی مہمانی کھاوینگے ابھی تو ہم یہاں کئی مقام کرینگے یہ سُن کر حاجی صاحب خاموش ہو رہے پھر وہ دونوں خان اور حاجی صاحب رسالدار صاحب سے رخصت ہو کر بستی کو گئے پھر شام کو خان ممدوح نے سب سامان دعوت کا بھیجا اسی طور سے چار روز تک خان کے یہاں سے دعوت آئی اور چار روز حاجی صاحب نے بیت المال سے دعوت کی نویں روز رسالدار صاحب نے وہاں سے کوچ کی تیاری کی مبین خاں ملنے کو آیا اور وہ بڑا لسان اور فقری تھا اور اسی قسم کی اُس وقت اُس نے باتیں کیں کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں آپ نے ہم پر بڑی مہربانی اور شفقت فرمائی جو آپ یہاں تشریف فرما

ہوئے اور آپ اسی طرح کبھی کبھی تشریف لایا کریں اور دل میں اس کی دعا باز ی تھی چنانچہ اس کا حال آگے ظاہر ہوگا پھر اُس دن وہاں سے کوچ کرکے موضع شیوہ کو آئے اور دو شب وہاں رہے اور ضیافت موافق دستور کے بستی والوں نے کی پھر وہاں سے پنجتار کو آئے اور نالے پر دیوان شاہ کے باغ میں ڈیرہ کیا اور سردار فتح خاں کے علاقہ کا جو غلہ عشر کا آتا تھا وہی لشکر میں تقسیم ہوتا تھا اور وہیں تمام لشکر اطمینان سے رہنے لگا اب یہاں سے باقی حال مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا بیان ہوتا ہے جو بعد لڑائی موضع ہوتی کے عشر کا بند وبست کرکے حضرت علیہ الرحمۃ کے بلانے سے امب کو تشریف لے گئے تھے اور یہ وہ موسم تھا کہ جن دنوں سید احمد علی صاحب اباسین کے پار لشکر لے کر موضع پہلری میں گئے تھے کئی روز کے بعد سید حسین شاہ موضع پترڑ والی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور چھتر بائی خالی ہونے کی خبر لائے کہ پاینده خاں چھتر بائی چھوڑ کر نکی پانی کو بھاگ گیا یہ سن کر حضرت مولوی خیر الدین صاحب شیر کوٹی کو کچھ لشکر دے کر چھتر بائی کو روانہ کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کچھ لشکر دے کر پیچھے پاینده خاں کے رخصت فرمایا اور یہ قصہ حالات امب میں لکھا گیا ہے سوائے حال مولانا صاحب ممدوح کے سو اُس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل

صاحب کو امیر کر کے لشکر کے ساتھ پائندہ خاں کے تعاقب میں بھیجا اور
لشکر میں کوئی ڈھائی سو ہندوستانی غازی تھے اور باقی لوگ ملکی تھے ان
کی تعداد معلوم نہیں اس روز ام سے دریائے اباسین اتر کر موضع
بلوئی میں جا رہے یہ خبر پائندہ خاں کو پہنچی کہ مولانا صاحب ام سے لشکر
لے کر بلوئی میں آ پہنچے وہ یہ سن کر ہیبت الٰہی سے خوف کھا کر نکی پانی
سے شیر گڑھ کو بھاگ گیا اور مولانا صاحب کو بھی خبر ہوئی کہ پائندہ خاں
شیر گڑھ کو بھاگ گیا اور نکی پانی بلوئی سے کوئی پانچ کوس ہے اور
درے کے بیچ میں ہے اور اسی قدر نکی پانی سے شیر گڑھ ہے پھر مولانا صاحب
ساتھ انتظام اور بندوبست کے بلوئی سے آگے بڑھے اور نکی پانی میں جا
کر داخل ہوئے جب یہ خبر پائندہ خاں کو پہنچی اور اہل و عیال اس کے پہاڑ
پر موضع سنگلی میں تھے اور وہ پہاڑ نکی پانی کا ہے بہت بلند خان
ممدوح کو اندیشہ ہوا اور اپنے دل میں بہت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کہ غازی
لوگ میرے اہل و عیال کو گرفتار کر لیں اس خیال سے اسی وقت اپنے
چند لوگ معتبر وہاں بھیجنے کو مقرر کئے اور ان سے کہا کہ میں تو ادھر سے
اگر در کو چلتا ہوں اور تم میرے اہل و عیال کو مع اسباب و مال سنگلی سے
لا کر وہیں مجھ سے ملنا پھر وے لوگ تو سنگلی کو گئے اور آپ شیر گڑھ
سے اگر در کو بھاگ گیا جب خبر مولانا صاحب کو ہوئی تب وہاں سے

کوچ کر کے شیرگڑھ میں جا داخل ہوئے پھر جب ننگلی سے خان ممدوح
کے اہل وعیال اگرور میں خان موصوف کے پاس آئے تب اُس نے
چاہا کہ ان کو کہیں محفوظ جگہ میں بھیجنا چاہئے سو وہاں اگرور میں ارسلان
خاں نام بھتیجا عبدالغفور خاں اور کمال خاں کا تھا اور یہ پائندہ خاں
سے موافق تھا اور اُس کے دونوں چچا مذکورین حضرت علیہ الرحمۃ کے مخلصوں
سے تھے سو یہ ان دنوں موضع کنگلی میں تھے کہ جو ٹیکری درے میں ہے اور
وہ ارسلان خاں اُن سے بھی در پردہ ملاپ رکھتا تھا اور یہ حال پائندہ
خاں کو معلوم نہ تھا سو پائندہ خاں نے ارسلان خاں سے کہا کہ لشکر
سید بادشاہ کا تو شیرکوٹ میں داخل ہو گیا ہے اب کوئی جگہ محفوظ بتلاؤ
تو ہم اپنے اہل وعیال وہاں پہنچا دیویں اس کے جواب میں اُس نے کہا کہ
اور کہیں تو کوئی جگہ خیال میں نہیں آتی مگر میرے دونوں چچا کنگلی میں
ہیں اور ان دنوں مجھ سے اور اُن سے راہ رسم بھی ہے اگر مرضی تمہاری
ہو تو وہاں بھیج دیویں اور پائندہ خاں صاحب غرض تھا اور کہیں اس کا
ٹھکانا نہ تھا ناچار ہو کر اس سے کہا کہ بہتر ہے وہیں پہنچا دو اور بارہ
ہزار روپے نقد علاوہ اس کے اور جو کچھ مال واسباب تھا وہ سب
مع اہل وعیال کے اُس کو سپرد کیا کہ موضع کنگلی میں پہنچا دیوے پھر
ارسلان خاں نے ان سب کو موضع کنگلی میں پہنچا اور وہیں کنگلی میں

ارسلان خاں کی والدہ بھی رہتی تھی پھر اس کے کئی دن کے بعد حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس پہلڑی سے خبر آئی کہ ہری سنگھ سکھ کا چھاپا
آیا تھا اس میں سید احمد علی صاحب اور فلانے فلانے آدمی شہید ہوئے
یہ حال پُر ملال سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو ایک
ملکی کے ہاتھ خط شیر گڑھ میں بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ وہاں ایسا ایسا
واقعہ گذرا اب تم اس خط کے دیکھتے ہی لشکر لے کر اس طرف چلے آؤ اور
آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا پھر وہ خط حضرت علیہ الرحمۃ کا مولانا صاحب
کے پاس پہنچا اور اس کو پڑھا اُسی وقت وہاں سے لوٹنے کی تیاری کی
اور مع لشکر وہاں سے روانہ ہوئے اور اُس دن موضع بلوئی میں آکر رہے
اس کے اگلے روز دریا اباسین اُتر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس موضع
ام میں داخل ہوئے اور ملے اور بیان حالِ شہادت سید احمد علی صاحب
کا زبانی حضرت کے مفصل سُنا اور اُن کے لئے اور جو جو اُن کے
ساتھ شہید ہوئے ان کے واسطے دعائے مغفرت کی اور بہت افسوس
کیا بعد اس کے اپنے سفر کا حال حضرت کے روبرو عرض کیا اور جس وقت
مولانا صاحب شیر گڑھ سے طرف ام کے روانہ ہوئے یہ خبر پائندہ خاں
کو پہنچی وہ اسی وقت خوش ہو کر پھر شیر گڑھ میں آکر داخل ہوا اور اپنے
ملک تنول کا بندوبست کیا اور ارسلان خاں سے کہا کہ ہمارے اہل و

و عیال اور اسباب و مال کو کنگلی سے یہاں پہنچا دو پھر ارسلان خاں
موضع کنگلی میں گیا اور یہ حال اپنی والدہ سے بیان کیا کہ اُس لئے پائندہ
خاں نے مجکو بھیجا ہے اس نے اس کو بہت سمجھایا اور کہا کہ بیٹا تیرے لئے
یہی بہتر ہے کہ تو سید بادشاہ سے جا کر مل بلکہ جو کچھ روپے اور مال و
اسباب پائندہ خاں کا ہے یہ سب سید بادشاہ کو جا کر دے اُس میں تیری
خیرخواہی معلوم ہوگی اور مجکو اُمید ہے کہ سید بادشاہ یہ سب مال و اسباب
تجھی کو عنایت کرینگے پھر اس کا صرف کرنا اور کھانا تجکو دُرست اور
روا ہو جاویگا اور پائندہ خاں کی رفاقت ترک کرو الّا کسی نہ کسی روز
وہ تیرے ساتھ دغا کریگا کیونکہ وہ شخص بڑا بیوفا اور فریبی ہے کیا تو
جانتا نہیں ہے کہ اُس نے تیرے چچا عبدالغفور خاں اور کمال خاں کے ساتھ
کیا سلوک کیا کہ وطن سے نکال کر بے وطن کر دیا کہ وہاں سے یہاں بھاگ
آئے اس قسم کے اور بھی کلام اس نے کئے مگر اس کے خیال میں کوئی بات
نہ آئی اور یہ بھی کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہیں مانتا ہے تو تو جان مگر جو پائندہ
خاں کی بہن یہاں ہے اس کی منگنی پائندہ خاں نے تیرے چچا عبدالغفور خاں
کے ساتھ کی تھی اور کہا تھا کہ چند روز میں نکاح بھی کر دونگا مگر جب وہ
زور آور ہو گیا اور تیرا چچا کمزور ہو گیا اور معاملہ بگڑ گیا تب وہ بدل
گیا کہ میں اپنی بہن عبدالغفور خاں کو نہ دونگا یہ اپنی کمزوری دیکھ کر

خاموش بیٹھ رہے سو میں اس کو نہ جانے دونگی اور تو سب کو لیجا تجکو
اختیار ہے پھر یہ بات عبدالغفور خاں نے سُنی کہ ارسلان خاں پائندہ خاں
کے اہل وعیال لینے کو آیا ہے اُس نے خیال کیا کہ پھر ایسا قابو نہ ملیگا پھر
ارسلان خاں کے پاس جاکر کہا کہ خبردار پائندہ خاں کی بہن کو یہاں سے
نہ لے جانا نہیں تو تیرے لئے اچھا نہ ہوگا یہ بات سُن کر وہ ناچار ہو گیا اور
کچھ زور نہ چلا پھر آپ تو مارے خوف کے شیرگڑھ چلا گیا مگر اور کسی معتبر
شخص کے ہمراہ پائندہ خاں کے اہل وعیال وغیرہ بھیجدئے اور جو بارہ
ہزار روپے تھے وہ آپ رکھ لئے اور ایک خط عذر و معذرت کا لکھ کر
بھیجا کہ یہاں ایسا واقعہ ہوا اس میں میں ناچار ہوں اور اس امر میں محض بے اختیار
ہوں اور اب میں مارے ندامت اور پشیمانی کے تمہارے سامنے نہیں آسکتا
ہوں یہ تمام واقعہ سُن کر پائندہ خاں بہت درہم برہم ہوا مگر ان روزوں
اس کا کارخانہ جو تہ و بالا ہو گیا تھا اس سبب سے اس نے سوا خاموشی
کے کوئی چارہ نہ دیکھا مگر یہ اپنے دل میں جانا کہ یہ تمام حیلہ سازی اور
دغابازی ارسلان خاں کی ہے پھر بعد چند روز کے عبدالغفور خاں نے
پائندہ خاں کی بہن سے نکاح کر لیا اور وہیں موضع کنگلی میں رہا اور تتمہ اس
قصہ کا یہ ہے کہ ان دنوں حضرت علیہ الرحمۃ سے گڑہی ام اور جیربائی
کی چھوٹ گئی اور پائندہ خاں نے ان دونوں گڑھیوں پر اپنا قبضہ

کرلیا ان روزوں اُس نے ارسلاں خاں کو موضع گنگلی سے بہ طرح
کر اپنے پاس بلایا کہ خان تم نے ہماری بڑی خیر خواہی اور نمک حلالی کی ہے
اور اب اللہ تعالیٰ نے ہمارا ملک ہم کو عنایت کیا ہے اور حق ہم پر بہت ہے
اگر یہاں ہمارے پاس آؤ تو تم کو بہت راضی اور خوشنود کرینگے اور ملک
تنول میں نکی پانی کے بجا نام ایک موضع ہے ان دنوں پائندہ خاں
وہیں تھا پھر ارسلاں خاں ان دنوں پائندہ خاں وہیں تھا پھر ارسلاں
خاں اپنی سرفرازی کی طمع سے خوش ہو کر اور وہ بارہ ہزار روپے
جو اس نے خان موصوف کی دبا رکھے تھے وہ بھی مارے خوشامد کے اپنے
ہمراہ لے کر گیا اور پائندہ خاں سے ملا اور وہ روپے اس کو دئیے پھر
کئی روز بطور مہمان کے اپنے پاس رکھا اور ارسلاں خاں جو دس پندرہ لوگ
ہمراہ لایا تھا جب پائندہ خاں کی طرف سے اس کو اطمینان ہوا تب
ان کو رخصت کیا اور آپ سرفرازی کی اُمید پر رہا جب وہ تنہا رہ
گیا تب پائندہ خاں نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے اگلے روز اس
کو قتل کر دیا انتہیٰ آب یہ حال وہاں سے شروع ہوتا ہے جو کہ رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب تمام ملک کا دورہ کر کے مع الخیر پنجاب میں آئے
اور نالے پر دیوان شاہ کے باغ میں اُترے اور اُس کے چند روز
کے بعد امان زئی کی گڑھی سے حاجی بہادر شاہ خاں نے جو تحصیلدار

عشر پہر تھے رسالدار صاحب کو خط بھیجا حاصل مضمون اُس کے کا
یہ تھا کہ موضع تورو سے دلیل خاں بہادر خاں کے بھائی نے ہمارے
پاس خبر بھیجی ہے کہ احمد خاں موضع ہوتی کا جو پشور کو درانیوں کا
لشکر لینے گیا تھا سو اب لشکر کو لئے ہوئے آتا ہے اور پشور سے درانیوں
خیمہ باہر نکلا ہے سو تم بھی ہوشیار ہو جاؤ اور جلد اس بات کی حضرت
امیر المومنین کو اطلاع کرو انتہی' پھر وہ خط رسالدار صاحب نے سردار
فتح خاں کو بلا کر دکھلایا خان ممدوح نے کہا کہ یہی خط اپنے خط میں ملفوف
کر کے سید بادشاہ کے پاس بھیجدو ان کو بھی اطلاع ہو جاوے اور تم کو جب
کہ وہاں سے ارشاد ہو ویسا تم کرو پھر رسالدار صاحب نے بعد القاب وآداب
کے لکھا کہ میں ملک سمہ کا دورہ کر کے یہاں پنجتار میں دیوان شاہ کے باغ
میں اُترا ہوں اور حاجی بہادر شاہ صاحب کا یہ خط ملفوف آپ کی
خدمت میں پہنچتا ہے اب میرے واسطے جو ارشاد ہو ویسا عمل میں لاؤں
انتہی' پھر یہ خط اپنے خط میں ملفوف کر کے رسالدار صاحب نے کریم بخش
پانی پتی سوار کے ہاتھ حضرت کے پاس بھیجا اور حاجی بہادر شاہ خاں کے
خط کا جواب یہ لکھا کہ آپ کا خط ہم کو پہنچا مضمون اس کا معلوم ہوا اور
جو آپ نے درانیوں کے لشکر کے آنے کو لکھا ہے اس کا یہ حال ہے کہ کئی
مہینے کا عرصہ ہوا کہ جب سے احمد خاں موضع ہوتی سے لشکر کو لینے

پیشور گیا تھا تب سے کئی بار لوگوں نے یہی خبر اڑائی ہے کہ احمد خاں
لشکر درانیوں کا لئے آتا ہے مگر کبھی کچھ ظہور میں نہ آیا یوں ہی اب کی
بار بھی لوگوں نے یہ خبر اڑائی ہوگی تم ایسی ایسی افواہوں سے خبر نہ ہوا
کرو اور اگر یہ خبر سچ ہے تو بسم اللہ آنے دو جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا
اور ہم نے آپ کا وہ خط اپنی عرضی کے ساتھ حضرت کے پاس روانہ کیا ہے
جیسا کہ وہاں سے اس کے جواب میں ارشاد ہوگا ویسا کیا جاویگا انتہیٰ
پھر یہ جواب اُنھیں کے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا پھر اس کے کئی روز کے
بعد تحقیق خبر لوگوں میں مشہور ہوئی کہ پیشور سے لشکر کوچ کرکے حکمنی میں
آیا ہے اور قصبہ حکمنی پیشور سے تین کوس جانب مشرق ہے اور وہیں حکمنی
سے سردار سلطان محمد خاں بھائی سردار یار محمد خاں کے نے ملک سمہ کے
خوانین کو از روے تہدید شدید کے لکھا کہ تمہارے ملک میں ہمارا
بھائی یار محمد خاں مارا گیا ہے اور احمد خاں کے موضع مردان ہوتی کو بھی تم لوگوں
نے چھنوا دیا سو اب ہم آتے ہیں اور تم سے سمجھیں گے اور اپنا عیوض لیونگے
یہ خبر سن کے تمام ملک اور خوانین متردد اور اندیشہ مند ہوئے
کہ خدا خیر کرے دیکھا چاہیئے اس کا انجام کیا ہوا اور لشکر کے ساتھ
سردار سلطان محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں

یہ تینوں بھائی سردار یار محمد خاں کے تھے اور حبیب اللہ خاں وزیر
عظیم خاں کا بیٹا بھی تھا اور اکثر خوانین ملک سمہ کے متردد ہو کر اور آپس
میں مشورہ کر کے سردار فتح خاں پنجتاری کے پاس آئے چنانچہ ان
میں دلیل خاں بہادر خاں کا بھائی توروالا اور سرور خاں امان زئی
کی گڑھی کا اور اسمٰعیل خاں موضع اسمعیلی کا اور منصور خاں چارگلی کا
اور مبین خاں موضع سُدم کا اور مشکار خاں موضع شیوہ کا اور
شہامت خاں موضع تلاندئی کا اور ملا ابراہیم موضع ڈاگئی کا بھی
تھا اور موضع کالو خاں کا خان اور موضع شیخ خانہ کا خان اور موضع
نی گلی کا خان بھی تھا مگر ان تینوں بستیوں کے خوانین کے نام یاد نہیں
پھر اس دن تو فتح خاں کے مکان پر رہے اور خان ممدوح نے بہت
ان کی خاطرداری کی اس کے اگلے روز ان سب نے خان موصوف
سے اپنا حال بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں درانی نے ہم لوگوں کو
اس طرح دھمکی دے کر لکھا ہے اس سبب سے ہم سب آپ کے پاس
آئے ہیں آپ اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیے یہ بات سن کر فتح خاں
نے رسالدار عبدالحمید خاں کو بلوایا اور اُن سے وہ تمام حال بیان کیا
رسالدار ممدوح نے کہا کہ جو اس ضلع کے خوانین ہیں چنانچہ زیدی
کے فتح خاں اور ارسلان خاں اور کلابٹ کے ابراہیم خاں اور اسمٰعیل خاں

اور قمر غنز کے سر فراز خاں ان سب کو بلاؤ کہ اپنے مشیروں سمیت
آجاویں پھر فتح خاں نے ان سب خوانین کو بلوایا کہ یہاں آؤ کچھ
مشورت کرنی ہے پھر اس کے اگلے روز وہ ہی آکر داخل ہوئے پھر
فتح خاں نے اُن خوانین کے آنے کا سبب اُن سے بیان کیا کہ اس امر کا
بند وبست کرنا چاہئے پھر سب نے مل کر مشورت میں ٹھہرایا کہ سید بادشاہ
کو یہاں بلوانا چاہئے بغیر ان کے آنے کے کچھ نہ بنے گا پھر اس امر کی ایک
عرضی سب کی طرف سے حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھی گئی کہ لشکر درانیوں کا
ہماری طرف آتا ہے سو ہم سب نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ آپ وہاں سے
جلد تشریف لاویں اور یہاں پنجتار میں ٹھہریں اور ہم لوگ آپ کے لشکر
کے ہمراہ واسطے مقابلے اُن کے کے یہاں سے آگے بڑھیں پھر اس عرضی
کو فتح خاں نے اپنے ایک ملکی طالب العلم کے ہاتھ حضرت کے پاس روانہ
کی اور وہ سب خوانین فتح خاں سے رخصت ہو کر اپنی بستیوں کو
گئے پھر جبکہ یہ عرضی حضرت کو پہنچی اور اس کا مضمون دریافت کیا پھر
اس کے جواب میں آپ نے رسالدار عبد الحمید خاں صاحب کو لکھا کہ تم
اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں جا ڈیرہ کرو اس میں اس ملک
کے لوگوں کو تقویت اور تسلی ہو گی اور ان خوانین کے سوال کے جواب میں
فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ

نہ کریں اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کریگا اور ہم نے رسالدار عبدالحمید
خاں کو لکھا ہے وہ تمہارے یہاں سے کوچ کرکے امان زئی کی گڑہی
میں جاکر ڈیرہ کرینگے اور ہم بھی جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں آتے
ہیں جبکہ یہ جواب فتح خاں کے پاس تب ہی مضمون لکھ کر ایک خان
کو جو رخصت ہوکر اپنی بستیوں کو گئے تھے بھیجدیا اور رسالدار صاحب کا خط
خان ممدوح نے رسالدار صاحب کو بھیجدیا انہوں نے اس کو پڑھوایا
اور اُس کا حال اپنے لوگوں سے بیان کیا کہ حضرت کا حکم ہے کہ تم سواروں
کو لے کر امان زئی کی گڑہی کو جاؤ اور وہیں ڈیرہ کرو اور عنقریب ہم بھی
تمہارے وہاں آتے ہیں یہ خبر سُن کر ہم تمام سوار بہت خوش ہوئے کہ اب
انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سے ملاقات ہوگی پھر ~~اس کے~~ پھر اس کے
اگلے روز رسالدار صاحب نے پنجتار سے کوچ کیا اُس وقت سوار
رسالدار صاحب کے ہمراہ قریب تین سو کے ہونگے اور جو ملکی سوار تھے
وہ اپنے اپنے مکانوں کو گئے ~~سے~~ پہلے گئے تھے پھر اس دن رسالدار
صاحب نے جاکر شیوے میں ڈیرہ کیا بستی والے بہت خوش ہوئے اور
انھیں سب نے موافق دستور ملک کے ہم لوگوں کی مہمانی کی پھر اس کے
اگلے روز وہاں سے طرف امان زئی کی گڑہی کے روانہ ہوئے رستے میں
موضع اسمٰعیل تھا جب وہاں پہنچے وہاں کے رئیس اسمٰعیل خاں نے رسالدار

صاحب کو روک لیا کہ آج آپ کی میرے یہاں دعوت ہے آپ یہیں ڈیرہ
کریئے اُنھوں نے ہر چند عذر کیا مگر انھوں نے نہ جانے دیا پھر اُس دن
وہیں رہے اور سب نے اُن کی مہمانی کھائی پھر اُس کے اگلے روز وہاں
سے کوچ کر کے امان زئی کی گڑہی میں داخل ہوئے اور وہاں نالہ کے اُس
پر ڈیرہ کیا وہاں کے لوگ سواروں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ سید
بادشاہ نے ہم لوگوں کی محافظت کو لشکر بھیجا ہے پھر اُس دن تو بستی والوں
نے ہم لوگوں کی دعوت کی اُس کے اگلے روز سے جو بیت المال کا غلہ حاجی
بہادر شاہ خاں کے پاس جمع تھا اُس میں سے کھانے لگے اور رسالدار
صاحب نے حاجی بہادر شاہ خاں سے کہہ کر چار صیقل گر اور چار لوہار
بلوا کر ہتیار ملوانے لگے اور بندوقوں کے کندے جو ٹوٹے اور برانے تھے
بنوانے لگے اس کے آٹھ دس روز کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک آدمی
امب سے پنجتار میں فتح خاں کے پاس بھیجا اُس نے آکر خان ممدوح کو دو
خط دئے ان میں ایک خان موصوف کے نام کا تھا پھر انھوں نے اپنا خط
تو رکھ لیا اور دوسرا اپنے آدمی کے ہاتھ رسالدار صاحب کے پاس بھیج دیا
اور مضمون دونوں خطوں کا ایک ہی تھا یعنی اب ہم دو تین روز کے بعد
یہاں سے کوچ کر کے پنجتار کو آتے ہیں تم سب صاحب خاطر جمع رکھنا
اب یہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے کوچ کا بیان ہے جبکہ حضرت علیہ الرحمۃ

نے ام سے کوچ کی تیاری کی تب مولوی نصیرالدین صاحب منگلوری کو جو
چھتر بائی میں تھے ان کو تو آپ نے وہیں رکھا اور حافظ مصطفےٰ کاندھلوی
کو مولوی صاحب موصوف کے پاس بھیجا کہ تم ان کے نیچے کاروبار کیا کرنا
اور امب اور ہزارہ کا بندوبست کرکے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد
صاحب پھلتی کو امب میں مقرر کیا اور جو کچھ وہاں کے انتظام کے مناسب جانا
وہ باتیں دونوں صاحبوں کے باخوبی فہمائش کردیں اور چھتر بائی اور امب
میں قریب تین سو کے آدمی چھوڑے اور اسی قدر جمعیت اپنے ہمراہ لے کر
آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور اُس روز سہانی میں رہے اور سید اکبر صاحب
گرہی تک چند آدمیوں سے آپ کے استقبال کو آئے تھے اور وہاں سے اپنے
ساتھ لے گئے اور بڑے تکلف سے سب کی مہمانی کی اور کھانا گوشت روٹی
تھا اور اُس کے اگلے روز بھی سب کو ناشتہ کروایا پھر سب لوگ اپنی
اپنی کمریں باندھنے لگے اور سید اکبر صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے کچھ صلاح
مشورت کرنے لگے اور اس میں دیر تک اُنہوں نے باتیں کیں مگر ہم کو
نہیں معلوم کہ وہ کیا مشورت تھی پھر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور
وہ گھوڑا رنگ میں سبزہ تھا اور نام اس کا اژدر تھا اور وہ ارباب
بہرام خاں نے آپ کی نذر کیا تھا جبکہ آپ روانہ ہوئے تب سید اکبر
اور اُن کے دو بھائی سید اصغر اور سید عمران دس بارہ آدمیوں سے

آپ کے ہمراہ ہوئے اس روز آپ موضع کیتل کو گئے اُس روز بستی
والوں نے موافق دستور کے سب کی ضیافت کی اس کے اگلے روز حضرت
نے سید اکبر اور سید اصغر اور سید عمران کو رخصت کیا اُس وقت وہ تینوں
بھائی کمال رقت سے روتے تھے پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور
اس روز جا کر موضع لونی میں رہے وہاں بھی بستی والوں نے مہمانی کی
اس کے اگلے روز آپ نے ساٹھ ستر آدمی تو آپ نے اپنے ہمراہ رکھ لئے اور باقی لوگوں
کو طرف موضع پنٹی کے رخصت کیا اور آپ بڑے منارے کو گئے اور وہاں
آپ کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ دراز نام وہاں ایک مجذوب حافظ تھا اُس کی
ملاقات کو تشریف لے گئے اور وہاں جس مسجد میں وہ حافظ تھے جب وہاں
پہنچے تو لوگوں سے حافظ ممدوح کو پوچھا اُس مسجد کے آدمیوں نے عرض کی
کہ جب حضرت کی سواری یہاں سے کوئی دو کوس کے فاصلے پر ہو گئی تب وہ
یہاں سے اٹھ کر طرف اباسین کے چلے گئے سو وہیں ہونگے یہ خبر سن کر
حضرت گھوڑے سے اُترے اور پیادہ پا اپنے لوگوں سے دریا پر تشریف
لے گئے اور دریا وہاں سے قریب تھا پھر وہ حافظ صاحب ادھر سے آتے
ہوئے آپ کو رستے ہی میں ملے اور حضرت سے اُنہوں نے سلام علیک
کر کے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی میں آپ
کی خدمت عالی میں حاضر ہوتا آپ نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم ہی تمہاری

ملاقات کو آئے پھر وہ حضرت علیہ الرحمۃ کو ساتھ ہی ساتھ مسجد میں لائے اور وہیں مسجد کے کنارے دریا کی جانب ان کا حجرہ تھا اُس کے دروازے کے سامنے اپنی لنگی بچھا کر حضرت کو بٹھایا پھر آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آج ہم تمہارے مہمان ہیں اُنھوں نے عرض کی کہ میرے پاس کیا ہے جو میں آپ کی مہمانی کروں دو روٹیاں ایک جگہ سے میرے لئے آئی ہیں اگر آپ کو کھلاؤں تو میں بھوکا ہوں اور جو میں کھاؤں تو آپ بھوکے رہیں آپ نے فرمایا کہ خیر جو کچھ ہو مگر ہم تمہارے مہمان ہیں پھر حافظ صاحب نے دوبار وہی فرمایا اور اُن کے حجرے میں گھاس پھوس کی تھی پھر انھوں نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا اور پانچ روپے نکال کر حضرت کے سامنے رکھے کہ یہ تو حاضر ہیں آپ نے مسکرا کر وہ روپے لے لئے اور اپنے بائیں ہاتھ میں دبالئے اور اپنے داہنے ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کے پاس ایک پیالہ پانی ہے سو اس کو آپ ہم سے چھپاتے ہیں یہاں تو عنایت الٰہی سے اُس کی رحمت کا دریا بھرا ہے جتنا آپ کو حاجت ہو اُتنا بھر لیں یہ بات سُن کر حافظ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے حجرے میں گئے اور حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کمریں کھول ڈالو اور اسی مسجد میں بستر لگاؤ پھر وہیں سب نے کمریں کھول کر بستر لگائے اور اس بستی میں دو ملک تھے ایک کا نام محسن خاں

تھا اور یہ حضرت کا مخلص اور رفیق صادق اور مرید بھی تھا اور اسی
نے اُس دن اپنے مکان پر لیجاکر حضرت کی ضیافت کی اور دوسرے کا
نام نجو خاں تھا اور وہ مخالف تھا مگر وہ بھی آپ کی ملاقات کو آیا تھا
پھر حضرت اُن کے یہاں سے طعام تناول فرماکر آئے دو چار گھڑی سو
رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ نے اٹھکر وضو کیا اور نماز پڑھی
اور بعد فراغ نماز کے بیٹھے اور لوگ بستی کے واسطے ملاقات کے آنے لگے اور
وہ حافظ صاحب نماز پڑھ کر اپنے حجرے میں چلے گئے اور اس بستی کا ایک شخص
کہتا تھا کہ جب سے یہ صاحب اس حجرے میں ہیں تب سے ان کا یہ دستور ہے
کہ ہر وقت اس حجرے میں رہتے ہیں اور جو کوئی امیر و غریب آکر ان کے
پاس بیٹھتا ہے اس کو خفا ہوکر اٹھا دیتے ہیں اور اپنے حجرے سے یہ صرف
واسطے نماز کے نکلتے ہیں یا ایک بار ہر روز دریا پر نہانے کو جاتے ہیں اور کہیں
نہیں جاتے اور اُن کے نہانے کا یہ طور ہے کہ ایک لاٹھی لے کر دریا پر جاتے
ہیں جب کمر تک پانی میں جاتے ہیں تب وہاں پانی میں لاٹھی گاڑ کر اپنا
کرتا اتار کر اس پر دھر دیتے ہیں اور آپ بدن مل مل کر خوب نہاتے ہیں
اور حالانکہ پانی دریا کا بہت زور سے بہتا ہے مگر امکان نہیں کہ لاٹھی
جنبش کر جائے پھر جب نہا کر فارغ ہوتے ہیں تب کرتا پہن کر اسی
طور نیچے کرتا کئے ہوئے باہر آتے ہیں اور اپنا تہبند باندھ کر چلے آتے ہیں

اور آج اُنہوں نے سید بادشاہ سے خوب باتیں کیں بلکہ اپنی لنگی پر
سید بادشاہ کو بٹھا کر پانچ روپے واسطے دعوت کے نذر کئے اُن باتوں
سے ہم کو بہت تعجب ہوا تھا پھر کچھ عرصے میں حضرت نے عصر کی نماز
پڑھی اور وہاں بیٹھے رہے اور حافظ بعد نماز کے اپنے حجرے میں گئے پھر جب
اذان مغرب کی ہوئی اور نماز پڑھی گئی اس وقت مسجد میں کثرت لوگوں
کی بہت تھی پھر حافظ صاحب موافق اپنے معمول کے حجرے میں جا بیٹھے
سب لوگوں کو مسجد میں چھوڑ کر حضرت بھی ان کے دروازے پر تشریف
لے گئے اور آپ کو دیکھ کر باہر آئے اور آپ کے پاس بیٹھے اور مغرب سے
عشاء تک آپ سے اور اُن سے باتیں ہوا کیں مگر ہم لوگوں میں سے کسی کو
نہیں معلوم کہ وہ کیا باتیں تھیں مگر قرینہ یہی دلالت کرتا تھا کہ وہ مجذوب
تھے کیا عجب کہ وہاں کے وہ صاحب خدمت ہوں اور حضرت ان کو اس امر
میں کچھ تعلیم و تلقین فرماتے ہوں واللہ اعلم پھر جب اذان عشاء کی ہوئی تب
حضرت وہاں سے مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وہیں بیٹھے رہے اور وہ حافظ
صاحب بعد نماز کے اپنے حجرے کو گئے پھر کچھ دیر کے بعد بستی والے اپنے گھروں
کو گئے اور حضرت بھی اور آپ کے لوگ بھی سو رہے پھر صبح کو بعد نماز کے
آپ نے کوچ کی تیاری کی اُس وقت حافظ صاحب اپنے حجرے سے
حضرت کو رخصت کرتے آئے اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ

خیر کرے پھر آپ نے دعا کی اور حافظ صاحب سے مصافحہ کرکے رخصت
ہوئے اور سوار ہو کر چلے اور جن لوگوں کو آپ نے ایک روز پہلے موضع
تنئی کو روانہ کیا تھا وے وہاں سے پنجتار میں جاکر داخل ہوئے اور اسی روز
حضرت بھی موضع کلابٹ کو داہنی طرف اور موضع مرغز کو بائیں جانب
چھوڑ بیچ میں جا نکلے آپ کو سن کر کلابٹ کا رئیس اسمٰعیل خاں اپنے بھائی
ابراہیم خاں کو ساتھ لے کر آیا اور مرغز کا رئیس سرفراز خاں بھی آیا
اور ان دونوں خانوں نے واسطے مہمانی حضرت کے بہت اصرار کیا کہ آپ
ہمارے یہاں تشریف لے چلیں مگر آپ نے ان سے عذر کیا کہ کار ضروری
ہے ٹھہرنے میں حرج ہوگی آپ مہمانی سے ہم کو اس وقت معاف رکھیں
یہ بات سن کر وہ راضی ہوئے پھر حضرت وہاں سے آگے بڑھے جب نزدیک
تنالی کے پہنچے اس وقت فتح خاں پنجتار سے چند سوار لے کر آپکے استقبال
کو آئے اور وہاں بیرونکا ایک باغ تھا وہیں حضرت سے ملاقات کی اور
بہت خوش ہوا پھر حضرت کی سواری وہاں سے روانہ ہوئی اور فتح خاں
اپنے سواروں سے حضرت کے آگے گئے گھوڑے پھیرتے ہوئے چلے یہاں
تک کہ پنجتار کے کنارے نالے پر جہاں شیشم کے درخت تھے پہنچے اور
وہیں عصر کی نماز پڑھی اور دعا کی پھر وہاں سے بستی میں تشریف لے گئے

اور اپنے قدیمی برج میں اُترے اور لوگ آپ کے اپنی اپنی جماعت میں
اُترے اُس کے دوسرے یا تیسرے دن آپ نے فتح خاں سے فرمایا کہ
جن صاحبوں نے ہم کو یہاں بلایا تھا اب اُن کو بلواؤ کہ ان سے کچھ مشورہ
کیا جاوے یہ امر عالی سُن کر فتح خاں نے جابجا ہر ملک اور خوانین کو واسطے بلانے
کے خطوط روانہ کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے دو خط امان زئی کی گڑھی میں
روانہ کئے ایک خط رسالدار عبدالحمید خاں کو مضمون اِس کا یہ تھا کہ ہم
یہاں پنجتار میں فلانی تاریخ اور فلانے روز داخل ہوئے اور تم کو جو
کچھ واسطے ساز و سامان ضروری لشکر کے حاجت ہو وہ حاجی بہادر شاہ خاں
سے لے کر جلد بنواؤ اور ایک خط حاجی بہادر شاہ خاں کے نام کا خلاصہ اس
کا یہ تھا کہ رسالدار عبدالحمید خاں تم سے جو کچھ واسطے درستی سامان لشکر
کے طلب کریں وہ بلا توقف دینا انتہیٰ جس وقت حضرت کا رسالدار صاحب
ممدوح کو پہنچا اور پڑھا گیا پنجتار میں حضرت کے آنے کی خبر سُن کر تمام
لوگ لشکر کے نہایت خوش ہوئے کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سے ملاقات
ہوگی اور جو آپ نے واسطے درستی سامان لشکر کے لکھا تھا سو اکثر اسباب
ضروری رسالدار صاحب نے چند روز بیشتر سے دُرست کروا رکھا تھا اور
جو کچھ قدر قلیل سامان باقی تھا وہ موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ
کے کئی روز کے عرصہ میں دُرست کروالیا اور قیمت اور مزدوری اُس کی حاجی

۱۷۷۷

صاحب ممدوح سے دلوادی پھر بعد کئی روز کے وے تمام ملک اور
خوانین ملک سمی کے پنجتار میں آکر حاضر ہوئے اور کھانا اُن کا حضرت
علیہ الرحمۃ کے یہاں سے مقرر ہوا پھر ایک وقت حضرت نے اُن سب کو
جمع کر کے بطور مشورہ کے پوچھا کہ پیشور سے جو لشکر درانیوں کا تمہارے
اس ملک میں آتا ہے تم صاحبوں کی اس میں کیا صلاح ہے جو کچھ آپ کی
صلاح ہو وہی ہم سب کو منظور ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو تم بجا کہتے
ہو مگر تمہاری رائے میں جو کچھ تدبیر اس امر میں بہتر معلوم ہوتی ہو وہ
کہو اُنھوں نے عرض کی کہ آج ہم سب آپس میں مشورت کر کے اس کا
جواب کل دینگے آپ نے منظور کیا پھر وے اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے
اور آپس میں صلاح و مشورت کر کے اگلے روز پھر آکر حضرت کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سب لوگوں کی رائے ناقص میں یہ تدبیر بہتر
معلوم ہوتی ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کر کے امان زئی کی گڑھی میں یا موضع
تورو میں دیرہ کریں اس لئے کہ یہ سارا ملک امن میں ہو جاویگا اور سب لوگوں
کے اہل و عیال تسکین و آرام سے رہینگے حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ تدبیر ان کی
پسند آئی اور فرمایا کہ یہ تدبیر تمہاری معقول ہے مگر ابھی تو لشکر درانیوں
کا چکنی میں پڑا ہے اگر وے وہاں سے اس طرف کو کوچ کرینگے اور جو انہوں
نے اس طرف کا ارادہ نہ کیا اور وہیں رہے تو ہم کو یہاں سے کوچ کرنے
کی کچھ ضرورت نہیں لشکر ہمارا وہاں پڑا ہے تم صاحب کسی امر کا اندیشہ نہ کرو

اللہ تعالیٰ سب طرح سے اپنا فضل کریگا مگر اپنی ہوشیاری اور بند و بست
سے غافل نہ رہو اور درانیوں کی آمد کی خبر لیے رہو یہ تمام گفتگو آپ کی
سُن کر وہ لوگ خاموش رہے اور کچھ نہ بولے مگر منصور خاں چارنگلی والے
نے عرض کی کہ آپ نے بہت خوب فرمایا اور یہی بات بہتر ہے پھر سب نے
مل کر آپ سے رخصت چاہی آپنے فرمایا کہ آج تو رہو انشاء اللہ تعالیٰ
کل تم کو رخصت کرینگے پھر وے اپنے اپنے ڈیروں میں گئے اور حضرت بھی
کھانا کھا کر سو رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپنے اٹھ کر
وضو کیا اور نماز پڑھی پھر فتح خاں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ درانیوں کے
لشکر کے آنے کی لوگوں میں خبر گرم ہے اور غلہ عشر کا جا بجا لبستیوں میں
جمع ہے اگر کسی جگہ محفوظ میں سب کہیں سے اکٹھا کر دیا جاوے تو بہتر ہے
اس کی کوئی جگہ تجویز کرنی چاہئے خان ممدوح نے عرض کی کہ بات تو
آپنے بہت مناسب فرمائی سو اس کی تجویز میرے ذہن میں یوں آتی
ہے کہ حاجی بہادر شاہ خاں اور حاجی محمود خاں کے ضلع کا غلہ موضع سلم
میں جمع کیا جاوے اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری کے ضلع کا غلہ موضع
گنذوف میں جمع کیا جاوے کیونکہ یہ دونوں لبستیاں محفوظ جگہ میں ہیں اور
جو ملک اور خوانین کہ یہاں حاضر ہیں جن کو آپ کل رخصت کرینگے ان
سے آپ تاکید کر کے فرما دیویں کہ اپنی اپنی لبستیوں کا عشر گدہوں خچروں
پر لدوا کر فلانی فلانی لبستی میں بھجوا دو اور مزدوری باربرداری کی بیت المال

یہاں سے ملیگی اس تدبیر سے غلہ سب جگہ کا دونوں لبستیوں میں جمع ہوجاویگا یہ گفتگو خان ممدوح کی حضرت کو بہت لپسند آئی پھر اگلے روز جب وے ملک اور خوانین آپ سے رخصت ہونے کو آئے تب آپ نے سب سے وہی بات فرمائی اوران سبنے منظور کی پھر ان کو رخصت کیا وہ اپنی اپنی لبستیوں کو گئے اور وہ غلہ عشر کا جوار گیہوں تھے پھر آپ نے ایک خط موضع سُدُم میں حاجی محمود خاں کو پہنچا خلاصہ مضمون اس کے کا یہ تھا کہ پیشور سے درانیوں کے لشکر کے آنے کی ان دنوں خبر گرم ہے سو ہم کو منظور ہے کہ غلہ عشر کا تمام لبستیوں کا سُدُم اور گندف میں جمع کردیا جاوے سو اس کی تاکید ہم نے ہر ایک ملک اور خوانین سے جو ہماری ملاقات کو آئے تھے کردی ہے سو تم غلہ رکھنے کو کھنے جلد بنواکر تیار کرواؤ اور جس لبستی کا غلہ یہاں کا یا حاجی بہادر شاہ خاں کے ضلع کا آوے اس کو جمع کرلینا اور مزدوری اُس کی اپنے پاس سے تم دیدینا انتہیٰ اور ایک خط آپ نے حاجی بہادر شاہ خاں کو لکھا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ ان دنوں اس ملک میں لشکر درانیوں کے آنے کی خبر ہے سو ہم نے یہ تدبیر کی ہے کہ تمام غلہ عشر کا ہر لبستی سے اٹھواکر اور گندف اور سُدُم میں جمع کردیا جاوے سو تم اپنے ضلع کی لبستیوں کا غلہ سُدم میں حاجی محمود خاں کے پاس لدواکر بھیجدو انتہیٰ پھر جب حاجی محمود خاں نے چند

روز میں کتنے بنوا کر تیار کئے تب جا بجا ہر بستی میں اپنے لوگوں کو جو
متعین تھے کہلا بھیجا کہ اپنی بستیوں کے ملک اور خوانین سے باربرداری
کروا کر غلہ یہاں پہنچاؤ مزدوری اُن کی یہاں سے دی جاویگی پھر ہر
کہیں سے غلہ آنے لگا اور کھتوں میں بھروانے لگے اور کھتا وہاں اس
کو کہتے ہیں کہ وہ لکڑی کے تختوں کا کوٹھا سا ایک مکان ہوتا ہے اور
نیچے اس کے ایک ہاتھ بھر کی بلندی کے چار پیلپائے ہوتے ہیں اور اوپر
اس کے ایک چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے اُسی طرف غلہ اُس میں بھرتے ہیں
اور غلہ نکالنے کا رستہ اُس کی دیوار میں ہوتا ہے اور وہ سب اٹھارہ
کھتے تھے اور ایک خط حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری
کو موضع کوئی مین بھیجا اُس کا بھی مضمون وہی تھا جو مذکور ہوا ہے پھر
مولوی صاحب ممدوح نے حافظ رحیم بخش کو جو پنجکیوں پر متعین تھے ان
کا وطن نہیں یاد ہے ان کو وہاں سے بلا کر واسطے اہتمام غلہ جمع کرنے کے
مقرر کیا پھر حافظ صاحب موصوف نے موضع گندف میں جا کر واسطے غلہ
بھرنے کے کوٹھے خالی کروائے اور پھر مولوی صاحب کو واسطے ارسال کرنے
غلہ کے کہلا بھیجا پھر مولوی صاحب نے جا بجا اپنے ضلع کی بستیوں میں اپنے
لوگوں کو جو وہاں متعین تھے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی بستیوں کے ملک اور خوانین
سے باربرداری کروا کر اور اس کی مزدوری دے کر غلہ موضع گندف میں
پہنچاؤ اور اس کی رسید حافظ رحیم بخش سے لے کر مولوی صاحب ممدوح

کو پہنچانے لگے اور وہ غلہ بھرنے کے دس کوٹھے تھے اور فتح خاں کے
ضلع جو کچھ تھا اس میں سے چہارم غلہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے خان ممدوح کو عنایت کیا تھا اور باقی تین حصے غلہ خان موصوف
کی بستیوں میں جمع رکھا یعنی وہ غلہ خان مذکور کی تحویل میں آپ نے رکھا
اور واسطے خرچ لشکر کے مولوی نصیر الدین صاحب کے ضلع کا غلہ اونٹوں
خچروں پر لدوا کر موضع بینئی میں آتا تھا پھر وہاں کی چکیوں میں پسوا کر
اس کا آٹا میر حامد علی صاحب جھجانوی اونٹوں پر لدوا کر پنجتار میں ارسال
کرتے تھے پھر بعد چند روز کے امان زئی کی گڑھی سے حاجی بہادر شاہ خاں
اور رسالدار عبد الحمید خاں صاحب کا خط حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آیا مضمون
اُس میں یہ تھا کہ زبانی مخبروں کے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ درانیوں کا
لشکر چکنی میں کوچ کر کے دریائے لنڈی اُتر کے ہشت نگر میں آگیا ہے
اور یہ خبر تحقیق ہے اطلاعاً گذارش کی ہے انتہیٰ اور یہ خبر اس خط کے آنے
سے کئی روز بیشتر زبانی کئی ولایتیوں کے حضرت کو پہنچی تھی اور ان
ولایتیوں کو آپ نے واسطے مخبری کے مقرر کیا تھا پھر آپ نے دونوں
صاحبوں کے خط کا جواب لکھوا کر امان زئی کی گڑھی میں روانہ کیا اور
مضمون اُس کا یہ تھا کہ آپ نے خوب کیا جو یہ خبر ہم کو لکھی مگر یہ خبر
تمہارے خط کے آنے سے بیشتر ہم کو ہو چکی تھی اور تم خاطر جمع رکھو

انشاء اللہ تعالی عنقریب ہم بھی تمہارے پاس وہاں آتے ہیں اور جن روزوں حضرت علیہ الرحمۃ ام سے پنجتار میں آکر اور سمیں کے ملک کا غلہ جمع کرنے کی تدبیر کرنے لگے انھیں روزوں پاینده خاں نے ہرسنگھ کو ہمراہ لے کر چیتر بائی کے اوپر چڑھائی کی اور وہاں چہتر بائی میں حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی خیر الدین صاحب شیرکوٹی کو متعین کیا تھا اور جب آپ ام سے پنجتار کو چلنے لگے تب مولوی صاحب ممدوح بھی چیتر بائی سے آپ کو رخصت کرنے آئے تھے اُس وقت آپ نے مولوی صاحب موصوف سے فرمایا کہ ہماری طبیعت تو بہت چاہتی ہے کہ ہم تم کو اپنے ساتھ لے چلیں مگر تمہارے سوا ایسا کوئی شخص خیال میں نہیں آتا کہ اس کو چیتر بائی میں رکھیں سو تمہارا رہنا وہیں مناسب ہے اور یہ بھی مولوی صاحب کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جناب الہی سے مجھکو بشارت ملی ہے کہ ہم نے تجھکو اختیار دیا ہے اگر تو ملک کشمیر جانے کا ارادہ کرے تو ہم نے تجھکو وہاں کی فتح دی اور اگر تو پشور لینے کا قصد کرے تو ہم نے وہاں کی تجھکو فتح دی سو اس طور سے میری تسلی اور تشفی کر کے حضرت تو پنجتار مع الخیر تشریف لے گئے اور یہاں چند روز کے بعد پاینده خاں نے ہری سنگھ سکھ کو ہمراہ لے کر چیتر بائی پر آنے کا ارادہ کیا اور کوئی پانچ ہزار کی جمعیت سے دریائے اباسین کے قریب آپہنچا اور وہیں ڈیرہ کیا اور چار پانچ روز تک اُسی یا دورہ سا کرتا پھیرتا تھا اور لڑائی

کا موقع ڈھونڈھتا پھرتا تھا مگر ایسی کوئی جگہ موقع کی نہ ملی
کہ وہاں توپیں لگا دے اور ہر روز اس کے آدمی ادہر ادہر چھپ کر
دس پانچ بندوقیں ہمارے آدمیوں کو دیکھ کر مارتے تھے اور ہمارے
لوگ اُن پر بندوقیں مارتے تھے مگر فضل الٰہی سے کوئی آدمی یا
جانور زخمی نہ ہوا پھر آخر کو وہاں ایک ٹیکرا تھا اس پر اُنہوں نے
ایک روز راتوں رات ایک گرگج پتھروں کا باندہ کر تیار کیا اور
ایک توپ اس پر چڑھادی اور وہ ہی ایک توپ ہری سنگہ کے لشکر میں تھی
اور انھیں روزوں کے اندر اس طرف امب میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے
شیخ ولی محمد صاحب سے صلاحاً کہا کہ یہاں ہمارے پاس تو آدمی کم ہیں مگر
چھتر بائی میں مولوی خیرالدین صاحب کے پاس کچھ مدد بھیجنی چاہئے کیونکہ
وہاں صرف ساٹھ ستر آدمی ہیں اور پائندہ خاں کی جمعیت بہت ہے
اور اس کو گمان ہوگا کہ چھتر بائی میں فقط اتنے ہی آدمی ہیں اور کہیں سے
ان کی مدد نہیں آنے والی ہے سو اس کی ایک تدبیر مجکو خوب معلوم
ہوتی ہے کہ یہاں سے دن کو ہر روز سو سو آدمی جایا کریں اور رات
کو چلے آیا کریں اس میں اپنے لوگوں کو بھی تسلی اور تقویت ہوگی اور ان
پر بھی رعب ہوگا اور جانیں گے کہ ان کی مدد ہر روز آتی ہے یہ تدبیر
مولانا صاحب کی شیخ صاحب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں

تو میں لوگوں کو لے کر جایا کروں پھر انھوں کو مولانا صاحب نے اجازت
دی پھر کئی روز شیخ صاحب سو سوا سو آدمی لے کر گئے اور رات کو
چلے آئے اس میں ایک روز مولوی خیر الدین صاحب نے شیخ صاحب ممدوح
سے کہا کہ آٹا گڑھی میں کم ہے اس کی کچھ تدبیر کرو پھر ایک روز شیخ
صاحب ام سے دس یا گیارہ اونٹ لدوا کر اور سو سوا سو غازیوں سے
چہتر بائی کو چلے جب ہینٹ گلی سے نکل کر میدان میں پہنچے اور اس پار سے
پاینده خان کے لوگوں نے توپیں اور بندوقیں مارنی شروع کیں اس
میں کئی توپ کے گولے آٹے کے بوروں میں آکر لگے اور انھیں کے اندر
رہ گئے اور ایک گولہ ایک بورے میں اس زور سے آکر لگا اور آٹا اس
کا مانند غبار کے اُڑ گیا مگر سب اونٹ اور آدمی عنایت الٰہی سے بچ گئے
کوئی زخمی تک نہ ہوا مگر اور اپنے لوگ ہی ات پر بندوقیں مارتے ہوئے
سیدھے چہتر بائی کی گڑھی میں جا کر داخل ہوئے بیچ میں کہیں نہ رُکے پھر
وہاں سے جب بوروں سے آٹا نکالا گیا تب اُس میں سے تین یا چار
گولے نکلے پھر اونٹوں کو ساربان اُسی وقت خالی کر کے ام کو لے گئے
اور شیخ صاحب ممدوح اپنے آدمیوں سمیت شام تک وہاں رہے جب
رات ہوئی تب وہاں سے ام کو تشریف لائے اور پاینده خاں کے
لوگوں نے جو ٹیکرے پر گرگج باندھا تھا اس پر سے تین روز تک

گولا چلا اور ادہر چھتر بائی سے لوگ بندوقیں مارتے تھے اور گڑہی چھتر بائی
کی لب دریائے اباسین پہاڑ کے ٹیکرے پر ہے دریا کی طرف تو اس گڑہی کی
دیوار فصیل کے نیچے تھی اور دوسری طرف کی بسبب نشیب و فراز ٹیکرے کے
اونچی تھی سو اس گرگج کے توپ کا گولہ اس بلند فصیل کو توڑ کر پار
نکل جاتا تھا اور گڑہی کے نیچے فصیل پر سے ہمارے غازی لوگ بندوقیں
مارتے تھے تیسرے روز قریب کے کوئی سردار سکھوں کا چھتری لگائے ہوئے
کھڑا تھا اس میں مولوی خیر الدین صاحب نے اپنے جزائل والوں سے
فرمایا کہ اس چھتری والے کو نشانہ باندہ کر گولی لگاؤ پھر انہوں نے
جزائلیں اُسی کی طرف ماریں اس میں ایک گولی جزائل کی لگی وہ وہیں
مردار ہوا اور شام تک جزائل والوں نے مارے گولیوں کے اُس کی
لاش اٹھانے نہ دی اور اس طرف گڑہی میں مولوی صاحب ممدوح
ایک کوٹھے کی چھت توڑ کر گرگج باندہنے کی تیاری کرنے لگے رات
بھر اپنے لوگ اس کوٹھے کو مٹی سے بھرتے رہے کہ اگر گرگج تیار ہو
تو اس پر اپنے یہاں کی چھوٹی توپ بھی چڑھاویں مگر تیار نہ ہوا
اور صبح ہو گئی اور اُسی رات کو صوفی نور محمد صاحب ننگالوی نے
خواب دیکھا اور بعد نماز فجر کے لوگوں سے بیان کرنے لگے کہ میں نے آج ایک

عجیب و غریب خواب دیکھاہے کہ بھیٹ کی طرف سے ایک بڑا لشکر
چلا آتاہے میں نے اسی لشکر کے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا
ہے اور کہاں جاتاہے اُس نے کہا یہ لشکر شعیب علیہ السلام کا واسطے
مدد مولوی خیرالدین کے آیاہے پھر میری آنکھ کھُل گئی اور جنگ پڑا اُسی
روز کوئی چھ سات گھڑی دن چڑھے آپ ہی ہیبت الٰہی سے لشکر
سکھوں کا وہاں سے کوچ کر گیا انتہیٰ آپ یہاں سے پھر حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کاحال بیان ہوتاہے کہ بعد پہنچنے خط حاجی
بہادر شاہ خان کے حضرت علیہ الرحمۃ کوچ کی تیاری کرنے لگے اور
اپنے لوگوں کو فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ اسباب ضروری کی حاجت
ہو اُس کی دُرستی کرلیوے پھر پندرہ بیس روز کے عرصے میں لوگوں
نے سب سامان ضروری اپنا دُرست کرلیا پھر حضرت نے پنجتار سے کوچ
کیا اور اس وقت آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زیادہ ہونگے اس روز
آپ نے موضع شیوہ جاکر ڈیرہ کیا اور وہاں کے خان انند خاں اور
مشکار خاں نے اس روز سب کی دعوت کی اور وہ خان رزڑ اور
رزڑوں میں خدرزئی اور دوسرے روز بھی وہاں آپ نے مقام کیا
اُس دن بھی خان موصوف نے سب کی مہمانی کی پھر اس کے اگلے روز
جب آپ وہاں سے کوچ کی تیاری کرنے لگے اس وقت دو چار مُلکی لوگ

اس نواح کی بستیوں سے آنے لگے اور آپ کے شریک لشکر کے ہونے
لگے پھر اس دن موضع اسمٰعیل میں جاکر ڈیرہ کیا اور بستی والوں نے موافق
دستور اس ملک کے سب کی دعوت کی اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ
کرکے روانہ ہوئے جب کوس سوا کوس امان زئی کی گڑہی رہی وہاں رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب کوئی سو سوا سو سواروں سے آپ کے استقبال کو آئے اور
حاجی بہادر شاہ خاں بھی اُن کے ہمراہ تھے پھر سب مل کر حضرت کو امازئی
کی گڑہی میں لے گئے اور احمد خاں کاکا کی مسجد میں حضرت علیہ الرحمۃ کا ڈیرہ
کروایا اور باقی لوگوں نے رسالدار صاحب کے لشکر قریب طرف مشرق
اور شمال کے ڈیرہ کیا اور درانیوں نے ہشت نگر سے کوچ کرکے موضع
اتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اُنہوں نے
سنا کہ پنجتار سے امان زئی کی گڑہی میں آکر داخل ہوئے تب وے اتمان
زئی سے کوچ کرکے موضع ہوتی میں آکر ٹھہرے جب یہ خبر حضرت کو
ہوئی تب امان زئی کی گڑہی سے کوچ کرکے مع لشکر تورو میں تشریف
لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا اور اپنے لشکر میں ایک غازی کے پاس لاٹھی میں
گنڈاسا لگا تھا حضرت نے اس غازی سے گنڈاسا لے کر دیکھا اور فرمایا
کہ یہ بہت خوب ہتیار ہے اور خصوصاً پیادوں کے لئے سواروں کے مقابلے میں
نہایت مناسب اور کار آمدنی ہے پھر وہی نمونہ دے کر لہاروں سے

بہت سے گنڈاسے بنواکر لاٹھیوں میں لگوائے اور اپنے لشکر میں جن کے
پاس تلوار بندوق نہ تھی ان کو وہ گنڈاسے دئے اور اُس کا اپنے غازیوں
نے کفر جٹ رکھا تھا پھر ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے موضع تورو
کے مولوی عبدالرحمن صاحب کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار
سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم
ہندوستان سے اپنے گھر بار اور شہر و دیار چھوڑ کر محض واسطے جہاد فی
سبیل اللہ کے اس ملک میں آئے ہیں کہ کافروں سے جہاد کریں اور تم سب
مسلمان بھائی ہمارے شریک ہو اور یہاں کے اور مسلمانوں سے تم نے پہلے
ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے جائے تعجب ہے کہ ہم مسلمانوں کی شراکت
چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی تم کو مناسب ہے
کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ ہم کو کسی طور یہ بات منظور
نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں اگر تم نہ مانو گے تو یہ بات سمجھ لو
کہ اس میں تمہارے دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی ہم نے اپنی حجت
شرعی تم پر قائم کر دی آگے تم جانو اور بہت سے اسی طور کے کلام ہدایت
التیام مولوی صاحب ممدوح کو تعلیم کر دئے اور چار ملّا اور بھی ان کے ساتھ
گئے ان میں ایک موضع تورو کے سید تھے نام ان میں سے کسی کا یاد نہیں پھر
دعا کر کے آپ نے ان کو رخصت کیا اور وہ مکان تورو سے جہاں لشکر درانیوں کا

اترا تھا دو ڈھائی کوس تھا پھر تو یہی پانچوں شخص وہاں گئے اور تیسرے روز
وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم نے موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے سردار سلطان محمد خاں کو آپ کا پیام پہنچا دیا وہ
اپنی سرکشی اور ستمگری سے کچھ خیال میں نہ لایا اور اس کے جواب میں یوں
کلام ناصواب کرنے لگا کہ تم ہم سے ابلہ فریبی کی باتیں کرنے آئے ہو کہ سید
بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس ملک میں محض واسطے جہاد
فی سبیل اللہ کے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ نہ کرو اپنے وطن کو
چلے جاؤ ورنہ تمہارا دین اور دنیا میں نقصان ہوگا ہم ان کے ان فریبوں میں
ہرگز نہیں آنے کے بھلا ہم ان کی ایسی دینداری اور پرہیزگاری کی باتوں
کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں اول تو انھوں نے ہمارے بھائی یار محمد خاں
کو قتل کیا اور تمام مال و اسباب مسلمانوں کے لشکر کا لوٹ لیا اور علاوہ
اس کے یہ کہ احمد خاں کے موضع مردان اور ہوتی کو تاراج کیا اور چھین
لیا جہاد فی سبیل اللہ انھوں نے اسی کا نام رکھا ہے اور ہمارے بھائی یار محمد
خاں پر انھوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتحیاب ہو گئے اب
دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کریں تب ان کی للّٰہیت اور شجاعت کا حال
معلوم ہو اور دو چار دن کے عرصہ میں جو کچھ ہوگا سو دیکھ لینا یہ تمام
تقریر مولوی عبد الرحمن صاحب سے سن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

نے فرمایا کہ اب کی بار تم پھر جاؤ اور ساتھ نرمی کے ہماری طرف سے
ان کو سمجھاؤ کہ تم ناحق پر اصرار نہ کرو خدا سے ڈرو اور اس بات کو
یاد کرو کہ جب ہم اوّل ملک سندھ سے آئے اور تمہارے قلعہ قاضی میں
اُترے اور تم استقبال کر کے وہاں سے ہم کو اپنے کابل میں لے گئے اور
وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اُتارا اور ہماری ضیافتیں کیں اور ہم نے تم
لوگوں کو دعوت جہاد کی کی اور تم نے اور تمہارے بھائی یار محمد خاں
اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان
کیا کہ ہم جان و مال سے اس کار خیر میں بلا انکار تمہارے شریک ہیں اور
ان دنوں تمہارے اور تمہارے بھائی دوست محمد خاں کے درمیان
قضیہ اور فساد تھا ہم نے چالیس روز وہاں صرف للہ فی اللہ اسی واسطے مقام
کیا کہ تمہارے درمیان میں صلح کرا کے تم کو ملا دیویں کہ تم آپس کی نزاع
چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافر لاہور سے ہمارے
شریک ہو اور کافر لاہور سے لڑو کہ ترقی اسلام کی ہو مگر کسی طور ہمارے
ملانے سے نہ ملے اپنے ہی اصرار پر قائم رہے بلکہ تمہارے بھائی دوست
محمد خاں نے علانیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مسلمان ہوں حسن اعتقاد اور صفائے
دلی سے آج میں آپ کے ساتھ ملا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح
تا بہ زیست ہمیشہ رہوں گا اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں
یہ کبھی تم سے وفا نہیں کرنے کے ہم نے ان کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا پھر

جب وہاں سے تمہارے پشور میں ہوتے ہوئے اس ملک سمی میں آئے اور
بدہ سنگہ سکھ سے مقابلہ ہوا تو وہی بات جو تمہارے بھائی دوست محمد
خاں نے کہی تھی پیش آئی کہ تمہارے بھائی یار محمد خاں نے سکھوں سے
خفیہ مل کر واللہ اعلم بالصواب ہم کو زہر بھی دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و
کرم سے بچا لیا اور وقت مقابلہ کفار کے طرح دے کر آپ بھاگ گیا لڑائی
بگڑ گئی پھر بعد چند روز کے وہ خود فوج کشی کر کے پشور سے ہمارے اوپر
آیا اور ہم نے اپنے آدمی بھیج کر اسی طرح سے بہت اس کو سمجھایا مگر وہ اپنی
شامت نفس سے نہ سمجھا آخر کو مارا گیا اور اپنی سزا کو پہنچا اس میں ہماری
کون سی خطا ہے جواب تم الزام دیتے ہو کہ تم نے ہمارے بھائی کو قتل
کیا اور اس کے لشکر کا مال واسباب لوٹ لیا اور تم یہ کہتے ہو کہ تم نے
احمد خاں کے مردان اور ہوتی کو تباہ کیا اور چھین لیا یہ بھی تمہارا ہم پر
محض بہتان اور افترا ہے اس لئے کہ یہاں کے تمام ملک اور خوانین نے ہمارے
ہاتھ پر بیعت امامت کی کی اور سب نے عشر دینے کا اقرار کیا ان میں
احمد خاں بھی تھا پھر اب کی بار جب اسی عشر کے بندوبست کو سب ملک
اور خوانین بلائے گئے اور سب نے پھر از سر نو عشر دینے کا عہد و پیمان
کیا اور احمد خاں نہ آیا اور باغی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے
تم کو واسطے لڑائی کے چڑھا لایا اور ہم نے جس طرح سے تمہارے بھائی
یار محمد خاں کو بہر طور فہمائش کی تھی اس نے نہ مانا اب تم کو بھی فہمائش

کرتے ہیں اگر مانوگے تو بہتر ہے والّا تم جانو ہم پر اس کا کچھ الزام نہیں اور
جو تم یہ کہتے ہو کہ تم نے ہمارے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا اس سبب
سے تم فتحیاب ہوئے اگر دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کرو تو حال تمہاری بہادری
اور مردمی کا معلوم ہو سو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم تم سے رات کو لڑنے کا
ارادہ رکھتے ہیں اور نہ دن کو اس لئے کہ تم مسلمان ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے
کو آئے ہیں اس میں اگر تم خود زیادتی کرکے ہم پر آوگے یہ تم جانو اس
بات میں ہم ناچار ہیں اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکیگا وہ کرینگے،
اور ہم کو اُمید ہے کہ جس خدا نے رات کو تمہارے بھائی پر فتحیاب کیا تھا
وہی خدا دن کو فتحیاب کریگا مگر بات بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور
ناحق پر اصرار نہ کرو بُرائی کا انجام بُرا ہوتا ہے والسلام علی من تبع الہدیٰ
اور ایک خط دیا یہ پیام لے کر اس کے اگلے روز پھر مولوی صاحب
موصوف انھیں چاروں آدمیوں کے ساتھ سردار سلطان محمد خاں
کے پاس گئے اور وہاں سے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ ہم نے
آپ کا پیام پہنچایا اور بہر طور سردار ممدوح کو سمجھایا مگر وہ اپنی شقاوت
اور سنگدلی سے کچھ خیال میں نہ لایا اور نہ کسی بات کا مقر ہوا بلکہ اپنی
بدمزاجی سے کہنے لگا کہ ان قصوں کہانیوں کی کچھ حاجت نہیں اپنے
گھر کو جاؤ اور خبردار پھر بار دیگر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سید بادشاہ

کا پیام لانا اور یوں ہی بہت سی تقریر لایعنی اور گفتگو بے معنی کی پھر ہم
وہاں سے اٹھ کر چلے لشکر کے بعض لوگوں سے یہ بھی بات معلوم ہوئی
کہ اکثر ملک اور خوانین سمی کے خفیہ سردار موصوف سے موافق ہو گئے ہیں
اور بظاہر سید بادشاہ کے شریک ہیں اور انھیں سردار ممدوح سے یہ
بھی کہا ہے کہ سید بادشاہ یہاں تو رو میں فقط آپ ہی لشکر کے ساتھ
ہیں مولانا محمد اسمٰعیل جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبخون مارا تھا وہ
ان دنوں موضع امب میں ہیں سو حاصل مدعا یہ ہے کہ ہم نے پنجتار سے سید
بادشاہ کو حکمت عملی سے بلا کر مانند شکار تمہارے سامنے کر دیا ہے اب
تم ان سے نپٹ لو ایک بار کسی طور سے ان کے پیر مقابلہ سے ہٹا دو پھر
اس کام کے سنبھالنے کا ہمارا ذمہ ہے سو یہ خبر سن کر مزبور بہت خوش
ہوا اور جو حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا موضع اتمان زئی میں رہ
گیا تھا اس کو ساتھ تاکید مزید کے جلد اپنے پاس یہی مضمون لکھ کر بلایا
یعنی ہم نے یہاں کا کام سب درست کر لیا ہے صرف تمہارے ہی آنے
کی دیر ہے سو اس خط کے دیکھتے ہی مع لشکر یہاں چلے آؤ خلاصہ حال ان
کے یہاں کا یہ ہے جو میں نے عرض کیا ہے سو وے مفسد شر انگیز اپنے
شر و فساد سے باز نہیں آنے کے اس کی دفع کی تدبیر جو کچھ آپ سے
ہو سکے جلد کریں اور جو خوانین یہاں کے آپ کی رفاقت کا دم مارتے

ہیں کسی کا آپ اعتماد نہ کریں یہ تمام گفتگو مولوی عبدالرحمن صاحب کی
سن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارا اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے کسی بات کا اندیشہ نہیں پھر اسی روز آپ نے واسطے بلانے مولانا
محمد اسمٰعیل اور شیخ ولی محمد صاحب کے لکھا کہ ایک ملکی تعازی کے ام میں
لشکر درانیوں کا آ گیا ہے اور ہم لوگ موضع تورو میں وارد ہیں اور
سردار سلطان محمد خاں کے سمجھانے کو دو بار ہم نے اپنے آدمی بھیجے کہ ہم
بھی مسلمان ہیں اور تم بھی مسلمان ہو تم کو یہ لائق نہیں ہے کہ مسلمانوں سے
جدال و قتال کا ارادہ کرو سو خان موصوف نے کسی طور سے نہ مانا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دو ہی چار روز کے عرصہ میں ہم سے اور اُن سے مقابلہ
ہونے والا ہے سو اس خط کے دیکھتے ہی وہاں کے انتظام اور بندوبست کو
سید اکبر صاحب کو مقرر کر کے تم دونوں صاحب جلد ہمارے پاس چلے
آؤ انتہیٰ اور ایک خط آپ نے سید اکبر صاحب کو جدا بھیجا خلاصہ مضمون
اس کے کا یہ تھا کہ یہاں قریب ہی کے دو چار روز کے اندر ہم سے اور
درانیوں سے مقابلہ ہونے والا ہے اور ہم نے موضع ام سے میاں صاحب کو
یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اور شیخ ولی محمد صاحب کو اپنے پاس بلایا
ہے سو تب تک تم للہ فی اللہ وہاں کا بندوبست کرو انتہیٰ پھر جب یہ
دونوں خط حضرت علیہ الرحمۃ کے مولانا صاحب کو پہنچے اپنا خط کھول
کر پڑھا اور دوسرا خط سید اکبر صاحب کو دیا اور اُن کو وہاں کا کار دیا

سپرد کیا اور شیخ بلند بخت دینی کو قلعہ دار کیا اور مولوی خیر الدین صاحب
کو جو چتر بائی میں تھے بدستور سابق وہیں اُن کے کام پر قائم رکھا اور
اُس سے کچھ کم دو سو غازی ہمراہ لے کر آپ اور شیخ ولی محمد صاحب وہاں سے
طرف موضع تورو کے روانہ ہوئے اور موضع کپل میں گئے وہاں پیر خاں
مورایئں والے کی جماعت سے پندرہ سولہ غازی ساتھ لئے اور موضع تو پی
میں گئے اور رات کو وہاں رہے وہاں ایک ملا حضرت کے بڑے مخلصوں اور
معتقدوں سے تھے جب اگلے روز مولانا صاحب وہاں سے چلے تب چند
طالب العلموں سے ایک نشان لے کر وہ ملا بھی آپ کے ساتھ ہوئے
وہاں سے کوس ڈیڑھ سوا کوس موضع کوٹلہ پر وہیں مولوی بشیر الدین صاحب منگلوری
تھے ان کے پاس گئے اور چند آدمی اُن کے بھی اپنے ساتھ لئے اور ملا سید
میر آخوند زادہ جن کو حضرت نے اس ضلع کا قاضی کیا تھا اپنے چند
طالب العلموں سے وہ بھی مولانا صاحب کے ساتھ ہوئے پھر وہاں سے
چلتے چلتے شام کو مولانا صاحب ممدوح موضع گومٹ میں جا کر پہنچے
موضع تورو وہاں سے دو یا ڈھائی کوس ہے پھر اسی وقت مولانا صاحب
نے ایک آدمی کو واسطے اطلاع کے حضرت کے پاس روانہ کیا حضرت
نے اسی وقت زبانی اسی آدمی کے مولانا صاحب کو کہلا بھیجا کہ جب تک
یہاں سے ہمارے لوگ آپ کے پاس نہ آویں تب تک آپ وہیں تشریف رکھیں

ادہر آنے کا ارادہ نہ کریں اور اسی وقت رات ہی کو آپ نے کوئی
تین سو آدمی مسلح مولانا صاحب کے لینے کو بھیجے پھر صبح کو بعد نماز فجر
کے مولانا صاحب بڑے اہتمام اور تجمل سے تورو کو روانہ ہوئے جب قریب
موضع تورو کے پہنچے تب ادہر سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اپنے ہمراہ آدمی
لے کر واسطے استقبال کے آئے اور مولانا صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے اور
آپ نے اپنے آدمی رات کو مولانا صاحب کے لینے کو اس لئے بھیجے تھے کہ مخالفین
پر رعب ہو کہ اتنے مجاہدین نصرت قرین ہے مولانا صاحب ہی آپہنچے پھر
اس نواح کے مخالف لوگوں نے یہ خبر جا کر سردار سلطان محمد خاں کو پہنچائی
کہ اتنی جمعیت سے مولانا محمد اسماعیل صاحب بھی امب سے آکر سید بادشاہ کے
پاس داخل ہوئے پھر مولانا صاحب کے بعد اگلے روز درانیوں کی طرف
موضع اتمان زئی سے حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا بھی اپنی جمعیت سے
آپہنچا یہ خبر مخبر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے اور ہم موضع تورو میں قبل
آنے مولانا صاحب کے ایک دن یہ واقعہ گذرا کہ ان روزوں حضرت علیہ الرحمۃ
کے باورچیخانے کے داروغہ میاں عبدالقیوم صاحب تھے اور عبداللہ پھرلی
مولانا صاحب کی جماعت والے بھی باورچی خانے کے کاروبار میں شریک
تھے اور قادر بخش خاں کنجپوری والے حضرت کا کھانا پکایا کرتے تھے اور
کھانا پکانے کے فن میں وہ بڑے استاد تھے ایک روز وہ گوشت پکا
رہے تھے اور گوشت میں پانی کم تھا اس عرصے میں اذان مغرب کی ہوئی انہوں

نے حاجی عبداللہ سے کہا کہ تم گوشت کی خبر لیتے رہو میں نماز کو جاتا ہوں یہ
کہہ کر وہ نماز کو گئے حاجی عبداللہ نے گوشت کے نیچے سے آگ کھینچ کر الگ کردی
اور آپ بھی جاکر جماعت میں شامل ہوئے بعد فراغ نماز کے قادر بخش خاں آئے
اور گوشت کو دیکھا تو اس میں داغ لگ گیا تھا اُنہوں نے داغی بوٹیاں جو معلوم
کیں وہ نکال ڈالیں اور باقی بوٹیاں جو رہیں ان میں واسطے شوربے کے پانی
ڈال دیا پھر بھی اس میں جلنے کی بُو باقی رہی پھر جب کھانا تیار ہوا تب حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے آپ نے اس کو چکھ کر قادر بخش خاں سے پوچھا
کہ تم نے آج یہ کیسا پکایا ہے کہ داغ کھا گیا انہوں نے اپنا عذر بیان کیا کہ میں
حاجی عبداللہ کو گوشت سپرد کرکے نماز کو آیا اور میرے پیچھے وہ نماز کو چلے
آئے اس سبب سے گوشت میں داغ لگ گیا یہ بات سُن کر بے ساختہ خلاف
عادت شریف کے آپ کی زبان سے نکل گیا کہ تم اس کو گوشت سپرد کرکے
نماز کو گئے اس مردود نے خبر نہ لی گوشت جل گیا اور قابل کھانے کے نہ رہا یہ
سخت کلام خلاف عادت آپ کی زبان سے سُن کر جو اس وقت وہاں حاضر
تھے سب خاموش ہو رہے کسی نے کچھ دم نہ مارا پھر آپ نے گوشت کی رکابی
اٹھا کر قادر بخش کے حوالے کی اور روٹی دال کے ساتھ کھائی پھر جب آپ
کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر فارغ ہوئے اور موافق معمول کے بیٹھے اس
وقت قاضی علاء الدین اور میاں جی چشتی اور مولوی وارث علی اور مولوی امام الدین
اور حافظ صابر صاحب وغیرہم نے آپس میں کہا کہ آج اس وقت لفظ مردود
کا خلاف عادت کے زبان شریعت سے نکلا ہے ایسا سخت کلام کہنا آپ کی

لیاقت سے بہت بعید ہے اس کی اطلاع آپ کو ضرور کرنی چاہئے اور آپ نے
بارہا ہم لوگوں سے فرمایا بھی ہے کہ میں بھی بشر ہوں اگر کسی وقت کچھ بیجا کلام
خلاف شریعت کے میری زبان سے صادر ہو تو ضرور مجکو اطلاع کر دیا کرو اور
جو نہ کروگے تو روز قیامت کے تمہارا دامن گیر ہونگا سو اس بات کی اطلاع
کرنی ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی طرف سے بری الذمہ ہو جاویں پھر اسی بات پر
متفق ہو کر سب آپ کے پاس موافق دستور ہمیشہ کے آئے اور بیٹھے پھر مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی اور میاں جی چشتی صاحب نبیرہ ہانوی نے آپ کی خدمت
میں عرض کی کہ سب بھائی لوگ جو حاضر ہیں کہتے ہیں کہ آج آپ نے گوشت کے
جل جانے پر حاجی عبد اللہ کو مردود کہا یہ کلام کسی مسلمان کو کہنا کیسا ہے آپ
نے یہ سوال ان کا سن کر دیر تک سکوت فرمایا اور کہا کہ یہ بات کسی مسلمان کو
کہنی نہ چاہئے اور میری زبان سے یہ کلمہ بے اختیاری میں بیساختہ نکل گیا اور برا
قصور ہوا اور تم سب بھائیوں نے بہت خوب کیا جو اس قصور سے مجکو آگاہ کیا پھر
آپ نے حاجی عبد اللہ کو اور باورچیخانے کے سب لوگوں کو بلوایا اور بہت لوگ بھی
جماعت کے اس وقت حاضر تھے اور حاجی عبد اللہ بہت سادہ مزاج اور سلیم الطبع
صالح آدمی تھے حضرت نے ان کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ حاجی صاحب ہم تمہارے
قصور مند ہیں جو اس وقت غصے میں بے اختیار ہماری زبان سے لفظ مردود کا
نکل گیا یہ خطا ہماری للہ معاف کر دو اور ہم سے مصافحہ کرو اور وہ سنتے کم
تھے اپنے جی میں ڈر گئے اور عذر کرنے لگے کہ حضرت آپ کا سالن مجھ سے جل گیا
میں بہت نادم ہوں یہ میری خطا اب خدا کے واسطے معاف کر دیں آپ نے ان
کے کان میں زور سے پکار کر کہا کہ تمہاری کچھ خطا نہیں ہے ہم سے خطا ہوئی

کہ لفظ مردود کا ہماری زبان سے نکل گیا تم ہم کو معاف کر دو یہ بات
سُن کر اُنہوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضرت میں نے معاف
کیا آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے اور آپ
سے مصافحہ کیا پھر آپ نے اسی مجلس میں سب کے سامنے باآواز بلند کہا کہ میں
اپنی خطا سے توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسا بیجا کلام انشاء اللہ تعالیٰ میری زبان
سے نہ نکلیگا پھر بہت دیر تک بطور وعظ کے فرماتے رہے کہ ہر مسلمان بھائی
کو چاہیئے کہ اس قسم کے الفاظ چنانچہ کافر مشرک منافق مردود وغیرہ
کسی مسلمان کے حق میں اپنے منہ سے نہ نکالے اور ان لفظوں سے زبان کو
بچائے اور جو کبھی بے اختیاری سے نکل جاوے تو اسی وقت توبہ کرے ان
لفظوں سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اور اسی طرح بہت دیر تک آپ نے
الفاظ منہیات شرعیہ کا بیان کیا اس طرح آپ کی زبان ہدایت بیان
میں تاثیر تھی کہ یہ کلام رشد التیام سُن کر تمام حاضرین مجلس پر ایک
عجیب حال واقع ہوا کہ وہ تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے بعد اس کے آپ
نے دعا کی پھر سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے میں گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ آج
جو یہ لفظ حضرت کی زبان سے واقع ہوا یہ بھی حکمت الٰہی سے خالی نہ تھا
کہ اس کے ذیل میں آپ نے اور بہت الفاظ منہیات شرعیہ کا بیان کر کے
ہم سب کو خبردار کیا پھر اس کے کئی دن کے بعد جب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
موضع ام سے تشریف لائے تب بعض لوگوں نے وہ حال حضرت کے
مردود کہنے اور توبہ کرنے کا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ

کہ اولیاء اللہ کی زبان سے جو کسی وقت بسبب بشریت کے کوئی کلام
مکروہ خلاف شریعت کے نکل جاتا ہے اور وہ اس سے توبہ کرتے ہیں تو
حقیقت میں وہ کلام حکمت اور فائدے سے خالی نہیں ہوتا ہے اور نہ اس
سے ان کا مرتبہ کم ہوتا ہے بلکہ درجہ ان کا بسبب اس کے بڑھ جاتا ہے چنانچہ
حضرت آدم علیہ السلام کا گیہوں کھانا اور جنت سے نکالا جانا بظاہر تو ان
سے نافرمانی اللہ تعالیٰ کی بیشک ہوئی اور انہوں نے اپنی خطا سے توبہ کی
اللہ تعالیٰ نے وہ خطا عفو فرمائی مگر حکمت الٰہی اس میں یہ تھی کہ بسبب اس خطا
کے وہ جنت سے نکالے جاویں اور دنیا میں آویں ان سے انبیا اولیا مومن مسلمان
سب پیدا ہوں کارخانہ دنیا اور آخرت کا جاری ہوا اگر وہ جنت سے نکالے
نہ جاتے تو یہ کچھ بات نہ ہوتی یا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے ایک قبطی کا
خون ہوگیا اور وہ فرعون کے سے مدین کو بھاگ گئے اور اپنی خطا سے تائب
ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کی خطا معاف کی اور وہاں حضرت شعیب علیہ السلام
نے اپنی صاحبزادی سے ان کا نکاح کر دیا اور ایک عصا عنایت کیا پھر جب
بعد چند سال کے اپنی بی بی کو ساتھ لے کر وہاں سے مصر کو چلے اور قریب کوہ
کے پہنچے تب وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو درجہ رسالت سے سرفراز فرمایا اب خیال
کیا چاہیئے کہ اس خطا میں اور وہاں سے بھاگنے میں کیا کیا حکمتیں اللہ تعالیٰ کی
تھیں اگر وہ خطا ان سے نہ ہوتی تو یہ فوائد کیونکر ظہور میں آتے یا ان بزرگ
لوگوں کا حال مثال دریا کے سمجھنا چاہیئے کہ کبھی جب مینہ برستا ہے تو ہر طرف
سے سیلاب گندہ و ناپاک مع خس و خاشاک نالوں میں ہو کر دریا میں
جاتا ہے اور دریا کو مکدر کر دیتا ہے کہ نافہم لوگ جانتے ہیں کہ پانی دریا کا

ناپاک اور نکما ہو گیا قابل طہارت کے نہ رہا اور حالانکہ پانی میں وہ
دریا ویسا ہی بدستور رہتا ہے بلکہ پانی اس کا بڑھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ کچھ عرصے
میں وہ کدورت بھی زائل ہو جاتی ہے اور خلق اللہ کو اُس سے نفع عام اور فائدہ
تام ہوتا ہے اور اسی طور سے کئی مثالیں دے کر لوگوں کو سمجھایا انتہی۔ الغرض
جب حضرت علیہ الرحمۃ کو مخبروں سے معلوم ہوا کہ موضع اتمان زئی سے
حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا سردار سلطان محمد خاں کے پاس گیا اور
جو آپ نے گنڈاسے بنوانے کو فرمایا تھا وہ بھی بن کر درست ہوئے اور لاٹھیوں
میں لگائے گئے اور سلاح خانے میں دھرے گئے اور سب گنڈاسے قریب سو کے
تھے تب بعض بعض صاحبوں نے آپ سے عرض کی کہ لشکر میں جن بھائیوں کے
پاس بندوق اور سپر تلوار نہیں ہے اگر ایک ایک گنڈاسا ان کو مل جاوے تو بہتر
ہو آپ نے فرمایا کہ بہت خوب ضرور ہم ان کو دیویں گے پھر اس کے اگلے روز حضرت
نے وہ گنڈاسے لوگوں میں تقسیم کروا دئے اور اسی روز بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ
مسجد کے در میں لیٹے ہوئے تھے اور معمولی لوگ آپ کے گرد بیٹھے تھے ان میں بھی تھا
اس وقت ایک ہندوستانی غازی کالے خاں نام ساکن بلدہ مؤ شمس آباد آئے اور ایک تلوار
روپہلے قبضہ کی لائے اور حضرت سے کہنے لگے کہ آج آپ نے بے ہتیار والے لوگوں کو گنڈاسے
عنایت کئے ہیں سو یہ تلوار بھی کسی بھائی کو جس کے پاس نہ ہو اس کو دیدیویں اور میرے
پاس اس کے سوا دوسری تلوار باندھنے کو ہے آپ نے فرمایا جزاک اللہ اور وہ
تلوار ان سے لے لی اور میان سے نکال کر آپ اس کو دیکھنے لگے اور اس کی تعریف
کرنے لگے اور آپ کی عادت شریف تھی کہ جو کوئی شخص کچھ چیز آپ کی نذر کرتا

تو آپ اُس چیز کی ضرور تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کلام کئی بار ہم لوگوں نے آپ
کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ فرماتے تھے کہ عنایت الٰہی سے مجکو تین چیزوں کی
باخوبی شناخت ہے کہ ان میں خطا کم واقع ہوتی ہے ایک تو تلوار اور دوسرے گھوڑا
اور تیسرے آدمی سو اس تلوار کی آپ کی زبان سے تعریف سُن کر مجکو تمنا ہوئی کہ
جو یہ تلوار حضرت مجکو عنایت کریں تو میں اس کو باندھوں اور وہ تلوار تھی کہ جو موقع
کلابٹ کی لڑائی میں جو شخص کلابٹ کے مارے گئے تھے اور ان کی بندوقیں اور تلواریں
رسالدار عبدالحمید خاں کے پاس سے اٹھا آئی تھیں ان میں سے ایک تلوار باندھنے کو
میں نے بدلی تھی اگرچہ کاٹ اور گھاٹ میں اپنے موافق وہ بہی تلوار اچھی تھی مگر اس کا
قبضہ میلا اور بدقطع سا تھا اس سبب سے وہ تلوار مجکو پسند نہ تھی اور اُس وقت سید
اسمٰعیل صاحب رائے بریلوی جماعت خاص کے رسالہ دار کہ جن کے رسالے میں تھا حضرت
کے پاس بیٹھے تھے ان سے چپکے سے میں نے کہا کہ یہ تلوار جو حضرت کے ہاتھ میں ہے مجکو
دلوادو میں اس کو باندھا کروں اُنھوں نے کہا کہ ایک تلوار تمہارے پاس تو ہے
دوسری لے کر کیا کروگے میں نے کہا کہ تم کو اس بات سے کیا کام تم حضرت سے کہو
تو سہی پھر اُنھوں نے حضرت سے عرض کی کہ یہ تلوار آخر آپ کسی کو دیوینگے اس سے
تو مجھی کو عنایت ہو اس لئے کہ میرے رسالے کے یہ فتح علی عظیم آبادی چاہتے ہیں کہ اس کو میں
باندھا کروں اور ہاتھ سے اُنھوں نے میری طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کہ
کیا ان کے پاس تلوار نہیں ہے اُنھوں نے کہا ہاں ہے تو سہی مگر یہ بھی مانگتے
ہیں اس لئے کہ یہ خوبصورت ہے اور آپ نے اُس کی تعریف کی ہے آپ نے فرمایا
کہ ان کی تلوار ہم تو دیکھیں کیسی ہے میں نے اپنی تلوار حضرت کو دی آپ نے اُس
کو نکال کر دیکھا اور فرمایا کہ سید بھائی ان کی تلوار تو بہت عمدہ ہے اور بڑی
کاٹ کی ہے جو انگریزی تلوار پولادی تین سو روپے کی کاٹ کرتی ہے یہ بھی اُس

سے کم نہ کاٹے گی اور یہ تلوار اونا ہے یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان
الہام بیان سے سنتے ہی مجکو کامل یقین ہو گیا کہ یہ میری تلوار بہت عمدہ اور بہتر
ہے پھر میں نے حضرت سے عرض کی کہ میری بھی تلوار مجکو عنایت کریں اب
میں وہ تلوار نہ لوں گا آپ کے فرماتے سے یہی مجکو پسند ہے پھر حضرت نے وہ
تلوار میرے پاس کی مجکو عنایت کی اور وہ دوسری تلوار اپنے سلاح خانے
میں رکھوا دی اور تکملہ اس میرے پاس کی تلوار کے بیان کا یہ ہے کہ وہ تلوار
میرے پاس کئی برس رہی یہاں تک کہ بالاکوٹ کا واقعہ گذر گیا تب تک یہی
کہیں اس تلوار کے چلانے کا موقع نہ پڑا جب بعد واقعہ بالاکوٹ کے سب غازیوں
نے متفق ہو کر واسطے اجرائے کار جہاد فی سبیل اللہ کے شیخ ولی محمد صاحب کو
سردار کیا اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری کو ان کا نائب بنایا اور کچھ
اوپر چھ برس شیخ صاحب ممدوح اس ملک میں اس کار پر رہے اس عرصے
میں بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئیں اس کا حال مفصل بعد واقعہ بالاکوٹ کے لکھا
جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ ان میں کئی جگہ اس تلوار کے چلانے کا اتفاق پڑا اور واقع
جیسا کہ اس کا کاٹ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور قیمت میں وہ
تلوار یہاں چھ روپے سے زیادہ کی نہ تھی مگر آپ کے فرمانے کی برکت سے
کاٹ اس کا اصیل قیمتی تلواروں کا سا تھا پھر حضرت مولانا و مرشدنا مولوی
نصیر الدین صاحب داماد مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مغفور کے دہلی سے
ہجرت کر کے ملک سندھ میں گئے اور کئی قاصد شیخ ولی محمد صاحب کے بلانے
کو بھیجے اور شیخ صاحب مع جماعت وہاں سے مولانا صاحب ممدوح کے

کے پاس آئے اور کچھ کم تین برس ان کے کاروبار میں شریک رہے پھر جب
مشیت الہی سے وہ کاروبار درہم برہم ہوگیا اور مولانا صاحب واسطے کسی مصلحت
کے وہاں سے ہندوستان کو چلے آئے اور وہاں ہم لوگوں پر کھانے کپڑے کی
نہایت تکلیف ہونے لگی اور مجموعہ لوگوں کا پراگندہ ہوگیا اکثر لوگ جابجا
چلے گئے صرف تیس چالیس آدمیوں سے شیخ صاحب موصوف وہاں ڈیرہ غازی
خاں میں رہ گئے پھر وہاں سے بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس پیرکوٹ میں
چلے آئے اور مفلسی کا حال ہم لوگوں پر اسی دستور رہا اس افلاس میں شیخ
صاحب موصوف کی اجازت سے میں نے وہ تلوار میر علی مراد کے نیچے کوٹ
میں جاکر ایک مسلمان ملتانی سوار کے ہاتھ بیچی اس طرح وہ تلوار مجھ سے
جدا ہوئی انتہیٰ اور وہ کالے خاں جو ایک تلوار حضرت کے پاس سے لائے تھے
جس پر میں نے اس اپنے پاس کی تلوار کا بیان کیا وہ کالے خاں موضل تھے
جو بعد لڑائی چھتر بائی کے ناخوش ہوکر طرف ہندوستان کے چلے گئے تھے حال
پھر آنے ان کے کا یوں ہے کہ انھیں دنوں جب حضرت علیہ الرحمۃ موضع امب سے
پنجتار میں آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ایک روز وہیں حضرت کے
پاس کالے خاں آکر حاضر ہوئے اور حضرت سے ملے اور بہت سا عذر معذرت
کرکے اپنی خطا سے اور تائب ہوکر پھر انھوں نے حضرت کے دست مبارک پر تجدید
بیعت کی کی آپ نے ان سے پوچھا کہ خان بھائی اتنے دنوں آپ کہاں
رہے اور پھر یہاں کیونکر آئے انھوں نے عرض کی کہ میں آپ کے یہاں
سے اپنے دل میں امرسر کا ارادہ کرکے چلا کہ وہاں رسالدار محمد سعید خاں
کے پاس جاؤں جب میں شہر امرسر میں پہنچا تو وہاں ایک درویش

مجذوب مجکو دیکھ کر آپ ہی آپ اپنی بڑ میں کہنے لگا کہ دیکھو خلیفہ کو
پہاڑوں میں چھوڑ کر یہ غازی چلا آیا اس کی یہ بات سن کر مجکو اپنے
دل میں کمال ندامت اور شرمندگی ہوئی کہ فی الحقیقت یہ مجھ سے بری
حرکت ہوئی پھر میں وہاں سے محمد سعید خاں کے ڈیرے پر گیا وہاں لوگوں
سے معلوم ہوا کہ خان ممدوح لاہور میں ہیں پھر میں وہاں سے لاہور کو
گیا اور خان موصوف سے ملا اُنہوں نے میرے آنے کا سبب پوچھا
میں نے کہا کہ وہاں میری طبیعت گھبرائی اور دل میں یہ بات آئی کہ ہندوستان
کو جاؤں بلکہ حضرت امیر المومنین نے مجکو بہتیرا سمجھایا کہ تو نہ جا مگر میرے خیال
میں نہ آیا پھر میں چلا آیا اور اس مجذوب کی بات کا بھی بیان کیا کہ اس نے
مجکو دیکھ کر یوں کہا یہ تمام حال سن کر محمد سعید خاں نے مجکو بہت سی ملامت
کی کہ بڑے حیف کی بات ہے کہ یہاں ہم لوگ تمنا رکھتے ہیں کہ سید صاحب ہم کو
یاد فرماویں تو ہم یہ نوکری چھوڑ کر وہاں جاویں اور اس کارِ خیر میں شریک ہوں اور
تم کو سید صاحب آپ سمجھاتے تھے کہ نہ جاؤ اور تم چلے آئے تم سا بھی کوئی بیوقوف
اور ناداں ہوگا سو اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم وہیں جاؤ اور سید صاحب
سے اپنی خطا معاف کراؤ اس میں تمہاری دنیا اور آخرت کی بہتری ہے اس وقت
ان کے سمجھانے سے میری آنکھ سی کھل گئی کہ رسالدار صاحب سچ کہتے ہیں پھر
میں وہاں سے اس طرف چلا آیا میرے آنے کا یہ سبب ہے یہ تمام کالے خاں کی
سرگذشت سن کر حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم نے کیا جو تم وہاں سے
چلے آئے اور آپ نے ان کے واسطے دعا کی پھر وہ کالے خاں لشکر میں رہنے لگے اور

حضرت کی دعا کی برکت سے ایسا حال ان کا مبدل ہو گیا کہ نہایت اُن
کے مزاج میں صلاحیت آگئی اور بڑے بزرگ ہو گئے اور اُن کے پاس ایک
ٹٹو تھا جس پر سوار ہو کر آتے تھے ایک روز وہ حضرت کے پاس آکر کہنے
لگے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ہر وقت میں آپ ہی کے پاس حاضر رہوں مگر کیا کروں
اپنے ٹٹو کے دانے گھاس میں لگا رہتا ہوں اس سے فرصت نہیں ملتی ہے سو
وہ ٹٹو جس کو آپ مناسب سمجھیں اس کو حوالہ کریں اور میں آپ کی خدمت میں
رہا کروں جب کہیں کام پڑے اس وقت آپ مجھکو کوئی ٹٹو عنایت کریں یہ
سُن کر آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو گھوڑا دیویں گے پھر آپ
نے ان کا ٹٹو اور کسی غازی بھائی کو دیدیا اور کالے خاں نے اپنا بستر
لاکر حضرت کے پاس لگایا اور حضرت نے لنگر باورچیخانے سے اُن کے واسطے
کھانا مقرر کر دیا انتہیٰ القصہ پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے آنے کے بعد دوسرے
روز بعد نماز عشا کے مخبر نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ سردار سلطان
محمد خاں سے نجومیوں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم
اپنا کچھ لشکر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور ادھر ادھر برگشت،
کر کے چلے آؤ پھر اس کے اگلے روز ان سے مقابلہ کرو تمہاری فتح ہو گی
سو کل ان کا لشکر ضرور آویگا آپ ہوشیار رہیں آپ نے لشکر کے
کچھ سوار و پیادے اسی طرف واسطے طلیعہ کے مقرر رہتے تھے یہ خبر سُن کر
حضرت نے کچھ سوار اور پیادے اور بھیجدئے پھر اس کے اگلے روز بعد نماز

فجر کے حضرت علیہ الرحمۃ مسجد میں بیٹھے ہوئے انھیں درانیوں کا بیان کر
رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کارخانے دیکھئے کہ ہم ہندوستان سے ہجرت کرکے
اس ملک میں اس نیت سے آئے تھے کہ یہاں سب مسلمانوں کو متفق کرکے
کافروں سے مقابلہ کریں سو بڑے افسوس کی جگہ کہ کفار تو در کنار مسلمان
ہی لوگ مخالف اور دشمن جانی ہوگئے اور ہم سے لڑنے کو تیار ہوئے اور ہم
تو کسی طرح نہیں چاہتے ہیں کہ مسلمانوں سے لڑیں چنانچہ سلطان محمد خاں
ہی کو کئی بار ہم نے مولوی عبدالرحمن کو بھیج کر فہمائش کروایا مگر ایسے
نفس و شیطان نے اس کو شر و فساد پر آمادہ کیا کہ کچھ اس کے ذہن میں
نہ آیا خیر مشیت الٰہی اگر یوں ہے تو ہم ناچار ہیں جو کچھ ہوگا دیکھ لینگے
اسی طور کی باتیں آپ افسوس کر کر کے کہہ رہے تھے اور کوئی گھڑی ڈیڑھ
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ اپنے طلیعہ والوں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتے
ہوئے حضرت کے پاس آپہنچا اور کہنے لگا کہ لشکر درانیوں کا آتا ہے
آپ ہوشیار ہو جاویں یہ خبر سن کر حضرت نے حکم دیا کہ شتری نقارہ
بجا دویں کہ اپنے لوگوں کو خبر ہو جاوے پھر نقارہ بجا جلد لوگ تیار ہو کر
اسی طرف کو روانہ ہونے لگے اور حضرت بھی تیار ہو کر چلے اور موضع تورو
سے نکل کر کوئی آدھ کوس پر جا کر جمع ہوئے وہیں نگہبانی والے اپنے

سوار و پیادے تھے پھر سردار سلطان محمد خاں ادہر سے آتے آتے
کوئی پاؤ کوس کے فاصلے پر مع لشکر کھڑا ہوا اور ادہر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ اپنا لشکر لئے کھڑے تھے پھر بعد تھوڑی دیر کے ادہر سے
ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضرت کی طرف آیا لوگوں نے حضرت سے
اجازت چاہی کہ اس کو روکیں؟ آپ نے فرمایا کہ مت روکنا کچھ ضرور نہیں
اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ ہے آنے دو دیکھا چاہئے کس واسطے آتا ہے پھر
وہ آتے آتے ہمارے لشکر کے لوگوں میں آیا اور اُن سے پوچھ کر حضرت
کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج
تو ہم یوں ہی بطور سیر و تماشے کے آئے ہیں مگر کل ہم آپ سے مقابلہ کرینگے
آپ نے اس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہہ دینا
کہ وہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل اور جو تم آپ چڑھ
کر جاؤ گے اس میں ناچار ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کریگا دیکھ لینگے پھر وہ سوار
حضرت کے پاس سے اپنے لشکر کو چلا گیا اور جب وہاں جا کر پہنچا اسکے
بعد سلطان محمد خاں اپنا لشکر لے کر ادہر گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ اپنے
لوگوں کو لے کر تورو میں تشریف لائے پھر اسی روز بعد نماز ظہر کے میں
لشکر سے اپنے ہیلہ دار سید اسمٰعیل بریلوی کے ڈیرے پر گیا اور میں نے
ان سے کہا کہ کل درانیوں کا مقابلہ ہے اور لڑائی میدان کی ہوگی

۱۸۰۹

اور میرے پاس گھوڑا ہے سو تم اس کو اور کسی بھائی کو دیدو اور میں
پیادوں میں حضرت کے پاس رہونگا اُنھوں نے خفا ہو کر مجھ سے کہا
کہ گیارہ مہینے تک تم اس پر سوار ہوئے اور آج بر وقت لڑائی کے ؛
مجھ سے کہتے ہو کہ میرا گھوڑا اور کسی کو دیدو بھلا اب اس وقت میں
گھوڑا کس کو دیدوں اور کون اس کو لیگا جیسے تم کو خیال ہے کہ میں
پیادوں میں حضرت کے ساتھ رہوں یوں ہی ہر شخص چاہتا ہے سو تم
اپنے گھوڑے پر آپ ہی رہو اس وقت کسی کو دینا مناسب نہیں ہے یہ
بات سُن کر میں چپ ہو رہا اور ان کے پاس سے اٹھ کر حضرت کی مجلس
میں جا بیٹھا اور بھی بہت لوگ وہاں آپ کے پاس حاضر تھے ولیکن میں
اپنے دل میں متفکر اور متردد تھا کہ اب کون سی تدبیر کروں اس عرصے
میں اذان عصر کی ہوئی حضرت نے نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے
آپ اسی مسجد میں موافق عادت ہر روز کے بیٹھے اور لوگ بھی بیٹھے ان میں میں
بھی تھا اُس وقت میرے دل میں آیا کہ تو اپنا حال حضرت سے تو عرض
کر جو کچھ وہ فرماویں ویسا کرنا اُس وقت سید اسمٰعیل بریلوی میرے
بہلہ دار وہاں حاضر نہ تھے پھر میں نے حضرت سے عرض کی کہ میں
رسالدار عبدالحمید خاں کے ہمراہ سواروں میں ہوں سو کل درانیوں
کا مقابلہ ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس کا گھوڑا اور کسی

بھائی کو دیدیویں اور میں پیادوں میں آپ کے ساتھ رہوں یہ
بات سُن کر آپ نے بطور پیار کے سر میرا پکڑ کر ہلایا اور پوچھا
کہ سبب کیا ہے جو آج گھوڑا چھوڑتے ہو میں نے عرض کی کہ درانیوں
کا مقابلہ ہے اور وہ سواری کے فن میں بڑے مشاق اور اُستاد ہوتے
ہیں اور مجکو اس فن میں مہارت اور مشق جیسی چاہیے ویسی نہیں ہے اسی واسطے چاہتا
ہوں کہ پیادوں میں آپ کے ہمراہ رہوں آپ یہ بات سُن کر کچھ دیر
سکوت میں رہ گئے اور ایک شخص عبداللہ خاں نام میرے بہیلے کے حضرت
کے قریب بیٹھے تھے اور وہ سواروں کا کرتب بھی خوب جانتے تھے پھر
آپ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ عبداللہ خاں ان کا گھوڑا
تم اپنی سواری میں رکھو انھوں نے قبول کیا پھر میں نے آپ سے عرض
کی کہ آپ میرے بہیلے دار سید اسمٰعیل صاحب سے بھی فرما دیجئے کہ ہم نے
فتح علی کا گھوڑا عبداللہ خاں کو دیا ہے آپ نے اُسی وقت سید اسمٰعیل صاحب
سے بلا کہہ دیا انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنا گھوڑا اور اس کا ساز و
یراق عبداللہ خاں کو سپرد کردو پھر میں عبداللہ خاں کو وہاں سے اپنے
ساتھ لے گیا اور اپنا گھوڑا مع ساز وسامان سپرد کردیا اور میں نے
وہاں سے اپنا بستر لاکر حضرت کے پاس لگایا بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے اُسی مسجد میں سب لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جن بھائیوں
کو مہارت سواری میں کم ہو اور گھوڑے پر ان سے کام سپاہگری

کا خاطرخواہ نہ بنے وہ اپنا گھوڑا اور بھائیوں کو حوالہ کریں ہم کو
یہ منظور نہیں کہ خواہ مخواہ گھوڑے پر اپنی جان کھودیں اور جن بھائیوں
کے پاس گھوڑا نہیں ہے اور اُن سے پیادوں میں کار لڑائی کا
باخوبی نہ بنے وہ ہم سے کہیں ہم ان کو گھوڑا دیویں آپ کا یہ کلام ہدایت
التیام سُن کر چند صاحبوں نے عرض کی کہ آپ ہمارا اور کسی کو دلوادیں
ہم پیادوں میں رہینگے اور کئی بھائیوں نے آپ سے گھوڑے کی درخواست
کی کہ ہم سے پیادوں میں کام لڑائی کا نہ بنے گا پھر آپنے اُن سواروں
سے کہ نام ان کے یہ ہیں شیخ فتح علی اور مولوی مظہر علی اور مولوی یاد علی
اور مولوی قمرالدین اور مولوی عثمان یہ پانچوں عظیم آباد کے اور چھٹے
مدد علی غازی پوری کو گھوڑے ان پیادوں کو دلوادے اور وہ
پیادے یہ ہیں دیندار خاں اور بہادر علی خاں اور شمشیر اور حسن خاں
بنارسی اور دین محمد عظیم آبادی اور عبداللہ خاں کہ وطن ان کا یاد نہیں
اور سردار سلطان محمد خاں اپنا لشکر لئے ہوئے موضع ہوتی میں پڑا
تھا اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ مع لشکر ظفر پیکر موضع تورو
میں تشریف فرما تھے اور ان دونوں بستیوں کے بیچ میں موضع ماہیار
اور اس کے کنارے جانب مشرق ایک چشمہ دار پانی کا نالہ تھا اور
اس کے کنارے جانب مشرق ایک چشمہ دار پانی کا نالہ تھا اور کئی

روز آگے سے ماہیار میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لشکر کے چند
قندھاری واسطے محافظت کے متعین کر دیئے تھے وہ وہاں شب و
روز رہتے تھے اور ماہیار اور تورو کے درمیان شیشے کے لوگ مقرر تھے
پھر اسی روز جب بعد فراغ نماز عشا کے موافق معمول کے لوگ حضرت
علیہ الرحمۃ کے مجلس میں جا کر بیٹھے اس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے
حضرت سے عرض کی کہ کل سردار سلطان محمد خاں نے آپ سے وعدہ
لڑائی کا کیا ہے ایسا نہ ہو کہ کل سویرے آ کر اس نالے اور موضع ماہیار
پر اپنا بند و بست کر لیں تو پانی اور وہ بستی ہم سے چھوٹ جاوے اور
ماہیار کے گرد کچی دیوار ہے واسطے لڑائی کے بڑے موقع کی جگہ ہے سو
آپ اس کا کچھ تدارک ضرور کریں آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب بات تو
تم نے بہت بہتر کہی جس قدر مناسب ہو اس قدر وہاں آدمی متعین کر دیئے
جاویں مولانا صاحب نے کہا کہ کوئی دو سو غازی وہاں بھیج دیجئے اتنے
کافی ہیں اس وقت ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین بھی وہاں حاضر تھے
آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں سے جا کر اس نالے
پر اپنا مورچہ کرو اور ہم نے تم کو اس کا رئیس متعین کیا ہم سے اور درانیوں سے
کیسا ہی سخت مقابلہ پڑے مگر تم اس نالے کو نہ چھوڑنا پھر وے دونوں
صاحب اسی وقت دو سو آدمی قندھاری وغیرہ کو گولی بارود اور ساز
مع ذوق سے تیار کر کے لے گئے اور وہاں نالے پر جا کر اپنا مورچہ کیا

اور اُسی وقت آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں کو واسطے سواروں کے اور ہر جماعت دار سے واسطے پیادوں کے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنے لوگوں سے بتاکید شدید کہہ دیویں کہ آدھے لوگ تو سو ویں اور آدھے ہتیار باندھ کر تیار اور ہوشیار اور بیدار رہیں رات کا وقت ہے اور لشکر مخالفین کا قریب پڑا ہے یہ تدبیر کر کے آپ آرام فرمانے لگے اور تمام پیادہ و سوار رات بھر بیدار اور ہتیار باندھے ہوشیار رہے شاید کوئی کوئی دو چار گھڑی سوئے ہوں پھر جب اذان صبح کی ہوئی وضو کر کے لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور اُس وقت بہ نسبت اور دنوں کے جماعت میں نمازیوں کی بڑی کثرت تھی پھر بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ نے دیر تک ننگے سر ہو کر ساتھ کمال الحاح و زاری اور عجز و انکساری کے جناب باری میں دعا کی اور طرح طرح کے الفاظ سے آپ دعا میں پروردگار کی جباری اور قہاری اور اپنی ناتوانی اور خاکساری کا بیان کرتے تھے کہ مارے رقت کے تمام حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسا ایک حال لوگوں پر اُس وقت واقع تھا کہ بیان اس کا تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے پھر جوں ہی دعا کر کے آپ نے اپنے دست مبارک منہ پر پھیرے وہیں ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کی کہ میں اہیار کے نالے پر سے ملا لعل محمد قندھاری کا بھیجا ہوا آپ کی اطلاع کرنے کو آیا ہوں

کہ ادہر موضع ہوتی میں لشکر درانیوں کا نقارہ ہوا ہے آپ بھی اپنے
کار سے ہوشیار ہو جاویں پس یہ خبر دے کر تو وہ شخص طرف ماہیار نہ
کے روانہ ہوا تھوڑی دیر گیا ہوگا کہ اس عرصے میں وہیں سے دوسرا
آدمی آپہنچا اور اس نے حضرت سے عرض کی کہ ادہر درانیوں کے لشکر
میں دوسرا نقارہ ہوا ہے یہ خبر سن کر آپ نے رسالدار عبد الحمید خاں
سے کہلا بھیجا کہ تم بھی اپنے یہاں نقارہ بجا دو اور جلد اپنے سواروں سے
تیار ہو کر یہاں ہمارے پاس آجاؤ پھر یہ خبر رسالدار ممدوح کے
پاس پہنچتے ہی نقارہ بجا اور سوار لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار
ہو کر آنے لگے اور تورو کی جانب شمال میدان میں جمع ہونے لگے اور
حضرت علیہ الرحمۃ آپ بھی تیاری چلنے کی کرنے لگے اور تمام پیادے
بھی سواروں کو میدان میں دیکھ کر اپنے اپنے ڈیروں سے تیار ہو کر وہیں
جمع ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ پوشاک پہن اور ہتیار باندہ کر اسی مسجد
میں بیٹھے تفصیل آپ کے کپڑوں کی اور ہتیاروں کی یہ ہے کہ سپید پگڑی
حیدری کی بہت عمدہ اور باریک آپ کے سر مبارک پر تھی اور بادامی
بوٹی کی لنگی کا سپید پائجامہ اور بہت باریک صحن کا دوسرا انگا آپ
پہنے تھے اور اسی کا پٹکا کمر میں باندھے تھے اور اس کے اوپر ایک پیشوری
لنگی سرخ کناروں اور باریک سیاہ دھاریوں کی باندھے تھے اور یہ

تمام کپڑے سوائے لنگی کے شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی کے بھیجے
ہوئے تھے اور قدیمی سنت ہاتھ پہلو ولایتی جوڑی تمنچے کی اور ایک بہت
عمدہ پولادی جوہردار چھری شیرماہی کے دستے اور کمختی میان کی آپ
کی کمر میں تھی اور جو دمتماچہ ہوتی کی لڑائی سے غنیمت میں آیا تھا
وہ بھی آپ کمر میں باندھے تھے اور دو شخص آپ کی دو رفل لئے ہوئے
تھے اور وہ دونوں جماعت خاص کے تھے ایک تو حافظ صابر صاحب
شیخ عبدالحکیم صاحب پھلتی کے بھیلے کے ان کے پاس وہ رفل ولایتی تھا
جو نتھو خاں قندھاری نے لکھنؤ میں حضرت کی نذر کیا تھا اور دوسرے
شرف الدین بنگالوی مولوی امام الدین صاحب بنگالوی کے بھیلے کے اور
ان کے پاس وہ رفل جوہردار جو حضرت عرب سے لائے تھے اور یہ دونوں
سیر و سفر میں حضرت کے ہمراہ رکاب رفل باندھ کر داہنے بائیں چلتے تھے
اس تمام تیاری سے حضرت مسجد میں بیٹھے تھے کہ اس عرصہ میں ایک
جوان لعل محمد قندھاری کے پاس سے آیا اور یہ خبر لایا کہ موضع ہوتی سے
سردار سلطان محمد خاں کا لشکر اس طرف کو آتا ہے اور میں دیکھ کر
آپ کے پاس واسطے اطلاع کے آیا ہوں یہ خبر سن کر آپ اٹھ
کھڑے ہوئے اور مسجد کے باہر تشریف لائے اور وہاں میدان میں
بیٹھ گئے اس عرصے میں سید ابو محمد صاحب نصیر آبادی آپ کی بی بی

صاحبہ معظمہ مکرمہ کے خالہ زاد بھائی کہ بانکوں میں مشہور تھے اپنا گھوڑا
تھان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب
جس روز سے میں آپ کے ساتھ لینے گھر سے نکلا ہوں اور آج تک
میرا یہی خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتہ دار ہیں میں بھی ان کے ساتھ
رہوں جوان کا اللہ تعالیٰ کہیں عروج کریگا تو بسبب ان کے میرے لئے
بھی ترقی اور بہبودی ہو گی نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ
کچھ ثواب جان کر مگر اب اس وقت میں نے اُس خیال فاسد اور ارادہ
کاسد سے توبہ کی اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر اب واسطے رضامندی
اللہ تعالیٰ کی بیعت جہاد کرنے کو آیا ہوں سو آپ مجھ سے بیعت لیں اور
میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجکو اس نیت اور ارادے پر ثابت قدم
رکھے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے بیعت لی اور ان کے لئے دعا کی اس
وقت تمام حاضرین لوگوں پر مارے رقت کے ایک حال عجیب واقع تھا کہ ہر
ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر بعد فراغ دعا کے سید ابو محمد
صاحب حضرت سے مصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے اور میں بھی اُن
کے ہمراہ چلا اُس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور مجکو اُن
سے نہایت محبت تھی پھر انھوں نے بسم اللہ کر کے اپنا داہنا پاؤں رکاب
میں رکھا اور با آواز بلند پکار کر کہا کہ سب بھائیو اس بات کے گواہ رہنا
کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان و شوکت او خواہش نفس

کے لئے سوار ہوتے تھے خدا کا واسطہ اس میں کچھ نہ تھا مگر اس وقت
ہم محض واسطے خوشنودی اور رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی بہ نیت جہاد
اس گھوڑے دونو پر سوار ہوتے ہیں اس وقت میں نے بائیں ہاتھ
سے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا جس نے اپنا داہنا ہاتھ
ان کو دیا وہ پکڑ کر سوار ہوئے اور برچھا کندھے پر دہر کر چلے اور
سواروں کے پرے میں جا کر کھڑے ہوئے اور کیفیت حال اول
ان کی مفصل یوں ہے کہ پہلے وہ لکھنؤ میں شیخ اہل اللہ مکیدان کی
پٹالن میں خمدار تھے پانچ روپے کی شرح کے اور بہت بانکی
ترچھی وضع سے رہتے تھے اور آنکھ ناک روپ رنگ میں بڑے
خوبصورت جوان تھے اور ایک جوڑا ایرا درباری بہت نفیس ہمیشہ
ان کی گھڑی میں بندھا ہوا تیار رہتا تھا اور گھوڑا پھیرنے اور
اوگی لگانے کے بڑے استاد تھے بڑے بڑے چابک سوار اُن
کی اُستادی کے قائل تھے زمین میں میخ گاڑ کر اُس پر گھوڑے
رکھتے اور اوگی سے صاف اڑا دیتے کیا امکان کہ اوگی میں لگے
اور آپ ہی گھوڑا ملتے اور سیئے کرتے اور جتنے مکیدان ممدوح کے گھوڑے
تھے سب کو یہی پھیرتے اور درست کرتے اور وہ مکیدان موصوف ان
کی نہایت قدر و منزلت کرتے تھے اور بڑی عزت و توقیر سے اپنے

پاس رکھتے تھے اور جو کام بھاری سرکاری درباری ہوتا وہ معتبر
اور معتمد اور امین جاکر انھیں کو بھیجتے تھے اور یہ انھیں کے گھوڑے پر
سوار ہو کر جاتے تھے اور باخوبی خاطر خواہ وہ کام بنا لاتے تھے
اور وہی اپنی درباری پوشاک پہن کر سرکار دربار میں تشریف لیجاتے تھے
پوشاک دیکھ کر نادانستہ لوگ گمان کرتے تھے کہ سو ڈیڑھ سو روپیے
سے ان کا مشاہرہ کم نہ ہوگا اور ایسی ان کے مزاج میں لطافت اور نفاست
تھی کہ کسی کے ہاتھ کا پکایا کھانا ان کو پسند نہ آتا تھا اپنے ہی ہاتھ سے
دن رات میں ایک بار کھانا پکا کر کھاتے تھے اور ہر ایک کھانا بہت بامزہ
اور نفیس پکاتے تھے کہ اس فن کے جو استاد تھے وہ تعریف کرتے تھے کہ
کھانا کیا اکثر فنوں میں مہارت کمال رکھتے تھے اس طرح سے اپنے ہاتھ
کپڑے قطع کرتے اور سیتے کہ دیکھ کر بڑے بڑے استاد درزی حیران رہتے
تھے کہ یہ کاریگری انھوں نے کس سے سیکھی ہے اور روئی بھی لحاف توشک
دگلے مرزائی وغیرہ میں ایسی برابر اور خوبصورت بھرتے تھے کہ ندافوں کی عقل
دیکھ کر دنگ ہوتی اور بندرہ بیس وضع کی پگڑی باندھتے تھے اور اپنے
ہی ہاتھ سے پرتلہ کیسیان سنگڑا گھوڑے کا سب ساز و براق سی لیتے
اور آپ ہی اپنا خط آئینہ سامنے رکھ کر بنا لیتے تھے اور ان فنوں کے سب اوزار
بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور غرارہ دار پاجامہ اور چست انگرکھا پہنتے
تھے اور بیچ میں تھوڑی ڈاڑھی کتر کر صاف رکھتے تھے اور باوجود

اس بانکپن کے کبھی اُنہوں نے اور بانکوں کی طرح سر پر بال نہیں
رکھے اور نہ کبھی حقہ پیا اور نہ کوئی نشہ کی چیز کھائی پی اور نہ کبھی کسی
نامحرم عورت کی طرف بُری نگاہ سے دیکھا اور نہ تمام عمر زناکاری
اور رنڈی بازی کے نزدیک گئے اپنے بستر کے آشنا تھے اور بستر چھوڑ
کر بے ضرورت کہیں نہیں جاتے اور ہر ایک غربا اور شرفا اور یگانہ وبیگانہ
کی بیمارداری اور خدمتگزاری میں اصلا کراہت اور کاہلی نہ کرتے اور
نہ عار ننگ رکھتے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے اور ان کو
کھلاتے اور اُن کا بول وبراز اٹھاتے اور طبیعت میں ذرا گھن نہ لاتے
اور خوش اخلاق اور نیک ایسے تھے کہ کبھی کسی سے جھگڑا بکھیڑا نہ کیا
اور ہر یار و آشنا اپنے دل میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ
مجھی سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور سید ابوالحسن صاحب نصیرآبادی جو
دادا ابوالحسن کرکے مشہور تھے وہ بھی اسی پٹیالہ میں ایک دستے کے
جمعدار تھے جس میں سید ابو محمد صاحب تھے اور جب ایام مبارک فرحام
میں حضرت علیہ الرحمۃ تکیہ شریفہ پر تشریف شریف رکھتے تھے تو کبھی
کبھی وہ دونوں صاحب جب اپنی پٹیالہ سے رخصت لے کر نصیرآباد
میں آئے تب حضرت کی ملاقات کو بھی تکیہ شریفہ پر تشریف لاتے
تھے سیکڑوں آدمی وہاں ہوتے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ ان کی بہت

بہت خاطرداری اور قدر و منزلت کرتے تھے اجنبی لوگ ان کی وضع
اور پوشاک اور حضرت کی خاطرداری کو خیال کرکے متحیر ہوتے اور
حضرت سے پوچھتے کہ یہ کون صاحب ہیں آپ فرماتے کہ یہ ہمارے
بھائی ہیں یہ سن کر لوگ اور بھی تعجب کرتے اور کہتے ہیں کیسے آپ
کے بھائی ہیں جن کی یہ وضع اور پوشاک، آپ فرماتے کہ ان کو یہی
وضع اور پوشاک خوش آتی ہے یہ سن کر لوگ خاموش ہو رہتے اور
جو کوئی کبھی ان سے کچھ کہتا کہ تم نے یہ کیا اپنے سب لوگوں سے نرالی
وضع نکالی ہے تو حضرت اس کو روک دیتے کہ خبردار ان کو چھیڑا
نہ کرو اسی وضع پر رہنے دو اور دادا سید ابوالحسن صاحب بڑے
سلیم الطبع اور سادہ وضع اور کم سخن شخص تھے اور انھوں نے حضرت
سے اس وقت بیعت کی تھی جب حضرت نوجوان بلکہ تمام چہرۂ مبارک
پر آپ کے ڈاڑھی نہیں آئی تھی اور نہ اس وقت اس طرح آپ
کی ہدایت اور کرامت کی شہرت تھی پھر جب حضرت نے تکیہ شریف
سے ہجرت کی تیاری کی تب سید ابو محمد صاحب اور دادا ابوالحسن
صاحب بھی لکھنؤ سے نوکری چھوڑ کر حضرت کو رخصت کرنے آئے
اور حضرت کے ساتھ چلے جو کوئی پوچھتا کہ سید ابو محمد صاحب کیا
تم بھی ہجرت کرکے جہاد کو چلوگے تو کہتے کہ میں تو نہیں جانتا کہ ہجرت
اور جہاد کس کو کہتے ہیں ہمارے بھائی میاں صاحب جاتے ہیں

ہم نے کہا کہ ہم بھی دلمؤ تک پہنچا آویں اور یہی بات دلمؤ تک پہنچانے
کی دادا ابوالحسن صاحب بھی کہتے پھر جب حضرت نے دلمؤ سے کوچ
کر کے آگے کو روانہ ہوئے تو یہ بھی دونوں صاحب چلے لوگوں نے کہا
کہ اور لوگ تو حضرت کو رخصت کر کے دلمؤ سے چلے گئے آپ ان کے ساتھ
نہ گئے اُنھوں نے کہا کہ باندے تک تو اور چلتے ہیں پھر وہاں سے جو
کچھ ہوگا سو ہوگا پھر جب حضرت باندے میں پہنچے تب اُنھوں نے
گوالیار تک کا وعدہ کیا اور گوالیر میں جب پہنچے تب کہا کہ ٹونک سے
رخصت کرینگے جب مع الخیر ٹونک میں حضرت علیہ الرحمۃ داخل ہوئے
تب لوگوں نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے اُنھوں نے کہا کہ اتنی دور
آئے ہیں اب یہاں سے چار منزل اجمیر ہے یہ بھی تو میاں صاحب کی
بدولت دیکھ لیں غرضکہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی زبان سے ہرگز
یہ نہ کہا کہ ہم نے بھی واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے ہجرت کی ہے مگر
جب حضرت اجمیر سے آگے بڑھے اور وہ نہ پھرے تب لوگوں کو
معلوم ہوا کہ انھوں نے بھی ہجرت کی ہے اور جہاد کو جاوینگے مختصر
حال سید ابو محمد صاحب کا تو ہو چکا مگر دادا سید ابوالحسن کا باقی
ہے سو وہ اپنے موقع پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ انتہیٰ الغرض پھر
اُسی جگہ جہاں حضرت نے مسجد سے باہر نکل کر میدان میں سید ابو محمد
صاحب سے بیعت لی تھی ایک سوار طلیعہ والوں میں باآواز بلند

پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ لشکر درانیوں کا آتا ہے اور یہی حال حضرت سے عرض کیا کہ وہاں نالے پر ملا لعل محمد کے ساتھ آدمی کم ہیں اور لشکر قریب آ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ نالہ اُن سے چھوٹ جاوے یہ خبر سُن کر حضرت وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب باری میں ننگے سر ہو کر بہایت الحاح وزاری اور عجز و انکساری سے دعا کرتے لگے پھر بعد فراغ دعا کے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور گھوڑا وہ تھا جو ارباب بہرام خاں نے آپ کی نذر کیا تھا اور نام اُس کا اژدر تھا اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ رکاب پیادہ و سوار ہندوستانی اور ولایتی ملا کر کوئی دس بارہ ہزار آدمی ہونگے پھر چلتے چلتے حضرت تورو اور ماہیار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اُترنے لگے اس عرصے میں اُدھر سے توپ چلی پھر جب سب لوگ نالہ اُتر کر پار ہوئے تب حضرت علیہ الرحمۃ نے باآواز بلند پکار کر فرمایا کہ سب بھائی جو سنتے ہیں وہ گیارہ بار سورۂ لایلاف پڑھ کر اپنے دیردم کر لیں اور لشکر میں سب بھائیوں سے یہی کہہ دیویں اور جن کو یاد ہو وہ یہ دعا پڑھتے ہوئے چلیں کہ اللّٰھُمَّ اھزِمھُم وَ زَلزِلْ اقدامھم وشتِّت شملَھُم و فرِّق جمعَھُم و خرِّب دنیاھُم وخُذھُم اَخذَ عزیزٍ مُقتدرٍ اور سب بھائیوں کو یہی خبر کر دیویں اور یہی دعا حضرت علیہ الرحمۃ ان دنوں پانچوں

وقت بعد نماز فرض کے تین بار باآواز بلند پڑہتے تھے پھر آپ نے
رسالدار عبدالحمید خاں صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں
کو لئے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے
حملہ نہ کرنا اگرچہ ہم ان پر حملہ کریں اور شیخ عبداللہ شاہجہانپوری کے جمعدار
کو جو رہنے والے ضلع رامپور کے تھے بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں کی برابر
بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو اور یہ شیخ عبداللہ جمعدار وہ ہیں
کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے اس ملک سے آکر بلدہ اسلام ٹونک میں ہمارے
آقائے نامدار دولتمدار کی سرکار فیض آثار میں نوکر ہوئے اور یہیں ان
کا انتقال ہوا اور بی بی ان کی اب تک کہ سن بارہ سو چہتر ہجری میں
زندہ اور موجود ہیں پھر رسالدار صاحب ممدوح موافق ارشاد فیض
بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے اسی طور پیادوں کی پشت پر رہے اور
جمعدار موصوف چودہ یا پندرہ شاہینوں سے پیادوں کی برابر
اور سواروں کے آگے جاکر کھڑے ہوئے پھر بعد اس انتظام اور
بند و بست کے حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے آہستہ آہستہ آگے کو روانہ
ہوئے بلکہ جاتے جاتے موضع ماہیار کی برابر پہنچے اور ہم لوگوں کو
میدان میں لشکر ہزیمت پیکر مخالفین بغاوت آئین کا صاف نظر
آنے لگا اور ادہر سے دو ضرب توپ چل رہی تھیں اور اس لشکر

کے چار غول تھے تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا اور تخمیناً آدمی
بیس ہزار سے زیادہ ہونگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لوگوں
سے واسطے صف باندھنے کے فرمایا سب صف کشی کرنے لگے اور آپ
نے سب سے کہہ دیا کہ خبردار کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور
نہ بے اجازت ہماری بندوق چلاوے اُس وقت کالے خاں افغان
قوم آفریدی ساکن مؤشمس آباد نے جن کا آگے ذکر ہو چکا ہے آکر
عرض کی کہ حضرت جو آپ نے گھوڑے کا وعدہ کیا تھا سو اس وقت
عنایت ہو حضرت کے پاس میاں عبداللہ دہلوی نومسلم جو غلہ وغیرہ
خرید کرتے تھے اور بیاپار کرکے مشہور تھے ایک گھوڑے پر سوار
تھے آپ نے اُن سے فرمایا کہ اپنا گھوڑا کالے خاں کو دو اور تم ہمارے
ساتھ پیادوں میں رہو وہ اسی وقت گھوڑے سے اُتر پڑے اور
کالے خاں اُس پر سوار ہوئے اور صف کے آگے داہنے سے بائیں اور
بائیں سے داہنے پھرنے لگے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو صف
کی برابر جمے ہوئے چلو اور تین صفیں تھیں اگلی اور بیچلی میں تو ہندوستانی
تھے اور پچھلے میں ملکی لوگ تھے اور ہر صف میں اتنے فرق سے آدمی
کھڑے تھے کہ بندوقچی بافراغت بھر ماری بندوق بھر کر سکے
اس عرصے میں پے در پے دو گولے توپ کے اس طرف ٹپا کھا کر

آئے اور صفوں کے اوپر ہو کر نکل گئے لوگوں نے حضرت سے عرض
کی کہ اُدہر سے گولے آتے ہیں آپ گھوڑے سے اُتر پڑیں پھر آپ
اُن کے کہنے سے اُتر پڑے یہ حال پچھلی صف کے ملکیوں نے دیکھا
کہ گولے آتے ہیں اور حضرت بھی اپنے گھوڑے سے اُترے اور وہ تمام
ملکی در پردہ سردار سلطان محمد خاں سے ملے ہوئے تھے لیکن نام
حضرت کے ساتھ تھے یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے
لگے کوئی تو بستی کی دیوار میں جا کر کھڑے ہوئے اور کوئی نالے کی
نشیب میں سواروں میں سے سوار اور پیادوں میں پیادے رہ گئے فقط
حضرت کے لشکر ہی کے سوار و پیادے اور رفیقوں کے بیش و کم دو ہزار
رہ گئے اور رفقائے با اخلاص یہ تھے فتح خاں پنجتاری اور گھڑیالے
کے منصور خاں شیوے کے دونوں بھائی شکار خاں اور ارسند خاں اور
کلابٹ کے اسمٰعیل خاں اور امازئی کی گڑہی کے منصور خاں اور
اکوڑی کے خواص خاں خٹک اور ان کے عزیزوں میں شہباز خاں
خٹک اور زیدی کے فتح خاں اور تورو کے دلیل خاں اور لُند خور
کے نسیم خاں اور سوات کے ملا سید میراخوند زادہ کوئی کے اور ٹوپی
کے ملا بہاؤ الدین اور ڈاگئی کا ملا باقی ملا اور طالب العلموں کے نام یاد
نہیں اور کالے خاں موصوف اسی طرح آگے صف کے ادہر سے اُدہر

گھوڑے پر گشت کر رہے تھے اس وقت صف کے بائیں جانب سے داہنی
طرف جاتے تھے کہ ناگہاں اُدھر سے ایک گولا ٹپا کھا کر آیا اور اُن کے
بائیں پہلو میں لگا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گرے لوگوں نے حضرت سے
عرض کی کالے خاں کے گولا لگا آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور صف
کے لوگ آہستہ آہستہ ہنستے ہوئے آگے کو اسی طرح چلے جاتے تھے جب قریب کالے خاں
کے پہنچے پاس کے لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان ان میں باقی ہے اور گولے
سے پہلو نہیں پھوٹی مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے کالے خاں نے آہستہ سے کہا
کہ میرے بازو پر تعویذ ہے اس کو کھول لو پھر کسی نے وہ تعویذ کھول لیا اور
کالے خاں وہیں رہے اور صف آگے نکل گئی پھر آگے بڑھ کر حضرت علیہ الرحمۃ
ننگے سر ہو کر کمال عجز و زاری سے جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ الٰہی ہم
عاجز اور ضعیف بندے ہیں سوا تیرے ہمارا کوئی حامی و مددگار نہیں
ہے جو ہم کو بچاوے اور ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ
لڑو مگر انھوں نے نہ مانا اور تو دانا و بینا ہے ہمارے دلوں کے بھید جانتا
ہے اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم ضعیفوں کو فتحیاب کر اور جو وہ حق
پر ہوں تو ان کو اس عرصے میں ان کے چار غولوں میں سے ایک میں جس
میں دو توپیں چلتی تھیں گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر حملہ کیا اور اس ہیئت
سے کہ تلواریں ننگی علم کئے اور داڑھیاں دانتوں میں دابے اور بائیں
دائیں منہ پھیرے یہ علامہ ان کی ہیئت شجاعت کا تھا اور سید

کجا سید کجا کہتے ہوئے چلے جب نہایت قریب آپہنچے کہ چالیس پچاس قدم
کا فاصلہ رہ گیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے رزقل بردار سے رزقل لیا
اور بآواز بلند تکبیر کہہ کر ایک باڑ ماری اور حملہ کر دیا مگر وہ کسی طرح
نہ رکے دفعتہً آکر گڈ بڈ ہوگئے اور غازیوں نے ان کو پھر جاریوں پر
دھر لیا قرابینچی تو قرابین مارتے تھے اور سید و جتی بندوق اور تلوار والے تلوار
اور گنڈاسے والے گنڈاسے آخر الامر تائید غیبی اور ہیبت لاریبی سے وہ ؛
رد گرداں ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہاں سواروں
سے کہہ دو کہ تم بھی حملہ کر کے ان کو لو اس میں کسی نے کہا کہ سوار تو اول ہی
شکست کھا کر خدا جانے کہاں چلے گئے یہ سن کر حضرت خاموش ہو رہے
شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ اپنے سوار تو شکست
کھا گئے اب چل کر ان کی توپیں وا اور کوئی ڈیڑھ سو غازیوں سے اُن کا
تعاقب کیا اور قواعد پھر ماری پر دھر لیا اور ادھر ان کا ایک دوسرا غول
اسی ہیئت مذکورہ سے سید کجا است کہتا ہوا آیا اور اسی طرح
گڈ بڈ ہوگئے اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کچھ کم یا زیادہ کوئی)
پانسو غازی ہونگے اور باقی جا بجا متفرق ہوگئے اور اُس وقت حضرت
علیہ الرحمۃ کی بہادری اور شجاعت کا یہ حال تھا کہ دائیں بائیں سے
دونوں رزقل بردار رزقل بھر بھر کر دیتے تھے اور آپ دونوں طرف سے
سر کرتے تھے داہنی طرف والے کا داہنے سینہ رکھ کر اور بائیں طرف
والے کا بائیں سینہ پر رکھ کر اور ایک ذرہ آپ کے چہرہ شجاعت پر

پر خوف وہراس کا نہ تھا اور اسی طرح غازیان جرار شجاعت
شعار سیوف برق وار اور تبادلق آتشبار سے سرگرم کارزار تھے
اور اس طور سے ان کو تلواروں اور قرابینوں پر دہرلیا اور مردالٰہی نے
ان کو پسپا کیا کہ کئی غول ہو کر اور ہوش وحواس کھو کر سو بسو بھاگے اور
مجاہدین نصرت قرین بھی چالیس چالیس پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ ہر غول کے
تعاقب میں گئے اور اسی قدر پچاس ساٹھ غازیوں کی جمعیت سے اُس
وقت حضرت علیہ الرحمۃ بھی ایک غول کے پیچھے تیز دوقیں سر کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے جب وہ سوار ہزیمت کردار فرار کر کے دُور نکل گئے اُس وقت
اُدہر پیچھے سات سو سواروں کا ایک اور پرہ کھڑا تھا یہ حال انھوں نے دیکھا
کہ غازیوں کی جمعیت تھوڑی تھوڑی ہو کر سواروں کے تعاقب میں منتشر ہو گئی
تب پھر وہاں سے گھوڑوں کی باگیں اُٹھا کر وہ غول حضرت علیہ الرحمۃ کی
جماعت پر حملہ آور ہوا اور حضرت اُس وقت ان کے ایک اور غول کے تعاقب
میں مشغول تھے ان کی طرف کچھ خیال نہ تھا اس میں میاں خدا بخش صاحب
رامپوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت ایک غول سواروں کا
اس طرف سے یہ آتا ہے یہ بات سُن کر ایک اور غازی نے کہا کہ چپ
رہو آنے دو حضرت کا نام نہ لو۔ یہ آواز سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ اس
غول فرار کا تعاقب چھوڑ کر ساتھ کمال چستی اور چالاکی کے اس غول
آنے والے کی طرف پلٹ پڑے اور یہ بھی غول اگلے غولوں کی ہیئت مذکورہ

سے دانتوں میں داڑھیاں والے اور ننگی تلواریں علم کئے اور سید کجا ،، است سید کجا است کہتے ہوئے آکر گڈ مڈ ہو گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے انھیں پچاس ساٹھ غازیوں سے ان کو بندوقوں اور قرابینوں اور تلواروں اور گنڈاسوں پر دھر لیا اور تائید الٰہی سے ان کو ہی پسپا کیا اور وہ باختہ حواس ہو کر سو لسو بھاگے اور دس دس بارہ بارہ غازیوں نے ان کا پیچھا لیا اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ دس بارہ غازی رہ گئے اور کوئی نہ تھا اور اُس وقت محض تائید ایزدی اور مدد سرمدی تھی والا ان پچاس ساٹھ غازیوں کی اُن چھ سات سو سواروں کے روبرو کیا حقیقت تھی جو ان کو مار ہٹاتے یوں بھی تو نہ تھے جیسے دال میں نمک اس وقت اصلا ہم لوگوں کے خیال میں نہ آتا تھا کہ کون اُن کو مارتا تھا اور کس کی ہیبت سے وہ بھاگے جاتے تھے اور اس دم جو کچھ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان تھوڑے لوگوں کو دلاوری اور بہادری عنایت فرمائی تھی کہ بیان اُس کا تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے مختصر حال ظفر مآل ان کی جرأت اور فتوت کا ایک یہ ہے کہ ایک ملکی تیرہ چودہ برس کا لڑکا اس کے پاس گنڈاسا تھا کہ ملکی لوگ اس کو کفر چٹ کہتے تھے سو اس نے لپک کر ایک سوار کے مارا گنڈاسے کی نوک خمدار تھی اس سوار کی زرہ میں اٹک گئی اور سوار کے پیچھے گنڈاسا دونوں ہاتھوں

سے پکڑے ہوئے کھینچا چلا آتا تھا اور اپنی نحو زبان میں کہتا تھا زنا
کفر حیٹ پوڑ زنا کفر حیٹ پوڑ یعنی ہمارا کفر حیٹ یہ شخص لئے جاتا ہے یہ کفر
حیٹ نئے جاتا ہے سبحان اللہ اس لڑکے کی جرأت اور بیر دلی کو خیال
کرنا چاہیئے کہ وہ دیو سا سوار اس کو اپنی طرف کھینچے لئے جاتا تھا اور وہ
اس کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور اپنی جان کا کچھ خوف نہ تھا پھر اس کا
یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سر کیں اس میں
ایک گولی اس کے لگی اور گھوڑے سے زمین پر گرا اور گنڈاسے کی نوک
اس کی زرہ سے چھوٹ گئی اُس لڑکے نے پھر اس گنڈاسے سے مار کر اُس
کو مردار کیا اور گھوڑا اس کا اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا
اور اول دو غول سواروں کے کہ تین تین اور دو دو ہزار کی جمعیت سے
حملہ آور ہوئے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ نہایت چستی اور چالاکی سے اُن پر
زد سر کرتے تھے ہم لوگوں کو بسبب تاریکی گرد و غبار کے اصلا نہ
معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی گولیاں کسی کے لگتی ہیں یا نہیں مگر اس تیسرے
غول میں بہت گرد و غبار کی تیرگی نہ تھی ہم لوگ صاف دیکھتے تھے کہ
کوئی گولی آپ کی خالی نہ جاتی تھی جو سوار آپ کی گولی سے گرتا تھا
اس کا گھوڑا اُسی طرف بھاگتا ہوا چلا جاتا تھا آخر الامر جبکہ حضرت
علیہ الرحمۃ کی بندوق کی زد سے وہ سوار ہزیمت شعار فرار کر کے دور
نکل گئے تب آپ نے اور سب غازیوں نے بندوقیں چلانی موقوف

کیں اور جو مجاہدین نصرت قرین سواران فراری کے تعاقب میں
سو سو چلے گئے تھے وہ جا بجا سے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس جمع
ہوئے مگر مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب کا اور اُن کے
ہمراہیوں کا حال معلوم نہ تھا کہ کہاں ہیں اور اس وقت مارے پیاس
کے غازیوں کا یہ حال تھا کہ زبانیں خشک ہو گئی تھیں اور ہوش بر جا
نہ تھے وہاں سے کچھ دور طرف موضع مایار کے ایک چھوٹا سا تالاب تھا
مگر پانی اس کا بسبب دھوپ کے گرم تھا اسی کی طرف لوگ جھکے اور جا کر
پینے لگے یہ حال دیکھ کر مایار کی عورتیں گھڑوں اور بدھنوں میں پانی لے
کر دوڑیں اور پلانے لگیں اسی اثنا میں تھوڑی دیر کے فاصلے
اس طرف تین چار توپیں سر ہوئیں اور جہاں درانیوں کے غول کھڑے تھے
وہ پراگندہ ہو کر بھاگے ہم لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ دیکھو مولانا صاحب
اور شیخ ولی محمد صاحب نے درانیوں کی توپیں جا کر لے لیں اور تمام
لوگ بشاش ہو کر شکر جناب باری میں کرنے لگے پھر حضرت نے ایک
آدمی مولانا صاحب کے پاس بھیجا کہ آپ وہاں نہ ٹھہرو توپیں لے کر
وہاں سے جلد ہمارے پاس چلے آویں اس آدمی نے جا کر جلد مولانا صاحب
سے کہا پھر مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اپنے ہمراہیوں کے
ساتھ وہ دونوں توپیں وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس کھینچ لائے

اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ قریب موضع ماہیار کے اپنی اول صف گاہ
پر کھڑے تھے مولانا صاحب کے لوگوں سے ہم لوگوں نے پوچھا کہ تم نے
درانیوں کی توپیں کس طرح جا کر لیں اُنھوں نے کہا کہ اپنے سوار تو شکست
کھا کر چلے گئے اب چل کر ان کی توپیں لو اور مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد
صاحب نے ہم لوگوں کو لے کر سواروں کا تعاقب کیا اور اُن کو بھیڑ یاری
پر دھر لیا اس وقت صرف تائید غیبی اور مدد الٰہی نظر آتی تھی کہ وہ
سوار ہم لوگوں سے اس طرح بدحواس ہو کر افتاں وخیزاں بھاگے جاتے
تھے جیسے شیروں کے خوف سے گورخروں کا گلہ بھاگتا ہے جب وہ قریب
اپنی توپوں کے پہنچے ان کا حال ہزیمت مآل دیکھ کر وہ بھی سب لوگ توپیں
چھوڑ کر اور اُن کے جُبینے لے کر انھیں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے
اور عنایت الٰہی سے ہم لوگوں نے اُن کی توپیں جا لیں اُن میں ایک توپ
کا دُہرا ٹوٹا تھا اور دوسری سلامت تھی مگر سینے تو وہ لے گئے اب کیا
کریں توپ کیونکر بھریں اس وقت نواب خاں لنگرے کتنی والے وہیں
موجود تھے ان کا نہہ بعینہ سینا سا ہے اس کو لے کر توپ بھر بھر کر
درانیوں کے غول پر شیر محمد خاں سے توڑا لے کر چار فیر سر کئے ان کا
غول پراگندہ ہو گیا اس عرصے میں حضرت کا آدمی مولانا صاحب کے
بلانے کو گیا پھر مولانا صاحب کے ساتھ توپیں لے کر ہم لوگ یہاں
آئے انتہی؛ اب یہاں پر مولانا صاحب اور ان کے ہمراہیوں کی

جرأت اور بہادری کو خیال کیا چاہئے کہ سبحان اللہ کس رتبے کے وہ
حقانی اور ربانی لوگ تھے کہ باوجود سننے اس خبر وحشت اثر کے کہ اپنے
تمام سوار شکست کھا کر خدا جانے کہاں چلے گئے تسپر اپنے دلوں میں خوف
وہراس کو رستہ نہ دیا اور جماعت قلیل سے اُس مجمع کثیر کا تعاقب کیا
اور اُن کی توپوں کو جالیا یہ تمام حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت کا اثر
تھا جو شخص جس کی صحبت میں رہتا ہے وہ ویساہی اثر پیدا کرتا ہے
چنانچہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :: صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند، بعد اس کے جو چودہ پندرہ تا پنچ سواروں
کے ساتھ شکست کھا کر چلے گئے تھے خبر فتح کی پاکر وہ بھی سواروں سے
وہیں حضرت کے پاس آئے انھیں سواروں میں قاضی صاحب نگانوی
تھے اور اُن کی پشت پر زخم تلوار کا تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن
سے فرمایا کہ تم کو تکلیف ہو گی تم یہاں سے چل کر ہمارے ہیں ٹھہرو اُنہوں
نے عرض کی کہ میں تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا پھر وہیں رہے ٹھہرنے
کے بعد اور جو ملکی وغیرہ شروع لڑائی سے ادہر اُدہر چلے گئے تھے وہ بھی
آنے لگے اور وہیں جمع ہونے لگے اور اس طرف درانیوں کے سوار بھی جو بجا بجا
پراگندہ اور منتشر ہو گئے تھے وہ بھی اپنی اول صف گاہ پر پرہ باندہ کر
کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں کے دلوں میں یہ دغدغہ ہوا کہ وہ سوار ہم پر
پھر حملہ کرینگے مگر بسبب نشاشت فتحیابی کے کسی کے دل پر کسی

توپ کا خوف ہراس نہ تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی جمعیت
دیکھ کر سر برہنہ ہو کر با آواز بلند دعا کی کہ الٰہی ترمیت دے ان کو اور
ڈگا دے قدم اُن کے اور بکھیر دے جمعیت اُن کی کو اور دفع کر ان کو
ہمارے سامنے سے اور بہت سے الفاظ اسی طرح اپنی عجز وزاری اور اللہ
تعالیٰ کی عظمت وجباری کے فرمائے پھر بعد فراغ دعا کے مولانا صاحب
سے کہا کہ میاں صاحب آپ جا کر شاہینیں سر کرا دیں اور ہم توپوں پر
وہاں جاوینگے پھر مولانا صاحب نے جا کر اونٹوں پر سے شاہینیں
اتروائیں اور زمین پر قطار باندھ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار
غازی متعین کر دئے اور اجازت دی کہ ڈیوڑھ مار واور ڈیوڑھ
چلانے کی یہ صورت تھی کہ ایک طرف سے بھری جاتی تھیں اور دوسری
طرف سے سر کی جاتی تھیں ایک بھرمار سے معلوم ہوتی تھی مگر باوجود
اس کے کہ اتنی شاہینوں کی گولی پڑتی تھیں اور درانیوں کا غول اسی طرح
جما ہوا کھڑا تھا پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس گئے اور شیخ
مولا بخش الہ آبادی نے توپ کو بھر کر اول سے درانیوں کی طرف لگا رکھی
تھی صرف آپ کی اجازت کے منتظر تھے کہ اس کو سر کریں پھر حضرت
نے اس کو جھک کر دیکھا تو معلوم کیا کہ توپ درانیوں کے نشان کے
سامنے ہے پھر آپ نے قدرے پیچ اس کا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو
پھر شیخ مولا بخش نے اس کو آگ دی اُسی فیر میں وہ نشان بردار

اڑ گیا اور وہ غول پراگندہ ہو گیا بعد اس کے دوسرے یا تیسرے
فیر میں وہ پسپا ہو کر وہاں سے بھاگے اور جبتک وہ سامنے توپ کی
زد پر رہے تب تک شیخ صاحب ممدوح توپ مارتے رہے جب وہ
دُور نکل گئے تب توپ چلانی موقوف کی اور شاہینیں بھی بند ہوئیں اور
اُس وقت لڑائی کے میدان میں تیس چالیس زخمی گھوڑے زمین پر تڑپ
رہے تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو دیکھ کر لوگوں سے فرمایا کہ جو
گھوڑے کم زخمی اور قابل اچھے ہونے کے ہوں ان کو تو رہنے دو اور جو بہت
زخمی ہوں ان کو ذبح کر ڈالو پھر لوگوں نے جا کر ان کو ذبح کیا اور
مُلکی لوگ ان کی کاٹھیاں کھولنے لگے اور اُن کے نعل اُتارنے لگے اور
بعضے ملکیوں نے نعلوں کی لالچ سے اُن کے سُم کاٹ لئے اس عرصے میں جو
درانیوں کے سوار ہمارے سواروں کے تعاقب میں گئے تھے وہ اُدھر سے
پلٹے اور ہمارے لشکر سے دُور ہو کر اپنے غول میں چلے گئے ان میں سے
چار سوار پیچھے رہ گئے تھے وہ موضع ماہیار کی آڑ آڑ لیئے لشکر کے خیال
سے ہماری طرف چلے آئے جب ماہیار سے آگے بڑھے تب اُن کو معلوم ہوا
کہ یہ تو ہندوستانیوں کا لشکر ہے وہیں سے دفعتہً خوف زدہ ہو کر
انھوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں پیچھے کو موڑیں اُدھر سے چند سوار
ہمارے لشکر کے آتے تھے ان کو دیکھ کر پھر انھوں نے ہماری طرف
گھوڑے ہانکے اور ادھر سے ہمارے چند غازیوں نے ان پر بندوقیں

مارے ان میں سے تین سوار ہمارے لشکر کے پہلو میں ہو کر سلامت نکل گئے
اور ایک سوار ان میں کا ہمارے لشکر کے پہلو میں گھبرایا ہوا چلا آیا اس کے ایک
گولی لگی مگر وہ گھوڑے سے نہ گرا پھر فتح خاں پنجتاری نے اپنا گھوڑا
اس کے پیچھے ڈالا اور جاکر ایک برچھا مارا وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور گھوڑا
اس کا اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا اور اس عرصے میں چند ملکی لوگ توپوں
کی دو بیٹیاں ہمارے لشکر میں کھینچ لائے اور یہ دونوں بیٹیاں ان توپوں
کی تھیں جو درانیوں کے ایک غول میں کیول فرنگی کے پاس تھیں جس وقت
اُس نے درانیوں کی شکست دیکھی تھی اُس وقت وہ بیٹیاں چھوڑ کر
دونوں توپیں لے بھاگا تھا اور جب حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کے بلانے کو آدمی بھیجا تھا کہ وہاں نہ ٹھہریں توپیں لے کر یہاں چلے آویں
سو مولانا صاحب کے آنے سے پہلے خادے خان نام ایک قندھاری سید
احمد علی صاحب کے ہمراہ کہ حضرت کے خواہر زادے تھے ان کے بیٹے سید
موسیٰ صاحب کو کہ بہت زخمی تھے اپنی پشت پر چڑھا کر حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس لایا اور گھوڑا ان کا نہ معلوم ہوا کہ کدھر چلا گیا آپ نے ان کو
بے چین اور بے آرام دیکھ کر فرمایا کہ ان کو ہاسیار کی مسجد کے حجرے میں پہنچا
آؤ اور احمد سندی اور الٰہی بخش کو زلیشت دینی کو کہ وہ دونوں سید موسیٰ
صاحب کے رفیقوں سے تھے ان کی خدمت کے لئے اُن کے ساتھ کر دیا

پھر خادے خاں سید موسیٰ صاحب کو مسجد کے حجرے میں پہنچا کر اور احمد
اور الٰہی بخش کو ان کے پاس چھوڑ کر حضرت کے پاس آیا اور سید موسیٰ صاحب
کا حال بیان کرنے لگا کہ میں نے دُور سے سنا کہ کوئی زخمی پڑا ہوا اللہ اللہ
کر رہا ہے پھر میں نزدیک گیا تو پہچانا کہ یہ تو سید موسیٰ ہیں اور سر کے
زخموں سے جو خون بہا تھا اس سے آنکھیں بند تھیں پھر میں نے کہا
کہ میاں موسیٰ صاحب میں آپ کو اٹھا لے چلوں اُنھوں نے پوچھا
کہ تم کون ہو اور فتح کس کی ہوئی ہیں نے کہا کہ میں خادے خاں ہوں
اور فتح سید بادشاہ کی ہوئی یہ سن کر اُنھوں نے کہا کہ الحمد للہ اور
قدرے چاق سے ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ مجکو لے چلو پھر میں اپنی پشت
پر سوار کر کے اٹھا لایا انتہی، پھر جب تائید الٰہی سے درانیوں کا لشکر
شکست کھا کر بھاگ گیا اور اپنے غازیوں کو تسلی ہوئی تب حضرت نے
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی سے فرمایا کہ کھیت میں جاؤ جو لوگ زخمی
ہوں ان کو موضع تورو میں بھجواؤ اور شہید ہوں ان کو وہیں دفن،
کرداؤ اور جو درانیوں کی لاشیں ہوں ملکیوں سے کہہ دینا کہ ان کو بھی
گڈھا کھود کر دبا دیویں اور ہم اب آگے نالے پر چل کر ہٹریں گے پھر
مولوی صاحب ممدوح چالیس پچاس ہندوستانی اور ملکی ساتھ
لے کر اُدہر لڑائی کے کھیت میں گئے اور حضرت علیہ الرحمہ سب غازیوں

سے نالے پر آئے پار نالے کے چند درختوں کا ایک باغچہ سا تھا اُلہ اُتر
کر اُس میں پھرے اور اُس وقت تمام لوگوں کے کپڑے اور چہرے
ایسے گرد آلودہ تھے کہ بعضے بعضے آدمی یکایک پہچان نہیں پڑتے تھے
ارباب بہرام خاں حضرت کے پاس آئے اور رومال لے کر چاہا کہ آپ
کے چہرۂ مبارک سے گرد جھاڑیں آپ نے فرمایا کہ خان بھائی ابھی ٹھہر
جاؤ یہ غبار بہت برکت کا ہے حضرت سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس گرد کی بڑی فضیلت بیان کی ہے کہ جس کے پیروں پر یہ غبار پڑے
وہ شخص عذاب نار سے نجات پاوے اور یہ تمام تکلیف مشقت اسی گرد
کے لئے ہم نے اٹھائی ہے یہ بات سن کر سب لوگ اسی طرح گرد آلودہ
رہے اس جگہ کسی نے گرد نہ جھاڑی اور یہ آپ کا فرمانا ہم لوگوں کو
معلوم ہوا کہ اس وقت آپ کو اس گرد کی فضیلت اور خوبی اور برکت
بیان کرنی منظور تھی فقط اور اُس دن وہ لڑائی موضع ماہیار سے
جانب مغرب ہوئی تھی اور وہ باغچہ جہاں ٹھہرے تھے ماہیار سے
طرف مشرق کے تھا اور اس وقت جن صاحبوں کے پاس روٹی تھی
وہ روٹی کھانے لگے اور جن کے پاس ستو تھے وہ ستو کھانے لگے اور
اس باغچہ میں ایک کنواں بھی تھا اس کا سب نے پانی بھی پیا اور کچھ
روٹیاں لوگ ماہیار کی حضرت کے پاس بھی لائے تھے چند آدمیوں

چند آدمیوں سے وہ روٹیاں حضرت نے بھی تناول فرمائی اور وہیں
باغچے میں ہدایت اللہ یانس بریلوی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے
اور کہنے لگے کہ جس وقت کالے خاں کے گولہ لگا تھا اور وہ گھوڑے سے
گر پڑے تھے اور آپ کی صف آگے بڑھ گئی ہم کئی آدمی ان کو وہاں سے
ماہیار کی مسجد کے حجرے میں اٹھالائے اور وہ جاں کنی کی حالت میں تھے گھڑی
دو گھڑی کے فاصلے سے کئی بار انھوں نے پوچھا کہ بھائی لڑائی کا کیا حال
ہے اور کس کی فتح ہے جبکہ درانیوں کا پہلا اور دوسرا غول آیا تھا تب
میں نے اُن سے کہا کہ ابھی تو گڈمڈ معاملہ ہے فتح اور شکست اب تک کسی
کی نہیں ہوئی یہ سن کر وہ چپ ہو رہے اور اللہ اللہ کیا کئے پھر جب
تیسرا غول درانیوں کا آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا تب انھوں نے
پھر پوچھا کہ اب لڑائی کا کیا طور ہے کسی کی فتح ہوئی یا نہیں میں نے کہا
کہ اللہ تعالی نے ہمارے سید صاحب کو فتحیاب کیا یہ خوشخبری سن کر
اُنھوں نے کہا الحمد للہ اور اُسی دم دم ان کا نکل گیا میں وہیں
بیٹھا رہا پھر جب مولوی مظہر علی صاحب کے آدمی آکر مسجد سے ان کو
واسطے دفن کرنے کے اٹھا لے گئے تب میں وہاں سے ادھر آپ کے
پاس چلا آیا جبکہ ہدایت اللہ نے یہ حال خیر مآل ان کا بیان کیا
تب ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دیکھو تو تقدیر

الٰہی کا کارخانہ ہے کہ وہی کالے خاں تھے کہ اول چپتر بائی سے سے روٹھ
کر پنجاب کو چلے گئے تھے اور چند روز کے بعد پھر آئے اور سید صاحب کے ہاتھ
پر تائب ہو کر از سر نو بیعت کی اور اوّل کیا ان کا چلن اور طور تھا کہ اپنی
داڑہی بیچ میں صفاچٹ رکھتے تھے ایک دن انھوں نے اپنی داڑہی منڈائی
تھی اور سید صاحب نے ان کی ٹھوڑہی اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر فرمایا کہ خان
بھائی تمہاری ٹھوڑی تو کیا ہی چکنی چکنی ہے اس بات سے وہ شرمگئے
اور کچھ نہ بولے مگر سید صاحب کا کہنا اُن کے دل میں اتر گیا اور وہ
چھٹے ساتویں روز ٹھوڑہی منڈایا کرتے تھے جب کئی دن کے بعد موافق معمول
کے پھر نائی آیا اور چاہا کہ ٹھوڑہی کے بال بہگاوے اور مونڈے اُنھوں
نے کہا کہ اس ٹھوڑی میں سید صاحب کا ہاتھ لگا ہے اب تو اس میں
ہاتھ نہ لگا یوں ہی رہنے دے پھر اُس دن سے انھوں نے اپنی ٹھوڑی
نہ منڈائی اور بڑے صالح اور متقی ہو گئے اور آج اللہ تعالیٰ نے ان کو
نعمت شہادت سے سرفراز کیا جس مراد کو آئے تھے اس مراد کو پہنچ
گئے انتہیٰ" اور سید صاحب کے ہمیشہ سے یہ عادت شریف تھی کہ کیسا
ہی کوئی فاسق بد وضع ہوتا اور مہینوں برسوں آپ کی صحبت میں رہتا
کبھی آپ اس کو بظاہر یہ نہ کہتے کہ تو اپنی یہ وضع یا یہ فعل چھوڑ دے
نہ از روے اعتراض کے اور نہ از راہ نصیحت کے مگر جب کبھی ساتھ نشست

ازلی اور ہدایت لم یزلی کے توجہ باطنی سے کوئی بات بطور خوش طبعی کے
کہہ دیتے اسی وقت اس کو اثر کر جایا کرتی تھی اور وہ اُس فعل اور
وضع کو چھوڑ دیتا تھا اور یہ حال قدرت حضرت الٰہی عز و علی کی سے آپ
کی بڑی کرامت کا تھا فقط' اور اُسی بانجے میں ایک شخص قندھاریوں
سے ایک بڑا سا سر حضرت کے پاس لایا اور کہا کہ یہ سر سردار پیر محمد
خاں سردار سلطان خاں کے بھائی کا ہے ارباب بہرام خاں نے
اس کو دیکھ کر پہچانا اور حضرت سے کہا کہ یہ تو فلانے پیشوری پہلوان
کا سر ہے یہ سردار یار محمد خاں کا سالا تھا اور میں اس کو خوب پہچانتا
ہوں یہ سردار سلطان محمد خاں کے بڑے رفیقوں اور معزز وں میں تھا
اور بہت فاخرہ پوشاک پہنتا تھا اور فولادی سپر اور ولایتی تلوار باندھتا
تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُسی قندھاری سے فرمایا کہ اس سر کو لیجاؤ
جہاں اس کی لاش ہو اسی کے ساتھ اس کو بھی دفن کر دو یہ سُن کر وہ
قندھاری وہ سر وہاں سے لے گیا اس وقت شیخ ولی محمد صاحب سلمہ
اللہ تعالیٰ نے حضرت سے عرض کی کہ اس شخص کے مارے جانے کی کیفیت
یوں ہے کہ جب ہم لوگ مولانا صاحب کے ساتھ درانیوں کا تعاقب
کئے ہوئے ان کی توپوں پر جاتے تھے اس وقت یہ شخص مجھ پر حملہ کر کے
چلا میں نے بھی اس پر بندوق سر کی اور کئی غازیوں اور نے بھی

مگر بایقین نہیں معلوم کہ یہ میری گولی سے گرا یا کہ اوروں کی گولی سے اور
گھوڑا اس کا سب سواروں کے ساتھ بھاگ گیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی
وہ چھوٹ پڑی میں نے لپک کر اٹھا لی اس کے منہ میں سونے کے تار بندھے
تھے اور وہ تلوار بہت عمدہ ولایتی تھی اس عرصے میں پیچھے سے کئی قندہاری
آگئے اور اس کو تلواروں سے مارنے لگے اور اس کا اسباب وغیرہ لینے لگے پھر
میں تو سب کے ساتھ آگے چلا گیا اور ایک قندھاری میرے ساتھ خالی
ہاتھ تھا وہ تلوار میں نے اس کو دیدی اور کہہ دیا کہ پھر مجکو دیدینا مگر تب
سے اب تک وہ قندھاری مجکو نہیں ملا اگر آپ کو ملے تو وہ تلوار اس سے
لے لیویں وہ تلوار بہت عمدہ ہے انتہیٰ پھر کچھ دیر دوپہر کو حضرت اسی باغ
میں لیٹ رہے جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور
لوگوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے سر ننگے ہو کر بہت دیر تک
دعا کی اور اس دعا میں کوئی دقیقہ اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کی خداوندی
اور پروردگاری اور عظمت وجباری اور رحمت وغفاری کا اور اپنی
عاجزی وانکساری اور ناتوانی وخاکساری کا فروگذاشت نہ کیا اور
آپ کے اس قدر آنسو جاری تھے کہ ڈاڑھی تر ہو گئی تھی اور یہی حال
اکثر بلکہ تمام لوگوں کا تھا پھر بعد دعا کے کئی گھڑی اور یہیں
ٹھہرے رہے پھر وہاں سے بڑے تجمل وشان کے ساتھ جناب الٰہی کا

کا شکر کرتے ہوئے آپ نے کوچ کیا اور موضع تورو میں آکر نماز
عصر کی پڑہی اور چند لوگ زخمی مقتل سے اُٹھا آئے تھے اور نو لاشیں بھی
بعد نماز کے آپ نے فرمایا کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی تدبیر کی جاوے اور
لاشوں کے دفن کرنے کو مولانا محمد اسمعیل صاحب کو فرمایا پھر چند ملکی لوگوں
کو لیجا کر مولانا صاحب نے باہر تورو کے مشرق اور شمال کے کونے میں
ایک بڑی سی قبر کھدوائی تب تک دو آدمی زخمیوں سے اور فوت ہوئے
ایک تو شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی کہ ٹانکے لگا کر ان کو لٹایا تھا کہ اس
میں ان کا دم نکل گیا اور دوسرے میر رستم علی چلکانوی کہ وہ سکتے ہو
وہاں سے اُٹھا آئے تھے وہ فوت ہوئے اور جو نو صاحبوں کی لاشیں
آئی تھیں وہ یہ تھے موضع تورو کے مولوی عبدالرحمن صاحب اور حاجی
عبدالرحیم صاحب پھیلے وال کہ سر ان کا دھڑ سے جدا ہو گیا تھا اور سید
ابو محمد صاحب نصیر آبادی جن کا آگے قصہ بیان ہوا ہے اور شیخ عبدالحکیم
پھلتی کہ ان کی لاش بے سر کے آئی تھی اور سر کاٹ کر درانیوں نے
کہیں ڈال دیا تھا پھر لوگ اس سر کو بھی ڈھونڈھ لائے کہ وہ حضرت
کے باورچیخانے کے لوگوں میں رہتے تھے اور دو صاحبوں کے نام نہیں یاد
اور ان گیارہوں شخصوں میں فقط شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی کو غسل
اور کفن بھی دیا گیا تھا اور نماز بھی پڑہی گئی تھی اور باقی سب کو

انھیں کپڑوں میں جو پہنے ہوئے تھے بے غسل کے اسی ایک قبر میں دفن
کیا اور شیخ ممدوح کو اس لئے غسل اور کفن دیا گیا تھا اور نماز پڑھی گئی
تھی کہ ان کے ٹانکے بھی لگائے گئے تھے اور پانی بھی پلایا گیا تھا اور انہوں
نے کچھ باتیں بھی کی تھیں اور قبر میں لاشیں اس ترتیب سے رکھی گئی تھیں
کہ سب کے آگے طرف قبلے کے حاجی عبدالرحیم صاحب کی لاش رکھی ان
کے اوروں کے پیچھے سید ابو محمد صاحب کی اُن کے پیچھے میر رستم علی کی اور
ان کے پیچھے مولوی عبدالرحمن کی اور اُن کے پیچھے کریم بخش کی اور ان
کے پیچھے باقی اور لاشیں آگے پیچھے رکھی گئیں اور سب کے پیچھے شیخ عبدالرحمن
کی لاش رکھی گئی اور بعد اس کے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے
چہرے ان کے عماموں کے دامن سے چھپا دو اور اُن کے کپڑے دیکھ لو جو
کچھ پیسا روپیہ وغیرہ بندھا ہوا اس کو کھول لو پھر کسی شخص نے قبر
میں اُتر کر ان کے چہرے ڈھک دئے اور پیٹکے وغیرہ ٹٹول کر دیکھ لئے
پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے منہ پر تان کر کھڑے ہوئے
نیچے سے اور سب مٹی دینے لگے اور تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح
صرف مٹی سے توپ دیا بعد اس کے مولانا صاحب اور سب نے مل کر
بہت دیر تک ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی اور اُس وقت
جو لوگ شریک دفن میں تھے ان شہیدوں کی محبت سے افسوس

وزاری اور تاسف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ
تو جس مراد کو آئے تھے اس مراد کو پہونچے اور ہم لوگوں کو
بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے پھر وہاں سے ہم سب
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آگئے اور ادہر مولوی مظہر علی صاحب
بھی لوگوں کو دفن کر کے آئے اور حضرت سے کہا کہ اپنے غازیوں
کی وہاں اٹھائیس لاشیں تھیں سو ان کو دو بڑی بڑی قبریں کھدوا
کر دفن کیا اور اسی لاشیں درانیوں کی تھیں ان کو ملکیوں کے
ہاتھوں سے گڑوا دیا اور جو لوگ زخمی تھے ان کو اول ہی میں نے
یہاں بھجوا دیا تھا پھر بعد تھوڑی دیر کے اذان مغرب کی ہوئی
سب نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ساتھ کمال عجز و زاری کے
جناب باری میں واسطے مغفرت ان شہیدوں کے دعا میں مشغول
ہوئے کہ پروردگار ہمارے تو خوب جانتا ہے کہ یہ تمام لوگ
محض تیری ہی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے اپنے گھر بار خویش
تبار اور اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کر یہاں آئے تھے
اور صرف تیری ہی راہ میں انہوں نے اپنی جانیں صرف کیں

ان کے گناہوں کو اپنے دامن رحمت میں چھپالے اور اپنی فردوس
اعلیٰ میں ان کو جگہ دے اور اُن سے راضی ہو اور جو ہم چند ضعفا،
اور غربا تیرے عاجز بندے باقی ہیں ان کو بھی اپنی رضامندی
اور خوشنودی کی راہ میں جان و مال سے صرف کر اور خطرات
شیطانی اور وساوس نفسانی جو ہمارے سینوں میں خطور کرتے
ہوں دُور کر اور ہمارے دلوں کو اپنے اخلاص و محبت سے
معمور کر اور اپنے اس دین محمدی کو قوت اور ترقی عطا کر اور
جو لوگ اس دین متین کے دشمن و بدخواہ ہوں ان کو ذلیل و
رسوا کر اور جو مسلمان فریب نفس و شیطان کے سے راہ راست
شریعت سے بہک کر بادیۂ ضلالت میں پڑے ہیں ان کو ہدایت
کر کہ پکے مسلمان ہو کر تیرے اس کار خیر میں اپنی جان و مال،
اہل وعیال سے شریک ہوں اسی طرح کے اور بہت سے کلام
ہدایت التیام فرمائے پھر بعد فراغ دعا کے کسی صاحب نے کہا
کہ حضرت آج کی لڑائی میں قریب چالیس غازیوں کے شہید ہوئے
اور زخمی بھی بہت ہوئے اور اچھے اچھے لوگ کام آئے مگر شہیدوں
اور زخمیوں میں جو خیال کیا تو ہیلت والے بھائیوں سے سوائے

شیخ عبدالحکیم صاحب کے کوئی شہید نہ ہوا اور نہ زخمی ہوا
یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہمارے پہلت والے بھائیوں کو نظر
نہ لگا ؤ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا اکٹھا کہیں گنج شہیداں ہوگا،
سو یہ فرمانا ہی حضرت علیہ الرحمۃ کا کرامت تھا کہ آخر کو جنگ
بالاکوٹ میں ایسا ہی ہوا کہ سوائے شیخ ولی محمد اور شیخ وزیر صاحب
کے سب شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور جو کہ غازی
لڑائی کے کھیت سے تورو میں اٹھا آئے تھے ان میں سے جن کا
حال خیر مآل یاد ہے وہ یہ ہے کہ قاضی گل احمد الدین صاحب
پھلواری بیان کرتے تھے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر موضع
شیوہ سے موضع تورو میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
پاس جاتا تھا رستے میں توپوں کی آواز آنے لگی میں نے جانا کہ
لڑائی شروع ہو گئی پھر گھوڑے کو میں نے پتر ہانکا کہ میں بھی
جاکر لڑائی میں شریک ہوں اور فاصلہ وہاں سے کئی کوس
کا تھا آخر الا جاتے جاتے میں ماہیار میں اس وقت پہنچا کہ
لشکر درانیوں کا شکست کھا کر بھاگ گیا تھا اور مولانا
صاحب ان کی دو توپیں چھین کر اپنے لشکر میں کھینچ لائے تھے

اور اُن پر گولے مار رہے تھے اور لاشیں شہیدوں اور زخمیوں کی
کھیت میں جہاں کی تہاں پڑی تھیں پھر میں حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر ملا
اور گھوڑے اپنے کسی بھائی کو سونپ دئے جبکہ لشکر درانیوں کا نگاہ
سے غائب ہو گیا اور توپیں اور شاہینیں چلنی موقوف ہوئیں تب حضرت
علیہ الرحمۃ نے مولوی مظہر علی صاحب کو واسطے دفن کرنے شہیدوں اور
اُٹھانے زخمیوں کے بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ قاضی تو بھی جا پھر میں بھی
مولوی صاحب ممدوح کے ہمراہ گیا تو میں نے ایک جگہ جا کر دیکھا کہ سید
ابو محمد صاحب زخمی پڑے ہیں مگر ایسے کاری زخم لگے تھے کہ فقط قدرے
جان تو ان میں باقی تھی اور ہوش و حواس کچھ برجا نہ تھے کیونکہ میں نے کئی
بار ان کے کان میں پکار کر کہا کہ سید ابو محمد صاحب حضرت امیر المومنین
کی فتح ہوئی انھوں نے کچھ خیال نہ کیا اور نہ جواب دیا مگر اس وقت اُن
کا یہ حال تھا کہ مونھ لپٹے چاٹتے تھے اور الحمد للہ الحمد للہ کہتے تھے پھر اور
لوگ جو لاشیں وہاں اُٹھا رہے تھے میں نے ان کو آواز دی کہ کوئی ادھر
آؤ سید ابو محمد صاحب یہاں پڑے ہیں پھر ادھر سے ایک آدمی آیا میرے
پاس ایک کمل تھا اس میں ان کو اٹھا کر لٹایا اور ہم دونوں آدمی ان
کو توردہ میں لائے مگر تب تک ہی اُن میں رمق جان باقی تھی اور لبوں سے کچھ
کچھ اشارہ الحمد للہ کہنے کا ہی معلوم ہوتا تھا پھر کچھ دیر میں جان نکل
گئی انا للہ وانا الیہ راجعون اور کیفیت شہید ہونے اُن کے کی یوں

ہے کہ چھیدا نام جو سید ابو محمد صاحب کے گھر کے آدمیوں سے تھا وہ
بیان کرتا تھا کہ میں سید ابو محمد صاحب کے ہمراہ تھا جبکہ درانیوں کے
سواروں نے ہمارے سواروں پر حملہ کیا اور یہ شکست کھا کر بھاگے ان
کے پیچھے سید ابو محمد صاحب بھی چلے اور کچھ دور نکل بھی گئے اور مجھ کو درانیوں
کے سواروں نے آکر گھیر لیا میں نے گھبرا کر پکارا کہ میاں صاحب تم تو جاتے
ہو اور میں یہاں اُن کے گھیرے میں پڑا ہوں یہ بات سن کر ان کو کچھ
غیرت سی معلوم ہوئی وہیں سے اُنھوں نے میری طرف باگ موڑی
اور آکر اُن سواروں میں گڈبڈ ہو گئے سوار تو اُن کی طرف مشغول ہوئے
میں فرصت پاکر وہاں سے نکل گیا اور میاں ابو محمد سے لڑائی ہونے لگی
اور میں دُور سے دیکھتا تھا پھر میاں ابو محمد نے دو سوار تلوار سے مار کر
مُردار کئے اور آپ بھی تلواروں کے زخم کھا کر گھوڑے سے گرے تب میں
وہاں سے چل دیا انتہی اور میر رستم علی چلکانوی کی شہادت کا
یوں حال ہے کہ لڑائی کے کھیت سے تور وہیں زخمی اُٹھا آئے تھے اور
زخم ان کے کاری لگے تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے نور بخش جراح سے
فرمایا کہ جاکر اُن کے ٹانکے لگاؤ وہ اُسی دم اُن کے پاس گئے مگر
ان کے زخموں کو ہاتھ بھی نہ لگانے پائے کہ دم ان کا نکل گیا اور
کریم بخش گھاٹم پوری یوں شہید ہوئے کہ جب تور وسے لشکر
ماہیار کو چلا تب وہ تور وہیں اس نیت سے رہ گئے کہ جب تک

وہاں لڑائی شروع ہو گئی تب تک میں اپنی ہانڈی والوں کے لئے روٹی پکانے لگا پھر وہ روٹیاں پکا کر اور رومال میں باندھ کر لے چلے اور اس عرصے میں وہاں لڑائی شروع ہو چکی تھی اور اپنے سوار شکست کھا کر بھاگے آتے تھے اور سوار درانیوں کے ان کے تعاقب میں تھے کریم بخش نے کسی طرف جانے کا رستہ نہ پایا اور درانیوں کے محاصرہ میں آگئے اس میں کسی نے ان کو مار کر شہید کیا اور عبدالرحمن دکھنی کی شہادت کی کیفیت یوں ہے کہ یہ سواروں میں تھے اور شکست بھی تھی اور پھر ماری بھی آتی تھی جب اپنے سوار شکست کھا کر چلے تب اُنھوں نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور کئی فیر بندوق کے گھوڑے پر سے کئے پھر گھوڑے سے اُتر پڑے اور گھوڑا چھوڑ دیا اور قواعد پھر ماری سے بندوق مارنے لگے اور آٹھ یا نو آدمی درانیوں کے محاصرہ میں تھے مگر وہ سب پیادہ تھے پھر بندوق ڈال کر انھوں نے تلوار پکڑی اور کئی درانیوں کو زخمی کیا اور اُن کا قابو کسی طرح نہیں پڑتا تھا کہ ان کو ماریں اس میں ایک سوار نے دیکھا کہ اس ایک ہندوستانی نے اتنے درانیوں کو مغلوب کر رکھا ہے اور کسی کی چوٹ نہیں کھاتا تب اس نے پیچھے سے آکر ایک نیزہ مارا جب یہ گر پڑے تب اُس نے تلوار مار کر سر جدا کر دیا اور حاجی عبدالرحیم صاحب پھلی وال اور لورو کے مولوی عبدالرحمن صاحب یہ بھی سواروں میں تھے الخ

اُن کی شہادت کا بیان محمدی عظیم آبادی یوں کرتے تھے کہ
قریب پانسو کے مجاہدین سوار تھے اور اُن سے زیادہ ملکی سوار
تھے اور وہ سب دغاباز خفیہ سردار سلطان محمد خاں سے سازش
رکھتے تھے اور اپنے سوار اور وہ سب ملے جلے پرا باندھے کھڑے تھے اور
کوئی ہزار سوار درانی یکبارگی ہلہ کر کے آئے ملکی سوار تو صاف طرح
دے کر بھاگ گئے فقط اپنے ہی سواروں نے ان کا مقابلہ کیا اور
خوب لڑے اور خوب بہادری کی اور داد شجاعت کی دی مگر کہاں پانسو
اور کہاں تین ہزار آخر الامر جب تاب لڑائی کی نہ لا سکے تب متفرق
ہو کر سو بسو بھاگے اور انھوں نے تعاقب کیا اور حاجی عبدالرحیم صاحب
اور مولوی عبدالرحمن صاحب وہاں سے پاؤ کوس نکل گئے تھے اور سوار
درانیوں کے پیچھے لگے چلے آتے تھے جب ماہیار سے ورے طرف تورو
کے نالے پر پہنچے اور سوار تو آگے بڑھ گئے اور یہ دونوں صاحب ان
کے محاصرے میں آگئے تب وہاں وہ دونوں صاحب پھر پڑے اور اُن
سے خوب لڑائی ہوئی اور شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور
زخمیوں سے جن کا حال یاد ہے وہ یہ ہے کہ سید موسیٰ صاحب کے
والد سید احمد علی صاحب خواہر زادے حضرت علیہ الرحمۃ کے جس دن
سے پہلڑی کی لڑائی میں شہید ہوئے اُس دن سے ان کی طبیعت میں
ایک نوع کا غم والم ہر وقت رہتا تھا بلکہ کبھی کبھی اپنے یاروں آشناؤں

سے کہا کرتے تھے کہ اگر کبھی کسی لڑائی میں جانے کا میرا اتفاق ہوا تو
انشاء اللہ تعالیٰ بیچ کھیت میں مجکو دیکھنا یعنی میں لڑ کر شہید
ہو جاؤنگا اور اُن کے اس حال سے حضرت کو بھی خبر تھی کہ سید موسیٰ
کے خیال میں یہ بات ہے اور وہ سواروں میں رسالدار عبد الحمید خاں
کے پاس تھے جب موضع تورو سے طرف موضع ماہیار کے لشکر چلا
تب حضرت علیہ الرحمۃ نے سید موسیٰ صاحب سے کہا کہ تم اپنا گھوڑا
اور کسی بھائی کو دیدو اور تم ہمارے ساتھ پیادوں میں رہو انہوں
نے عرض کی کہ آپ مجکو یوں ہی رہنے دیجئے میں رسالدار صاحب کے
ساتھ رہونگا آپ نے جانا کہ ان کو وہیں رہنا منظور ہے فرمایا کہ
خیر تم کو اجازت ہے وہیں رہو پھر جب لشکر ماہیار میں پہنچا اور
ادہر سے درانیوں کا ہلہ آیا اس وقت انھوں نے جیسا کہا کرتے
تھے ویسا ہی کیا کہ سب سواروں کے ساتھ ادہر سے گھوڑے کی
باگ اٹھا کر ان میں گھس گئے اور خوب تلوار چلائی اور لوگوں کو
مارا اور زخمی کیا اور آپ بھی زخمی ہوئے مگر لڑتے رہے جب مارے
زخموں کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے اور کئی زخم سر میں لگے اُس وقت
بیتاب ہو کر گھوڑے سے گرے پھر ان کو خادے خاں قندھاری وہاں
سے تورو میں اٹھا لائے اس کا بیان اول ہو چکا ہے اور سواروں
کے شکست کھانے اور زخمی و شہید ہونے کا حال یوں ہے کہ سید

اسمٰعیل صاحب رائے بریلوی جو میرے بہلہ دار تھے اور اس لڑائی
میں ہلکے سے دو زخم تلوار کے بھی ان کے لگے تھے ایک رخسارے پر اور
ایک پیچھے سر کے جو لوگ حضرت کے ساتھ پیادوں میں تھے ان میں
سے بعضے بعضے کہ ان سے پوچھا کہ ادھر تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات سے
سید صاحب کو فتحیاب کیا اور ادہر تم سواروں کی پہلے کیونکر شکست
ہو گئی کیونکہ درانیوں کا بلہ جب حضرت علیہ الرحمۃ پر آیا اور مدد الہی سے
لوگوں نے ان کو مار ہٹایا تب حضرت نے اپنا آدمی بھیجا کہ رسالدار
عبدالحمید کو ہماری طرف سے جا کر کہو کہ ان فراری سواروں کا تعاقب
کرو اس وقت اس آدمی کو وہاں کوئی سوار بھی نہ ملا سید اسمٰعیل صاحب
نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے ہمارے رسالدار صاحب سے
فرمایا تھا کہ تم سب سواروں سے ہماری پشت پر رہو اور بے ہمارے
حکم کے بلہ نہ کرنا سو ہمارے رسالدار صاحب موافق فرمانے حضرت
کے اسی طرح حضرت کی صف کی پشت پر چلے جاتے تھے اور درانیوں کے تین
غول تھے دو تو حضرت کے مقابل میں اور ایک ہم لوگوں کے مقابلہ میں
پھر ایک غول حضرت کی طرف گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر حملہ آور ہوا اور
ایک ہم سواروں کی طرف اُس وقت مولوی احمد اللہ صاحب بھائی
مولانا عبدالحئی صاحب کے اور ہماری بستی کے محمد سعید خاں قاضی مدنی
ننگالوی اور ہم چند سوار اور رسالدار صاحب کے قریب تھے

اس عرصہ میں کسی شخص نے جاکر رسالدار صاحب سے کہا کہ حضرت
علیہ الرحمۃ کا حکم ہے کہ تم بھی بلہ کرو یہ حکم سنتے ہی رسالدار صاحب
نے اپنے سواروں کو لے کر بلہ کر دیا اور ہمارے سب سوار رسالدار صاحب
کے ہمراہ ان میں جاکر گڈ بڈ ہو گئے اور جتنے ملکی سوار ہمارے سواروں
کے ساتھ تھے وہ سب اسی دم طرح دے کر بھاگ کھڑے ہوئے ساری
لڑائی ہمارے ہی سواروں پر آپڑی اور سب سوار سمٹ کر رسالدار صاحب
کے ساتھ ہو گئے اور جدہر رسالدار صاحب ہم سب کو لے کر باگ اٹھاتے
تھے صاف دراینوں کا غول چیر کر تلواریں مارتے ہوئے اس پار نکل جاتے
تھے اور رسالدار صاحب افسوس کر کے کہتے تھے کہ اس وقت میرے
پاس جو سبزہ گھوڑا ہوتا تو میرے دل کا ارمان نکلتا اور تین چار بار
اسی طرح اپنے سب سواروں سے حملہ کر کے ان کے غول میں گھسے اور
تلواریں مارتے ہوئے پار نکل گئے انہیں بلوں میں اپنے سوار بھی شہید
ہوئے اور زخمی بھی ہوئے اور رسالدار صاحب کے بھی بلے سے کئی
زخم تلواروں کے لگے مگر اسی طرح اور لڑتے رہے اور یہی حال ہم سب
سواروں کا تھا پھر جب رسالدار صاحب نہایت زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرے اور ہم لوگ بے سردار ہو گئے اور وہ کوئی تین ہزار اور ہم
لوگ قریب پانسو کے آخر الامر جب ہم لوگ ان کے مقابلے کی
تاب نہ لا سکے تب سو بسو متفرق ہو کر ان کے مجمع سے نکلے اور انہوں نے تعاقب

کیا اور ہم لوگ لڑتے بھڑتے چلے جاتے تھے اس میں بھی کتنے ہمارے
سوار شہید اور زخمی ہوئے اور سید موسی تو پہلے ہی حملہ میں ہم لوگوں کے
ساتھ ان میں گھس گئے تھے اور خوب اُن سے لڑے اور ہتیار کیا مگر
ہم لوگ مارتے ہوئے نکل گئے وہ وہیں زخمی ہوکر گرے ہم لوگوں کی
شکست کی صورت یوں ہوئی پھر ہم تو زخمی تھے ادہر حضرت کے پاس
چلے آئے پھر سب سوار دس دس بیس بیس آکر جمع ہوئے تب اُن سے
معلوم ہوا کہ وہ کہتے تھے کہ موضع ملکٹ تک درانیوں نے ہمارا تعاقب
کیا تھا پھر جب اُنہوں نے وہاں سے اپنے لشکر کی طرف باگیں موڑیں
ان کے ساتھ ہی ہم لوگ بھی پھر پڑے اور اُن سے لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر میں چلے آئے انتہی اور جو سید اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ ہمارے رسالدار
صاحب افسوس کرتے تھے کہ میرا سبزہ گھوڑا اس وقت میرے پاس
ہوتا تو میرا ارمان نکلتا سبب اس کا یہ تھا کہ ان کے پاس دو گھوڑے
تھے ایک سمند اور دوسرا سبزہ اور سبزہ گھوڑا ان کا قدیمی تھا اور
وہ خوب درست کیا ہوا تھا کہ برچھے تلوار بندوق پر خوب لگا ہوا
تھا کہ اس پر سوار ہوکر جو چاہتے تو چھری کٹار سے خاطر خواہ لڑ
لیتے اور وہ سبزہ بروقت جنگ کے ان کا آدمی کالیا نام لئے ہوئے
کھڑا تھا جب رسالدار صاحب پلٹ کر کے اس طرف گئے وہ آدمی
گھوڑا لے کر پیادوں میں چلا آیا اور جس سمند پر وہ اُس دم سوار

تھے وہ گھوڑا دہ تھا جو ہمارے آقائے نامدار دولتمدار حضور پرنور
نواب وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ زاد اقبالہ
نے رسالدار ہی کے ہاتھوں ٹونک سے بطور نذر کے واسطے حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھیجا تھا اور یہ سمند اس سترہ سے
قوی بھی تھا اور قدرے بلند بھی تھا اور یہ گھوڑا حضرت علیہ الرحمۃ نے
رسالدار صاحب کو اُس دن عنایت کیا جب ان کو رسالداری کا
عہدہ دیا تھا سو وہ موافق مرضی اُن کی کے تعلیم نہ ہوا تھا انتہیٰ

اب یہاں سے سردار سلطان محمد خان کی طرف کا بیان

ہوتا ہے جبکہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سردار سلطان محمد خان
کی لڑائی سے فتحیاب ہو کر موضع تورو میں تشریف لائے اس کے اگلے روز
چند لوگ موضع ہوتی کے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں
آکر حاضر ہوئے اور بعد دینے مبارکباد کے عذر و معذرت کرنے لگے کہ،
لشکر درانیوں کا ہماری بستی میں آکر اُترا اور طرح طرح ظلم و غدر
بستی والوں پر کرنے لگے اور ہم لوگ بسبب ناچاری اور عیالداری کے
وہاں سے بھاگ نہ سکے مگر اپنے دل ہی دل میں ان کے حق میں بددعا
کرتے تھے کہ الٰہی تو ان ظالموں اور غداروں کو یہاں سے ذلیل کر کے
دفع کر اور ہمارے سید بادشاہ کو ان پر فتحیاب کر اور وہ ظالم بڑے
ہی مغرور اور متکبر تھے جس دن تینوں بھائی سردار سلطان محمد خان

١٨٥٧

اور اُن کا بھتیجا حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا اپنا لشکر
لے کر قدم لی کرتے ہوئے اور آپ کے لشکر مجاہدین نصرت قرین کا
حال خیر مآل دیکھتے ہوئے چلے گئے تھے سو آپ کے مجاہدین بسبب قلت
کے کچھ ان کے خیال میں نہ آئے جب وہ اُس دن شام کو چاروں سردار
مذکورین ایک جگہ بیٹھے تو آپس میں بڑے بڑے تکبری اور مغروری
کے کلام کرنے لگے اور کہتے تھے کہ اکثر سمہ والوں کو تو ہم نے اپنے موافق
کر لیا ہے اگرچہ دو ایک سردار ہم سے ناموافق ہیں سو اس بات کا ہم
کچھ اندیشہ نہیں اور جس قدر سید بادشاہ کے ہمراہ مجاہدین لوگ ہیں سو ان
کی کیا حقیقت اور کیا بنیاد ہے ایک ہلے میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند
ڈالینگے اور جو زندہ ہاتھ لگینگے ان کو چار دار بنا دینگے اور سید کو زندہ
گرفتار کر لینگے پھر اس گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے تمام مشیروں اور
مقربوں کو اپنے پاس بلوایا اور قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر پہلے آپ
چاروں سردار قسمی ہوئے کہ سید کے مقابلے سے ہم کسی طور منہ نہ موڑینگے
اور حبیب اللہ خاں جو ان میں بڑا بہادر اور دلاور مشہور تھا اُس نے کہا
کہ سید کے سواروں کا میرا ذمہ ہے میں اُن سے سمجھ لونگا اور باقی پیادوں
کو تم دیکھ لینا پھر یہی قسم اُنھوں نے اپنے سب مشیروں اور افسروں
سے لی اور نجومیوں کو بلا کر واسطے لڑائی کے گھڑی ساعت پوچھی اور
اُسی وقت واسطے قسم تمام لشکر کے انھوں نے دو طرف نیزے گاڑ کر

ایک دروازہ سا بنایا اور اس میں ایک لنگی میں باندھ کر کلام اللہ
لٹکایا کہ جب یہاں سے لشکر کوچ کرے تو اسی دروازے میں کلام اللہ
کے نیچے ہو کر نکلے پھر جب پچھلی رات کو کوچ کا نقارہ ہوا تو اکثر درانی
شراب پی کر اور خوب مست ہو کر اور کمریں باندھ کر اور گھوڑے کھینچ
کر تیار ہوئے جبکہ دوسرا نقارہ ہوا تب چاروں سردار سلطان محمد
خاں اس دروازے سے نکلا پھر سردار پیر محمد خاں پھر سردار سید محمد
خاں پھر حبیب اللہ خاں نکلے اور یہ چاروں اس دروازے کے
کنارے ایک طرف کھڑے ہوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے
سے نکالیں پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا پھر وہاں اُنہوں نے تمام لشکر
کے چار غول کئے تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا پیادوں کی،
پلٹن میں افسر کیول نام فرنگی تھا اور اُس پلٹن میں چھوٹی چھوٹی
دو توپیں تھیں اور ایک سواروں کے غول میں سردار پیر محمد خاں تھا
اور ایک غول میں سردار حبیب اللہ خاں اور اس کے ہمراہ سردار سید محمد
خاں اور ایک غول میں سردار سلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ
جبکہ چار غول جُدے جُدے مقرر ہو چکے اور تیسرا نقارہ ہوا تب وہاں
سے کوچ کر کے آپ کے مقابلے میں آئے اور لڑے اور جو تدبیریں اور
نیتیں کر کے وہ آئے تھے سب اللہ تعالیٰ نے لغو اور مہمل کر دیں
اور ایک بھی پیش نہ گئی کیونکہ آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر

آخر الامر ہیبت الٰہی سے ایسی شکست فاحش کھا کر اقتاں وخیزاں اوپر ہی اوپر بھاگے کہ اپنے ڈیروں خیموں میں بھی نہ آئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات بے غایات سے فتحیاب کیا انتہیٰ یہ تمام بیان ان کا سن کر حضرت علیہ الرحمۃ طرح طرح کی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور عظمت وقدرت اور پروردگار کی جناب باری میں شکریہ بیان کرنے لگے اور اُس روز اس نواح کی بستیوں کی رعایا لوگ اپنے اپنے غول باندھے نشانوں کے پھریرے کھولے اور چاربیت کہتے دف بجاتے ننگی تلواریں ہلاتے اُچھلتے کودتے ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ کو فتحیابی کی مبارکی دینے کو آئے اور ہر کوئی کہتے تھے کہ سید بادشاہ فتح آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے باغیوں منافقوں کو آپ کے ہاتھ سے ذلیل اور رُسوا کر کے دفع کیا انتہیٰ اور اسی روز حضرت علیہ الرحمۃ نے واسطے مشورت اپنے ندمائے خاص اور رفقائے با اخلاص کو جمع کیا چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور فتح خاں پنجتاری کہ وہ اس وقت تک جو آپ کا انصار جاں نثار سے تھا اور ارباب بہرام خاں اور منشی خواجہ احمد حسن پوری اور میاں جی چشتی اور شیخ ولی محمد اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور حاجی بہادر شاہ رامپوری اور لُہاری کے حمزہ علی خاں وغیرہم اور طرف فتح خاں کے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خان بھائی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم وفضل سے ہم ضعیفوں اور عاجزوں ندل

اپنے کو ان باغیوں متکبروں پر فتحیاب کیا اب ہمارے دل میں یوں
آتا ہے کہ پشاور کو چلیں اور وہاں یکبارگی ان معقولوں پر ٹیں
کہ بار بار کا کھٹکا جاتا رہے اور یہ لوگ بڑے مفسد اور شریر ہیں بار
ہم نے ان کو طرح طرح سے سمجھایا کہ تم لوگ ہمارے اس کار خیر
میں خلل انداز اور فتنہ پرداز نہ ہو اور کفار نابنجار کی حمایت اور
جانب داری چھوڑ دو اور ہم مسلمانوں کے معاون اور خیر خواہ بنو کہ دنیا
اور آخرت میں بھلا ہو مگر یہ کسی طور نہ سمجھے اور نہ اپنی بغاوت اور شرارت
سے باز رہے اور خان بھائی ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ ہم ان کا ملک
چھین لیں یا ناحق ان کو ذلت دیں بلکہ ہماری نیت تو یہ ہے کہ اگر یہ
پورے پورے خدا اور رسول کے فرماں بردار بن جاویں اور احکام
شریعت بجالاویں تو جو ملک کفار کا اللہ تعالیٰ ہم کو عنایت کرے وہ ہم
ان کو دیں اور خان بھائی یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب
یہاں سے پشاور تک ہم سے اور اُن سے نوبت جدال و قتال کی نہ آویگی
لے لڑے بھڑے اللہ تعالیٰ ہم کو پشاور میں داخل کریگا سواس کے اور بھی کلام
ہدایت التیام آپ نے فرمائے مگر وہ یاد نہ رہے جبکہ آپ یہ پوری تقریر
کر چکے تب سب کی طرف آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس امر میں تم سب
بھائیوں کی کیا صلاح ہے سب نے عرض کی کہ سبحان اللہ آپ بہت ہی
خوب فرماتے ہیں ہماری بھی رائے میں یہی بات بہتر معلوم ہوتی ہے

اس لئے کہ اول آپ نے سردار خادے خاں کو طرح طرح کی وعظ
ونصیحت سے ازراہ خیر خواہی کے فہمائش کیا کہ راہ راست پر آوے اور
تابعداری اور رسول کا بجا دے مگر اُس نے کسی طور نہ مانا اور آپ کے
فرمانے کو مثال افسانے کے جانا آخر کو خراب اور تباہ ہوا اور اسی
طرح آپ نے سردار یار محمد خاں کی فہمائش کرنے میں کوئی دقیقہ باقی
نہ چھوڑا اُس نے بھی اپنی شرارت نفس اور شامت اعمال سے کچھ خیال نہ
کیا پھر آخر کو جو کچھ اس کا انجام ہوا ہم سب جانتے ہیں پھر یوں ہی پاینڈ
خاں کو آپ نے ہر طرح سمجھایا اور وہ کچھ خیال میں نہ لایا آخر کار
اپنے کیفر کردار کو پہنچا یہ بھی سب کو معلوم ہے اور آپ کا تو مدعا دلی یہی
تھا کہ یہ سب مسلمان اُس کار خیر میں شریک ہوتے اور جو شریک نہ ہوتے
تو چپ چاپ اپنے مکان پر بیٹھے بیٹھے آپ کے واسطے دعا کرتے سو انھوں
نے ان دونوں باتوں سے ایک بھی نہ کی اور کی تو بر عکس کہ کفار تو
درکنار بلکہ اُن کے خیر خواہ اور مددگار بن کر آپ ہی مسلمانوں کے مقابلے
کو تیار ہوئے سو یہی حال ان کا بھی ہے جب تک قرار واقعی ان کو بھی
سزا نہ ملیگی ہرگز اپنی شرارت اور بغاوت سے باز نہیں آنے کے لہٰذا اس
کا تدارک کرنا آپ کو بہت ضرور ہے پھر سردار فتح خاں نے عرض کی
کہ ہم سب بھائیوں کا اس امر میں اتفاق ہی ہے مگر جو اور اس ملک کے
بڑے چھوٹے سردار اور خوانین ہیں اس مشورت میں ان کو بھی شریک یہاں

کرنا بہت مناسب ہے آپ ان کو ہی بلوادیں یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ
کو بہت پسند آئی اور فرمایا کہ خان بھائی بہت اچھا کہا تم نے ہماری
طرف سے تمہیں ان کو بلاؤ پھر سردار فتح خاں نے اور خوانین کو بلا کر اپنے
دیرے میں جمع کیا ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں زیدی کے
فتح خاں کلاٹ کے اسمعیل خاں گھڑیالی کے منصور خاں امازئی کی
گڑہی کے سرور خاں اسمٰعیلی کے اسمعیل خاں شیوی کے دونوں بھائی
اسد خاں اور منشکار خاں سُدم کے بیبن خاں لندخڑ کے نسیم خاں اور
تورو کے دلیل خاں اور باقی کے نام یاد نہیں پھر فتح خاں نے اُن سب سے
حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے اس مشورت کی تقریر کی کہ حضرت کا ایسا
ایسا ارادہ ہے تم سب اس میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم سید بادشاہ
کے تابعدار ہیں جدہر کا ارادہ کریں بلا عذر تیار ہیں جب وہ سب اس بات
پر راضی ہوئے تب خان ممدوح اپنے دیرے سے ان کو حضرت کے پاس لے
گئے وہی بات ان سب نے حضرت سے کہی کہ ہم اپنی جان ومال سے آپ کی
ہمراہی میں تیار ہیں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں ہم یہاں سے کوچ
کر کے موضع مردان میں ٹھہرینگے تم بھی اپنے اپنے لشکر سے وہیں ہم سے ملنا
اور ان سب کو رخصت کیا وہ اپنی اپنی بستی کو گئے پھر اس وقت جو لوگ
آپ کی مجلس میں حاضر تھے ان میں سے کئی شخصوں نے عرض کی کہ واسطے
توپوں کے کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ پنجتار میں بھیجدو نیگے اور

زخمیوں کو بھی وہیں پہنچا دو نیگے یہ سُن کر سردار فتح خاں اور ا
ارباب بہرام خاں نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہیں بہتر ہے مگر ہماری
رائے ناقص میں یوں آتا ہے کہ توپوں کو اپنے ہی ہمراہ رکھیں تو بہت
مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کے خیال میں ہے کہ توپوں کا
لشکر میں بڑا رعب اور سہارا ہوتا ہے سو یہ بات کچھ نہیں صرف خدا ہی
کا رعب اور سہارا ہم کو کافی ہے سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ
توپیں لایا تھا پھر ان توپوں سے کیا کر لیا وہ سب توپیں اللہ تعالیٰ
نے ہم کو دلوا دیں سو وہ پنجتار میں پڑی ہیں اور سردار سلطان محمد خاں بھی
توپیں لایا تھا اس نے بھی توپوں سے کیا کام بنا لیا وہ بھی اللہ تعالیٰ
نے ہم کو عنایت کیں فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جس
کو چاہے دے۔ توپیں ہونے اور نہ ہونے سے کچھ نہیں یہ خیال اپنے دل سے
دور کرو صرف مدد الٰہی پر بھروسا رکھو انھوں نے کہا آپ حق فرماتے ہیں بات
یوں ہی ہے پھر آپ نے داروغہ عبدالقیوم سے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے کوچ
کرکے موضع مردان کو چلینگے تم جو غازی بھائی بہت زخمی ہیں اور دونوں
توپوں کو لے کر پنجتار میں ابراہیم خاں خیر آبادی کے پاس پہنچا دینا پھر تم
ہمارے پاس چلے آنا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے نور بخش جراح کو بھی
ہمراہ کر دیا اور چند آدمی اور بھی کر دئے اور فرما دیا کہ توپوں کے واسطے
ہر بستی سے بیلوں اور آدمیوں کی بیگار نکالتے ہوئے جانا اس میں

ساتھ آسانی کے پہنچ جاوینگی اور دلیل خاں سے فرمایا کہ یہاں سے
اماز ئی کی گڑہی تک توپوں کو اپنی معرفت تم بھجوا دینا پھر وہاں سے
یہ آپ بیگار نکالتے ہوئے چلے جاوینگے اور جو ہلکے زخمی ہیں وہ ہمارے
ساتھ موضع مردان کو چلیں گے اور اُن کی مرہم پٹی کے واسطے عبدالرحیم
جراح ہیں پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ موضع توروسے مع لشکر ظفر پیکر
کوچ کر کے موضع مردان کو تشریف لے گئے دار وغہ عبدالقیوم صاحب
کہتے ہیں کہ پھر میں اسی دن دلیل خاں کے پاس گیا اور کہا کہ کل میں بھی
زخمیوں اور دونوں توپوں کو لے کر پنجتار کو جاؤنگا آدمیوں اور بیلوں
کی تدبیر آج ہی آپ کر رکھیں انھوں نے کہا کہ تم اپنی تیاری جا کر کرو
کل صبح کو اپنا کوئی آدمی بھیجدینا ہم اُس کے ساتھ آدمیوں اور بیلوں
کو کر دینگے پھر میں نے ڈیرے پر آیا اور جو کچھ تدبیر کرنی تھی کرلی پھر
اگلے روز بعد نماز فجر کے میں نے ایک آدمی دلیل خاں کے پاس بھیجا
وہ کوئی پان چھ گھڑی دن چڑہے وہاں سے آدمی اور بیل لے کر آیا
اور ہم تو تیار ہی تھے پھر ان لوگوں سے آدمیوں کی چار پائیاں اٹھوا
کر اور توپوں کو جتوا کر وہاں سے ہم روانہ ہوئے اور ان زخمیوں میں
سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں رسالدار عبدالحمید خاں اور سید موسیٰ
اور عبدالکریم خاں آنولے کے اور نور محمد اور اُن کے بھائی حاجی چاند
ناگوری اور اللہ بخش بانگیتی اور میاں جی سید محی الدین پھلتی اور محمد سعید
خاں رائے بریلوی اور قاضی مدنی اور مولوی عبدالحکیم بنگالوی اور

مولوی احمد اللہ صاحب بھائی مولانا عبدالحئی صاحب کے اور آن کے رفیق
عبدالرحمن وکہنی اور اعتباری رفیق محمد تقی پو چیڑکے اور پیر محمد پانی پتی
اور جو ملکے زخمی حضرت کے ہمراہ رہے ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ
یہ ہیں سید اسمٰعیل رائے بریلوی جماعت خاص کے بہلیہ دار اور شیخ نصراللہ
خورجے کے اور امام الدین پانی پتی اور کریم بخش پنجابی اور اسمٰعیل خاں
خان پوری انتہیٰ' پھر اس روز توتو رو سے اما زئی کی گڑھی کہ تین
کوس ہے جاکر رہے اور دلیل خاں کے آدمیوں اور بیلوں کو رخصت کر دیا
اور ان کو اپنا راضی نامہ لکھ دیا کہ یہ دلیل خاں کو دینا اور نور بخش جراح
سے میں نے کہا کہ تم زخمیوں کی مرہم پٹی کی خبر لو اور میں وہاں کے خان کے
پاس گیا وہاں کے خان سرور خان تو ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ کے گئے
تھے ان کے والد کا کا احمد خاں تھے ان سے میں نے واسطے بیلوں اور
آدمیوں کے کہا انھوں نے کہا کہ آج ہم اس کی تدبیر کر رکھیں گے کل فجر
کو اپنا آدمی بھیج دینا وہ لیجاویگا پھر میں نے وہاں سے اپنے لوگوں میں
آکر ایک آدمی کو موضع اسمٰعیلہ کے ملک کے پاس آدمیوں اور بیلوں
کے واسطے روانہ کیا بعد اس کے زخمیوں کے لئے کھانا پکوایا اور ان کو
کھلوایا اور معمول کھانے کا ہمارے حضرت کے یہاں ہر زخمی کے لئے آدہ
سیر آٹا اور پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر شکر یا گڑ تھا اور باقی ہم لوگ
جو تندرست تھے ان کو بستی والوں نے موافق دستور اپنے ملک کے
کھانا کھلایا پھر اگلے روز کا کا احمد خاں سے آدمی اور بیل لئے اور

زخمیوں کی کھاٹیں اٹھوا اور توپوں کو جیتوا وہاں سے روانہ ہوئے اور
اسی دستور مذکور کے ساتھ ہر روز تین چار کوس چلتے تھے اور جس بستی
میں رہتے تھے وہاں دعوت کھاتے تھے اور وہاں کے ملک آدمی اور بیل لیتے
تھے اور آگے چلتے تھے چنانچہ اماز لی کی گرہی سے موضع اسمعیلہ
کو گئے پھر وہاں سے موضع کالو خاں کو اور وہاں سے موضع ڈاگئی
کو اور موضع شیوہ کو اور وہاں سے موضع سلیم خاں کو اور وہاں سے
مختیار کو اور موافق فرمانے حضرت کے زخمیوں اور دونوں توپوں کو
ابراہیم خاں خیرآبادی کے سپرد کیا اُنھوں نے زخمیوں کو اُن کے ڈیروں
پر اتارا اور دونوں توپوں کو حجرے اور مسجد کے درمیان میں جو میدان
ہے کھڑا کروا دیا پھر ہم سب تین روز وہاں رہے اور حاجی جانی ؟
جراح انبھٹی کے وہیں تھے واسطے مرہم پٹی زخمیوں کے ان کو مقرر
کر دیا اور دس پندرہ غازی جو وہاں تھے ان کو بھی اپنے ساتھ
لے کر چوتھے روز ہم سب تینتیس پینتیس ۳۵ آدمی وہاں سے روانہ ہوئے
تیسرے روز موضع مردان میں آئے وہاں حاجی بہادر شاہ خاں
رامپوری تھے ان سے ملاقات کی اور حضرت علیہ الرحمۃ کو پوچھا
انھوں نے کہا کہ حضرت تو موضع تورو سے آکر یہاں دو ہی رات
رہے پھر کوچ کر گئے میں نے کہا کہ مجھے حضرت نے فرمایا تھا کہ زخمیوں اور

دونوں توپوں کو پنجتار میں پہنچا کر ہمارے پاس چلے آنا سو مجھ کو
اُن کے پاس جانا ضرور ہے اُنہوں نے کہا کہ تم کو اختیار ہے ۔
چاہو یہاں رہو چاہو وہاں جاؤ اور جو لوگ تھوڑے تھوڑے زخمی
تھے ان کو حضرت وہیں چھوڑ گئے تھے ان میں سے کئی آدمی جو چنگے ،
ہو گئے تھے انھوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ ہم بھی چلینگے میں نے کہا کہ
تم بھی چلو پھر میں دو دن وہاں موضع مردان میں رہا تیسرے
روز اپنے سب ہمراہیوں اور ان زخمیوں کو جو اچھے ہو گئے تھے
لے کر روانہ ہوا دو کوس وہاں سے موضع گوجر گڑھی تھا وہاں
گیا اور ایک مسجد کے حجرے میں اُترا اس طرف سے نورہ کے دلیل
خاں پانچ سواروں سے آئے ان سے ملاقات ہوئی میں نے
ان سے پوچھا کہ خاں صاحب تم کہاں سے آتے ہو اور حضرت
کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ میں موضع پنجتی میں حضرت کو پہنچا کر
آتا ہوں اور تم اتنے آدمیوں سے یہاں کیوں ٹھہرے ہو میں
نے کہا کہ میں ابھی ان بھائیوں کو لئے ہوئے حضرت کے پاس جاتا
ہوں انھوں نے کہا کہ رستے میں کوسوں آبادی نہیں ہے اور ،
بہت سے سوار احمد خاں ہوتی والے کے رستے میں لوگوں کو لوٹتے ،
مارتے ہیں تم آگے کو نہ جاؤ میں ان کے کہنے سے وہیں ٹھہر گیا پھر

دلیل خاں تو تورو کو چلے گئے میرے ساتھ منشی خواجہ محمد حسین پوری
تھے میں نے ان سے کہا کہ تم ایک عرضی حضرت کو لکھ کر روانہ کرو کہ یہاں
رستے میں یہ خطرہ ہے اور ہم اتنے لوگ یہاں رکے ہیں جو کچھ
ارشاد ہو بجا لاویں پھر انھوں نے عرضی لکھی وہ ایک ملکی کے ہاتھ
میں نے حضرت کے پاس روانہ کی اور رات بھر سب آدمیوں سے
میں وہیں رہا اگلے روز سب کو لے کر پھر موضع مردان کو پلٹ
آیا اور حاجی بہادر شاہ خاں کے پاس اُترا اس کے اگلے روز
کچھ دن چڑھے ایک آدمی گوجر گڑھی سے آیا اور وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالی
نے بڑی خیر کی جو کل تم وہاں سے یہاں چلے آئے رات کو بستی میں
سواروں کا دھاڑا پڑا اور وہ لوگوں سے پوچھتے تھے کہ یہاں ہندوستانی
غازی اُترے تھے وہ کہاں ہیں انھوں نے کہا وہ تو پیچھے کو
پلٹ گئے تب وہ بستی کے کئی گھر لوٹ کر چلے گئے میں نے کہا بھائی
فی الحقیقت اللہ تعالی نے بڑی خیر کی یہ بھی ہمارے حضرت کی ایک کرامت
ہوئی اگر ہم رات کو وہاں رہتے خدا جانے کیا واقعہ ہوتا پھر ہم
لوگ وہیں مردان میں ٹھہرے رہے تیسرے دن ہماری اس عرضی
کا جواب آیا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ جبتک ہم تم کو نہ بلاویں تب
تک تم وہیں مردان میں حاجی بہادر شاہ خاں کے پاس رہنا

ادہر کا ارادہ نہ کرتا پھر ہم سب وہیں رہے انتہی''۔ اب
یہاں سے بیان ہے حضرت علیہ الرحمۃ کے موضع
تورو سے کوچ کرنے کا جوکہ داروغہ عبدالقیوم صاحب
نے کہا تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے مجکو زخمیوں اور توپوں کے
پنجتار میں پہنچانے کا حکم دیکر آپ موضع مردان کو مع لشکر کوچ
کر گئے اور اس کے اگلے روز زخمیوں اور توپوں کو لے کر میں روانہ
ہوا سو حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ کے موضع تورو
سے کوچ کرنے کی کیفیت یوں ہے کہ جبکہ آپ نے مع لشکر موضع تورو
سے کوچ کیا اس وقت آپ اپنے ازدر گھوڑے پر سوار و پیادوں
کی جماعت میں تھے اور لشکر سواروں کا آپ کے پیچھے تھا اور
دو نشان پیادوں میں تھے اور ایک سواروں میں اور تینوں کے
پھریرے کھلے نہ تھے اور شتری نقارہ بجتا تھا اور جہالو کے میر
رحمٰن علی مرحوم جو بعد واقعہ بالاکوٹ کے وہاں سے آکر بلدہ السلام
ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار دولتمدار زاد اقبالہ کی سرکار فیض
آثار عہدۂ رسالداری سے سرفراز تھے رسالہ نظم جہادیہ مولوی
خرم علی صاحب مرحوم کا باآواز بلند ساتھ خوش الحانی کے
پیدلوں کی جماعت میں پڑھتے جاتے تھے وہ رسالہ یہ ہے

۱۸۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد تحمید خدا نعت رسول اکرمؐ — یہ رسالہ ہے جہادیہ کہ لکھتا ہے قلم
واسطے دین کے لڑنا نہ پئے طمع بلاد — اہل اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد
ہے جو قرآن و احادیث میں خوبی جہاد — ہم بیاں کرتے ہیں تھوڑا سا اسے کر و یاد
فرض ہے تم پہ مسلمانو جہاد کفار — اس کا سامان کرو جلد اگر ہو دیندار
جس کے پیروں پہ پڑی گرد صف جنگ ملا — وہ جہنم سے بچا نار سے ہے وہ آزاد
جو مسلمان رہ حق میں لڑا لحظہ بھر — روضۂ خلد بریں ہو گیا واجب اُس پر
اے برادر تو حدیث نبوی کو سُن لے — باغ فردوس ہے تلواروں کے سائے کے تلے
دل سے اس راہ میں پیسا کوئی دیویگا اگر — سات اس کو خدا دیویگا روز محشر
اور اگر مال بھی خرچیا دیگا اور تلوار — پھر تو دیویگا خدا اس کے عوض سات ہزار
جو کہ مال اپنے سے غازی کو بنا دے اسباب — اس کو بھی مثل مجاہد کے خدا دیگا ثواب
جو نہ خود جا دے لڑائی میں نہ خرچے کچھ مال — اس پہ ڈالے گا خدا بیشتر از مرگ وبال
جو رہ حق میں ہوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں — بلکہ وہ جیتے ہیں جنت میں خوشی کرتے ہیں
سب عمر بھر کے گناہ شہدا بخشتے ہیں — کیوں نہ ہو راہ خدا ان کے تو سر کٹتے ہیں
فتنۂ قبر و غم صور و قیام محشر — ایسے ہیں مولا نے شہیدوں کو نہیں کچھ بھی خطر
حق تعالیٰ کو مجاہد وہ بہت بھاتے ہیں — مثل دیوار جو صف باندھ کے جم جاتے ہیں
اے مسلمانو سنی جو تم نے خوبی جہاد — چلو اب رن کی طرف مت کرو گھر بار کو یاد
مال و اولاد کی جورو کی اور گھر کی محبت چھوڑو — راہ مولا میں خوشی ہو کے شتابی دوڑو

مال و اولاد تری قبر میں جانے کی نہیں | تجکو دوزخ کی مصیبت سے بچانے کی نہیں
گر بھرے جیتے تو گھر بار میں پھر آؤگے | ور گئے مارے تو جنت میں چلے جاؤگے
دین اسلام بہت سست ہوا جاتا ہے | غلبہ کفر سے اسلام مٹا جاتا ہے
پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد | ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد
زور تلوار سے غالب رہا اسلام مدام | سستی اگلے جو کبھی کرتے تو ہوتا گمنام
کب تلک گھر میں پڑے جوتیاں چٹخاؤگے | اپنی سستی کا بجز افسوس نہ پھل پاؤگے
اب تو غیرت کرو نامردی کو چھوڑو یارو | سید احمد سے ملو جلد سے کافر مارو
بارہ سو برس کے بعد ایسے ارادے والا | ہوا پیدا ہے مسلمانو کرو شکر خدا
تھے مسلمان پریشان بغیر از سردار | ہوا سردار ہے از آل رسول مختار
بات ہم کام کی کہتے ہیں سنو لے یارو | وقت آیا ہے کہ تلوار کو برہنہ مار
حضرت مولوی اب طاق میں رکھ دیجئے کتاب | لیجئے تلوار و میدان کو چل دیجئے شتاب
وقت جاں بازی ہے تقریر کو اب چھوڑو | غیر شمشیر کسی طرف کو دل مت باندھو
ہادی دین ہو تم تم کو ہے سبقت لازم | تم چلوگے تو بہت ساتھ چلینگے خادم
اے گروہ فقرا نفس کشی کے استاد | عمل نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد
مت گھسو کونے میں اے پیر جی مانند حجا | چھوڑو اب حیلہ کشی وقت جہاد آپہنچا
اے جوانان اسد حملہ و رستم قوت | کام کس دن کو پھر آویگی تمہاری جرأت
ان کا سر کاٹ لیا کہ کٹا اپنا سر | دونوں صورت جو سمجھو تو تمہیں ہو بہتر

یعنی گر مار لیا تو بہر بن آئی ورگئے مارے تو پھر جامِ شہادت پائی
ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزا چھوٹیگا لشکرِ موت ترا ملکِ بدن لوٹے گا
دوستو جب ہمیں مرنا ہی مقرر ٹھہرا پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجئے در راہِ خدا
سیکڑوں جنگ میں جاتے ہیں وہ پھر آتے ہیں سیکڑوں گھر میں ہی بیٹھے ہیں وہ مرجاتے ہیں
موت کا وقت معین ہے تو سن اے غافل پھر بھلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا حاصل
جب تلک موت نہیں ہے تو نہیں مرتے ہیں موت جب آئی تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں
تم اگر ڈرتے ہو تکلیفِ سفر سے نہ ڈرو سرد ہو خطرۂ آرام کو دل سے کھودو
جیسی عادت کرے انسان سو ہو سکتا ہے عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے
طمعِ دنیا کے لئے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ چھوڑ گھر سر کو کٹاتے ہیں نہیں کرتے آہ
ہے عجب یہ کہ مسلمان بھی کہلاتے ہو جھوٹے حیلے رہِ اللہ میں بتلاتے ہو
جورو لڑکوں کے لئے گھر میں چھپوگے تک پنجۂ موت سے بتلاؤ بچوگے کب تک
آج اگر اپنی خوشی راہِ خدا میں جاں دوگے پھر تو کل چین سے جنت میں مزے لوٹوگے
سر پٹک پیر رگڑ گھر میں کا مرنا بہتر یا رہِ حق میں فدا جان کا کرنا بہتر
گر رہِ حق میں نہ دی جاں تو پچھتاؤگے اور پیمبر کو منہ کیا بھلا دکھلاؤگے
ایک ہے شرط کہ تم مانو بدل حکمِ امام ورنہ تلوار لگانا ہی نہیں آوے کام
جو کہ خود رائے بھی لڑنے لگے در راہِ جہاد ان کا ناحق یہ بہا خون ہے محنت برباد
خوب اللہ و محمدؐ کو جو پہچانتے ہیں اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں

اہل ایمان کو کافی ہے ولا اتنا پیام — اب مناجات سے بہتر ہے کہ ہو ختم کلام
اے خداوند سماوات و زمیں رب عباد — اب مسلمانوں کو دے جلد سے توفیق جہاد
اپنا دے زور مسلمانوں کو کر زندہ اور — وعدۂ فتح جو ہے اپنا کیا پورا کر
ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے آشناہ — کہ نہ آوے کوئی آواز جز اللہ اللہ

پھر جبکہ جاتے جاتے تمام لشکر نصرت اثر درمیان ہوتی و مردان کے پہنچا اس وقت رسول خاں بھائی احمد خاں کا جس کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد لینے ہوتی اور مردان کے حضرت کی طرف سے خان بنا کر بٹھایا تھا چند آدمیوں سے واسطے استقبال حضرت علیہ الرحمۃ کے آیا اور ملا اور آپ کے ساتھ موضع مردان کو گیا اور قریب گڑھی مردان کے جانب مشرق نالہ ہے اس سے لشکر کو اتار کر ٹھہرایا اور اسی نالے پر ایک جگہ چند درخت توت کے تھے ان کے سائے میں حضرت علیہ الرحمۃ ٹھہرے اور خان مذکور نے آپ کی خدمت فیضدرجت میں عرض کی کہ میں تو آپ کا فرماں بردار اور آپ ہی کا بٹھایا ہوا ہوں اور میرا بھائی احمد خاں پشاور سے سردار سلطان محمد خاں کو آپ کے اوپر چڑھا لایا تھا اور میں ناچار تھا جو کچھ مجھ سے بطور دنیا سازی اور حیلہ بازی کے بن پڑا وہ برتاؤ ان کے ساتھ برتا گیا اور ان سے

مخالفت نہ کرسکا کہ یہاں سے جاکر آپکے شریک ہوتا اور اگر میں کسی
طور سے نکل بھی بھاگتا تو رعایا لوگ تباہ ہوجاتے اور میرا بھائی باوجودیکہ
احمد خاں بھی ان کے ساتھ تھا تسپر بھی ہم پر اور رعایا پر
طرح طرح کی زیادتی اور زبردستی کرتے تھے کہ ہم سب تباہ جاری
سہتے تھے اور نہایت تنگ تھے مگر اللہ تعالے نے ان ظالموں کو آپکے
ہاتھوں سے ذلیل اور رسوا کرکے دفع کیا اور ہم لوگ آپکے تشریف
لانے سے نہایت خوش ہوئے اب جو کچھ ارشاد ہو ہم بسر و چشم بجا لاویں یہ
تمام تقریر سُن کر آپ نے رسول خاں کی بہت سی تسلی اور خاطر داری
کی اور فرمایا کہ کچھ اپنے لشکر کے آدمی یہاں چھوڑ کر ہم تو پشاور کو
جاوینگے سو تم اپنی گڑہی خالی کردو اس میں وہ لوگ رہا کرینگے ،
اس نے کہا کہ بہت بہتر مگر آپ مولانا صاحب کو میرے ساتھ کردیں
کہ وہاں چل کر رعایا لوگوں کا مال واسباب ساتھ امن اور محافظت
کے نکلوا کر گڑہی میں اپنا بند وبست کریں آپ نے مولانا صاحب اور
شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب کچھ لوگوں سے
ہمراہ خان بھائی کے جاؤ اور گڑہی خالی کرواؤ مولانا صاحب
نے عرض کی کہ اگر آپ مجکو بھیجتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ
آپ لشکر میں حکم بھجوادیں کہ کوئی آدمی گڑہی میں نہ جاوے

بلکہ جبتک میں نہ بلاؤں آپ بھی وہاں تشریف نہ لے جاویں اس
لئے کہ اگر آپ وہاں چلیں گے تو آپ کے ساتھ اور بھی ہر طرح کے
آدمی جاوینگے اس میں اندیشہ ہے لوگوں کے اسباب جلنے کا آپ
نے فرمایا کہ بہت بہتر آپ گڑہی میں جاویں ہم لوگوں کو روک دینگے
کوئی نہ جاویگا اور بغیر بلائے آپ کے ہم بھی نہ جاوینگے پھر مولانا
صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب کوئی پچاس ساٹھ غازیوں سے
تشریف لے چلے جب نالہ اُتر کر قریب گڑہی کے پہنچے تب کسی ملکی
نے از راہ خیر خواہی کے مولانا صاحب کے کان میں یہ کہا کہ آپ گڑہی
میں ساتھ خبرداری اور ہوشیاری کے جاویں اور جبتک وہاں
کے ہر مکانوں کی با خوبی تلاشی نہ لے لیویں تب تک سید بادشاہ
کو وہاں نہ بلاویں کہ کہیں کچھ دغا فریب نہ ہو یہ بات سُن کر مولانا
صاحب کے دل میں کچھ وہم سا پڑ گیا اور وہیں ٹہر گئے اور تیس
چالیس غازی لشکر سے اور بلوائے جب وہ آئے تب آپ
وہاں سے آگے چلے اور پہلے گڑہی کے دروازے کا بندوبست
کر کے کوئی بیس غازی وہاں متعین کر دئے اور کہہ دیا کہ کوئی
آدمی باہر سے اندر نہ جانے پاوے اور جو اندر سے رعایا لوگ

اپنا مال و اسباب لے کر باہر نکلیں تو پہچانے دیتا اور ان سے فراحم
نہ ہونا بعد اس کے دونوں صاحب باقی لوگوں کو لے کر اندر گڑہی
کے گئے پھر شیخ صاحب تو رعایا لوگوں کا مال و اسباب گھروں
سے نکلوانے لگے اور مولانا صاحب بسبب کہنے ملکی کے گڑہی کے
مکانوں کی تلاشی لینے لگے کہ کہیں بارود نہ بچھی ہو یا کوئی بارود
کا کپا نہ دبا ہوا اور شیخ صاحب اکثر اسباب نکلوا چکے تھے کچھ
تھوڑا اسا نکلوانا باقی تھا کہ اس عرصے میں کسی ملکی نے وہاں حضرت
علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اے آپ گڑہی میں تشریف لے چلیں مولانا صاحب
بلاتے ہیں یہ بات سن کر حضرت علیہ الرحمۃ بسم اللہ کہہ کر اٹھ
کھڑے ہوئے اور پیادہ پا گڑہی کو تشریف لے چلے جتنے لوگ ان
درختوں کے تلے آپ کے ہمراہ تھے کہ قریب دو سو آدمیوں کے ہونگے
وہ بھی آپ کے ساتھ ہوئے یہ حال لشکر والوں نے دیکھا کہ حضرت
گڑہی کو جاتے ہیں ان میں سے بھی بہت لوگ آ کر آپ کے ہمراہ ہوئے
اور آپ کے ساتھ ساتھ جا کر گڑہی میں داخل ہوئے اور بہت لوگ
چلے آتے تھے آنے والوں کا ایک تار سا لگا تھا اور گڑہی میں احمد خاں
کی نشستگاہ کا ایک بڑا دالان تھا اس میں جا کر حضرت علیہ الرحمۃ

ٹھہرے اور اس دالان کے نیچے ایک تہ خانہ بھی تھا اور اُس وقت تک مولانا صاحب ایک نیزے کا بانس ہاتھ میں لئے ہوئے مکانوں کی تلاشی لیتے پھرتے تھے اس میں کسی نے اُن سے کہا، کہ حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لائے ہیں اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ بہت ہیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب نہایت غضبناک ہو کر کہ اس طرح ہم نے کبھی ان کو غصّے میں نہیں دیکھا تھا وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اُسی غصّے کی حالت میں کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھ سے فرمایا تھا کہ بغیر بلائے تیرے ہم نہ آوینگے اور نہ کوئی لشکر کا آدمی جانے پاویگا سو آپ کے تشریف لانے سے صدہا آدمی لشکر کے یہاں گھس آئے اور نہ میں نے آپ کو بلوایا اور نہ آپ نے مجھ سے پچھوا بھیجا یوں ہی آپ چلے آئے اور رعایا لوگوں کا ابھی گھروں سے اسباب نکلوایا جاتا ہے اگر کسی کا مال واسباب جاتا رہے تو نقص عہدی ثابت ہو بہتر یہی ہے کہ اس وقت آپ وہیں تشریف لیجاویں اور یہ بات کئی بار تکرار کہی بلکہ، یوں غصہ ہو کر حضرت سے مولانا صاحب کا کلام کرنا لوگوں کو بُرا معلوم ہوا مگر کسی نے دم نہ مارا سب خاموش رہے،

حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میاں صاحب مجھ سے تو کسی نے جا
کر کہا کہ مولانا صاحب آپ کو بلاتے ہیں تب میں یہاں آیا والا
کاہے کو آتا مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے تو کسی سے نہیں کہا
تھا یہ بات سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں جاتا ہوں
اور وہاں سے آپ انھیں توتوں کے درختوں کے نیچے تشریف لے
گئے اور آپ ہمراہی بھی گئے اور جو لوگ ادہر ادہر گڑہی میں باقی رہ گئے
ان کو تلاش کر کے مولانا صاحب نے گڑہی کے باہر نکال دیا پھر
جب کچھ دیر میں سب اسباب رعایا کے گھروں کا نکل چکا اور مولانا
صاحب مکانوں کی تلاشی بھی لے چکے تب شیخ ولی محمد صاحب نے
جاکر حضرت سے عرض کی کہ اب گڑہی خالی ہے آپ تشریف لے چلیں
یہ بات سن کر آپ وہاں سے پھر گڑہی میں تشریف لائے اور اُسی
دالان میں اُترے اور تمام لشکر گڑہی کے باہر رہا مگر دو ڈھائی
سو آدمی جو آپ کے ہمراہ گڑہی میں گئے تھے وہ جا بجا گڑہی کے مکانوں
میں اُترے اُس وقت شیخ ولی محمد صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے
کہا کہ مولانا صاحب جو اس وقت آپ کے آنے سے ناخوش ہوگئے
تھے سبب یہ تھا کہ ایک ملکی نے ان سے کہا تھا کہ گڑہی میں ہوشیاری
سے جانا اور جبتک باخوبی وہاں کے ہر مکان کی تلاشی نہ لے لینا

تب تک سید بادشاہ کو گڑہی میں نہ بلانا اور اس وقت وہ
مکانوں کی تلاشی لے رہے تھے اور دوسری یہ بات تھی کہ رعایا
لوگوں کا اسباب بھی سب نہیں نکل چکا تھا اگر اس بھیڑ بھاڑ
میں کسی کا کچھ اسباب جاتا رہتا تو ایک صورت بدنامی اور الزام
کی ہوتی انتہیٰ اور اس روز وہیں گڑہی میں اپنے لشکر کا ایک
قندھاری ایک تلوار حضرت کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ سردار
یار محمد خاں کے سالے کو جو پہلوان تھا جس کا سر آپ کے پاس
آیا تھا میں نے مارا تھا اور یہ تلوار اسی کی کمر کی ہے آپ یہ
بات سن کر مسکرائے اس لئے کہ شیخ ولی محمد صاحب اس پہلوان
کے مارے جانے کا حال حضرت سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے اور یہ
بھی کہا تھا کہ اس پہلوان کی تلوار میں نے لی تھی اور ایک قندھاری
کو سپرد کر دی ہے اگر آپ کے پاس لاوے تو آپ اس سے لے
لینا اور وہ تلوار بہت عمدہ پولادی ولایتی تھی اور اس کی موٹھ
میں سونے کے تار لپٹے تھے پھر آپ نے اس قندھاری سے فرمایا کہ
یہ تلوار ہم کو دو اس کے عوض تم کو اور تلوار دینگے پھر آپ نے اس
سے وہ تلوار لے کر اپنے کسی غازی کے پاس رکھوا دی جبکہ شیخ ولی محمد
صاحب آپ کے پاس آئے تب آپ نے فرمایا کہ وہ تلوار پہلوان

کی جس کا تم نے ہم سے ذکر کیا تھا کہ جو کوئی لاوے تو لے لینا سو
آج وہ تلوار ایک قندھاری لایا تھا ہم نے اُس سے لے لی پھر آپ
نے وہ تلوار منگوائی اور شیخ صاحب ممدوح کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ
اس قندھاری کو کوئی اور تلوار دیدینا ہم نے اُس سے تلوار دینے
کا اقرار کیا ہے باقی حال اس کا آگے اپنی جگہ پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ
انتہیٰ، اور جو رسالدار عبد الحمید خاں صاحب زخمی تھے ان کو حضرت
علیہ الرحمۃ نے اور زخمیوں کے ساتھ پنجتار میں بھیج دیا تھا ان کی
جگہ لتباری کے حمزہ علی خاں صاحب کو رسالدار کیا اور وہیں مُلک بھی
کے ملک اور خوانین جن کو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا لشکر لے کر موضع
مردان میں ہم سے ملنا وہ بھی سب مع لشکر آکر آپ کے پاس حاضر ہوئے
اور آپ وہاں فقط دو رات رہے تھے پھر تیسرے دن آپ نے وہاں سے
کوچ کی تیاری کی اور اس گڑھی کے بندوبست کے لئے حاجی بہادر شاہ
خاں کو رکھا اور قریب سو غازیوں کے کہ ان میں کئی شخص ملکی ملکی
زخمی بھی تھے ان کے پاس چھوڑے اور بعد نماز عصر کے نقارہ ہوا
سب لوگ کمریں باندھ کر اور ہتیار لگا کر تیار ہو گئے پھر تھوڑا دن
رہے آپ نے وہاں سے کوچ کیا اس وقت آپ کے ہمراہ رکاب
ملکی اور ہندوستانی ملا کر تخمیناً چھ سات ہزار آدمی ہونگے اور

حضرت علیہ الرحمۃ اژدر گھوڑے پر سوار پیادوں کے غول
میں تھے پھر وہاں سے کوئی کوس بھر پر نماز مغرب کی پڑھی
پھر وہاں سے روانہ ہوئے گوجر گڑھی سے آگے بڑھ کر میدان میں
نماز عشا کی ادا کی پھر وہاں سے سوار ہوئے اُس وقت سوار
لوگ پیچھے تھے اور پیدل لوگ اپنے لشکر کے حضرت کے گرد چلتے تھے
اور اس طرح کا وہ چٹیل میدان تھا کہ کوسوں تک پانی کا
نشان نہ تھا چلتے چلتے پچھلی رات کو آٹھ سات کوس پر قریب
ایک بستی کے کنواں اور تالاب ملا وہاں حضرت مع لشکر ٹھہر گئے
اور لوگ بہت پیاسے تھے سب نے پانی پیا اور کچھ دیر لوگ وہاں
سو رہے پھر جب صبح صادق ہوئی وہیں اذان کہی گئی اور سب نے
نماز پڑھی اور پھر وہاں سے آگے چلے وہ بھی ویسا ہی کوسوں کفدست
میدان تھا چلتے چلتے پہر سوا پہر دن چڑھے قریب شنت نگر کے
پہنچے ہزاروں آدمی مرد و عورت بستی کے کنارے لشکر کے دیکھنے کو
کھڑے تھے پھر اُس بستی کے کنارے میدان میں لشکر کا ڈیرا ہوا اکثر
ملکی لوگ حضرت کے ہمراہی بستی کی مسجدوں اور حجروں میں جا کر اترے
اور شنت نگر وہاں آٹھ بستیوں کے مجموعے کا نام ہے ہر ایک بستی

کا جدا نام ہے ان سب کو ملا کر ہشت نگر کہتے ہیں چنانچہ جس
بستی کے پاس لشکر اُترا تھا اس کا نام چار سدا تھا بعد اُترنے
لشکر ظفر پیکر کے حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب بہرام خاں سے
فرمایا کہ تم دریا پر جا کر کشتیوں کو اپنے قابو میں کر لو اس وقت
وہاں اس بستی کے کئی شخص حاضر تھے انھوں نے عرض کی کہ
کشتیاں تو گھاٹ پر نہیں ہیں کیونکہ جس وقت سردار سلطان محمد خاں
مع لشکر بھاگے ہوئے آئے تھے سو وہ آپ مع لشکر کشتیوں
پر اُتر گئے اور کشتیوں کو اسی پار بالاحصار کے نیچے ڈبوا دیا یہ بات
سُن کر آپ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ خان بھائی اب
اس کی راہ اور کوئی تجویز کرو کہ جس سے دریا سے اُترنا ہو
انھوں نے کہا بہت خوب اس کی بھی کوئی تدبیر کی جاویگی
اور آپ نے ارباب بہرام خاں سے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ وہ
اس ملک کے بڑے بھیدی اور واقف کار تھے اور اُس بستی
کے اکثر لوگ حضرت علیہ الرحمۃ کے مرید تھے ان میں سے چند آدمیوں
نے آکر آپ کے پاس عرض کی کہ ہمارے یہاں اتنے غازیوں
سے آپ کی ضیافت ہے تشریف لے چلئے پھر آپ اُتنے ہی لوگ لے
کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان میں سے ایک کے دروازے

پر جا کر کھڑے ہوئے اور صاحب دعوت سے پوچھا کہ کس قدر آدمی
چاہیئے اُس نے جس قدر بتلائے اتنے ہی لوگ لے کر آپ اُس کے یہاں
گئے اور باقی سب لوگ دروازے پر کھڑے رہے پھر وہاں سے سب کو
کھانا کھلا کر باہر تشریف لائے اور دوسرے میزبان کے دروازے
پر گئے اُس نے جتنے مہمان طلب کئے اتنے آدمی لے کر اُس کے یہاں
تشریف فرما ہوئے اور ان کو کھانا کھلا کر باہر آئے اسی طور سے ان
سب کے یہاں تھوڑے تھوڑے لوگ گئے اور کھانا کھلوالائے اور
تھوڑا سا سب کے یہاں آپ نے بھی تناول فرمایا پھر جب ضیافت کھا کر
فارغ ہوئے تب وہاں سے لشکر میں تشریف لائے اور اس بستی میں آپ
کے مرید تو بہت لوگ تھے مگر دعوت ان صاحبوں نے کی جو آپ کے بڑے
معتقد اور مخلص تھے کیونکہ وہ لوگ سردار سلطان خاں کی رعیت تھے
اس کے خوف سے اکثر لوگ پہلو تہی کر گئے بلکہ آپ کی ملاقات کو بھی
نہ آئے اور اُسی روز لشکر میں آپ کے پاس چند لوگ موضع تنگی وغیرہ
کے ملاقات کو آئے اور ملے پھر ارباب بہرام خاں نے اُن لوگوں کو الگ
بٹھا کر کہا کہ درانی لوگ یہاں کے گھاٹ کی کشتیاں اس پار ڈبو گئے
ہیں اب دریا اُترنے کی کوئی راہ بتلاؤ اُنہوں نے کہا وہ جو
کشتیاں ڈبو گئے ہیں مضائقہ نہیں مگر تین چار کوس پھر البتہ پڑیگا

سید پادشاہ سے کہو کہ یہاں سے ہماری بستی کو تشریف لے چلیں ،
وہاں اس دریا کے تین دھارے ہوگئے ہیں اور تینوں پایاب ہیں سب
لشکر بے کشتی یوں ہی اُتر جاویگا ارباب بہرام خاں نے یہ حال حضرت
علیہ الرحمۃ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے اسی طرف ہوکر چلینگے
پھر رات بھر وہیں رہے صبح کو بعد نماز کے نقارہ ہوا سب پیادہ و سوار
کمر باندہ ہتیار لگا کر تیار ہوگئے پھر کچھ دن چڑہے کوچ ہوا کوئی سوا پہر
دن چڑھے جاکر موضع تنگئی میں داخل ہوئے اور اُس روز وہیں رہے
وہاں بھی موافق دستور مذکو چارسدی کے لوگوں نے کچھ غازیوں سے
آپ کی ضیافت کی اور دریا کے تینوں دھاروں کے پاس نام ایک بستی
ہے بعد فراغ کھلانے ضیافت کے تنگئی والے چند آدمیوں سے ارباب بہرام
خاں کو وہاں لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو صلاح و مشورت کرکے موافق کیا
اور وہاں سے اُن کو اپنے ہمراہ کچھ دن رہے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے
اور آپ سے ان لوگوں کو ملایا اُنہوں نے عرض کی کہ ہم اپنی جان و مال سے
آپ کے شریک ہیں۔ آپ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں آپ کا مکان ہے
حضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اُس اطراف و جوانب کے بستیوں
کے دس دس پندرہ پندرہ بیس بیس آدمی چلے آتے تھے اور آپ کے لشکر کے
شریک ہوتے جاتے تھے پھر اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے موضع
مٹ میں گئے وہاں کے لوگوں نے بھی موافق دستور مذکور کے آپ کی ،

دعوت کی اگلے روز وہاں سے موضع شیب قدر میں تشریف لے گئے لشکر تو باہر بستی کے اُترا اور حضرت آپ وہاں کی مسجد میں فروکش ہوئے اور وہاں کے لوگ پہلے سے ارباب بہرام خاں کے موافق تھے اور بہت لوگوں نے وہاں موافق دستور مذکور کے حضرت کی دعوت کی اور اُسی بستی کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ سردار سلطان محمد خاں پشاور سے اپنے اور اپنے بھائیوں کے اہل و عیال مع اسباب و مال نکال کر کوہاٹ میں لے گیا فقط چھ سَو سواروں سے باہر پشاور کے لشکر لئے پڑا ہے اور کل کسی وقت کچھ سوار اس کے دریائے ناگمان کے گھاٹ کے بندوبست کو آنے والے ہیں اور ارادہ ان کا لڑائی کا بھی ہے حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ خبر سُن کر ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ یہ لوگ جو خبر دیتے ہیں کہ اس کی کچھ تدبیر جلد کرنی چاہئے انھوں نے عرض کی کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کوئی دو سو غازی آپ میرے ہمراہ کریں اور باقی وہاں میری قوم کے لوگ ہیں ان کو لے کر جو کچھ تدبیر ہو سکے گی انشاء اللہ تعالیٰ کر لونگا آپ نے اسی وقت قندھاریوں کی جماعت سے ملا لعل محمد اور ملا نور محمد اور ملا عزت اور آخوند قطب الدین کو بلا کر فرمایا کہ، ارباب بہرام خاں کو کچھ کام کے لئے ہم آگے بھیجیں گے تم اپنے سب لوگوں سے ان کے ساتھ جاؤ یہ چاروں صاحب اور ارباب بہرام خاں

اپنے ویرول پیر گئے ادہر سے وہ اپنے قندھاریوں کو تیار کر کے حضرت
کے پاس لائے اور ادہر ارباب بہرام خاں تیار ہو کر آئے دعا اور مصافحہ کر کے
ان کو رخصت کیا وہ طرف موضع میحنی کے روانہ ہوئے اور باقی لشکر
سے حضرت وہیں رہے اگلے روز آپ وہاں سے کوچ کر کے موضع میحنی
کو تشریف لے گئے اور وہ دریائے ناگمان میحنی سے طرف جنوب کے ہے
لشکر کا ڈیرہ بستی اور دریا کے بیچ میں ہوا اور وہیں ارباب بہرام خاں بھی آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے آپ نے پوچھا کہ خان بھائی کچھ تدبیر کی تم نے انہوں
نے عرض کی کہ ہاں عنایت الٰہی سے خاطر خواہ تدبیر ہو گئی میری قوم جو
مومن اور خلیل کہلاتے ہیں سو وہ دریا کے پار پہاڑ پر رہتے ہیں جب کل
کے روز میں یہاں آیا تو میرے بھائی جمعہ خاں مجکو اس بستی میں ملے میں نے
ان سے کہا کہ موضع شب قدر میں سنا تھا کہ کل کے روز سردار سلطان محمد
خاں کے کچھ سوار دریا کے گھاٹ کا بند و بست کرنے کو آنے والے ہیں سو
اس کی تدبیر کے لئے حضرت نے لشکر قندھاریوں سے مجکو بھیجا ہے سو
تم اسی وقت پار جاؤ اور وہاں سے اپنے لوگوں کو لا کر گھاٹ کے ناکے
کو روک لو اگر مبادا پہلے انکے سوار آکر گھاٹ پر اپنا قبضہ کر لینگے تو پھر ان کو
مشکل ہوگا انھوں نے کہا کہ ہاں سواروں کے آنے کی یہاں خبر ہے
کہ کل آوینگے سو میں جاتا ہوں پھر وہ اسی وقت دریا اتر گئے اور

آج لوگوں کو لاکر اُنھوں نے گھاٹ کا بندوبست کر لیا پھر میں ادہر سے
قندھاریوں کو گھاٹ پر لے گیا اور اُن کو اُتروانے لگا سب لوگ اُتر
نہیں چکے تھے کہ اُدہر سے درانیوں کے سوار بھی آپہنچے مگر جب گھاٹ لیرا ٹھوں
نے ہمارے لوگوں کو دیکھا اور ادہر آپ کے لشکر کو دیکھا اور ہمارے لوگوں
نے کچھ بندوقیں ماریں سوار ہر سمت اُدہر وہ چلے گئے میر عبد الرحمٰن صاحب
جہالوی کہتے تھے کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے قندھاریوں کے ساتھ ایک ضرب
شاہین اور چار ہندوستانی نمازیوں سے محکو بھی بھیجا تھا ہم لوگ جب اُتر
کر پار گئے اور ایک غول درانیوں کے سواروں کا دور سے آتے ہوئے نظر
آیا اور ایک باڑ بندقوں کی قندھاریوں نے ماری اور ایک شاہین سر سے
ساتھیوں نے سر کی وہ سوار منتشر ہو کر بھاگ گئے انتہیٰ پھر جب ہمارے
لوگ سب اُتر چکے بت میں ادہر آپ کے پاس آیا انتہیٰ اور موضع پنجنی
بطور اور بستیوں کے ہیں بستا ہے اُس ہر ایک شخص کا ایک ایک احاطہ جدا
ہے اس کے اندر اسی کے عزیز رہا قربا رہتے ہیں اور وہاں ایک درخت ہوتا
ہے اس کو پختو میں پنیرری کہتے ہیں اسی کے پتوں کی چٹائیوں سے وہاں کے
گھر بنے تھے ان سب نے مل کر موافق دستور اپنے ملک کے حضرت کے
تمام لشکر کی دعوت کی پھر بعد فراغ دعوت کے ارباب بہرام خاں نے
واسطے اُتارنے لوگوں کے بڑے بڑے چار یا پانچ جالے بارہ مشکوں کے بندہوائے

اور وہاں سے پاؤ کوس کے فاصلے پر جانب مشرق دریا کے دو دھارے
تھے وہاں سواروں کے اُتارنے کو جدے جالے بند ہو لئے مگر یہ نہیں معلوم
کہ وہاں کتنے جالے تھے اور دو گھاٹوں پر لشکر اُتارنے کا یہ سبب تھا کہ
اُس گھاٹ پر دریا میں گول گول پتھر کائی جمے ہوئے بہت تھے گھوڑوں
کے اُتارنے میں تکلیف ہوتی اور اس گھاٹ پر پتھر نہ تھے صرف ریتا تھا
پھر اسی روز ارباب بہرام خاں نے بعد نماز عصر کے لشکر کو اُتروانا شروع
کیا اس وقت سے اُترتے اُترتے دوسرے دن پانچ چھ گھڑی دن چڑھے
جب لشکر اس بستی میں پہنچا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ سوار رانیوں
کے رات کو اس بستی میں رہے تھے جب گھاٹ پر سے ہمارے لشکر نے کوچ
کیا تب انھوں نے یہاں سے کوچ کیا پھر اس دن حضرت نے وہیں مقام
کیا وہاں کے لوگوں نے موافق دستور مذکور کے سب لشکر کی ضیافت کی
وہاں سے دو ڈھائی کوس مٹی نام ایک بستی تھی اگلے روز کوچ کرکے
وہاں پہنچے اور وہی سوار اُتنے ہی فاصلے سے اُس دن بھی رستے میں
نظر آتے تھے اور موضع ٹھکال کی طرف چلے جاتے تھے بستی والوں نے
کہا کہ رات کو وہ سوار یہیں رہے تھے اور اُس بستی کے باہر ایک قبہ حاجی
بابا کا کہلاتا ہے اسی کے گرد ہمارا لشکر اُترا اور وہاں کے لوگوں نے موافق
دستور مذکور کے چند لوگوں سے حضرت کی ضیافت کی اور میاں خدابخش

۱۸۸۹

صاحب رام پوری کہتے ہیں کہ وہیں اُسی روز ارباب فیض اللہ خاں ہزار
خانی والا گھوڑے پر سوار سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہوکر
حضرت کے پاس آیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بڑا قصور ہوا جو ہم نے آپ کا
مقابلہ کیا سو اب ہم اپنے اس قصور سے توبہ کرتے ہیں اور ہر نوع آپ کے
مطیع اور فرماں بردار ہیں آپ ہمارا قصور معاف فرماویں اور یہاں سے پلٹ
جاویں آپ نے یہ تمام تقریر سن کر فرمایا کہ خان بھائی ہم کو تمہاری خاطر
منظور ہے مگر یہاں سے پلٹ جانے میں ایک یہ بات ہے کہ تمہارے سردار اس بات
کا احسان نہ مانینگے اور ہمارے یہاں تک آنے کو لغو سا جانینگے یہاں سے
انشاء اللہ تعالیٰ کل پشاور کو چلینگے اگر وہ اپنے اس عہد و پیمان پر سچے دل
سے مضبوط ہیں تو ہم ان کو اپنی طرف سے پشاور میں بٹھا کر چلے جاوینگے اس
لئے کہ ہم تو ہندوستان سے اس ملک میں صرف اس واسطے آئے ہیں کہ
یہاں کے سب بھائی مسلمانوں کو متفق کرکے کافروں پر جہاد کریں کہ
ترقی اسلام کی ہو اور کفار مغلوب ہوں سو یہ درانی لوگ وغیرہ اپنی نادانی
اور بیوقوفی سے ہم مسلمانوں کی شراکت چھوڑ کر کافروں کے حامی اور مددگار
بنے ہیں اور اُن کی طرف سے ہمارا مقابلہ کرتے ہیں اور ہم نے ان کو بارہا
خط لکھ کر وعظ و نصیحت سے بہتیرا سمجھایا کہ یہ اپنی شرارت اور بغاوت سے
باز رہیں اور ہمارے شریک ہوں مگر ان کے خیال فاسد میں کچھ نہ آیا
یہاں تک کہ ہم پر لشکر کشی کرکے یہاں سے سمہ کو گئے اور ہم سے

لڑے اور ہیبت الٰہی سے الٰہی شکست ناحق کھاکر وہاں سے بھاگے
تب ہم نے وہاں سے ان کا تعاقب کیا کہ اب ان کو سزا دینی ضرور ہے بغیر
اس کے یہ اپنی شیطنت سے باز نہ رہینگے والا ہم کو یہ غرض نہ تھی کہ ہم ان
کا پشاور چھین لیں سو خان بھائی اب تم ان کو جاکر اس عہد و پیمان پر
پکا کر دو کہ بار دیگر پھر بد عہدی نہ کریں یہ کلام ہدایت التیام سن کر ارباب
فیض اللہ خاں بہت خوش ہوا اور آپ سے رخصت ہوکر ان کے پاس گیا
اور وے پشاور سے کوئی دو کوس کے فاصلے پر گھاٹ کے جانب مع لشکر
پڑے تھے اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں حضرت کے
پاس آکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ موافق فرمانے آپ کے ان کو خوب پکا کر کے
آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج ہم پشاور میں داخل ہونگے
تم جاکر ان سے کہو کہ خبردار اپنی جگہ سے نہ ہلنا وہیں رہنا اور یہ کہہ کر تم
پھر ہمارے پاس آجانا ہم تم کو اپنے ساتھ لے چلینگے پھر فیض اللہ خاں
وہاں سے سردار سلطان محمد خاں کے پاس گیا اور ادھر حضرت علیہ الرحمۃ
نے سردار فتح خاں پنجتاری اور ارباب بہرام خاں کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے
اپنے اُلشے لوگوں میں یہ خبر پہنچا دو کہ آج پشاور کو چلنا ہوگا خبردار
کوئی بھائی وہاں کسی رعایا کی چیز پر دست اندازی نہ کرے اس
لئے کہ سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے صلح کا پیام ہے پھر موافق
ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے ان صاحبوں نے جماعت جماعت اپنے

اپنے لوگوں میں وہ حکم پہنچا دیا پھر حضرت نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا
کہ تم اپنے کسی آدمی معتبر کو پشاور میں بھیجدو کہ جاکر بازار میں پکار دے
کہ آج سید صاحب کا لشکر یہاں آویگا سب دوکاندار اپنی اپنی
دوکان کے دروازے بند کرلیں کہ کسی کا مال واسباب کچھ جاتا نہ رہے
پھر یہ حکم دے کر ارباب فیض خاں آیا اور کہا سے لشکر کے اپنے گھوڑے
سے اُترا اُس وقت میں بھی وہیں نظام الدین اولیا کے ساتھ کھڑا تھا
اُنھوں نے کہا ارباب فیض خاں تم ادہر سے اُدہر جاتے آتے بہت ہو کچھ دغا
فریب کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے اُس نے کہا بھائی صاحب نیت
میری تو بخیر ہے کہ کسی طور سید بادشاہ اور سردار سلطان محمد خاں
سے ملاپ ہو جاوے کیونکہ اس نااتفاقی اور لڑائی میں یہ بھی بظاہر ایک
صورت کی بدنامی ہے کہ ناواقف جاہل لوگ بدگمانی سے کہتے ہیں کہ سید
بادشاہ مسلمانوں سے لڑتے ہیں یہ کیسا جہاد ہے سو اس ملاپ سے
سید بادشاہ اس الزام سے بچینگے اور اُدہر سردار سلطان محمد خاں
کی بھی خیر خواہی مجکو منظور ہے کہ میں نے ان کا اور اُن کے باپ کا
نمک کھایا ہے اگر سید بادشاہ سے وہ صلح کرلیں تو اُن کی ریاست
برقرار رہے گی سوا اس کے میری مراد کچھ نہیں ہے اس میں اگر کوئی
اس طرف کا اپنی بدگمانی سے مجکو مار ڈالے گا یا اس طرف کا

ہیں دونوں صورت سے شہید ہونگا یہ کلام کرکے پھر وہ وہاں سے
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور عرض کی کہ میں ان کو خوب سا
سمجھا آیا ہوں اب آپ یہاں سے پشاور کو تشریف لے چلیں ادہر سے
کوئی دم مارنے والا نہیں ہے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے وہاں سے بعد نماز
عصر کے کوچ کیا اور پشاور وہاں سے قریب چار کوس کے تھا کوئی ڈیڑہ
کوس لشکر گیا ہوگا اس وقت کوس سوا کوس کے فاصلے پر مُہکال کی
جانب ایک غول سواروں کا معلوم ہوا لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ سوار
کیسے نظر آتے ہیں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ارباب فیض اللہ خاں سے کہا کہ تمہارے
سردار کے سوار نظر آتے ہیں یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے کہا کہ میں نے ان
نادانوں کو بہت سا سمجھا دیا تھا کہ خبردار تم کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا
مگر نہیں معلوم کہ اب وہ کیوں وہاں آئے ہیں اگر اجازت ہو تو میں آگے
بڑھ کر ان کو روکوں مولانا صاحب نے کہا ہاں جاکر دریافت تو کرو کہ یہ
کیا بات ہے پھر وہ اس طرف کو چلے کوئی بیس پچیس قدم گئے ہونگے ادہر
کسی نے مولانا صاحب سے کہا کہ ایسا نہ ہو ارباب فیض اللہ خاں بھی ہاتھ
سے جاتا رہے یہ بات سُن کر مولانا صاحب نے ان کو پکارا کہ خان بھائی
نہ جاؤ پلٹ آؤ جیسا ہوگا دیکھ لیا جاویگا پھر وہ لوٹ آئے ادہر حضرت
کا لشکر اپنی جانب کو چلا جاتا تھا اور ادہر ان سواروں کا پرہ اپنے رخ

پر جب پشاور ہم سے قریب ڈیڑھ کوس کے رہا تب قبلے کی طرف
سے ایک آندھی آئی اور ہمارے اور اُن کے درمیان میں غبار حائل
ہو گیا پھر ہم لوگوں کی نگاہوں سے وہ چھپ گئے پھر جاتے جاتے جب
پشاور کوئی پاؤ کوس رہا تب وقت مغرب کا ہوا لوگوں نے نماز پڑھنے
کا ارادہ کیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو یہاں
رستے میں نماز کا موقع نہیں ہے پشاور میں چل کر مغرب اور عشا دونوں
اکٹھا پڑھ لینا پھر جو لوگ تحریمہ نماز کا کر چکے تھے اُنھوں نے توڑ
لی اور باقی لوگ اسی طرح برابر چلے گئے اور جانب مغرب سے بازار میں ہو کر
شہر میں داخل ہوئے بازار کی دوکانیں تو بند تھیں مگر جا بجا سبیلیں
دھری تھیں کوئی تو پانی کی اور کوئی شربت کی اور بازار کی دُکانیں کرسی
دار کمر تک بلند تھیں اور جا بجا چراغ بکثرت روشن تھے دُکانوں کے
چبوتروں پر بھی اور دُکانوں کے چبوتروں پر بھی اور تمام رعایا لوگ حضرت
اور غازیوں کے واسطے دعائے خیر کرتے تھے پھر لشکر جاتے جاتے شہر
کے کنارے جو گور گڑی نام ایک سرائے پختہ اور بہت وسیع تھی اُس میں
پہنچا اور جن صاحبوں نے نماز مغرب رستے میں نہیں پڑھی تھی انہوں
نے وہاں مغرب اور عشا جمع کر کے پڑھی پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس
سرائے کے اندر ایک مکان دو منزلہ تہخانہ دار تھا اُس میں فروکش

ہوئے اور باقی لوگ سرائے میں اور کچھ سرائے کے باہر اُترے انتہیٰ اب
یہ خاکسار بے مقدار فتح علی کہ بخشے اللہ تعالیٰ اُس کو اور اُس کے والدین
کو کہتا ہے کہ جو بھائی خدا بخش نے بیان کیا کہ ارباب فیض اللہ خاں سردار
سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہو کر موضع مٹی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ الرحمۃ
والرضوان کی خدمت فیضدرجت میں آیا اور اپنے سردار ممدوح کی طرف
سے بہت عذر کیا اور حضرت نے منظور فرمایا سچ ہے مگر مجکو اصلا یاد نہیں کہ
ارباب فیض اللہ خاں سوائے پشاور کے کہیں اور آیا ہو سو اس کا حال مجکو اس
طرح سے یاد ہے کہ موضع مٹی میں حضرت دو یا تین شب رہے اور وہاں
کے لوگوں نے موافق دستور مذکور الصدر کے چند غازیوں سمیت حضرت کی
دعوت کی اور وہیں زبانی مخبروں کے حضرت کو معلوم کہ سردار سلطان محمد
خاں اپنے لواحقوں کو لے کر پشاور سے چلا گیا مگر رعایا بدستور آباد ہے
لیکن جب سے اُنھوں نے سنا کہ دریائے ناگمان سے لشکر سید بادشاہ
کا اترا اور اس طرف کو آتا ہے تب سے ان کو خوف ہوا کہ دیکھا چاہئے
انجام اس کا کیونکر ہو سو بہ سبب اسی اندیشے کے وہ شہر سے بھاگنے
کی تدبیریں ہیں مگر ابھی تک کوئی نکلا نہیں اسی وقت آپ نے مولانا
محمد اسمعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں سے یہ تمام حال بیان کیا اور
فرمایا کہ وہاں کی رعایا کی تسلی کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہئے دونوں
صاحبوں نے عرض کی کہ اس کے واسطے اور جو خوانین سمی کے فتح خاں

وغیرہ آپ کے ہمراہ رکاب ہیں ان کو بھی بلانا مناسب ہے پھر کوئی
راہ اس کی تجویز کی جاوے آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے ان کو بھی بلا تو پھر
وہ لوگ بلائے گئے اور یہی حال اُن سے بھی بیان کیا گیا پھر سب نے
بالاتفاق یہ بات ٹہرائی کہ یہاں سے کوئی آدمی معتبر بھیجنا چاہئے کہ
آگے سے وہاں جاکر ان کو امن دے اور ان کی تسلی اور دلجمعی کرے وہاں
کا حال مفصل دریافت کرے حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت خوب صلاح ہے
اور تمہیں جس کو مناسب جانو اس کو بھیجو تم کو اختیار ہے پھر سب کی
تجویز یہ ٹہری کہ ارباب بہرام خاں کی طرف سے کوئی آدمی جاوے اس لئے
کہ یہاں کے ارباب ہیں اور بڑے صاحب اعتبار ہیں ان کا آدمی جو حکم
لیجاویگا تو بلا دغدغہ سب لوگ قبول کر لینگے آپ نے ان سے فرمایا کہ خان
بھائی تم کوئی اپنا آدمی بھیجو اُنھوں نے کہا بہت خوب مگر ایک بات
اس میں بھی ضرور ہے کہ سمہ کے سب ملک اور خوانین یہاں آپ کے پاس
حاضر ہیں ان سے فرما دیجئے کہ یہ اپنے اپنے ہمراہی لوگوں سے بتاکید مزید
کہہ دیویں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج لشکر یہاں سے پشاور کو چلیگا اور
وہاں کی رعایا کو سید صاحب کی طرف سے امن دی گئی ہے کوئی کسی
کے مال واسباب پر وہاں دست اندازی نہ کرے اور جو کوئی نہ مانے گا
وہ قرار واقعی سزا پاویگا یہ بات ارباب بہرام کی حضرت کو بہت پسند آئی

اور اُسی وقت ان خوانین سے جیسا کہ ارباب بہرام خاں نے کہا تھا کہ فرما دیا کہ یہ حکم تم اپنے اپنے لوگوں کو پہنچا دینا بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی سب خوانین اپنے اپنے ڈیرے پر گئے تو اور وہی حکم اپنے اپنے لوگوں کو پہنچایا اور ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور وہی حکم اپنے لوگوں کو پہنچایا اور ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور اپنے بھائی ارباب جمعہ خاں کو وہی تقریر فہمائش کر کے ساتھ ستر سوار اور اُسی قدر پیادوں سے پشاور کو بعد نماز ظہر کے روانہ کیا اور دوسرے کو اس کام کے لئے بھیجنا مناسب نہ جانا پھر ادھر لشکر میں کوچ کا نقارہ ہوا سب پیادہ و سوار کمریں باندھ کر اور ہتھیار لگا کر تیار ہوئے پھر کچھ دیر میں اذان عصر کی ہوئی پھر تو میں سب نے نماز پڑھی بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے ننگے سر ہو کر ساتھ کمال خلوص کے طرح طرح کی عاجزی اور انکساری سے دعا کر کے وہاں سے مع لشکر کوچ کیا اور ہیئت کوچ کی یہ تھی کہ سواروں کا پرا پیچھے تھا اور پیادوں کی صف آگے تھی اسی کے اندر حضرت علیہ الرحمۃ اپنے اژدر گھوڑے پر سوار تھے اور شتری نقارہ بجتا تھا اور ایک نشان سواروں میں اور دو پیادوں میں تھے اور تینوں کے پھریرے کھلے تھے اور سب ہند وبچیوں کے توڑے پر تھے اور جو نشان ملکیوں کی جماعتوں میں تھے ان کا شمار مجکو یاد نہیں اور وہ اکثر ملکی لوگ اپنی اپنی جماعت میں ننگی تلواریں ہلاتے اُچھلتے کودتے اور حضرت علیہ الرحمۃ

کی تعریف میں چار بیت کہتے ہوئے چلے جاتے تھے اور پشاور سے قریب وہاں
چار کوس کے تھا پھر جب چلتے چلتے قریب ڈیڑھ کوس کے لشکر گیا ہوگا کہ
اُس وقت موضع ٹہکال کی طرف ایک کوس کے فاصلہ سے ایک غول
سواروں کا معلوم ہوا لشکر کے لوگ ان کو دیکھ کر ٹھہر گئے اور آپس
میں لوگوں کی اس بات کی گفتگو ہونے لگی کوئی تو کہتے تھے کہ معلوم
ہوتا ہے کہ ادہر کو آتے ہیں اور کوئی کہتے تھے کہ ٹہکال کی طرف جاتے ہیں
اور کچھ لوگوں نے ادہر جانے کا رخ بھی کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ
لشکر کیوں ٹھہر گیا لوگوں نے عرض کی کہ ٹہکال کی غول سواروں کا نظر آتا
ہے کوئی کہتے ہیں کہ ادہر کو آتا ہے اور کوئی کہتے ہیں اُسی طرف کو جاتا ہے اس
لئے لشکر رکا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ اگر ادہر آتے ہیں یا اُدہر جاتے ہیں کچھ
اندیشہ نہیں تم اپنے سیدھے رستے چلو مجکو میرے پروردگار نے
بشارت دی ہے کہ میں تجکو بے جدال و قتال کے پشاور میں داخل کرونگا
پھر لشکر سیدھے رستے پشاور کو روانہ ہوا کسی نے اُن کی طرف رخ
نہ کیا پھر جب جاتے جاتے کوس سوا کوس پشاور رہا تب قبلے کی طرف
سے آندہی آئی اس کے غبار میں ہم لوگوں کی نظروں سے وہ سوار
چھپ گئے پھر کچھ دیر میں آندہی موقوف ہوئی اور وقت مغرب کا آیا لوگوں
نے نماز کا ارادہ کیا اور اذان کہی گئی اور لشکر میں کہیں کہیں لوگ پڑہتے

بھی لگے اس عرصے میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پکار کر کہا کہ
بھائیو نماز کا موقع یہاں نہیں ہے پشاور میں پہنچ کر پڑھ لینا پھر یہ آواز ۔ مغرب اور عشاء جمع کر
سن کر جو نماز پر کھڑے ہو چکے تھے اُنھوں نے تو پڑھ لی اور باقی لوگ اسی
طرح روانہ ہوئے اس عرصے میں ارباب جمعہ خاں کو کہ ان کو ارباب بہرام
خاں نے کچھ سواروں اور پیادوں سے واسطے امان دینے اہل پشاور کے پہلے
سے بھیجا تھا اُدھر سے آئے اور اُن کے ساتھ بہت لوگ شہر کے بھی ملا اور
طالب العلم اور غربا وغیرہم آئے لشکر والوں نے خوش ہو کر پوچھا کہ بھائی
ارباب جمعہ خاں خیر و عافیت سے تو آئے اُنھوں نے کہا کہ ہاں بھائیو سب
طرح سے فضل الٰہی ہے جلد چلے چلو یہ کہہ کر پھر اُنھوں نے حضرت سے آکر عرض
کی کہ آپ کا حکم امان دینے کا میں نے شہر والوں کو پہنچایا اور وہاں کا جو حال
تھا دریافت کر آیا وہ تمام لوگ خوش ہوئے اور آپ کو اور آپ کے نمازیوں
کو دل و جان سے دعائیں دینے لگے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ سید بادشاہ
کو جلد یہاں لاوے کہ ہم لوگ اُن کے دیدار فیض آثار سے شرف یاب ہوں
سو آپ جلد تشریف لے چلیے یہ خبر فرحت اثر سن کر آپ بہت خوش ہوئے
اور لشکر تو چلا ہی جاتا ہے پھر گھڑی ڈیڑھ گھڑی رات گئے پشاور کے کابلی
دروازے پر لوگ پہنچے کہ وہ دروازہ طرف مغرب کے تھا پھر حضرت
مع لشکر وہاں ٹھہر گئے اور ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ لشکر تو چل
کر اس سرے پر سرائے میں اُتریگا وہاں انتظام وہ آپ کر لینگے اور

ادہر شہر کا بند و بست کرنا ضرور چاہئے سو یہ انتظام تمہارے ذمے پر ہے جس طرح مناسب جانو اس طرح کرو مگر اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا کہ کسی رعایا کو کسی طور کی ایذا اور تکلیف نہ ہو یہ فرمان، ہدایت نشان سُن کر انھوں نے اپنے بھائی ارباب جمعہ خاں سے کہ وہیں حاضر تھے کہا کہ میں تو حضرت کے ہمراہ جاؤنگا تم اپنے لوگوں سے یہیں دروازوں کے باہر ڈیرہ کرو اور یہیں سے شہر کے اندر باہر کا بند و بست باخوبی موافق فرمانے حضرت کے کرو یہ حکم سُن کر، ارباب جمعہ خاں نے اپنے سب لوگوں کے ساتھ وہیں ڈیرہ کیا بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر اس دروازے سے بازار میں ہو کر روانہ ہوئے دروازے دُکانوں کے تو بند تھے مگر دُکانوں کے چبوتروں اور چھتوں پر چراغ روشن اور جابجا پانی کے گھڑے بھرے ہوئے دھرے تھے اور صدہا آدمی کیا عورت اور کیا مرد اور لڑکے دُکانوں کی چبوتروں اور چھتوں پر کھڑے ہوئے حضرت کو اور تمام غازیوں دعائیں دیتے تھے اور تمام دُکانوں کی کرسی کمر تک بلند تھے پھر چلتے چلتے لشکر شہر کے دوسرے کنارے پر پہنچا اور وہاں گور کھڑی نام ایک سرائے بہت وسیع اور پختہ تھی اُس کے اندر جن لوگوں نے نماز نہیں پڑہی تھی اُنھوں نے حضرت کے پیچھے نماز مغرب اور عشا جمع کر کے پڑہی اور اس سرائے کے اندر غربی اور جنوبی کونے

کی طرف ایک دو منزلہ تہخانہ دار حویلی تھی کہ تین طرف اس میں ،
اکہرے دالان تھے اور ایک طرف دُہرا دالان تھا اُس میں ،
حضرت اُترے اور اُس کے مشرق کی طرف کوٹھری تھی اس ،
حضرت کا پلنگ بچھایا گیا اور باقی تین طرف کے دالانوں میں جماعت
خاص کے لوگ اُترے اور اُس حویلی کی کرسی کمر تک بلند تھی ان
میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور اُن کی جماعت کے لوگ اُترے اور
حویلی کی پشت کی طرف جو مکان تھے اُن میں شیخ ولی محمد صاحب اور
اُن کی جماعت کے لوگ اُترے تھے اور باقی لشکر سرائے کے اور
مکانوں میں اُترا اور جو خوانین ملک سمی کے تھے ان کو حضرت نے
سرائے کے مشرقی دروازے کے باہر واسطے انتظام باہر کے اتارا اور
وہ سرائے وسعت اور استحکام میں مانند قلعہ کے تھی اور اس سرائے
کے باہر کچھ اپنے لشکر کے لوگ اُترے تھے پھر پہر رات گئے غربی ،
غربی دروازہ بند کر لیا اور شرقی کھلا رہنے دیا بعد اُس کے رسالدار
حاجی حمزہ علی خاں کو واسطے بندوبست شبینے کے حضرت علیہ الرحمہ کا
حکم پہنچا اُنھوں نے موافق معمول ہر شب کے اس حکم کی تعمیل کی اور
جن سواروں کی اُس رات میں باری تھی ان کو بتاکید مزید شبینہ پھرنے
کو روانہ کیا کہ بہت خبرداری اور ہوشیاری سے رہنا اور مولانا
محمد اسماعیل صاحب کو حکم آیا کہ جہاں جہاں سرائے کی چھتوں پر

مناسب جانو وہاں پہرے لگادو یہ حکم سن کر مولانا صاحب ممدوح
پہلے دس بارہ آدمیوں سے سرائے کے کوٹھوں پر تشریف لے گئے اور
چاروں طرف پھر کر جہاں جہاں موقع تجویز کیا وہاں ہر جا پہلے ایک
ایک دو دو پہرے والا کر بٹھا دئے اور بہت تاکید شدید کری کہ یہاں
بہت ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ رہنا پھر وہاں سے نیچے تشریف
لائے اور جن صاحبوں کی دون مقرر تھی ان کو دون پھرنے کی تاکید
کی اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک دون تو خود مولانا صاحب کی جماعت کی
تھی اور دوسری جماعت خاص کی اور تیسری شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت
کی اور چوتھی مولوی احمد اللہ صاحب کی جماعت کی اور پانچویں مولوی
مظہر علی صاحب عظیم آبادی کی اور اس روز شبینے کا ہر رات کو معمول تھا
جس دن سے موضع مردان سے لشکر نے کوچ کیا تھا یہ تمام انتظام کرکے مولانا
صاحب اپنے ڈیرے میں آکر آرام کرنے لگے پھر شبینے والے شبینے
کو گئے اور دون والے دون پھرنے لگے اور چوکی پہرے والے چوکی پہرے
پر مستعد ہوئے اور جو خوانین ملک سمہ کے حضرت علیہ الرحمۃ نے سرائے
کے باہر اتارے تھے ان کے انتظام کی صورت یوں تھی کہ فتح خاں
پنجتاری اور فتح خاں زیدی کا اور ابراہیم خاں کلاٹ کا اور جو
ان کے ضلع کے خوانین تھے وے سب اپنی اپنی جماعت کے

کے ساتھ سرائے کے دروازے کی جانب جنوب اُترے تھے اس
طرف کا بند و بست اُنھیں کے ذمے تھا سو انھوں نے چوکی پہرے
سے باخوبی انتظام کیا اور اسی طور جو خوانین دروازے سے طرف
شمال کے اُترے تھے چنانچہ منصور خاں چارگلی کا اور اسمٰعیل خاں
موضع اسمعیلہ کا اور منتکار خاں اور آنند خاں شیوسے کے اور سرور خاں
امازئی کی گڑھی کے اور جو خوانین اس ضلع کے تھے اس طرف کا
انھوں نے باخوبی ساتھ کمال ہوشیاری کے بند و بست کیا اور
شہر کے کابلی دروازے کی طرف جو ارباب جمعہ خاں لئے لوگوں
سے واسطے محافظت شہر کے اُترے تھے ان کا بند و بست یوں
تھا کہ شہر کے ہر کوچہ اور گلی میں جابجا اُنھوں نے پہرے لگائے
تھے کہ کسی اجنبی آدمی کو مجال نہ تھی کہ وہاں آسکتا اور اسی طور کابلی
دروازے کے باہر شمال اور جنوب کی طرف انھوں نے پہرہ بندی
کر دی تھی اور یہی بند و بست ہر رات کو رہتا تھا جب تک حضرت
کا مقام وہاں رہا اور یہ تمام انتظام حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ کی
دانائی اور دور اندیشی سے تھا کہ تمام شہر کو گویا کہ اپنی مٹھی میں
کر رکھا تھا الغرض اس انتظام اور بند و بست کے ساتھ رات
تمام ہوئی صبح صادق نظر آئی اذان کہی گئی لوگوں نے حاجت ضروری

سے فراغت کرکے حضرت علیہ الرحمۃ کے پیچھے حویلی میں نماز پڑھی
پھر حضرت نے ننگے سر ہو کر دعا کی کہ الٰہی ہم لوگ صرف تیری رضامندی
کو یہاں آئے ہیں جس میں تو راضی ہو وہ کام ہم سے لے اور بھی اسی طرح
کے بہت الفاظ فرمائے مگر مجکو یاد نہ رہے پھر بعد فراغ دعا کے آپ نے
ارباب بہرام خاں کو کہلا بھیجا کہ بازار کے دکانداروں کو حکم پہنچا دیں
کہ سب اپنی اپنی دکانیں کھولیں انھوں نے اُسی دم اپنا آدمی بھیج کر
دکانیں کھلوا دیں اور حضرت علیہ الرحمۃ اس حویلی سے باہر مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب کے ڈیرے پر آئے وہاں پختہ ایک زینہ بنا تھا اس
پر چڑھ کر آپ سارے کے کوٹھوں کی چھت پر گئے اور وہاں سے چلتے
جاتے اس چھت پر گئے جس کے نیچے ارباب بہرام خاں اُترے تھے اور
وہاں کوٹھے کی منڈیر دو ڈھائی گز ٹوٹ گئی تھی آپ اس جگہ ٹھہر
کر اس کو دیکھنے لگے اس میں ارباب بہرام خاں کو خبر ہوئی کہ حضرت
کوٹھے پر تشریف لائے ہیں اور ایک زینہ پختہ وہاں بھی تھا اس پر
سے ارباب بہرام خاں بھی آپ کے پاس آکر حاضر ہوئے آپ نے
فرمایا کہ خان بھائی یہ منڈیر کوٹھے کی ٹوٹ گئی ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ
آج اس کو ہم بنا دینگے انھوں نے عرض کی کہ اگر مجکو ارشاد ہو تو میں
ہی اس کو درست کروا دوں آپ نے فرمایا کہ بہت خوب تم ہی بنوا دو

اس کے بن جانے سے غرض ہے پھر آپ وہاں سے نیچے اُترے
اور کوئی لحظہ ارباب بہرام خاں کے ڈیرے پر ٹھہرے پھر وہاں سے
سرائے کی مسجد میں گئے اور ارباب بہرام خاں بھی آپ کے ہمراہ تھے
اور اُس مسجد میں خس و خاشاک بہت پڑا ہوا تھا اور دو تین ٹکڑے
پھٹی ٹوٹی چٹائی کے بھی بچھے تھے آپ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا
کہ آج اس مسجد کو صاف کروا ڈالو اور بازار سے بورئے لاکر بچھوا دو
آج نماز ظہر کی انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی میں پڑھینگے یہ فرما کر آپ وہاں
سے حویلی میں تشریف لائے اور ارباب بہرام خاں بھی آپ کے ساتھ
آئے اور کچھ دیر ٹھہر کر آپ اپنے ڈیرے پر گئے اور اُس ٹوٹی مندر
کے بنوانے کو مزدور لگائے اور اُس مسجد کو بھی مزدور لگا کر صاف کرایا
اور بازار سے کئی چٹائیاں منگوا کر اس میں بچھوا دیں اور اُدہر حضرت
کے پاس سے جانے ارباب بہرام خاں کے رسالدار حاجی حمزہ علی خاں نے
آکر عرض کی کہ کل سے ابھی تک تمام گھوڑے بھوکے کھڑے ہیں یہ بات
سُن کر آپ نے ارباب بہرام خاں کو بلوا کر فرمایا کہ کل سے اب تک تمام
لشکر کے گھوڑے بھوکے کھڑے ہیں اس کی کچھ جلد تدبیر کرو اُنھوں
نے عرض کی کہ اس کی تدبیر تو آسان ہے یہاں سرکاری ملک کے
کھیت کھڑے ہیں اور زمینداروں کے بھی بٹائی کے ہیں اگر اجازت

ہو تو سرکاری کھیتوں سے اور زمینداروں کے کھیتوں سے سرکاری
حصہ کا موافق حاجت کے اپنے اپنے گھوڑے کے لئے کاٹ لاویں اور کھلاویں
آپ نے فرمایا کہ خان بھائی تدبیر تو بہت اچھی تم نے تجویز کی تم اپنے آدمی
سواروں کے ساتھ کردو جہاں سے وے بتاویں وہاں سے کاٹ لاویں
اور رسالدار ممدوح کا اُن سے مقابلہ کروادو یا ان کے آدمیوں کے ساتھ
اپنے سوار بھیجدو وہ مکا کٹوا دینگے پھر رسالدار اپنے ڈیرے پر گئے اور
ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور اپنے کئی سواروں کو فہمائش
کرکے رسالدار صاحب کے پاس بھیجے اور اودہر حضرت اپنے پلنگ پر آرام
کرنے لگے اور رسالدار صاحب نے اپنے سواروں کو بلا کر کہہ دیا کہ اپنے
ہتیاروں سے تیار ہو کر اُن کے ساتھ جاؤ جس طرح جس کھیت میں
تم کو بتاویں اس طرح سے بقدر حاجت کے مکا جا کر کاٹ لاؤ پھر سب
سوار اپنی اپنی درانتیاں لے کر ان کے ساتھ مسلح ہو کر گئے اور جس
جس کھیت سے اُنھوں نے بتایا اُس میں سے اپنی اپنی حاجت کے
موافق لوگ کاٹ لائے اور جبتک وہاں پشاور میں حضرت علیہ الرحمۃ
کا ڈیرہ رہا ہر روز اسی طرح مکا کاٹ لاتے تھے اور گھوڑوں کو
کھلاتے تھے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی حضرت علیہ الرحمۃ اُٹھے
اور حاجت ضروری سے فارغ ہو کر اور وضو کر کے مسجد میں تشریف

لائے۔ اور ارباب بہرام خاں بھی آئے اور حضرت کے پیچھے نماز
پڑھی پھر بعد فراغ نماز کے عرض کی کہ جس بات کے لئے اُس وقت
میں نے آپ کی خدمت میں گذارش کی تھی سو اس کی تدبیر ہو گئی ہے
آپ نے سن لیا کر بہت خوش ہوئے اور کہا جزاک اللہ تعالیٰ پھر آپ
نے اُسی وقت میاں عبداللہ کو بلا کر فرمایا کہ خان بھائی کے ساتھ
جاؤ اور جنس خرید لاؤ اور اُسی وقت میاں عبداللہ کو ارباب بہرام
خاں نے اپنے ڈیرے پر لیجا کر مہاجن کی دُکان سے روپے منگوا کر
حوالے کئے مگر ہم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ روپے کتنے تھے پھر میاں
عبداللہ وہاں سے اپنے ڈیرے پر آئے اور محمود لکھنوی کو جو خرید غلہ
وغیرہ میں اُن کے ساتھ رہتے تھے ان کو لے کر بازار کو گئے اور وہاں
ایک بنئے کی آڑھت سے کئی دُکانوں کا آٹا خرید وا کر ایک دُکان
میں جمع کر دیا اور آ کر حضرت کو اطلاع کی آپ نے مولوی عبدالوہاب لکھنوی
کو جو لشکر میں تقسیم غلہ کرتے تھے بلا کر فرمایا کہ بازار میں آٹا خریدا گیا
ہے جا کر لوگوں کو تقسیم کر دو اور مزدوری پکوائی کی بھی دیدو کہ اپنا
اپنا پکوالیں پھر مولوی صاحب ممدوح تالموٹ لے کر حویلی سے باہر
نکلے اور سرائے میں پکار دیا کہ بھائیو بازار میں آٹا لینے چلو پھر لوگ
اپنے اپنے ڈیرے سے تھیلے لے کر اُن کے ساتھ گئے پھر مولوی صاحب

تا ملوٹ بھر بھر کر آٹا تقسیم کرنے لگے اور میاں عبداللہ تکوائی کی
مزدوری دینے لگے اور لوگ وہیں آٹا لے کر تنور والوں کی دکانوں
پر پکوانے لگے پھر پکوا کر اپنے دیروں پر روٹیاں لائے اور وہ
کھانا ہم لوگوں کو تیسرے روز ملا تھا اور جس روز موضع مٹی سے لشکر
کا کوچ ہوا تھا اُس دن اکثر لوگ اپنے اپنے دل میں نہایت شاداں
فرحاں تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ آج پشاور
میں چل کر انگور اور سیب وبہی اور انار ناسپاتی وغیرہ میوہ جات خوب
کھاوینگے اور باڑے کے چاول اور دنبوں کا گوشت پکاوینگے اور
یہاں پہنچ کر معاملہ برعکس نظر آیا یعنی وہ نعمتیں کھانی درکنار تین
روز برابر فاقہ ہوا سو جبکہ وہ روٹی لوگ کھاتے تھے اور شکر الٰہی
کرکے لوگ آپس میں کہتے تھے کہ بھائیو یہ جو تیسرے روز روٹی ملی یہ
اُس خیام خیالی ہماری کا بدلہ ہے جو مشیت الٰہی سے ہم لوگ غافل ہو کر
کہتے تھے کہ پشاور میں چل کر میوے اور باڑے کے چاول اور دنبے کا
گوشت خوب کھاوینگے اور اُس وقت اکثر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ
دیکھو تو جس وقت کل میاں عبداللہ نے حضرت کے پاس آکر عرض کی
تھی کہ کل سے لوگ لشکر میں بھوکے ہیں اور ابھی تک کچھ کھانے کی
تدبیر نہیں ہوئی اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ تم کو اس کا

حکم کیا ہے جا کر اپنے ڈیرے پر بیٹھو جس کے یہ محتاج بندے ہیں
وہ آپ جب چاہیگا ان کے کھانے کی تدبیر کر دیگا سو فی الحقیقت
ویسا ہی ہوا کہ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم وفضل سے بے نشان و
گمان اس کی تدبیر کر دی کہ ہم لوگوں میں کسی کو اس کا خیال بھی نہ تھا
کہ ارباب بہرام خاں کے سبب سے اس کی تدبیر ہو گی آج تک کبھی
ہم نے نہیں دیکھا کہ ارباب بہرام خاں نے بغیر فرمائے حضرت علیہ الرحمۃ
کے ایسا بھاری کام اپنی طرف سے کیا ہو اور آج خود آکر انھوں
نے حضرت سے اس امر کی عرض کی کہ اگر مجکو ارشاد ہو تو میں کچھ اس
کی تدبیر کر دوں انتہیٰ **حکایت** جب لشکر نصرت اثر حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا پشاور کی سرائے گورکڑی میں اُترا اُس
کے دوسرے یا تیسرے روز کا ذکر ہے کہ اکثر مجاہدین نصرت قرین شہر
میں بطور سیر کے پھرتے تھے بازار میں ایک مکان کے بالاخانہ پر دو عورتیں
بیٹھی تھیں کئی غازیوں کو دیکھ کر ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ
سید بادشاہ کے لشکر کے یہی غازی ہیں جن کی یہ شکل وصورت اور
یہ سلاح وپوشاک ہے انھیں نے سردار سلطان محمد خاں کے لشکر
کو شکست دی میرا خاوند ایسا پہلوان اور قوی ہیکل ہے کہ ایسے چار
آدمیوں کو سر ٹکرا کر مار ڈالے تو عجب نہیں اور وہ اتنا کھاتا ہے کہ میں اُس
کے واسطے گوشت روٹی جدی اور پلاؤ جدا پکاتی ہوں مگر وہ سب

کھا جاتا ہے مگر ان لوگوں سے ایسا ہیبت زدہ ہوگیا ہے کہ ان کے
نام سے اُس کی جان فنا ہوتی ہے بلکہ رات کو نیند سے چونک چونک
پڑتا ہے کہ غازی آ پہنچے اُس دوسری عورت نے کہا کہ ہاں بیوی
یہ وہی غازی ہیں یہ قدرت خدا کی ہے جس کو چاہے اس کو غلبہ دیوے
ہمارے درانی لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں تو یہ غازی لوگ اس
طرح حقیر اور کم رو معلوم ہوتے ہیں مگر لڑائی کے میدان میں خدا جانے
ان میں کہاں سے جرات اور بہادری آجاتی ہے کہ ہماری نگاہوں میں
شیر سے بھی زیادہ جری اور بہادر معلوم ہوتے ہیں کہ مارے ہیبت
اور رعب کے ان کا سامنا ہم سے نہیں ہو سکتا اسی طرح کی باتیں
از روے تعجب کے وے دونوں عورتیں آپس میں کرتی تھیں اور غازی
لوگ سنتے تھے انتہیٰ **حکایت** جس دن سے دریائے ناگمان اُتر
کر لشکر نے کوچ کیا تھا اُس دن سے ہر روز ایک غول درانیوں کے
سواروں کا ہمارے لشکر سے کوس سوا کوس کے فاصلے پر نظر آتا تھا
اور حال ان سواروں کا یہ تھا کہ رات بھر ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے پھر
پھر کہیں رہتے تھے اور پھر پھر کہیں اور ہم لوگ اُن کی تاک میں رہتے
تھے کہ موقع پاویں تو اُن پر چھاپا لے جاویں اور وہ ہم لوگوں کی
گھات میں رہتے تھے کہ قابو پاویں تو مقابلہ کریں مگر نہ کبھی ہم نے
ان پر قابو پایا کہ چھاپا ماریں اور نہ کبھی ان کو جرات پڑی کہ وہ

ہم سے مقابلہ کریں یہاں تک کہ ہمارا لشکر بخیر و عافیت پشاور
میں داخل ہوا اور وہ مایوس ہو کر ہشکال کی طرف چلے گئے پھر اس
کے اگلے روز کچھ دن چڑھے ایک مخبر نے آ کر حضرت علیہ الرحمۃ کو
خبر دی کہ جب رات کو آپ مع لشکر یہاں تشریف لائے اور ادہر
ان کے سوار جن کو انھوں نے آپ کے مقابلے پر مقرر کیا تھا گئے
اور سردار سے عرض کی کہ ہم نے بہتیری تدبیر کی دریائے ناگمان
سے یہاں تک مگر ہماری جرءت نہ پڑی کہ ہم سید بادشاہ کے
لشکر کا مقابلہ کریں جب وہ پشاور میں داخل ہوئے تب ناچار
ہو کر ہم لوگ ادہر چلے آئے یہ حال پُر ملال سُن کر سردار سلطان محمد
خاں بہت متردد اور متفکر ہوا اور یہ خبر سن کر ان کے لشکر والوں
کے دل ٹوٹ گئے اور جتنے اُلسی سوار و پیادے ادہر اُدہر کے تھے
وہ حیلہ بہانہ کر کے اپنی اپنی بستی کو چلنے لگے کہ جس وقت کچھ ضرورت
ہو گی اُس وقت ہم آ کر حاضر ہوں گے یہ حال دیکھ کر سردار ممدوح
اور بھی بدحواس ہوا اور سردار پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں اور سردار
حبیب اللہ خاں اور ارباب فیض اللہ خاں کو بلا کر کہنے لگا کہ ہمارے سوار
تو مایوس ہو کر چلے آئے اور سید بادشاہ مع لشکر پشاور میں آ کر داخل
ہوئے اور اپنے لشکر کا یہ حال ہے کہ لوگ حیلہ بہانہ کر کے اپنے اپنے
گھروں کو جاتے ہیں اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہئے ارباب فیض اللہ خاں

نے عرض کی کہ جو کچھ میری رائے ناقص میں آتا ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں آگے آپ کو اختیار ہے چاہیئے مانئے یا نہ مانئے سردار ممدوح نے کہا کہ کاکا وہ کیا بات ہے بیان کرو انھوں نے عرض کی کہ وہ بات یہ ہے کہ وہاں ملک سمہ میں میدان کی لڑائی تھی تب تو آپ کے نہ اُٹھی لشکر سے بن پڑا نہ قلعی سے اور اب تو سید بادشاہ شہر میں داخل ہو گئے اب اس لشکر سے کیا ہو گا اس وقت اب سوا اس تدبیر کے اور کوئی بہتر نہیں کہ جس طور سے ہو سکے اسی طور سید بادشاہ کو راضی کرو اور اُن سے اور تابعداری قبول کرو اس میں خدا چاہیگا تو سب بات بن جاویگی یہ تقریر ارباب فیض اللہ خاں کی سُن کر سردار سلطان محمد خاں تو خاموش ہو رہا اور کچھ نہ بولا مگر سردار پیر محمد خاں اور سردار حبیب اللہ خاں مارے غصے کے درہم برہم ہو گئے اور کہنے لگے کہ کاکا تم نے یہ کیا بات کہی یہ ہرگز نہیں ہونے کا کہ ہم عذر و معذرت کر کے اُن سے ملیں ہم تو سردار کے حکم کے منتظر ہیں اگر فرماویں تو ہم اسی وقت جا کر پشاور کو اُن سے خالی کریں اور کل ہم ضرور لشکر لے جا کر اُن سے مقابلہ کرینگے ارباب فیض اللہ خاں نے کہا کہ سردار خفا ہونے کی نہیں کیونکہ میں نے پہلے ہی عرض کی تھی کہ ماننے اور نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے میں نے تو اپنی فہم کے موافق جو بہتر جانا سو عرض کیا اگر آپ کا ارادہ اُن پر فوج کشی کا ہے بسم اللہ اس امر میں کون

مانع ہے پھر وہ اسی طور کی باتیں کرتے رہے میں وہاں سے چلا آیا
انتہیٰ" پھر جب وہ مخبر یہ تمام تقریر کر چکا حضرت علیہ الرحمۃ
سُن کر خاموش ہو رہے ارباب بہرام خاں نے حضرت سے عرض کی
کہ اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے اگر وہ یہاں آنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آویں جو کچھ ہوگا
دیکھا جاویگا تم لوگ لشکر میں حتی المقدور اپنی ہوشیاری سے رہو آگے
اللہ تعالیٰ مالک ہے پھر ارباب بہرام خاں نے وہاں سے آکر تمام
لشکر میں یہی حکم پہنچا دیا کہ بھائیو آج کل میں درانیوں کے آنے کی خبر
ہے اپنی اپنی چوکی پہرے سے ہر وقت ہوشیار رہنا اور لوگ تو اول ہی
سے ہوشیار رہتے تھے یہ خبر سُن کر زیادہ ہوشیاری اور چوکسی کرنے
لگے پھر اس کے اگلے روز جس دن آٹا تقسیم ہوا تھا قبل دوپہر کے کہ
اُس وقت کوئی تو اپنے ڈیروں پر لیٹے بیٹھے تھے اور کوئی شہر کو گئے
تھے اس عرصے میں ارباب جمعہ خاں کی طرف ایک شور و غل اٹھا اور
ایک آدمی ارباب ممدوح کا بھیجا ہوا اُدھر سے بازار میں دوڑتا ہوا
آتا تھا اور کہتا تھا کہ درانیوں کا لشکر آ پہنچا ہے خبردار ہو جاؤ یہ آواز
سُن کر سب آدمی ادہر اُدہر سے اپنے ڈیروں پر آ گئے اور جلد کمریں
باندھ کر تیار ہو گئے اور کچھ لوگ سرائے کے کوٹھوں پر چڑھ گئے
اس عرصے میں دوسرا آدمی ارباب ممدوح کا بھیجا ہوا اسی طرح
پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو خیر خیر ہے ارباب فیض اللہ خاں کچھ

سواروں سے درانیوں کے لشکر سے ہزار خانے میں اپنے گھر کو جاتا ہے اور ہمارے لوگ بھی کوٹھوں پر سے دیکھتے تھے کہ ایک غول سواروں کا موضع ہزار خانے کی طرف جاتا ہے پھر کوٹھوں پر سے اُتر آئے اور سب کو تسلی ہو گئی پھر کچھ دیر کے بعد اذان ظہر کی ہوئی سب نے مسجد میں حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے پھر کچھ دیر میں ہزار خانے سے ایک آدمی حضرت کے پاس آیا اور ارباب فیض اللہ خاں کا پیام لایا کہ ارباب فیض اللہ خاں نے بعد سلام اور پوچھنے مزاج کے عرض کی ہے کہ سردار سلطان محمد خاں نے اپنی طرف سے مجھکو وکیل کر کے بھیجا ہے سو میں ہزار خانے میں اپنے مکان پر ہوں اگر اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں آکر حاضر ہوں اور سردار ممدوح کی طرف سے کچھ عرض کروں اُس آدمی کی یہ تقریر سُن کر آپ نے مولانا محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں کو بلوایا اور ارباب فیض اللہ خاں کا پیام سنایا اور پوچھا کہ تم دونوں صاحبوں کی اس میں کیا صلاح ہے اُنھوں نے عرض کی کہ جو صلاح آپ کی ہو وہی ہماری صلاح ہے اگر مناسب جانئے تو بلوا لیجئے بظاہر تو کچھ قباحت نہیں نظر آتی ہے بلکہ ایک طور کا فائدہ ہے کہ ان کا بھی عندیہ معلوم ہو جاویگا آپ نے فرمایا کہ یہی بات میرے بھی خیال میں تھی پھر آپ نے اُس

آدمی سے فرمایا کہ ارباب فیض اللہ خاں کو ہماری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ تم کو اجازت ہے بے کھٹکے چلے آؤ تمہارا ہی مکان ہے کسی امر کا اندیشہ نہیں ہے پھر اُس نے عرض کی کہ آپ سرائے کے باہر لشکر میں حکم کر دیجئے کہ کوئی پہرے والے ان کو اور اُن کے سواروں کو آنے سے نہ روکیں آپ نے فرمایا کہ اب تم جا کر ان کو ہمارا پیغام پہنچاؤ یہ حکم ہم اپنے لوگوں کو پہنچا دیوینگے پھر وہ آدمی ہزارخانے کو روانہ ہوا اور آپ نے سردار فتح خاں پنجتاری کو کہلا بھیجا کہ ارباب فیض اللہ خاں ہزار خانے سے آنے والا ہے اس کو آنے دینا پھر بعد نماز عصر کے ارباب فیض اللہ خاں ساٹھ ستر سواروں سے آیا سردار فتح خاں نے اس سے ملاقات کی اور اپنے ڈیرے پر بٹھایا اور اپنا ایک آدمی واسطے اطلاع کے حضرت کے پاس بھیجا کہ اس قدر سواروں سے ارباب فیض اللہ خاں آیا ہے کیا ارشاد ہے پھر اُس آدمی نے حال آ کر حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ فتح خاں سے جا کر کہو کہ پانچ چھ آدمیوں سے ان کو آنے دیں اور باقی لوگوں کو وہیں سرا کے باہر ٹھہرالیں پھر اُس آدمی نے یہی بات جا کر سردار فتح خاں سے کہی خان ممدوح نے ارباب موصوف سے کہا کہ سید صاحب نے پانچ چھ سواروں سے آپ کو بلایا ہے پھر وہ پانچ سواروں سے گئے اور حضرت کو اطلاع کروائی آپ نے ان کو بلوا لیا پھر وہ پانچوں سواروں کو حویلی کے دروازے پر کھڑا

کر کے فقط آپ اندر گئے اور ملے حضرت نے بڑی عزت و توقیر سے
اپنے پاس ان کو بٹھایا اور عافیت مزاج کی پوچھی اور ارباب فیض اللہ
خاں حضرت کے بڑے مخلص اور معتقد اور خیرخواہ اور مرید بھی تھے اور
اپنے سرداروں کے بھی خیر خواہ اور نمک حلال تھے پھر حضرت نے مولانا
محمد اسماعیل صاحب کو اور ارباب بہرام خاں کو بلوایا اور ارباب فیض اللہ
خاں سے پوچھا کہ کل تو ہمارے یہاں مخبر نے آکر خبر دی تھی کہ کل یعنی
آج سردار پیر محمد خاں اور سردار حبیب اللہ خاں لشکر لے کر واسطے
لڑائی کے آنے والے ہیں سو تمہارا آنا کیونکر ہوا کیا وہ مشورہ بدل گیا
یہ سن کر ارباب فیض اللہ خاں نے عرض کی کہ مخبر نے سچ آپ کو خبر دی
اول مشورہ وہاں یوں ہی تھا پھر وہ مشورہ بدل گیا مختصر حال اس
کا یوں تھا کہ جب سواروں نے آکر سردار سلطان محمد خاں کو اطلاع
کی کہ دریائے ناگمان سے پشاور تک سید بادشاہ کے لشکر کے مقابلہ
کی تاک میں ہم لوگ تھے مگر کسی روز ہم کو جراءت نہ پڑی کہ اُن کا
سامنا کریں پھر جب وہ پشاور میں داخل ہوئے تب ہم مایوس ہو کر
یہاں چلے آئے یہ حال پر ملال سن کر سردار ممدوح کو بہت تردد
اور اندیشہ ہوا کہ معاملہ ہاتھ سے جاتا رہا اور اس خبر سے ان کے
تمام لشکر میں گڑبڑی پڑ گئی اور اکثر اُولستی لوگ حیلہ بہانہ کر

دس دس بیس بیس اپنی بستیوں کو جانے لگے تب سردار موصوف
نے مجکو بلوایا میں جو آیا تو دیکھا کہ سردار پیر محمد خاں اور حبیب اللہ
خاں بھی وہیں موجود تھے پھر سردار سلطان محمد خاں نے ہم سب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سید بادشاہ تو پشاور میں مع لشکر
داخل ہو گئے اور ہمارے سواروں سے کچھ نہ بن پڑا اب کہو اس کی
کیا تدبیر کرنی چاہئے یہ سن کر اور تو کوئی نہ بولا فقط میں نے عذر
و معذرت کرکے عرض کی کہ میری رائے ناقص میں ایک تدبیر بہتر معلوم
ہوتی ہے اگر ارشاد ہو تو کہوں اُنھوں نے فرمایا کہ بیان کرو تب
میں نے عرض کی کہ اب سوائے اس کے کوئی تدبیر بہتر نظر نہیں آتی
کہ سید بادشاہ سے چل کر ملو اور اپنے قصور کا عذر کرو اور اُن
کی تابعداری اختیار کرو خدا چاہیگا تو اس میں تمہارا معاملہ بن
جاویگا آگے آپ کو اختیار ہے یہ بات میری سن کر سردار ممدوح
نے تو کچھ نہ کہا مگر سردار پیر محمد خاں اور سردار حبیب اللہ خاں بہت
درہم برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے یہ کیا بات کہی کہ اُن سے چل
کر ملو اور عذر و معذرت کرکے تابعداری قبول کرو یہ بات ہم سے
کبھی نہ ہو گی کہ ہم ان سے عذر کریں اور تابعدار بنیں اور ہم تو سردار
کے حکم کے منتظر ہیں اگر فرماویں تو ہم ابھی سید بادشاہ پر لشکر لیجاویں
اور کل ہم ضرور جاکر سید بادشاہ کا مقابلہ کرینگے پھر جب وہ دونوں

صاحب کچھ دیر میں اپنے غصے سے ٹھنڈے ہوئے تب میں نے نرمی
اور خوشامد سے عرض کی کہ سردار بات تو خفا ہونے کی نہیں ہے اس
لئے کہ میں آپ کی خیر خواہی اور نمک حلالی سے کہتا ہوں یہ بات خیال
تو خیال کرو کہ اتنے لشکر اور سامان سے سردار سید بادشاہ پر چڑھ کر
سمی میں گئے اور وہاں لڑائی بگڑ گئی اور کسی سے کچھ نہ بن پڑا اور وہاں سے
چلے آئے اور وہاں لڑائی میدان کی تھی اور یہاں تو شہر ہے اب فتحیاب ہونا
ان پر دشوار ہے اور لشکر آپ کا شکستہ دل ہے اور اُن کے غازیوں
کے دل بڑھے ہوئے ہیں کہ انھوں نے آپ کی لڑائی ماری ہے اب آپ کو
اختیار ہے جو بہتر جانیں وہ کریں یہ تقریر میری سُن کر وہ دونوں صاحب
تو نہ بولے مگر سردار سلطان محمد خاں نے فرمایا کہ کاکا تم سچ کہتے ہو،
بات حق یوں ہی ہے اب ہم نے تمہیں کو وکیل کیا جس صورت سے یہ معاملہ
بنے اس صورت سے جا کر بناؤ اور جو کچھ ہم کہیں وہ پیام سید بادشاہ کو
پہنچاؤ اور جو کچھ وہ فرماویں وہ آکر ہم سے عرض کرو سو اس سبب سے
میرا آنا آپ کی خدمت شریفہ میں ہوا اور پیام سردار ممدوح کا آپ
کی جناب مستطاب میں یہ ہے کہ اُنھوں نے عرض کیا ہے کہ آپ ہمارے
دین اور دنیا کے امام اور مقتدا ہیں اور ہم آپ کے ہر نوع مطیع
اور فرماں بردار ہیں ہم سے بڑا قصور ہوا جو اپنی شامت اعمال سے اور کمینہ پن

اور شقاوت نفس سے ہم نے آپ کے اُوپر لشکرکشی کی اور مقابلہ
کیا اور قرار واقعی اپنی سزا کو پہنچے سو اب ہم آپ کے اخلاق کریمانہ
سے اُمیدوار ہیں کہ آپ ہمارا قصور للّٰہ معاف فرماویں اور ہمارے
گذرے ہوئے قصوروں کو نہ خیال کریں اور اب ہم ان اپنی شرارتوں
اور بغاوتوں سے توبہ کرتے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ بار دیگر پھر کبھی ہم سے
ایسی حرکت ناشائستہ نہ ہوگی اسی طرح اور بہی تملق اور چاپلوسی
کے کلام خوشامد آمیز ان کی طرف سے ارباب فیض اللہ خاں نے یہ تمام
تقریر ان کی سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی تم ان
دغابازوں فریبیوں کے درمیان میں نہ پڑو وہ بڑے لسّان
اور اپنی غرض کے یار ہیں کچھ ان کے عہد و پیمان کا ٹھکانا نہیں اپنے
مطلب کے لئے ہر طرح سے یہ لوگ تابعدار بن جاتے ہیں اور جب
مطلب نکل جاتا ہے تب یہ کسی کے آشنا نہیں ہوتے نہ دنیا کی شرم
کرتے ہیں اور نہ خدا کا اور رسول کا خوف' اور ہم نے ان کو قبل اس
لڑائی کے جب وہ یہاں سے لشکر لے کر گئے تھے کئی بار اپنے آدمی
بھیج کر جو سمجھانے کا حق تھا اس طرح تحریر اور تقریر سے سمجھایا اور
کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا چنانچہ تم بھی جانتے ہو گے مگر انھوں نے

اپنی شامت نفس اور ورغلانے شیطان کے سے ایک نہ سنا اور
ناحق پر فوج کشی کرکے ہمارا مقابلہ کیا اور بہت غازیوں کو ہمارے
شہید کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ہم غربا اور ضعفا لوگوں کو ان پر فتحیاب کیا
اور وہ شکست فاحش کھا کر بھاگے اور ہم نے یہاں تک ان کا پیچھا
کیا اب انھوں نے خیال کیا کہ ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے تب تم کو درمیان
میں ڈال کر یہ چال حیلہ بازی کی چلے اور اس سے پیشتر جب سیدو کی
لڑائی میں ہم سے بدھ سنگھ کا مقابلہ تھا تب وہاں یہ چاروں بھائی ،
منافقانہ ہماری کمک کو اپنی اپنی جماعت سے آئے تھے اور انہیں نے اپنی ،
دغابازی سے ہماری لڑائی بگاڑ دی یعنی ہم لوگوں کو سکھوں سے
بھڑا کر آپ بھاگ کھڑے ہوئے اور صدہا مسلمان مفت میں شہید
کروادئے اور تب بھی تو انہوں نے ہمارے ساتھ عہد و پیمان کیا
تھا کہ ہم اپنی جان و مال سے تمہارے شریک ہیں پھر اس عہد کو کیسا
وفا کیا کہ تم سب جانتے ہو حاجت بیان کی نہیں اور اب جو از سر نو عہد
کرنے کو کہتے ہیں یہ بھی اپنے دل میں ایسا ہی سمجھ لیا ہوگا کہ اپنی غرض نکل
جاوے پھر جیسا ہوگا ویسا دیکھ لینگے اور خان بھائی جو جو باتیں ان
کی غداری اور مکاری کی ہم نے تم سے بیان کی ہیں اسی طرح سے
بے کم و بیش ہماری طرف سے تم ان کے آگے کہنا اور خان بھائی

تم خوب جانتے ہو کہ ہم لوگ جو ہندوستان سے اس ملک افغانستان
میں آئے ہیں سو صرف اسی نیت سے آئے ہیں کہ سب مسلمانوں کو
متفق کر کے کافروں کو ماریں اور مغلوب کریں کہ مسلمان غالب ہوں
اور ترقی اسلام کی ہو نہ ہم کو ان کے پشاور لینے کی غرض ہے نہ
ان کے کابل کی اگر ان کے عہد و پیمان کی صداقت ہم پر ثابت ہو جاوے
اور ہر ایک منہیات شرعی سے اور شراکت کفار سے سچی توبہ کریں
اور ہم مسلمانوں کے اتفاق میں شامل ہوں تو اب بھی ہم ان سے ہر طور
موجود ہیں ارباب فیض اللہ خاں نے عرض کی کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں
حق ہے اور بجا ہے اس میں گنجائش چون و چرا کی نہیں ہے انشاء اللہ
تعالیٰ میں لفظ بلفظ موافق فرمانے آپ کے ان سے عرض کرونگا ۔
اور میں مسلمان صاف دل ہوں منافقانہ گفتگو مجکو نہیں آتی ان
کا تو میں نمک خوار ہوں اور آپ کا خادم فرمان بردار ہوں دونوں
کی خیر خواہی مجکو منظور ہے اور اب اجازت ہو تو میں رخصت ہوں
آپ نے فرمایا فی امان اللہ تم کو اجازت ہے پھر وہ السلام علیکم کر
کے روانہ ہوئے بعد اس کے تیسرے یا چوتھے روز وہ پھر آئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور بیٹھے اور عرض کی کہ موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے اس روز کی تقریر لفظ بلفظ میں نے سردار

سلطان محمد خاں کے روبرو گذارش کی وہ سن کر بہت نادم اور
پشیمان ہوئے اور کہا کہ سید بادشاہ نے جو کچھ فرمایا اس میں سرمو
تفاوت نہیں آج تک ہم سے ایسے ہی قصور سرزد ہوئے ہیں اور ان
کی فہمائش کرنی میں کچھ خلاف نہیں مگر اب ہم خالص دل سے اس بات
پر عہد و پیمان از سرنو کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالی پھر بار دیگر سوائے
اطاعت اور فرماں برداری کے کوئی کام بغاوت اور نافرمانی کا ظہور
میں نہ آویگا اور باغیوں اور کافروں کی رفاقت اور شراکت سے ہم
نے توبہ کی اور جو کچھ خدا اور رسول کا ہے وہ ہمارے سر آنکھوں پر
ہے اور جس وقت اور جس جگہ واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے سید بادشاہ
ہم کو یاد کرینگے اسی وقت اور اسی جگہ بلا عذر ہم اپنی جان و مال اور
فوج و لشکر سے حاضر ہوں گے اور اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ سید بادشاہ
کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہو کر از سرنو تجدید بیعت امامت کی
کریں اور ہر ایک منہیات شرعیہ سے بالمشافہ تائب ہوں اور جو کچھ
سید بادشاہ کا ملک سمہ سے یہاں تک تشریف لانے میں زرنقد صرف
ہوا ہے وہ تو ہم کو نہیں معلوم کہ کس قدر ہوگا مگر چالیس ہزار روپے
ہم نذر کرینگے بیس ہزار تو اس وقت جب سید بادشاہ ہم کو اپنے
ہاتھ سے پشاور میں بٹھا کر کوچ فرماوینگے اور دس ہزار روپے

جبکہ سید بادشاہ ہشت نگر میں پہنچیں گے تب وہیں سے بالا حصار میں
ملینگے اور دس ہزار روپے جبکہ پنجتار میں پہنچینگے تب وہاں پہنچینگے
انتہی" یہ تمام وکمال عرض ارباب فیض اللہ خاں کی سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہم مسلمانوں
کے اتفاق میں شریک ہوں اور کفار نابہنجار کا مقابلہ کریں ہم تو نہ کسی
کی ریاست چھیننے کو آئے ہیں اور نہ کسی کا ملک لینے کو یہ تو اُس شخص
دنیادار کا کام ہے جو ملک گری کا ارادہ رکھتا ہو ہم صرف نیت جہاد
فی سبیل اللہ رکھتے ہیں کہ کفار کو زیر کریں کہ ترقی اسلام کی ہو مگر وہ
سچے دل سے اس قرار پر مستعد ہیں ہم بھی اس بات سے انشاء اللہ تعالیٰ
باہر نہ ہونگے اور خان بھائی ابھی تم یہاں ٹھہرو ہم آپ کو مفصل جواب
باصواب دے کر رخصت کرینگے ارباب فیض اللہ خاں نے خوش ہو کر عرض
کی کہ آپ کا فرمانا بسر وچشم مجکو منظور ہے جب آپ مجکو رخصت فرماوینگے
تب ہی جاؤنگا پھر ارباب فیض اللہ خاں حضرت سے اجازت لے کر سرا
کے باہر ایک حویلی میں اُترے اور اُس روز حضرت علیہ الرحمۃ نے
بعد فراغ نماز عشا کے اپنی حویلی میں اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے مولانا
اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب بہرام خاں اور
مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین ننگرہاری

کو بلایا اور ملک سمی کے خوانین میں سے سردار فتح خاں پنجتاری اور
فتح خاں زیدہ والے اور ابراہیم خاں کلابٹ والے اور مفور خاں چار
گلی والے کو بلایا اور ارباب بہرام خاں کے بھائی ارباب جمعہ خاں کو بھی
بلایا اور جماعت خاص کے آٹھ جوانوں کا پہرا دن رات حضرت علیہ الرحمۃ
کے رہتا تھا دو جوان سید اسمٰعیل رائے بریلوی بیلے کے اور دو جوان مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی کے بیلے کے اور دو شیخ عبدالحکیم صاحب پھلتی
کے اور دو شیخ صلاح الدین پھلتی کے بیلے کے پھر جب مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور ارباب بہرام خاں صاحب آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
حاضر ہوئے اس وقت جو جو لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے وہ سب
وہاں سے اٹھ گئے پھر جب باقی اور صاحب آئے تب حضرت نے ان
آٹھوں پہرے والوں سے فرمایا کہ بھائیو اس وقت ہم کو کچھ باتیں
کرنی ہیں تم یہاں سے دوسرے دالان میں جا بیٹھو یہ سن کر وہ سب
دوسرے دالان میں گئے پھر اس وقت سے حضرت علیہ الرحمۃ ان سب
صاحبوں سے مشورت کرنے لگے جبکہ آدھی رات پر ایک گھڑی بجی
تب مجلس برخاست ہوئی پھر سب پہرے والے اور جو جو لوگ
حضرت کے پلنگ کے گرد رہتے تھے وہ سب آکر حاضر ہوئے اور
حضرت بھی اپنے پلنگ پر آرام کرنے لگے اور سب لوگ اپنی اپنی

جگہ پر سو رہے پھر جبکہ اذان فجر کی ہوئی سب نے وضو کر کے
مسجد میں حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت اپنی
حویلی میں تشریف لے گئے اور لوگ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور ڈیرے
ڈیرے لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ رات کو جو حضرت علیہ الرحمۃ
نے لوگوں کو جمع کر کے صلاح اور مشورت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ
ارباب فیض اللہ خاں سردار سلطان محمد خاں کی وکالت کو آیا ہے
اسی مقدمے کی یہ مشورت ہے آخر الامر اسی روز خلاصہ مشورت کا
لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے صلح کا
پیام ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے منظور کیا ہے سو یہ امر تمام لشکر والوں
کو گراں اور ناگوار معلوم ہوا کہ حضرت پھر ان سے ملاپ کرتے ہیں اور وہ
لوگ بڑے مکار اور غدار اور ظالم ہیں کبھی اپنی شرارت اور خباثت
سے باز نہ رہینگے اس امر میں مولانا محمد اسماعیل صاحب تو بہ سبب لحاظ
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے خموش تھے اور کچھ چون و چرا نہیں
کرتے تھے اور باقی سب اپنی اپنی سمجھ کے موافق گفتگو کرتے تھے یہاں
تک کہ رفتہ رفتہ یہ خبر تمام پشاور کے لوگوں میں پھیلی جو ہندو اور
مسلمان وہاں کے تھے سب کو تشویش ہوئی کہ سید بادشاہ نے
یہ کیا کام کیا پھر ان میں سے چند آدمی نامی نامی آپس میں صلاح

ومشورت کرکے مولانا محمد اسماعیل صاحب کے پاس آئے اور عرض
کی کہ ہمارے شہر میں یہ خبر عام مشہور ہے کہ سید پادشاہ کے پاس
سردار سلطان محمد خاں نے پیام صلح کا بھیجا ہے سو سید بادشاہ نے
منظور کیا ہے اور پھر ان کو پشاور سپرد کرینگے سو اس خبر کے سننے سے
ہم سب شہر والوں کو ایک بڑا اندیشہ ہوا کیونکہ جس دن سید بادشاہ
یہاں آکر داخل ہوئے تھے تو ہم سب کو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ سید
بادشاہ اب یہاں کے حاکم ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ان ظالموں
کے ہاتھ سے نجات دی اب چین سے رہینگے سو اس خبر سے نیا غم پیدا ہوا
کہ پھر ہم لوگ انھیں موذیوں کے چنگل میں گرفتار رہوں گے اور اب بہ نسبت
آگے کے زیادہ زیادہ ہم لوگوں کو وہ ایذا دینگے اور سید بادشاہ نے
جو اُن سے ملنے کا ارادہ کیا ہے تو شاید کہ ان کے مکر و فریب اور ظلم و
تعدی سے کم واقف ہیں والا ہرگز نہ اُن سے ملاپ کرتے اور ہم لوگ
خوب واقف ہیں کہ ایک عمر انھیں کی اطاعت اور فرماں برداری میں بسر
ہوئی ہے اور طرح طرح کی سختی اور ایذا ان کی ہم نے اٹھائی ہے اور
یہ ملاپ کا نام کرکے انھوں نے سید بادشاہ کو فریب دیا ہے اور جو کچھ
عہد و پیمان اپنی غرض کو کرینگے وہ کبھی ان سے وفا نہ ہوگا سو
حاصل مدعا ہمارا یہ ہے کہ آپ ہم لوگوں کو سید بادشاہ کے پاس لے چلیں

اور ہماری طرف سے بھی کسب حال گزارش کریں یہ تمام تقریریں ان لوگوں
کی سُن کر مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ بات ہم
سب جانتے ہیں کہ وہ ایسے ہی ہیں مگر اس امر میں سید صاحب سے ہم کچھ
عرض نہیں کر سکتے ہیں لیکن اس کی ایک تدبیر تم کو بتاتے ہیں کہ اس
بات میں جو کچھ تم کو کہنا ہو وہ ارباب بہرام خاں سے جا کر کہو وہ
تم کو سید صاحب کے پاس لیجاوینگے اور تمہاری طرف سے گفتگو
بھی خاطر خواہ کرینگے اس لئے کہ وہ بھی تمہارے ہی ملک کے ہیں اور
تمہارے اور درانیوں کے حالات سے خوب واقف ہیں کچھ سکھانے
سمجھانے کی حاجت نہیں اور سوا ان کے اس امر میں سید صاحب سے
دوسرا اور کوئی گفتگو نہ کریگا یہ بات مولانا صاحب ممدوح سے
سُن کر ان سب نے پسند کی کہ آپ نے بہتر تدبیر بتلائی اب ہم وہیں
جاتے ہیں یہ کہہ کر وہ سب ارباب بہرام خاں کے ڈیرے پر گئے اور خان
موصوف سے ملے اور وہی حال اپنا جو مولانا صاحب سے کہا تھا ان سے
بیان کیا خان موصوف نے سُن کر اُن کی بہت تسلی کی اور کہا کہ تم
خاطر جمع رکھو کسی امر کا اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ ہم تم کو حضرت
کے پاس لے چلینگے اور تمہاری طرف سے اس باب میں وکالت کرینگے اور
تمہارے سامنے عرض کرینگے مگر اس وقت اب تو تم جا کر اپنا کاروبار

کرو شام کو ہمارے پاس آنا اُس وقت تم کو حضرت کے پاس
لے چلینگے یہ بات سُن کر وہ سب خوش ہوئے اور اپنے اپنے گھر کو گئے
پھر بعد کچھ دیر کے لشکر میں سے سوائے ہندوستانیوں کے نامی نامی لوگ
متفق ہوئے چنانچہ ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور ملا نور محمد
اور خضر خان اور ملا عزت اور ملا بازار اور ملا نور قندھاری اور جعفر خان
ترین ہزارہ وال اور منشی امازئی کی گڑہی کے اور تمام خوانین ملک پکھلی
کے نگردوان میں سے ہیں ایک فتح خان تخاری اور ایک اسمٰعیل خان
اسمٰعیلہ کے پھر سب آپس میں مشورت کر کے ارباب بہرام خان کے
پاس گئے اور کہنے لگے کہ یہ جو پیام مصالحہ کا سید بادشاہ سے سردار
سلطان محمد خان کا ٹھہرا اپنے لشکر میں مشہور ہے یہ کیسی بات ہے
نہ اس امر میں کوئی اپنے لشکر کا راضی ہے اور نہ کوئی ٹھہر کا اس لیئے
کہ جب یہ موذی یہاں سے لشکر کشی کر کے سمی کو گئے تھے تب سید بادشاہ
نے ان کو کس کس طرح سے فہمائش کیا کہ سب جانتے ہیں اور انھوں
نے کسی طور نہ مانا اور کیا کیا ظلم اُنھوں نے وہاں نہیں کیا سردار یار محمد خان
کی لڑائی کی ہماری زراعت انھوں نے تباہ کی ہمارے ڈھور ڈنگر
اُنھوں نے ہانک لئے بلکہ عورتیں پکڑ لے گئے ہماری ستک عزت اور خانہ

ویرانی میں کچھ بھی درگذر اُنھوں نے نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو
ذلیل کر کے منہزم کیا اور سید بادشاہ کو فتحیاب کر کے یہاں پہنچایا
اور ہم مظلوموں کے دل ٹھنڈے ہو گئے اور اب پھر ان کے فریب میں آکر
سید بادشاہ ان سے ملاپ کرتے ہیں یہ تمام شرارتیں ان کی ہماری
طرف سے چل کر سید بادشاہ کو یاد دلاؤ آگے ان کو اختیار ہے،
چاہیں مانیں یا نہ مانیں مگر ہماری رائے ناقص میں ان کا ملاپ کرنا خالی
فریب سے نہیں معلوم ہوتا ہے بعد اُس کے اُن میں جو قندھاری تھے
اُنہوں نے ارباب ممدوح سے کہا کہ خاں صاحب آپ بھی موجود تھے
اور خوب جانتے ہیں کہ جب یہ غدار نابکار یہاں سے فوج کشی
کر کے شمیں گئے ہیں اور سید بادشاہ نے ان کی فہمائش میں کوئی دقیقہ
وعظ و نصیحت کا باقی نہ چھوڑا اور اُنھوں نے اپنی شرارت اور بغاوت
سے منہ نہ موڑا اور طریقہ عداوت اور شقاوت کا لیا اور ناحق پر ہم
مسلمانوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور ہمارے غازی بھائی چالیس
پچاس شہید اور زخمی ہوئے مگر آخر الامر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل
سے ان پر سید بادشاہ کو منصور و مظفر کیا اور ہم لوگ پانچوں وقت
نماز پڑھ کر جناب باری میں ساتھ الحاح وزاری کے یہی دعا کرتے
تھے کہ یہ مغرور آدمیت سے دُور اپنے کیفر کردار کو پہنچیں سو اللہ تعالیٰ

نے ہم غریبوں ضعیفوں کی دعا مستجاب کی کہ ہم کو یہاں پہنچایا اور
اب پھر سید بادشاہ ان مکاروں کے دموں میں آکر اور اُن سے
مصالحہ کر کے لشیا ور انھیں کو سپرد کرتے ہیں ہمارے ذہن میں تو
یہ بات خوب ہمیں معلوم ہوتی ہے مگر ہم سب سے سید بادشاہ بڑے
کر دانا اور دور اندیش ہیں اور ہم سب کے امامؑ ہیں ہم ان کے روبرو
اس امر میں کچھ چون وچرا ہیں کر سکتے ہیں ولیکن یہ چاہتے ہیں کہ تم
یہ تمام گفتگو ہماری ایک بار سید بادشاہ کے گوش گذار کردو ہمارا
بھی ارمان نکل جاوے آگے ان کو اختیار ہے چاہیں مانیں اور چاہیں نہ
مانیں یہ تمام تقریر خوانین سمہ کی اور لشکر کے قندھاریوں کی سُن
کر ارباب موصوف نے کہا کہ تم سب بھائی خاطر جمع رکھو آج سویرے
اس شہر کے لوگ بھی آئے تھے اور یہی گفتگو اُنھوں نے بھی کی تھی
سو میں نے آج شام کے وقت ان کو بلا یا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُن،
کی اور تمہاری تقریر آج رات کو جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے بالخوبی
عرض کرونگا اور کوئی دقیقہ اس امر میں باقی نہ رکھونگا اس لئے
کہ خود میرے دل میں اول سے یہی خیال تھا مگر شہر والوں اور تم
بھائیوں کے متفق ہونے سے اس میں اور بھی مجھکو کہنے کی جگہ ہوگئی

کہنے میں میں سر موکوتاہی نہ کرونگا آگے وہ مختار ہیں جیسے تم سب
مطیع اور فرماں بردار ہو اسی طرح میں بھی نہ تمہارا کچھ ان پرزور
ہے نہ میرا اگر مانیں گے تو ہم سب راضی ہیں اور نہ مانیں گے تو بھی
راضی یہ کلام تسلی التیام سُن کر وہ سب راضی ہوئے اور کہنے لگے
آپ نے بہتر فرمایا یہی بات ہم کو بھی منظور ہے بعد اس کے وہاں سے اپنے
اپنے ڈیرے پر گئے پھر کچھ دیر میں ارباب موصوف نے اپنے چھوٹے
بھائی ارباب جمعہ خاں کو اپنے پاس بلا کر تمام گفتگو شہر والوں
اور خوانین سمی اور قندھاریوں کی بیان کی اور کہا ان سب کی
طرف سے سید بادشاہ کی خدمت میں یہ حال گذارش کرنا مناسب
ہے یا نہیں تمہاری اس میں کیا صلاح ہے اُنھوں نے کہا کہ جو
سب لوگوں نے ان درانیوں کی مکاری اور غداری تم سے بیان
کی ہے یہ تو مانند آفتاب کے سبھوں پر روشن ہے حاجت بیان
کی نہیں اور یہ حال سید بادشاہ سے گذارش کرنا بہت مناسب اور
ضروری ہے تم اس میں کسی طور تساہلی اور تغافلی نہ کرنا آگے ماننے
اور نہ ماننے کا ان کو اختیار ہے ارباب بہرام خاں نے کہا کہ جو میرے
دل میں خیال تھا وہی تم نے بھی کہا اور آج بعد عشاء کے تم ہی

میرے ساتھ سید بادشاہ کے پاس چلنا اُنھوں نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور چلونگا یہ کہہ کر ارباب جمعہ خاں اپنے ڈیرے پر گئے پھر بعد کچھ دیر کے اذان ظہر کی ہوئی سب لوگ وضو کرکے مسجد میں گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف لائے پھر سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے اور ارباب بہرام خاں مولانا محمد اسماعیل صاحب کو اپنے ڈیرے پر لے گئے اور وہاں اُن سے کہا کہ چند لوگ اس شہر کے جو آپ کے ڈیرے سے میرے پاس آئے تھے ان کی گفتگو کا حال تو آپ جانتے ہیں بعد ان کے خوانین سمی کے اور اپنے لشکر کے قندھاری آئے اور اسی طور انھوں نے بھی بیان کیا پھر میں نے اپنے بھائی جمعہ خاں کو بلایا اور سب کا حال اُن سے کہا وہ بھی انھیں کے موافق کہنے لگے اس لئے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس امر میں آپ کیا ارشاد کرتے ہیں مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ بات تو بہت مناسب اور کام کی ہے تم للہ فی اللہ سب کی طرف سے وکالت حضرت کے پاس کرو آگے ان کو اختیار ہے اور یہ صلاح میں تم کو اس لئے دیتا ہوں کہ اس بات کو تم سب جانتے ہو کہ حضرت کا

حکم ہے کہ جو کوئی کام صلاح و شورت کا ہو اس میں سب بھائیوں کو
چاہیئے کہ جو جس کو بات بہتر معلوم ہو وہ ہم سے بیان کر دیا کرے سو اس
بات کا گذارش کرنا بہت ضروری ہے اس طور سے فہمائش کر کے پھر
مولانا صاحب اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور یہ حال تمام لشکر میں
مشہور ہوا پھر کچھ دیر میں اذان عصر کی ہوئی سب لوگ وضو کر کے مسجد
میں حاضر ہوئے اور ارباب فیض اللہ خاں بھی آئے پھر سب نے حضرت
علیہ الرحمۃ کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف
لے گئے پھر ارباب فیض اللہ خاں مسجد سے باہر نکلے اور اپنے مکان کو
جہاں اُترے تھے جانے لگے اس میں بعض بعض شخصوں نے کہ نام اُن
کا یاد نہیں ہے کہا کہ ارباب فیض اللہ خاں تم سردار سلطان محمد خاں کی
طرف سے ہمارے سید صاحب کے پاس بہت آمد و رفت رکھتے ہو
کچھ پھر تو دغا فریب کروانے کا ارادہ تو نہیں ہے تمہارے سرداروں
کے مکر و فریب یاد کر کے ہمارے لوگ بہت آزردہ خاطر ہیں ایسا نہ
ہو کہ کوئی دل جلا تیر یا تھ ماتھ چلا بیٹھے تو مفت میں تمہاری جان
جاتی رہے ارباب موصوف نے کہا کہ بھائیو اگر میری موت یوں
ہی لکھی ہے تو میں ناچار ہوں اس لئے کہ میں سید بادشاہ کا مرید
ہوں اور اُن کی خیر خواہی ہی مجھکو حد سے زیادہ منظور رہتی

کہ کسی طور کا ان پر الزام نہ آوے اور سردار سلطان محمد خاں کا نوکر
اور نمک خوار ہوں ان کی بھی خیر خواہی اور نمک حلالی مجکو منظور ہے کہ ان
کی بھی ریاست سلامت رہے اور جو سید بادشاہ اور اُن کے درمیان
خلاف اور ناموافقت ہے جاتی رہے اور دونوں میں ملاپ ہو جاوے سو
اگر اس میں کوئی بھائی اس طرف کا یا اُس طرف کا بدگمانی اور نادانی
سے مجھ پر ہاتھ ڈالیگا وہ جانے اور اُس کا خدا جانے میں انشاء اللہ
تعالیٰ شہید ہونگا اور بھائیو بات یہ ہے کہ تم غازی لوگ ہو محض اللہ تعالیٰ
کے واسطے گھر بار شہر و دیار چھوڑ کر اس ملک میں آئے ہو تم کو ایسی
بدگمانی مسلمان کی طرف سے نہ چاہیئے تم سب خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ
جو کریگا سو بہتر ہی کریگا اور جس طرح تم میں سے بعض بعض بھائی میری
طرف سے بدظنی کرتے ہیں اسی طور اُدہر درانی لوگ بھی مجھ سے بدگمان
ہیں یہ گفتگو کرکے پھر وہ اپنے مکان کو چلے گئے پھر بعد نماز مغرب
کے وہی چند لوگ شہر کے ارباب بہرام خاں کے پاس آئے اور ارباب جمعہ خاں
بھی تشریف لائے اور اُسی امر کی آپس میں گفتگو کرنے لگے کچھ دیر میں
اذان عشا کی ہوئی سب لوگ واسطے نماز کے مسجد میں گئے اور حضرت
کے پیچھے نماز پڑہی جب بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف

لے چلے ارباب بہرام خاں اور ارباب جمعہ خاں بھی آپ کے ہمراہ گئے جب
حضرت علیہ الرحمہ اپنے پلنگ پر بیٹھے تب ارباب بہرام خاں نے کہا کہ
حضرت کچھ بات تنہائی میں آپ سے عرض کرنی ہے یہ کلام سُن کر
جو آدمی اُس وقت وہاں حاضر تھے سب اٹھ کر دوسرے دالان میں
جا بیٹھے اور پہرے والے بھی دُور کھڑے ہوئے حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا
کہ خاں بھائی کیا کہتے ہو کہو انھوں نے کہا کہ حضرت عرض یہ ہے کہ جو آپ
نے ہم چند لوگوں کو سردار سلطان محمد خاں کی مصالحت کے باب میں موافق عرض
کرنے ارباب فیض اللہ خاں کے مشورہ کیا تھا سو وہ حال رفتہ رفتہ تمام
اپنے لشکر میں اور تمام شہر میں پھیل گیا سو آج سویرے چند آدمی شہر کے
نامی نامی میرے پاس آئے اور بطور شکایت کے مجھ سے کہنے لگے کہ ہم نے
سُنا ہے کہ سید بادشاہ سردار سلطان محمد خاں سے ملاپ کرتے ہیں اور
پشاور اُن کو دینے کو کہتے ہیں میں نے اُن سے کہا کہ ہاں مشہور تو لوگوں
میں یوں ہی ہے انھوں نے کہا کہ اس میں تو ہم شہر والوں کی بڑی خرابی
ہوگی کیونکہ ایک تو وہ پہلے ہی ہم پر ظلم و تعدی کرتے تھے دوسرے جبکہ سید
بادشاہ پشاور ان کو سپرد کر کے یہاں سے کسی کو تشریف لیجاوینگے
وہ از سر نو پھر اس شہر پر قابض اور متصرف ہونگے تب ہم پر اور بھی
ہاتھ صاف کرینگے اس واسطے کہ سید بادشاہ کے یہاں تشریف لانے

سے جو ہم لوگوں نے خوشیاں کی ہیں اُس کی ذرا ذرا ان کو خبر ہوئی ہے
پھر حتی المقدور وہ ہماری تباہی اور خرابی میں کب کوتاہی کرینگے حاصل
کلام کا یہ ہے کہ ہم شہر والے اس بات پر کوئی راضی نہیں ہیں کہ سید بادشاہ
ان کو پشاور حوالے کرکے یہاں سے تشریف لیجاویں اگر سید بادشاہ
اگر سید بادشاہ کو اپنے لشکر کے خرچ اور یہاں کے بند وبست کے
لئے دو چار لاکھ روپے حاجت ہوں تو ہم اس کی سبیل کردینگے اور سوا
اس کے جو کچھ ہم سے فرماوینگے اُس سے ہم لوگ باہر نہ ہونگے اور وہ
لوگ دراتی بڑے مکار اور فریبی ہیں یہ ملاپ کی راہ اُنھوں نے
اپنی غرض کے لئے نکالی ہے اور چاہئے کہ وہ سید بادشاہ کے ساتھ
وفاداری کریں یہ ان کی ذات سے ہرگز ممکن نہیں سو مجھ سے انہوں
نے کہا یہ تمام گفتگو ہماری تم وکالتہً سید بادشاہ سے عرض کردو
سو میں نے اُن سے کہا کہ خیر میں عرض کردونگا آگے ماننے اور نہ
ماننے کا حضرت کو اختیار ہے پھر ان کو تو میں نے رخصت کردیا وہ
اپنے گھر گئے بعد کچھ دیر کے سوائے فتح خاں پنجتاری اور اسمٰعیل خاں
اسمٰعیل والے کے سب خوانین سمہ کے اور اپنے لشکر کے فلانے فلانے
قندھاری بھائی میرے پاس آئے اور اسی طور سے اُنھوں نے

بھی درانیوں کی بدعہدی اور بیوفائی اور دغابازی اور مکاری کا
حال اور اپنی تباہی اور خانہ ویرانی اور بے عزتی کا بیان کیا کہ ایسا
ایسا معاملہ اُنھوں نے ہم لوگوں کے ساتھ کیا اور ہم کوئی اس بات
پر راضی نہیں ہیں کہ سید بادشاہ ان سے مصالحہ کریں اور پشاور
ان کو دیں اور اسی طور قندھاریوں نے بھی شکایت کی اور مجھ سے کہا کہ
تم ہماری طرف سے وکالتہً یہ تمام باتیں ہمارے سید بادشاہ کے
گوش گذار کردو سو میں نے اُن سے بھی اقرار کیا کہ میں تمہاری طرف
سے بھی عرض کر دونگا اور اُن سب کی اس امر میں ناراضی خیال کر کے
میری رائے ناقص میں آیا کہ یہ عرض اپنی طرف سے میں کرونگا کہ اگر
آپ کو پشاور دینا منظور ہے تو آپ مجھی کو سرفراز فرماویں میں بھی آپ
کا ایک ادنیٰ خادم ہوں اور یہیں کا باشندہ اور یہاں کی راہ و رسم
سے خوب واقف ہوں اور تمام رعایا مجھ سے راضی بھی ہے اگر آپ یہ
ریاست مجھکو سپرد کر کے یہاں سے تشریف لیجاوینگے تو پھر میں
درانیوں سے سمجھ لونگا میں جانوں اور وہ جانیں سو یہ حال گزارش
کرنے کے لئے اس وقت میں آپ کی خدمت میں آیا تھا اب جو کچھ
آپ ارشاد کریں وہ میں اُن کو جواب دوں یہ تمام گفتگو موبمو
سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد سکوت کے فرمایا کہ خیر اک اللہ خان

۱۹۳۷

بھائی تم نے خوب کیا جو سب لوگوں کے حال کی مجکو اطلاع کی اور
جو ہمارے لشکر کے بھائی اور شہر کے لوگ درانیوں کی مکاری وغداری
وحیلہ سازی ودغابازی کا بیان کرتے ہیں سچ ہے میں بھی جانتا ہوں
بلکہ جو کچھ اُن کے حال پُر ملال سے مجکو میرے پروردگار نے خبردار کیا ہے
اگر وہ معاملہ بھائی لوگ جانیں تو خدا جانے کیا کریں اور جب اللہ تعالی
چاہتا ہے تب اپنے کسی بندے کو موافق ارادے اپنے کے جس قدر
منظور ہوتا ہے اس قدر اپنے علم غیب سے آگاہ کردیتا ہے اور یہ بات
اس بندے کی اختیاری نہیں ہے یہ صرف ارادۂ الٰہی پر موقوف ہے
مگر بات یہ ہے کہ تم سب خوب جانتے ہو کہ جو ہم لوگ ہندوستان سے
اپنے اپنے گھر بار اور شہر ودیار چھوڑ کر اور تمام عزیزوں وآشناؤں
سے منہ موڑ کر اس ملک افغانستان میں آئے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ
کام کریں جس میں رضامندی اور خوشنودی پروردگار کی ہو مخلوق کی
خوشی اور ناخوشی سے کچھ غرض نہیں ہے خوش ہونگے تو کیا بناوینگے
اور ناخوش ہونگے تو کیا بگاڑینگے اور نادان لوگ یہ جانتے ہیں
کہ بہ ارادہ ملک گیری اور دنیا طلبی کے آئے ہیں یہ ان کا خیال خام
ہے ابھی وہ دین اسلام ہی سے واقف نہیں ہیں اور جو سمجھ کے قوانین

بھائی ان کے ظلم و تعدی کا شکوہ اور اپنی بے عزتی اور خانہ ویرانی
اور زیرباری کا بیان کرتے ہیں یہ سب سچ ہے اس بات کو یوں
سمجھیں کہ ہمیشہ سے کافر اور باغی اور منافق لوگ مسلمان پر طرح طرح کی
تعدی اور ستمگاری کرتے رہے ہیں مگر جس وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کا کام مقابلہ میں آجاتا ہے اُس وقت بغض عداوت کو اپنے دل سے
دُور کرتے ہیں اور زبان پر نہیں لاتے ہیں اور اُن کے ساتھ وہی معاملہ
کرتے ہیں جس میں رضامندی پروردگار کی ہو اور تعمیل اُس کے فرمان
والا شان کی ہو اگرچہ مخالف نفس کے اور اسلئے زمانہ کے ہو مسلمانی
اور دینداری اور خداپرستی اسی کا نام ہے والا نفس پروری اور
دنیاداری ہے اور جو لوگ قندھاری بھائی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے
اتنے بھائی انھوں نے شہید کئے سو یہ بات لائق تشکر کے ہے نہ قابل
شکایت کے اس لئے کہ وہ سب بھائی اپنی مراد دلی کو پہنچے اور واسطے حصول
اسی مطلب کے تمام تکالیف اور مصائب اٹھاکر اتنی مسافت بعیدہ
سے جہاد فی سبیل اللہ کو آئے کہ اپنے پروردگار کی رضامندی کی راہ
میں اپنی جانیں صرف کریں سو وہ ہی اُنھوں نے کیا اور یہ کاروبار
جہاد کا صرف پروردگار کی رضامندی کا ہے نفسانیت اور

تپنہ داری کا نہیں ہے جیسے دنیا دار اور جاہ طلب لوگ کرتے ہیں
اور جو شہر والے اس بات کا خوف کرتے ہیں کہ ہم نے جو سید کے آنے
سے خوشیاں کی ہیں اس لئے وہ ہم کو تباہ کرینگے یہ اُن کی ناسمجھی
اور نادانی ہے یہ نہیں جانتے کہ اگر وہ رعایا کو تباہ اور خراب
کرینگے تو حاکم اور رئیس کس کے کہلا وینگے رعایا لوگ تو بے بس
اور عاجز ہوتے ہیں جو کوئی ان پر غالب ہو جاتا ہے اُسی کے وہ
تابع اور فرمان بردار ہو جاتے ہیں اور جو تابعدار نہ ہوں تو کہاں
رہیں اور رعایا کو کوئی نہیں خراب کرتا ہے نہ حاکم اس کا اور نہ کوئی
غنیم بلکہ دونوں ان کے سبب سے آرام پاتے ہیں اور سردار کہلاتے
ہیں اور حاکم ہی جانتا ہے کہ جب ہم ہی اپنے غنیم سے مقابلہ نہ کر سکے
جو صاحب حکومت تھے تو یہ محکوم لوگ بیچارے اُن سے مخالفت
اور سرکشی کر کے کیا نبا دیں گے رعایا تو مثل باغ میوہ دار کے
ہوتی ہے کہ مالک اور غیر مالک سب اُس کے میوے سے فائدہ حاصل
کرتے ہیں کوئی باغ میوہ دار کو تباہ نہیں کرتا اور جو باغ ہی کاٹ
ڈالے گا تو صاحب باغ کیونکر کہلا ویگا اور فائدہ کیا پا ویگا
سو خان بھائی تم ان کی تسلی کر کے سمجھا دینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ

تم کو کوئی خراب و تباہ نہ کریگا رعایا کا یہی دستور ہوتا ہے کہ
جو آکر ان پر قابض ہوتا ہے اسی کے وہ اپنے خوف جان اور
مال اور عزت کے خوف میں تابع ہو جاتے ہیں اور خصوصاً جب ہم
اپنی طرف سے یہاں ان کو حاکم کر کے بٹھاوینگے تو پھر کیونکر اُن
پر ظلم تعدی کرینگے اور جو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر حاجت ہو واسطے
انتظام شہر اور خرچ لشکر کے تو ہم دو چار لاکھ کی تدبیر کر دیں مگر
یہاں کی حکومت ان کو نہ دیں سو یہ بات ہم کو منظور نہیں اس لئے کہ
ہم کو تو رضامندی اپنے پروردگار کی چاہئے جس میں وہ راضی ہو گا
ہم کرینگے اس میں چاہے تمام جہان ناخوش ہو کچھ پروا نہیں اگر
ایک جگہ ہفت اقلیم کی دولت اور سلطنت ملتی ہو خلاف رضامندی پروردگار
کے اس دولت اور سلطنت کی کچھ حقیقت نہیں ہے اور ایک جگہ
ہفت اقلیم کی دولت اور سلطنت جاتی ہو موافق رضامندی پروردگار
کے وہ سب کچھ ہے اور خلاصہ اس گفتگو کا یہ ہے کہ سردار سلطان
محمد خاں اپنی خطا اور قصور سے نادم اور تائب ہوا ہے اور تمام
احکام شریعہ کو قبول کیا ہے اور کہتا ہے کہ اب بار دیگر بغاوت

اور شرارت اور کوئی فعل خلاف مرضی خدا ورسول کے نہ کریگا میری
خطا اللہ معاف کرو اگر یہ کلام از روئے نفاق اور دغابازی کے
کرتا ہے تو وہ جانے اور اُس کا خدا جانے حکم شریعت تو اقرار ظاہری
پر ہے کسی کے حالِ دل پر نہیں ہے دل کا حال خدا کو خبر سو ہم تو
اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرینگے جو حکم ظاہر شریعت کا ہے اس میں
چاہے کوئی راضی ہو یا نہ ہو اب جو ہم اس کا عذر نہ مانیں تو اس
پر ہمارے پاس کون سی دلیل اور حجت ہے اگر کوئی عالم دیندار خدا
پرست کسی دلیل شرعی سے ہم کو سمجھا دے کہ تم خطا پر ہو تو ہم وہ
یہی منظور کریں اور بغیر اس کے ہرگز نہ مانینگے کیونکہ ہم تو تابع خدا
ورسول کے ہیں اور کے نہیں ہیں اور اسی طرح کے بہت سے کلام
ہدایت انجام آپ نے فرمائے وہ پورے پورے یاد نہیں ہے
جو بیان کروں اور اُس وقت عجیب نزول رحمت الٰہی کا ہو رہا
تھا کہ بیان اُس کا تقریر اور تحریر سے باہر ہے ارباب بہرام خاں
اور ارباب جمعہ خاں کا یہ حال تھا کہ مارے گریہ وزاری کے ہچکیاں
لگ گئی تھیں اور حضرت علیہ الرحمۃ کی تقریر پر تاثیر سنتے تھے

اور ایک عالم سکوت میں مانند مست کے بے ہوش اور از خود فراموش
تھے بولنے اور جواب دینے کا تو کیا ذکر پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ بعد
فراغ کلام ہدایت التیام کے خاموش ہوئے تب ارباب بہرام خاں
نے گزارش کی کہ حضرت جو کچھ آپ نے فرمایا حق او بجا ہے اور خدا و
رسول کی رضا مندی کے کاموں سے آپ ہی واقف ہیں ہم دنیا دار دل
نفس پرستوں کو کیا خبر ہم نے تو اس وقت جانا کہ دین اسلام کو کہتے
ہیں اور خدا ورسول کی اطاعت اس کا نام ہے او جو خیال باطل خلاف
فرمانے آپ کے میرے دل میں تھا اب میں اُس سے آپ کے سامنے توبہ
کرتا ہوں اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور آپ میرے
لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف فرما دے اور اپنی رضامندی
کے کاموں کی مجھکو سمجھ عطا کرے پھر آپ نے اُن سے بیعت لی اور اُن
کے لئے دعا کی پھر ارباب بہرام خان اور ارباب جمعہ خاں اپنے اپنے ڈیرے
پر آئے اور ارباب بہرام خاں کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس قریب
ڈیڑھ پہر کے عرصہ گذرا ہو گا جو لوگ شہر والے ان کے ڈیرے پر
آئے تھے بسبب دیر کے وہ سب گھبرا کر اپنے اپنے مکان کو چلے
گئے تھے پھر ارباب ممدوح بھی سو رہے اگلے روز کچھ دن چڑھے

سویرے شہر والے بھی ارباب موصوف کے ڈیرے پر آکر حاضر ہوئے
اور خوانین سمی کے اور قندہاری بھی آئے اور ارباب بہرام خاں سے
اپنے اپنے سوالوں کا جواب طلب کرنے لگے ارباب موصوف پہلے خوانین
سمی کی طرف مخاطب ہوئے اور جو کچھ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ و
الرضوان نے اپنی زبان ہدایت ترجمان سے اُن کے جواب باصواب میں ارشاد
کیا تھا وہ تمام وکمال لفظ بلفظ بے کم وزیادہ ان کے روبرو بیان
کیا وہ تقریر پُر تاثیر سُن کر وے سب اپنے اپنے دل میں اپنے
سوالوں سے کمال نادم اور پشیمان اور اپنی نافہمی اور نادانی کے مقر
ہوئے اور کہنے لگے کہ حق بات یہی ہے اور جو کچھ یہ معاملات موافق رضامندی
پروردگار کے اور مطابق شریعت سرور مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے سید بادشاہ
خوب جانتے ہیں ہم دنیا داروں کو کیا خبر اور جو کچھ سید بادشاہ نے فرمایا
ہم اسی پر راضی ہیں بعد اس کے ارباب ممدوح طرف قندھاری بھائیوں
کے متوجہ ہوئے اور جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کے سوال کا جواب
باصواب فرمایا تھا اسی طرح راست راست بے کم وکاست اُن کو
سنادیا وہ بھی سُن کر اپنے اپنے دل میں شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے
کہ فی الحقیقت بات یوں ہی ہے جو سید بادشاہ فرماتے ہیں اور

ہم اس امر سے واقف نہ تھے اور ہم سے خطا ہوئی جو کچھ ہم نے تم سے کہا
تھا کہ ہماری طرف سے سید بادشاہ سے عرض کرنا بات وہی ہے جس
میں رضامندی پروردگار کی ہو چاہے اپنا نفس خوش ہو یا بیزار اور
ہم بھی سب اُسی میں راضی ہیں جو سید بادشاہ نے فرمایا بعد اس کے ارباب
موصوف شہر والوں کی طرف مخاطب ہوئے اور جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ
نے اُن کے جواب میں فرمایا تھا وہ تمام وکمال اُن کے آگے بیان
کیا مگر یہ جواب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا سُن کر وہ لوگ متفکر
اور متردد ہوئے اور موافق خواہش دل کے خاطر جمع ان کی نہ ہوئی
اور کہنے لگے کہ سید بادشاہ تو ولی شخص اور اللہ والے لوگ ہیں جو کچھ کہ
فرمایا اُنہوں نے بجا فرمایا ہماری تو صرف یہ غرض تھی کہ جو سید بادشاہ
یہاں کے حاکم ہوتے تو ہم رعایا لوگ آرام اور چین سے اپنی گذران کرتے
اور درانیوں کے جور و جفا سے نجات پاتے مگر سید بادشاہ اپنے کار
وبار کے مختار ہیں جو کچھ اپنے نزدیک بہتر جانیں وہ کریں اس میں ہم
ناچار ہیں اسی طور سے اور اُنہوں نے باتیں کیں پھر ارباب موصوف سے
رخصت ہو کر اپنے اپنے گھر کو گئے اور خوانین سمہ کے اور قندہاری
بھائی اپنے اپنے ڈیرے کو روانہ ہوئے یہ حال شہر کے سکھوں

نے جو دیکھا کہ شہر کے نامی لوگ سید بادشاہ کے پاس جاکر اور
لاجواب ہوکر پلٹ آئے اور کچھ مطلب نہ بنا لائے تو آپس میں
صلاح ومشورہ کرکے اُسی روز بعد نماز مغرب کے اُنھوں نے ایک
سیٹھ کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا سو وہ آپ کے پاس آکر
حاضر ہوا اور کچھ میوہ اور کچھ زرنقد حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور
وہ میوہ کئی ٹوکروں میں تھا اُن میں سیب اور انار اور انگور اور پستہ و
بادام بھی تھے اور کشمش اور ناسپاتی اور بہی بھی تھی اور بعضے میوے اُن میں
ایسے تھے کہ ان کے نام یاد نہیں اور زرنقد کی مقدار معلوم نہیں اور
عرض کی کہ کچھ تنہائی میں آپ سے عرض کرنی ہے اس وقت جو لوگ
وہاں حاضر تھے سوائے ڈیرے والوں کے حضرت نے سب کو رخصت کیا اور
اس سیٹھ سے کہ نام اس کا بدرام تھا پوچھا کہ کیا کہتے ہو بیان کرو اُس
نے عرض کی کہ شہر میں مشہور ہے کہ سید بادشاہ سردار سلطان محمد خاں
کو یہاں کی ریاست اور حکومت پھر دیتے ہیں سو یہ خبر سن کر یہاں
کے سب سیٹھوں کو بڑا تردد اور اندیشہ ہوا کہ ہم تو سید بادشاہ،
کے یہاں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے
ایسے منصف اور خدا ترس اور غریب پرور حاکم کو یہاں بھیجا

اب ہم لوگ آرام و چین سے گذران کرینگے اوراب یہ مشہور ہے،
سواس لئے سب سٹھوں نے اپنی طرف سے واسطے دریافت کرنے،
اس حال کے مختار کا کر کے مجکو بھیجا ہے کہ جس صورت سے سید بادشاہ
راضی ہوں اس صورت سے راضی کرو اور یہاں سے جانے نہ دو سو
خدمت شریف میں میری عرض یہ ہے کہ آپ کس لئے یہ ملک سردار)
سلطان محمد خاں کو دیتے ہیں اگر یہ سبب ہے کہ آپ کے پاس فوج
ولشکر کم ہے اوراس کے لئے لشکر بہت چاہئے اور اس کے انتظام
کو خزانہ بھی بہت چاہئے تو اس کا اندیشہ آپ کچھ نہ کریں صرف آپ
کے فرمانے کی دیر ہے میں آپ ہی کے پاس حاضر ہوں اور جس قدر روپیہ
آپ فرماویں دو گھڑی کے عرصے میں اسی جگہ روپوں کا ڈھیر لگادوں
اور اُدہر آپ نوکر رکھنا شروع کردیں جس قدر حاجت ہو نوکر رکھ
لیں اوراگر سوا اس کے اور کوئی سبب ہو اُس کی بات آپ جانیں یہ
گفتگو کر کے وہ منتظر جواب کا ہوا حضرت اس کی عالی ہمت کی
باتیں سن کر اس کو بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ سیٹھ جی تم
بڑے لئیق اور خیر خواہ شخص ہو جو کام تمہارے لائق تھا اس
میں تم نے کچھ کوتاہی نہیں کی ہم اس امر میں بہت تم
سے خوش ہیں اور فرمایا کہ سیٹھ جی تم یہ بات اچھی

اچھی کہتے ہو جو حاکم ملک گیری کا ارادہ رکھتے ہیں اُن کے کام کی
ہے اور ہم اُن حاکموں میں نہیں ہیں ہم اپنے مالک کے فرماں بردار ہیں جو
کچھ کام ہم لوگ کرتے ہیں سو اسی کی مرضی کے موافق کرتے ہیں اگرچہ
لوگوں کے روبرو ظاہر میں کچھ نقصان نظر آتا ہو یا فائدہ اس سے کچھ غرض نہیں
ہمارے مالک کا حکم ہے کہ کوئی شخص کیسا ہی اپنا قصوروار ہو مگر جب
وہ اس سے توبہ کرے اور اپنی خطا کا عذر کرے تو اس کی خطا معاف
کرنی چاہئے اور عذر اُس کا قبول کرنا لازم ہے اگرچہ اُس نے توبہ
دغابازی سے کی ہو اس بات سے ہم کو کچھ کام نہیں وہ جانے اور اُس
کا خدا جانے اور مال اُس کا بزور لینا درست نہیں ہوتا ہے سو ہمارا اور
سردار سلطان محمد خاں سے اسی طور کا معاملہ ہے جو ہم نے تم سے بیان
کیا اور جو تم لشکر اور خزانے کا بیان کرتے ہو سو اس بات کا ہم کو
کچھ اندیشہ نہیں چاہے ہو یا نہ ہو کیونکہ ہمارے مالک کے یہاں سب کچھ
ہے کسی چیز کی کمی نہیں جو وہ اپنا کام ہم سے لیگا تو فوج و لشکر و
خزانہ بدون مانگے بہتر عنایت کریگا اور جو تم لوگ یہ خوف کرتے ہو وہ
ہم کو تباہ اور خراب کرینگے یہ تمہارا وہم اور خیال ہے اس بات کا
تم کچھ اندیشہ نہ کرو کسی ریاست میں حاکموں کا یہ دستور نہیں کہ

سیٹھوں ساہوکاروں کو تباہ کریں کیونکہ ان کے سبب سے آبادی
اُن کے شہر کی اور ملک کی ہوتی ہے اور اُن کے بڑے بڑے کام سیٹھوں
ساہوکاروں سے نکلتے ہیں جو سیٹھوں ساہوکاروں کو تباہ اور خراب
کریں تو انھیں کا نقصان ہے اور کوئی سیٹھ اور ساہوکار اُن کی
ریاست میں بود و باش اختیار نہ کرے اور اسی طرح کی بہت باتوں
سے حضرت نے اُس کو سمجھایا اور اُس کو تسلی دی کہ وہ سمجھ کر لاجواب
ہوکر کہنے لگا کہ آپ سچے اللہ والے لوگ ہیں آپ کی باتوں کا کون
جواب دے سکتا ہے جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب بجا ہے بعد اس کے
حضرت سے رخصت ہوکر وہ اپنے مکان کو گیا پھر اس کے اگلے روز
کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت
بابرکت میں عرض کی کہ اُس دن آپ نے مجھ سے ارشاد کیا تھا کہ ابھی
ٹھہر جاؤ ہم تم کو معقول جواب دے کر رخصت کرینگے سو موجب فرمانے
آپ کے ٹھہر گیا اب اُس جواب باصواب کا منتظر ہوں جو کچھ ارشاد ہو
عمل میں لاؤں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی جہاں اتنا ٹھہرے
وہاں دو روز اور تامل کرو انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں ضرور ہم جواب دے
کر آپ کو رخصت کرینگے یہ بات مسرت آیات سن کر وہ راضی ہوئے
اور اپنے مکان پر جہاں اُترے تھے گئے پھر اسی روز رات کو بعد

نماز عشاء کے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے انھیں مشیروں کو جن کو
پہلے اسی امر میں بلایا تھا طلب فرمایا جن کے نام آگے لکھے گئے ہیں پھر
وہ سب صاحب آکر حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس رات کو جو ہم
نے سردار سلطان محمد خاں کے باب میں تم سے مشورہ کیا تھا اور اسی کے
جواب دینے کے لئے ارباب فیض اللہ خاں کو ٹہرایا تھا سو وہ آج ہمارے
پاس اُسی جواب لینے کو آئے تھے ہم نے دو روز اور اُن کو روک رکھا
ہے سواب تم سب بھائیوں کی کیا مرضی ہے کہ کس صورت سے ملاقات
کرنا ٹہراویں اور ہمارے خیال میں تو یوں آتا ہے کہ شہر کے باہر
ہزار خانے کے میدان میں ادہر سے کچھ ہم لوگ ہم لے کر جاویں اور ادہر
سے کچھ لوگ لے کر سردار سلطان محمد خاں آویں ملاقات ہو جاوے
اب آگے جو تم بھائیوں کی رائے میں آوے بیان کرو جون سی صلاح
بہتر ہو وہ عمل میں لاویں یہ بات سُن کر سب کی طبیعت میں تردد اور
اندیشہ پیدا ہوا کہ حضرت اس طرح بے تکلفانہ ملاقات کرتی
فرماتے ہیں اور وہ درانی لوگ مکار اور دغاباز مشہور ہیں کہ
حاجت بیان کی نہیں اس کا جواب تو سمجھ بوجھ کر دینا چاہیئے پھر
ان میں سے ارباب بہرام خاں اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

نے عرض کی کہ حضرت اس وقت تو آپ معاف رکھئے مگر کل انشاء
اللہ تعالیٰ اس کا جواب ہم آپ کو دینگے اگر پسند آوے قبول فرمائیے
والا آپ کو اختیار ہے یہ ان کا کہنا آپ کو بہت پسند آیا اور فرمایا
کہ بہت خوب اچھا کہا تم نے پھر آپ نے ان کو رخصت فرمایا وہ
اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اگلے روز سویرے سب مولانا صاحب مولانا
محمد اسماعیل صاحب کے ڈیرے پر جمع ہوئے اور سب نے مشورت
کرکے یہ بات ٹھہرائی کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے بے تکلفانہ سردار سلطان
محمد خاں سے ملاقات کرنی فرماتے ہیں یہ بات غیر مناسب معلوم ہوتی
ہے اگر پہلے دو تین ملاقاتیں اُن سے مولانا صاحب کریں ان کا رویہ معلوم
ہو جاوے بعد اس کے حضرت ملاقات کریں تو مضائقہ نہیں اور اسی بات
پر سب نے اتفاق کیا اور رات کو بعد نماز عشاء کے حضرت علیہ الرحمۃ کی
خدمت میں جاکر حاضر ہوئے آپ نے ان سے وہ جواب طلب کیا سب کی
طرف سے مولوی مظہر علی صاحب نے وہی حال مشورت کا گذارش کیا
حضرت نے فرمایا کہ خیر اک اللہ بہت خوب جواب تم نے دیا پھر اسی وقت
آپ نے ارباب فیض اللہ خاں کو بُلا کر وہ حال بیان کیا کہ اس طور سے
ملاقات کرنی تمہارے سردار سے ہم نے ٹھہرائی ہے کہ اول میاں صاحب
یعنی مولانا محمد اسماعیل صاحب سے وہ ملاقات کرلیں پھر ہم سے کریں

یہ بات ارباب فیض اللہ خاں کو نہایت پسند آئی اور عرض کی کہ آپ
نے بہت ہی مناسب صورت ملاقات کی فرمائی مگر اس امر میں کچھ خادم کی رائے
ناقص میں آتا ہے اجازت ہو تو گزارش کروں آپ نے فرمایا کہ ہاں خان
بھائی جو آپ کے دل میں ہو وہ بھی کہئے اُنھوں نے عرض کیا کہ عرض میری
یہ ہے کہ آپ مولانا صاحب اور ہمارے سردار کی ملاقات ہزار خانے میں
مقرر فرماویں جہاں میرا غریب خانہ ہے اور مجکو اجازت ہو کہ میں آپ کی
طرف سے یہی بات جاکر اپنے سردار سے گزارش کروں حضرت علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ سبحان اللہ بہت اچھی بات تم نے کہی ہماری طرف سے تم کو اجازت
ہے وہیں اپنے سردار کو لاکر میاں صاحب سے ملاقات کرواؤ مقصود تو
ملاقات سے ہے کہیں ہو پھر یہی بات واسطے ملاقات کی ٹھہری بعد اس کے
حضرت نے ارباب فیض اللہ خاں اور سب صاحبوں کو رخصت کیا سب
اپنے اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی سو رہے
پھر صبح کو بعد نماز کے تیار ہو کر ارباب فیض اللہ خاں آئے اور حضرت
سے مصافحہ کر کے رخصت ہو کر سردار سلطان محمد خاں کے لشکر کو گئے اور
دوسرے روز بعد نماز عصر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر حاضر
ہوئے اور گزارش کی کہ جو کچھ آپ نے ملاقات کے باب میں مجھ سے
ارشاد کیا تھا وہ میں نے سردار سلطان محمد خاں سے جاکر عرض

کیا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ خیر اب تم اپنے ڈیرے کو جاؤ آپس میں
صلاح کرکے اس کا جواب تم کو دینگے اور کل تم کو سید بادشاہ کے
پاس بھیجینگے پھر میں وہاں سے ڈیرے پر گیا کئی گھڑی کے بعد پھر انھوں
نے مجھکو بلایا میں جاکر حاضر ہوا اُس وقت اُن کے دونوں بھائی سردار
پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں اور اُن کے بھتیجے حبیب اللہ خان
بیٹھے تھے سردار ممدوح نے مجھ سے فرمایا کہ کاکا جو تم سید بادشاہ کا پیام
لائے تھے وہ ہم نے اُن سے بیان کیا سو اس کے جواب میں ان صاحبوں
نے بہت سی ردوبدل کرکے گفتگو کی سو ان باتوں سے تو کچھ غرض نہیں
آخر کو انھوں نے ہم سے کہا کہ تم کو ملاقات کرنی سید بادشاہ سے
چاہئے اس لئے کہ جو کچھ تم نے کاکا فیض اللہ خاں کی زبانی عہد و پیمان
اور قبول و اقرار کا وکالتہً کہلا بھیجا ہے سو وہی سب سید بادشاہ سے
بالمشافہ وقت ملاقات کے عرض کرو اور مولانا صاحب ممدوح کی ملاقات
کرنے سے تو کچھ کام نہ نکلے گا ملاقات کرنی نہ کرنی دونوں برابر ہیں
یہ تمام تقریر سردار ممدوح کی سن کر میں نے چاہا کہ کچھ گفتگو اپنی
کی طرف سے کروں مگر مناسب نہ جانا کہ مبادا ان کے بھائیوں اور
بھتیجے کو گمان ہو کہ اپنی طرف سے باتیں بناتے ہیں یہی سوچ کر میں
کچھ نہ بولا انھیں کی گفتگو کو تسلیم کیا اور اُن سے میں نے کہا کہ صبح

۱۹۵۳

جاؤنگا اور یہ آپ کا پیام سید بادشاہ کو پہنچاؤنگا اس کے جواب
میں جو کچھ وہ ارشاد کرینگے ویسا آکر تم سے کہونگا سو آج اس
وقت یہی حال عرض کرنے کو آپ کی خدمت شریف میں آیا ہوں
اب اس کے جواب میں جو کچھ آپ فرماویں وہ جاکران سے گذارش
کروں یہ گفتگو ارباب فیض اللہ خاں کی سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ تمہارے سردار اپنی فہم کے موافق اچھا کہتے ہیں مگر جو ہم نے یہ تدبیر
ٹھہرائی ہے کہ وہ پہلے میاں صاحب یعنی مولانا صاحب سے ایک دو
ملاقاتیں کرلیں بعد اس کے ہم سے ملاقات کریں اس میں کسی بات کا
اندیشہ نہ کریں بلکہ اس میں اپنا فائدہ جانیں اول تو یہ کہ ہمارے لشکر
کے اکثر بھائی لوگ اُن کی اول کی عادت بدعہدی اور بیوفائی یاد کرکے
دغدغہ اور شبہہ رکھتے ہیں وہ ان کے دلوں سے نکل جاوے اور دوسرے
یہ کہ ان کو ہمارے حکم کو بلا دغدغہ اور بلا انکار قبول کرنا چاہئے کہ یہ
امر اطاعت کا ہے اور اس میں جانبین کے تمام شبہات دفع ہوجاوینگے
اسی بات پر تم جاکران کو راضی کرو یہ تقریر پرتاثیر حضرت علیہ الرحمۃ
کی ارباب ممدوح کو بہت پسند آئی اور عرض کی کہ اب تو میں آج
اپنے ڈیرے پر سو رہونگا صبح کو انشاءاللہ تعالیٰ یہ حال آپ کی طرف
سے سردار ممدوح کی خدمت میں جاکر گذارش کرونگا یہ کہہ کر وہ اپنے

دیرے پر گئے صبح کو بعد نماز کے آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر اپنے سردار موصوف کے پاس گئے اور اسی روز بعد نماز ظہر کے پھر آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوئے اور اسی وقت حضرت بھی نماز پڑھ کر حویلی میں تشریف لائے تھے پھر ارباب موصوف نے عرض کی کہ میں نے اس وقت جاکر اپنے سردار ممدوح کو آپ کا پیام ہدایت التیام پہنچایا اور اپنی طرف سے بھی فراز و نشیب اس امر کا بہت سا سمجھایا کہ یہ بنا بنایا معاملہ لوگوں کے کہنے سننے سے بگاڑنا لازم نہیں آپ کو سید بادشاہ کی اطاعت اور اپنا معاملہ نبانا منظور ہے یا اس معاملے کو طول کرنا چاہتے ہو جیسا کہ سید بادشاہ نے فرمایا ہے وہی تم کو کرنا لائق ہے اور جس قدر آدمیوں سے وہ بلاویں اُسی قدر آدمیوں سے جانا مگر یہ کہنا اُن کے خیال شریف میں آگیا اور اُنھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کاکا تم بہت خوب صلاح بتاتے ہو جیسا کہ چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ اب میں اس میں کسی کی بات نہ مانونگا اور تمہارے ہی کہنے کے موافق کرونگا یہ فرماکر اُنھوں نے وہیں میرے سامنے اپنے دونوں بھائیوں اور اپنے بھتیجے حبیب اللہ خاں کو بلایا اور آپ کا پیغام ان کو سُنایا اس میں پھر وہ گفتگو کرنے لگے سردار موصوف نے اُن سے کہا کہ اب تم اس امر میں کسی نوع کا چون وچرا نہ کرو جو کچھ سید بادشاہ نے فرمایا ہے اُسی

کو تسلیم کرنا ہم کو اور تم کو مناسب ہے پھر یہ کلام سردار ممدوح
کا سُن کر وہ بھی جبر اً راضی ہو گئے پھر سردار ممدوح نے مجھ سے
فرمایا کہ اب جا کر سید بادشاہ سے میری طرف سے عرض کرو کہ آپ
کا فرمانا بسر وچشم منظور ہے اور کل کے روز تو معاف رکھیں پرسوں
جس وقت فرماویں اُس وقت میں ہزار خانے میں چل کر حاضر ہوں
اور جس قدر آدمی ارشاد کریں اُس قدر اپنے ہمراہ لاؤں یہ بات
پختہ کر کے پھر میں اپنے ڈیرے پر گیا وہاں کھانا کھایا پھر وہاں سے
میں آپ کے پاس آیا اب جو کچھ ارشاد ہو میں ان سے جا کر عرض کروں
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہارے سردار کا کہنا ہم کو منظور ہے
پرسوں سویرے ساٹھ ستر غازیوں سے میاں صاحب کو ہم بھیجینگے
اسی وقت وہ بھی اسی قدر آدمیوں سے وہیں آجاویں یہ اُن سے جا کر
کہو ارباب موصوف نے کہا کہ یہ پیغام تو میں زبانی آدمی کے کہلا بھیجونگا
اپنے مکان سے اور میں ابھی سے جا کر سب صاحبوں کی مہمانداری کا سامان
کرونگا پھر وہ حضرت سے رخصت ہو کر اسی وقت ہزار خانے کو گئے پھر
بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر اسی وقت ہزار خانے
کو گئے پھر بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسماعیل
صاحب اور ارباب بہرام خاں کو بُلایا اور جو ارباب فیض اللہ خاں

سے سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کے باب میں قول وقرار ٹھہرا تھا
بیان کیا کہ موافق کہنے تم سب صاحبوں کے ملاقات ہم نے ٹھہرائی ہے
اور مولانا صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ پرسوں کے دن آپ کو ساٹھ
ستر آدمیوں سے ہزار خانے کو جانا ہوگا اس کا بند وبست کل کسی وقت
آپ کر رکھیں یہ فرماکر دونوں صاحبوں کو رخصت کیا وہ اپنے اپنے ڈیرے
پر تشریف لے گئے پھر اگلے روز مولانا صاحب ممدوح نے چند غازیوں
کو اپنی جماعت میں سے اور اسی قدر شیخ ولی محمد صاحب اور مولوی مظہر علی
صاحب اور پیر خاں صاحب موراپش والے اور قندھاریوں کی جماعت
سے غازیوں کو فرمادیا کہ کل کے روز تم کو ہمارے ساتھ سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو چلنا ہوگا یہ خبر حضرت کو ہوئی پھر آپ نے بھی
چاروں جماعت والوں کو بلاکر تاکید مزید فرمادیا کہ جس قدر تمہاری
جماعتوں سے آدمی میاں صاحب طلب کریں اُس قدر اچھے اچھے چست و
چالاک آدمی اُن کے ہمراہ کردینا پھر ان چاروں صاحبوں نے اپنی اپنی
جماعت میں جاکر جن جن غازیوں کو مناسب جانا اُن سے کہہ دیا کہ اپنے
ساز وسامان سے اور گولی بارود سے تیار رہو اور جس کے پاس کم ہو
وہ ہم سے اور لے لیوے کل مولانا صاحب کے ساتھ ہزار خانے کو جانا
ہوگا یہ حکم سُن کر سب جانے والوں نے اپنی اپنی درستی ساز وسامان

کی کرلی پھر اس کے اگلے روز بعد نماز ظہر کے ارباب فیض اللہ خاں
کا آدمی حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ سردار سلطان محمد خاں ،
تہار خانے میں داخل ہو گئے اب آپ بھی مولانا صاحب کو شتاب روانہ
فرماویں یہ خبر سُن کر حضرت نے مولانا صاحب کو بلا کر فرمایا کہ وہاں
تہار خانے میں سردار سلطان محمد خاں داخل ہو گئے اس عرصے میں اذان
عصر کی ہوئی سب نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد اس کے مولانا صاحب
لوگوں کو لے کر حضرت کے پاس رخصت کو آئے اور اجازت چاہی آپ نے دیر تک
جناب الٰہی میں دعا کی اور اجازت دی پھر سب آپس میں مصافحہ کر کے مولانا
صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے ان ہمراہیوں میں جن صاحبوں کے نام
یاد ہیں وہ یہ ہیں حافظ وجیہ الدین پھلت اور انور خاں اور شیر محمد
خاں اور خدا بخش رامپوری اور لعل محمد اور معمور خاں اور چراغ علی
انبالے کے اور طالب خاں بنارسی اور شیخ فتح علی عظیم آبادی اور کریم بخش
بنارسی اور شیخ وزیر پھلتی اور منگل اور عمر خاں موراین کے اور بڈھ
سلو خاں دینی اور ولی داد خاں اور شیخ نصر اللہ خورجے کے اور کریم بخش
اور شیر انداز خاں پنجابی اور نظام الدین اولیا شیخ کے اور احمد کشمیری
اور شیخ نصرت بانس بریلوی اور کریم بخش سہارنپوری اور مستقیم خاں
جہان آبادی اور نور محمد قندھاری پہلے دار قندھاریوں سے ان میں

دو کے نام یاد نہیں ایک خان بہادر اور ایک مستقیم انتہی" اور مولانا صاحب
پیادہ پا تھے اور ایک تلوار اور ایک بندوق آپ باندھے تھے سبب اس کا
یہ تھا کہ آپ جہاں کہیں تشریف لیجاتے تو اکثر پیادہ پا جاتے فقط واسطے
رضامندی اپنے پروردگار کے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی طرف
سے مولانا صاحب کی ممدوح کی سواری میں ایک گھوڑا سمند جو کہ نہایت
عمدہ مقرر تھا آپ اُس پر اکثر لوگوں کو سوار کر دیتے تھے چلتے چلتے
جب قریب پہنچے تب وقت مغرب کا ہوا وہیں میدان میں سب نے نماز پڑھی
پھر وہاں سے آگے چلے جب متصل ہزار خانے کے پہنچے تب وہاں ایک جگہ کوئی
پندرہ آدمی متعین کر دئے اس لئے کہ وہی سردار سلطان محمد خاں کے لشکر
کے آنے کا رستہ تھا پھر مولانا صاحب آپ باقی آدمیوں سے روانہ ہوئے اور
بستی میں تشریف لے گئے اور اُن لوگوں سے فرما گئے کہ اب کوئی درانیوں کے
لشکر سے ادہر آنے والا نہیں ہے جو کہ آنے والے تھے وہ سردار سلطان محمد
خاں کے ساتھ آگئے اب اگر کوئی غول سواروں یا پیادوں کا اُدہر سے
آتے دیکھنا تو جلد ہم کو خبر کر دینا اور اُس وقت سردار سلطان محمد خاں
اپنے لوگوں سمیت ہزار خانے کی گڑہی میں فروکش تھے اور گڑہی کے سامنے
ایک باغ تھا اس میں ارباب فیض اللہ خاں نے فرش کروا رکھا
تھا جب مولانا صاحب وہاں پہنچے تب ارباب فیض اللہ خاں نے

خیلا آدمیوں سے آکر مولانا صاحب اور اُن کے ہمراہیوں کو فرش پر
بٹھایا اور اُس وقت بڑی لوگ قریب سو آدمی کے ہو لئے گے کیونکہ کچھ
لوگ متفرق پیچھے سے ہی گئے تھے اور پھر سردار ممدوح کے پاس مولانا صاحب
کے آنے کی خبر کرنے کو گئے اور جلد کچھ دیر میں وہاں سے آکر مولانا صاحب
سے عرض کی کہ میں نے سردار موصوف کو آپ کی اطلاع کی سو انھوں نے
فرمایا کہ مولانا صاحب کو یہیں گڑھی میں جا کر لاؤ دروازے تک میں بھی
استقبال کو چلونگا سو وہاں گڑھی میں ملاقات کرنی میرے نزدیک مناسب
نہیں معلوم ہوتی اور گڑھی کے دروازے پر جو میدان ہے یہ خوب جگہ
ہے اگر اجازت ہو تو آپ کی طرف سے کہہ کر سردار کو وہیں میدان میں
لاؤں مولانا صاحب نے اُن سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک دونوں جگہیں
برابر ہیں جہاں کہو وہاں چلیں یہ بات تمہاری رائے پر ہے اُنھوں نے
کہا کہ وہیں میدان میں خوب ہے اور اپنے لوگوں سے کہا کہ وہیں میدان
میں جلد فرش کر دو یہ کہہ کر پھر وہ گڑھی میں گئے اور سردار ممدوح
سے عرض کی کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں اور کچھ تکلیف کرنا کیا ضرور
اُدھر سے گڑھی کے دروازے پر میدان میں آپ تشریف لاویں ادھر سے
ہم چلینگے وہیں ملاقات کرلیں دونوں جگہیں آپ ہی کی ہیں یہ بات سُن
کر سردار ممدوح نے فرمایا کہ خیر یوں ہی سہی کیا مضائقہ ہے یہ کہہ کر
اٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو ارباب موصوف نے ایک آدمی مولانا صاحب کے

پاس بھیجا اُس نے آکر عرض کی اُدہر سے ارباب فیض اللہ خاں سردار کو لئے آتے ہیں ادہر سے آپ بھی تشریف لے چلیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب تشریف لے چلے اور سب لوگ قرابینیں اور چقماقیں لئے ہوئے آپ کے گرد ہولئے جب باغ سے نکل کر آگے بڑہے تب اُدہر گڑہی کے دروازے سے نکلتے ہوئے سردار ممدوح معلوم ہوئے پھر ادہر سے یہ چلے اُدہر سے وہ، فرش کے باہر دونوں صاحب ملے اُنھوں نے اور انہوں نے سلام علیک کرکے مصافحہ اور معانقہ کیا اور عافیت مزاج کی پوچھی، اُس وقت سردار موصوف کے ہمراہ ہمارے لوگوں سے کچھ آدمی زیادہ ہونگے پھر سردار ممدوح مولانا صاحب کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرش پر جا بیٹھے اور لوگ جابنین کے فرش کے گرد کھڑے ہوگئے اور وہ فرش سفید چاندنی تھی اور کچھ اس کے نیچے بھی بچھا تھا مگر یہ نہیں معلوم کہ شطرنجی تھی یا کچھ اور تھا اور ایک شمع فتیلہ سوز زمین پر سردار ممدوح کے آگے روشن تھی اور ایک شخص مشعل لئے فرش کے باہر کھڑا تھا اور چاندنی رات بھی تھی اور ملا نور محمد قندھاری اپنے لوگوں سے سردار سلطان محمد خاں کی پشت پر مسلح کھڑا ہوا تھا پھر سردار موصوف نے مولانا صاحب ممدوح سے باتیں کرنی شروع کیں اور باتیں فارسی میں کرتے تھے اور ہم لوگ فاصلے سے فرش کے باہر کھڑے تھے اس سبب سے صاف گفتگو فہم میں آتی نہ تھی مگر قرینے سے معلوم ہوتا

تھا کہ وہ خوشامد آمیز باتوں سے اپنی خطاؤں کا عذر کرتے تھے
اور مولانا صاحب کشادہ پیشانی ہوکر خوشی سے ان کو فارسی میں
جواب دیتے تھے اس عرصے میں انھیں کی طرف سے ایک سپاہی کی
بندوق چل گئی مولانا صاحب جس طرح سردار موصوف سے باتیں
کرتے تھے اسی طرح کیا کئے خبر ہی نہ ہوئے کہ کہاں کس کی بندوق
چلی مگر ہم لوگ تمام چونک پڑے اور قرابینوں اور چقماقوں کے پیالے
خبر پاکر ہوشیار ہوگئے یہ حال دیکھ کر سردار ممدوح نے مولانا صاحب کا
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ مولانا صاحب خیر شد خیر شد اور ارباب فیض اللہ خاں
سے کہا کہ کاکا دریافت کرو کس نے بندوق چلائی ارباب ممدوح اُس
کو تلاش کرنے لگے وہ سپاہی وہیں اپنے لوگوں میں رل مل گیا آخر کو
اور سپاہیوں نے اپنے الزام کے خوف سے اُس کو لاکر ارباب فیض اللہ
خاں کے روبرو لاکر حاضر کیا انھوں نے اُس سے بندوق چلانے کا
سبب پوچھا اُس کے مارے خوف کے حواس بر جا نہ تھے ڈرتے
ڈرتے اُس نے کہا کہ میری بندوق کی چاپ چڑھی ہوئی تھی اور
انگلی میری لبلبی پر تھی میرے ہاتھ میں کسی کا دھکا لگ گیا لبلبی دب
گئی اس سبب سے بندوق چل گئی پھر یہی حال ارباب موصوف نے
سردار ممدوح سے آکر عرض کیا سردار نے سُن کر کچھ جواب نہ
دیا بعد اس کے سردار موصوف مولانا صاحب سے رخصت ہوکر گڑھی

کے اندر گئے اور مولانا صاحب وہاں سے باغ میں تشریف لائے بعد
اس کے ارباب فیض اللہ خاں نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے پہلے
آپ اور آپ کے لوگ کھالیویں پھر میں سردار کو اور اُن کے لوگوں
کو جاکر کھلاؤں مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم انھیں کو جاکر کھلاؤ ہم
تو اب رخصت ہوتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ خیر آپ کو اختیار ہے تشریف
لے جاویں میں آپ کا کھانا وہیں ڈیرے پر پہنچاؤنگا پھر مولانا صاحب
وہاں سے روانہ ہوئے پہر سوا پہر رات گئے ڈیرے پر آئے اور سب کے ساتھ
مسجد میں جاکر اور وضو کر کے مولانا صاحب نے نماز عشا کی پڑھی پھر بعد
فراغ نماز کے اپنے ڈیرے پر آئے اور لوگ اپنے اپنے ڈیروں پر گئے اس
کے گھڑی دو گھڑی کے بعد تین یا چار بھنگیوں میں کھانا ارباب فیض اللہ
خاں کے یہاں سے مولانا صاحب کے ڈیرے پر آیا اور وہ کھانا حلوا
تھا اور اُس میں میوہ مغز بادام اور پستہ اور کشمش وغیرہ بکثرت
پڑا تھا اور پھر مولانا صاحب نے وہ کھانا رکھ لیا اور اُن لانے والوں
کو رخصت کر دیا پھر کسی شخص کی زبانی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
کہلا بھیجا کہ میں ہزار خانے سے سردار سلطان محمد خاں سے ملاقات
کر کے آگیا ہوں رات زیادہ گئی ہے اس سبب سے خدمت شریف
میں حاضر نہیں ہوا انشاء اللہ تعالیٰ کل جو کچھ حال ہے عرض کرونگا
اور ارباب فیض اللہ خاں نے کئی بہنگی کھانا بھیجا ہے سو وہ میرے پاس

موجود ہے جو کچھ ارشاد ہو ولیسا کیا جاوے یہ حال سُن کر حضرت
نے زبانی اُسی آدمی کے کہلا بھیجا کہ میاں صاحب سے کہہ دو کہ جو لوگ
آپ کے ہمراہ گئے تھے اُنھیں کو بلا کر وہ کھانا تقسیم کر دو اس کے وہی
مستحق ہیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب نے اُنھیں صاحبوں کو بلوا کر وہ
کھانا تقسیم کر دیا پھر وہ لوگ اپنا اپنا حصہ اپنے اپنے ڈیرے پر لے گئے
اور کھانا افراط سے تھا ایک ایک آدمی کو اتنا کھانا ملا تھا کہ باخوبی دو
تین آدمی شکم سیر ہو جاویں پھر اُنھوں نے اپنے ڈیرے کے آدمیوں کو
بھی تھوڑا تھوڑا تقسیم کیا اور اُنھوں نے بھی کھایا پھر جب صبح کی اذان
ہوئی سب لوگ وضو کر کے مسجد میں حاضر ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ بھی
اور مولانا صاحب بھی تشریف لے گئے پھر حضرت نے نماز پڑھائی بعد فراغ
نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے پیچھے سے مولانا صاحب بھی جا کر
حاضر ہوئے اور السلام علیک کر کے اور مصافحہ کر کے بیٹھ گئے اور جو کچھ
سردار سلطان محمد خاں سے وقت ملاقات کے گفتگو ہوئی تھی سب
بیان کی اور کہا کہ میں نے سردار ممدوح سے جو انھوں نے بیس ہزار
روپیوں کا یہاں دینے کہے تھے ذکر کیا اس کے جواب میں انہوں نے
کہا کہ جب سید بادشاہ سے ہماری ملاقات ہو گی اُس وقت روپے

آپ کو مل جاوینگے اور باقی موافق اقرار کے ستپت نگر میں پہنچینگے اور
دس ہزار بخار میں پہنچینگے اور وقت رخصت کے یہ بھی اُنھوں نے کہا
کہ ابھی آپ سے اور بھی کچھ باتیں کرنی ہیں کل جب آپ دوسری ملاقات
کو آوینگے تب کرینگے میں نے اُن سے کہا کہ کل تو جمعہ ہے میرا آنا نہ ہوگا
انشاءاللہ تعالیٰ پرسوں شنبہ کو آؤنگا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ
نے اچھا کہا کہ آج نماز جمعہ کی پڑھ لو پھر کل چلے جانا پھر مولانا صاحب
حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر اپنے ڈیرے پر آئے اور حضرت ا
کھانا منگوا کر اور تناول فرما کر کچھ دیر سو رہے قریب دوپہر کے اٹھ کر
نور بخش جراح کو بلا کر اور حلق سر اور لبیں کتروا اور ناخن ترشوا اور
نعلیں بنوا کر اور غسل کر کے اور پوشاک بدل کر جامع مسجد میں کہ درمیان
شہر کے ہے تشریف لے گئے اور وہ مسجد محبت خاں کی مشہور ہے
اور سب لشکر کے لوگ بھی گئے اور نماز شہر کے قاضی نے پڑھائی پھر
بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ تو اپنے ڈیرے پر تشریف
لائے اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی نے سورہ صف کا اُسی
مسجد میں وعظ فرمایا اور وہاں تین جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا اور تینوں
جمعہ کو اُنھوں نے وعظ کہا اور لوگوں کو فارسی میں بھی سمجھاتے تھے
اور ہندی میں بھی اور اس طرح اُن کے وعظ میں رقت تھی کہ

کہ اکثر آدمی وعظ سُن کر زار زار روتے تھے اور ہر جمعہ کو جہاد ہی
کا وعظ کہا پھر اس روز جب بعد فراغت وعظ کے مولوی صاحب نے
دعا کی تب شہر کے لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کیا پھر
وہاں سے اپنے دیرے پر تشریف لائے پھر اسی روز رات کو بعد نماز
عشائے کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا صاحب کو بلا کر خلوت میں کچھ باتیں
کیں ہم لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا باتیں تھیں مگر بعضے بعضے قیاس
سے کہتے تھے کہ مولانا صاحب صبح کو سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کو
جاوینگے شاید کہ اسی امر کی کچھ باتیں ہونگی واللہ اعلم پھر مولانا صاحب
رخصت ہو کر اپنے دیرے پر تشریف لے گئے اور حضرت نے کھانا منگوا کر
تناول فرمایا پھر سو رہے جب اذان فجر کی ہوئی تب وضو کر کے مسجد میں
تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھا کر حویلی میں آئے اور مولانا صاحب
نے اپنے دیرے پر جا کر لوگوں کو کہلا بھیجا کہ پہر کے اندر اندر کھانا کھا
کر سب لوگ کمر باندھ کر تیار ہو کر آجاویں پھر جب سب لوگ آکر جمع
ہوئے تب مولانا صاحب حضرت کے پاس تشریف لے گئے اور مصافحہ
کر کے اور لوگوں کو ساتھ لے کر پیادہ پا ہزار خانے کو روانہ ہوئے
اور اُس روز بھی وہی غازی تھے جو اول ملاقات کو گئے تھے اور مولانا
صاحب کمر میں تلوار باندھے تھے کندھے میں ایک بندوق پڑی تھی جب
وہاں قریب ہزار خانے کے پہنچے تب جو لوگ ارباب فیض اللہ خاں کے

خبرگیری کو متعین تھے اُنہوں نے ارباب موصوف کو خبر کی کہ مولانا صاحب
آتے ہیں وہ چند آدمیوں سے استقبال کو آئے اور مولانا صاحب سے
ملاقات کی اور اپنے ساتھ لے گئے اور اُسی باغ میں جس میں پہلے اُتارا
تھا اُتارا اور کہا آپ تو تشریف لائے مگر سردار ابھی نہیں آئے پھر کھانے
کو پوچھا مولانا صاحب نے کہا کہ ہم سب لوگ کھانا کھا کر چلے تھے پھر اس
باغ میں مولانا صاحب اتنا ٹھہرے کہ نماز ظہر اور عصر کی وہیں پڑھی اور
ارباب موصوف بھی وہیں رہے بعد اس کے ایک آدمی دوڑا ہوا آیا بعد اس
کے ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور ارباب ممدوح کو خبر دی کہ سردار کی سواری
آتی ہے یہ سُن کر وہ جلد اٹھے اور اپنے چند آدمیوں سے اُن کے استقبال
کو گئے اور وہاں سے لاکر گڑھی میں اُتارا اور کچھ دیر کے بعد پھر باغ میں
مولانا صاحب کے پاس آئے اور عرض کی کہ سردار صاحب نے فرمایا ہے
کہ گڑھی کے دروازے پر پہلی ملاقات کی جگہ فرش کروایا ہے وہیں مولانا
صاحب کو لاؤ وہیں آپ بھی چل کر ملاقات کرلیں سو آپ کو اطلاع کرنے کو
آیا ہوں اب میں جا کر گڑھی سے سردار صاحب کو لاؤں اور ادھر سے
آپ تشریف لے چلیں یہ کہہ کر ارباب ممدوح سردار موصوف کو لانے
کو گئے اور ادہر باغ سے مولانا صاحب اپنے لوگوں سے تیار ہو کر روانہ
ہوئے جب باغ سے باہر نکلے اُدہر گڑھی کے دروازے سے سردار ممدوح

نکلے دونوں صاحب اول ملاقات کی جگہ باہر فرش کے ملے اور سلام علیکم
اور مصافحہ کرکے اور عافیت مزاج کی پوچھ کر فرش پر تشریف لے گئے
اور وہیں دونوں صاحب بیٹھے اور باتیں کرنے لگے اور لوگ جانبین کے
کنارے فرش کے کھڑے ہوئے اور اس روز مولانا صاحب سے سردار
ممدوح نے وہی عہد و پیمان اپنے کی باتیں بالمشافہ کیں جو سردار ممدوح
کی طرف سے ارباب فیض اللہ خاں نے وکالتہً حضرت علیہ الرحمہ سے کی
تھیں اور بعد اس کے یہ بھی عرض کی کہ مجھ سے اور آپ سے دو ملاقاتیں
ہوئیں اب سید بادشاہ کی ملاقات باقی رہی ہے سو جس روز جس وقت
سید بادشاہ واسطے ملاقات کے یاد کریں میں حاضر ہوں اور قریب مغرب
تک مولانا صاحب اور سردار موصوف سے باتیں ہوتی رہیں پھر سردار
وہاں سے اٹھ کر گڑھی میں گئے اور مولانا صاحب باغ میں آئے اور وہیں
نماز پڑھی بعد اس کے ارباب فیض اللہ خاں مولانا صاحب کے پاس آئے
اور الگ بیٹھ کر تنہائی میں کچھ باتیں کیں مگر ہم لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ
کیا باتیں تھیں بعد اس کے وہاں سے ہم لوگوں کے پاس دونوں صاحب آئے
پھر مولانا صاحب نے رخصت چاہی انھوں نے عرض کی کہ کھانا تیار
ہے کھا کر تشریف لے جاویں مولانا صاحب نے عذر کیا کہ کھانا ہم تو
ڈیرے پر جا کر کھاوینگے انھوں نے کہا کہ خیر آپ کو اختیار ہے پھر مولانا

صاحب وہاں سے روانہ ہوئے پان چھ گھڑی رات گئے دیرے پر
آئے جماعت عشا کی ہو چکی تھی پھر ان سب نے وضو کر کے اور مسجد میں
جاکر نماز پڑھی پھر لوگ سب اپنے اپنے دیرے پر گئے اور مولانا صاحب
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور سردار سلطان محمد خاں
سے وقت ملاقات کے جو گفتگو ہوئی تھی روبرو حضرت کے عرض کی اور یہی
حال گذارش کیا کہ سردار ممدوح نے مجھ سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے تو
دو ملاقاتیں ہو چکیں اب سید بادشاہ سے ملاقات کرنی رہی سو یہ بات انھیں
کی رائے شریف پر موقوف ہے جس روز مجکو یاد فرماویں میں حاضر ہوں حضرت
نے فرمایا کہ خیر جس طرح تم صاحبوں کی صلاح ہوگی اُس طرح دیکھا جاویگا
اسی عرصے میں کسی غازی نے مولانا صاحب سے جاکر کہا کہ آپ کے دیرے
پر ارباب فیض اللہ خاں کے آدمی کچھ کھانا لائے ہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے
مولانا صاحب سے فرمایا کہ اب آپ دیرے پر جاویں اور اپنے ہمراہیوں کو بلاکر
کھانا بانٹ دیویں پھر مولانا صاحب اپنے دیرے پر آئے اور جو لوگ آپ
کے ساتھ گئے تھے ان کو بلوا کر وہ کھانا برابر حصہ لگا کر تقسیم کروا دیا،
سب لوگ اپنے اپنے حصے لیکے دیرے پر لے گئے اور وہ کھانا وہی تھا
جو اول ملاقات کو آیا تھا یعنی حلوا اور لچیاں پھر اس کے اگلے روز
کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں آئے اور اپنے مکان پر کمر کھول کر

حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور بعد سلام مصافحہ کے عرض کی کہ سردار نے مجکو بھیجا ہے کہ سید بادشاہ سے واسطے ملاقات کے دن مقرر کر آؤ کہ جس روز یاد فرماویں میں حاضر ہوں سو جو کچھ آپ ارشاد کریں وہ جاکر میں اُن سے عرض کروں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب تو جاکر اپنے مکان پر ٹھہرو رات کو ہم آپ سے باتیں کرینگے یہ بات سُن کر ارباب ممدوح اپنے مکان پر گئے اور ادھر حضرت علیہ الرحمۃ نے کھانا منگوا کر اور تناول فرما کر سو رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ اُٹھے اور وضو کر کے اور سنتیں پڑھ کر مسجد میں گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر وہاں سے حویلی میں تشریف لائے اور اپنے مشیروں کو بلوایا چنانچہ ان میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی مظہر علی صاحب بھی تھے پھر سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سردار سلطان محمد خاں نے واسطے دن مقرر کرنے کے ارباب فیض اللہ خاں کو بھیجا ہے سو کس قدر آدمیوں سے اور کس مقام اور کب بلاویں جو کچھ تم سب صاحبوں کی تجویز میں بہتر معلوم ہو سو ہم سے کہو اس لئے کہ مشورت سے کام کرنا سنت ہے والا ہم کو تو کسی بات کا اندیشہ نہیں کہو تو اپنے پروردگار پر توکل کر کے بلا تنہا ہم اُن کے لشکر میں چلے جاویں اور ملاقات کر کے چلے آویں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے کچھ اندیشہ نہیں یہ بات سُن کر آپس میں سب نے کچھ

کچھ گفتگو کی آخر کو یہ بات ٹھہر اکر ارباب بہرام خاں نے عرض کی کہ اس
مشورت میں اگر آپ اپنے لشکر کے سب افسروں اور سب خوانین سمہ کو
شریک کرلیں تو بہت مناسب ہے یہ بات ارباب ممدوح کی حضرت
علیہ الرحمۃ نے بہت پسند کی اور فرمایا کہ جب کہو تب ہم سب بھائیوں
کو بلوالیں اُنھوں نے عرض کی کہ اس وقت آپ سب کو کہلا بھیجیں کہ
بعد نماز عشا کے آکر جمع ہوں پھر اُس وقت ایک پختہ بات ٹھہر جاویگی
پھر آپ نے سب کو رخصت کردیا وہ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور ادہر آپ
دو آدمی جماعت خاص کے بلاکر ایک کو اپنے لشکر کے افسروں کے پاس
اور دوسرے کو سمہ کے خوانین کے پاس یہ پیغام دے کر کہ سب صاحب
رات کو بعد نماز عشا کے ہمارے پاس آویں کچھ مشورت کرنی ہے بھیجا
وہ دونوں صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے سب کے پاس
حکم پہنچا آئے پھر سب بعد نماز عشا کے حضرت کے پاس آکر حاضر ہوئے
وہ یہ ہیں ایک تو مولانا محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں اور
منشی خواجہ احمد حسین پوری اور میاں جی چشتی اور شیخ ولی محمد صاحب
اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور حاجی بہادر شاہ خاں رامپوری
اور حمزہ علی خاں لہاری کے اور خوانین سمہ سے یہ ہیں پنج خاں پنجتاری
اور فتح خاں زیدی کے اور اسمٰعیل خاں کلابٹ والے اور غفور خاں

گڑھیالے کے اور سرور خاں اماز ئی کے اور اسمٰعیل خاں اسمٰعیلے کے اور ۵ کی گڑھی
اسند خاں اور تسکار خاں یہ دونوں بھائی ستیوے کے اور شدم کے مبین خاں
اور لنڈ خر کے نسیم خاں اور تورو کے دلیل خاں اور باقی کے نام یاد نہیں
ہیں، آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر ارباب فیض اللہ خاں کے آنے
اور دن ملاقات کا ٹھہرانے کے باب میں فرمایا کہ آپس میں مشورت کر کے
اس کا جواب ہم کو دو سب نے آپس میں دیر تک بہت گفتگو کر کے یہ بات
مقرر کی کہ اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ کل اسی وقت سمجھ بوجھ کر عرض
کرینگے پھر ارباب بہرام خاں نے سب کی طرف سے یہی عرض حضرت
کی خدمت میں کی کہ اس وقت آپ توقف فرماویں اس کا جواب کل
اسی وقت آپ کی خدمت شریف میں عرض کیا جاویگا آپ نے فرمایا
کہ بہتر ہے پھر سب کو رخصت کیا وہ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اس کے اگلے
روز نماز ظہر کی پڑھ کر سب افسروں لشکر ظفر پیکر حضرت علیہ الرحمۃ
کے اور تمام خوانین فتوت آئین ملک سمہ کے ارباب بہرام خاں کے ڈیرے
پر جا کر جمع ہوئے اور ارباب ممدوح سے کہہ کر وہیں مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب وغیرہم
کو بلوایا اور سب لوگ اسی امر میں اپنی اپنی فہم کے موافق گفتگو کرنے
لگے کسی نے کہا کہ دو سو غازیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ جاویں اور اتنے

ہی لوگوں سے سردار سلطان محمد خاں کو بلاویں اور کسی نے کہا کہ اتنی ،
جمعیت سے جانا کیا ضرور چالیس پچاس آدمی بہت ہیں اتنے ہی لوگوں سے
سردار ممدوح کو بلاویں کسی نے کہا کہ جب برابر ہے آدمیوں کی ہے تو بڑی
تو دس بارہ آدمیوں سے حضرت تشریف لیجاویں اور دس ہی بارہ
آدمیوں سے سردار موصوف کو بلاویں اور ملاقات کر لیویں اسی طور اپنی
فہم کے موافق اوروں نے بھی کہا اُن سب کی تقریر سُن کر مولانا صاحب
نے فرمایا کہ جو جو بات تم سب صاحبوں نے کہی ان سب صورتوں میں ملاقات
ہو سکتی ہے مگر ان سب صورتوں میں بڑی بڑی قباحتیں بھی ہیں چنانچہ
ایک قباحت اُن میں سے یہ ہے کہ دوبار حضرت کے فرمانے سے خدا آدمی
لے کر میں سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کو گیا اور دونوں بار ان کی
طبیعت میں ایک نوع کی وحشت سی پائی جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہے
اور حالانکہ وہ اکیلے کا امکان تھا اور جب حضرت علیہ الرحمۃ ان صورتوں
مذکورہ سے اُن کو بلا دینگے اور آپ جاوینگے تو عجب نہیں کہ اُن کے
دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ سید بادشاہ اتنے لوگوں سے تشریف لائے
ہیں ایسا نہ ہو کہ خفیہ ادہر ادہر کہیں اور لوگ لگا رکھے ہوں پھر اس گمان
سے وہ بھی اپنے لوگ خفیہ بلاویں اور اُن کی غداری اور مکاری یاد کر کے
یہی شبہہ ہماری طرف لوگوں میں واقع ہو یہ بھی خفیہ وہاں جا پہنچیں

تو ایک صورت بلوے اور فساد کی سی ہو جاوے اس بات کو تم سب اپنے
دل میں سوچ لو کہ اگر حضرت علیہ الرحمۃ جمعیت قلیل سے اُن کی ملاقات
کو جاویں اور تم سب اس سرائے گورکڑی میں بیٹھے رہو بھلا یہ بات تم کو
گوارا ہوا اور بغیر وہاں لیگئے دل کو تسلی ہو یا نہ ہو اور جو بیقرار ہو کر بغیر
اجازت کے وہاں جاؤ تو عدول حکمی ہو اور اطاعت میں فرق آوے سو
اپنا سا حال اُن کا بھی خیال کرنا چاہئے ان سب صورتوں سے یہ صورت
میرے ذہن میں بہتر اور مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ
ان کو کہلا بھیجیں کہ اپنے تمام سواروں اور پیادوں سے اُدہر سے تم آؤ
اور یوں ہی ادہر سے اپنے سب لشکر سے ہم آتے ہیں پھر ان کو اور اُن کو
اختیار ہے جتنی جمعیت سے چاہیں وہ آویں اور جتنی جمعیت سے چاہیں
یہ جاویں اس میں نہ اُن کی طرف کسی کو کچھ شبہہ ہوگا اور نہ ہماری طرف
کسی کو اس لئے ہر کوئی جانے گا کہ جو کچھ معاملہ ہوگا وہ ہمارے سامنے
ہوگا کسی کا ارمان باقی نہ رہیگا اور جو واسطے ملاقات کے جگہ معین کرنی
ہے سو حضرت یہ بھی انہیں کی رائے پر رکھیں اور دن مقرر کرنے کے لئے جو
کہتے ہیں سو جس روز مناسب جانیں اُس روز حضرت کو بلا بھیجیں یہ بات
تو میری رائے ناقص میں آئی آگے جو تم سب صاحبوں کو بہتر معلوم ہو
وہ کہو اور تم صاحب تو حضرت کے ہمراہ اتنے ہی تجویز کرتے ہو اور

حضرت علیہ الرحمۃ صرف اللہ پر توکل کرکے باتنے تنہا جانے کو مستعد ہیں
مگر تم صاحبوں کو یہ امر کب منظور ہوگا یہ تقریر مولانا صاحب کی سن کر
گویا سب کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس تقریر کی خوبی دلوں میں گویا
نقش ہوگئی اور سب نے کہا کہ سبحان اللہ اس سے بہتر تو ہمارے ذہن
میں کوئی صلاح نہیں معلوم ہوتی ہے پھر یہی تقریر سب نے پسند کی اور
کہا کہ یہی بات رات کو سید صاحب کے روبرو عرض کی جاوے پھر اسی
پر اتفاق کرکے سب اپنے اپنے ڈیرے پر گئے پھر بعد نماز عشا کے سب لوگ
جاکر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب
بہرام خاں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہو خان بھائی کل کے سوال کا کیا
جواب لائے اُنھوں نے سب کی طرف سے وہی جواب عرض کیا اور جو اس صلاح
کے خلاف میں مولانا صاحب نے قباحت بیان کی تھی وہ بھی عرض کی حضرت
علیہ الرحمۃ کو یہ جواب باصواب بہت پسند آیا اور آپ کے پسند کرنے سے سب
لوگ خوش ہوگئے پھر آپ نے فرمایا کہ صلاح تو تم صاحبوں کی بہت خوب
ہے ارباب فیض اللہ خاں سے بھی بلاکر یہی بات کہہ دینی چاہئے وہ اس میں
کیا کہتے ہیں پھر اسی وقت ان کو بلوایا وہ آکر حاضر ہوئے حضرت نے
ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ خان بھائی جو صلاح تم سب بھائیوں
نے ٹھہرائی ہے وہ ارباب فیض اللہ خاں سے بھی کہہ دو اس واسطے کہ یہ

سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہیں پھر ارباب بہرام خاں نے
وہی تقریر مذکور اُن سے کی اُنہوں نے بھی بہت پسند کی اور کہا کہ اگر
سید بادشاہ اس امر میں مجھ سے مشورہ لیتے تو میں بھی یہی صلاح دیتا
کیونکہ اس میں جانبین سے کسی کے دل میں کسی طرح کا دغدغہ اور وسوسہ
باقی نہ رہیگا پھر حضرت سے عرض کی کہ یہ صلاح تو ٹھہر گئی اب ملاقات
کا دن بھی معین کر کے مجکو رخصت فرمائیے کہ میں جاکر سردار موصوف سے عرض
کروں اور جو ملاقات کی جگہ مقرر کرنی آپ نے اُن پر موقوف رکھی تھی وہ
اُن سے ٹھہرا کر آپ کی خدمت میں عرض کروں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
اب رات بہت گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل اس کا جواب دے کر تم کو رخصت
کرینگے پھر مجلس برخاست ہوئی سب صاحب اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ بھی کھانا تناول فرما کر سو رہے پھر جب اذان صبح کی ہوئی
تب آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور سنتیں پڑھیں اور مسجد میں جاکر لوگوں
کو نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے حویلی میں تشریف لے گئے پھر کچھ دن
چڑھے ارباب فیض اللہ خاں کمر باندھ کر رخصت ہونے کو آئے اور رات
کے سوال کا جواب طلب کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو ارباب بہرام خان
نے رات کو تمہارے سامنے گفتگو کی ہے اُس کو اپنے سردار کے پاس جاکر
طے کر کے اور جگہ واسطے ملاقات کے معین کر کے ہمارے پاس آؤ پھر

دن بھی ہم تم سے کہہ دینگے اور جو لوگ اس وقت آپ کے پاس حاضر
تھے ان کو ہٹا کر تنہائی میں آپ نے ارباب فیض اللہ خاں سے باتیں کیں
مگر ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کیا باتیں تھیں پھر بعد اس کے ارباب ممدوح
آپ سے رخصت ہو کر اپنے سردار کے پاس گئے پھر اُس کے دوسرے یا
تیسرے روز وہاں سے آئے اور اپنے مکان میں اُترے اس لئے کہ حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس دن کو لوگوں کا ہجوم بہت رہتا تھا حضرت کے پاس
نہ آئے پھر رات کو بعد نماز عشا کے آکر حاضر ہوئے اور عرض کی جو کچھ
آپ نے ارشاد کیا تھا وہ پیام تمام و کمال میں نے جا کر روبرو اپنے سردار
کے گزارش کیا اُنھوں نے سُن کر اپنے بھائی سردار سید محمد خاں اور سردار
پیر محمد خاں اور اپنے بھتیجے حبیب اللہ خاں کو بلوایا اور وہی پیام بیان
کیا کہ کاکا فیض اللہ خاں یہ پیام سید بادشاہ کے پاس سے لائے ہیں
وہ تینوں صاحب سُن کر راضی ہوئے پھر میں نے عرض کی کہ واسطے ملاقات کے
جگہ ٹھہرانی سید بادشاہ نے تم پر رکھی ہے سو جہاں مقرر کرو وہاں
کا نام لے کر میں جا کر سید بادشاہ سے عرض کروں یہ بات سُن کر
اُنھوں نے دیر تک آپس میں مشورت کی پھر سردار ممدوح نے مجھ
سے کہا کہ جگہ واسطے ملاقات کے ہم نے موضع باذر کے میدان میں ٹھہرائی
ہے کہو یہ کیسی جگہ ہے میں نے عرض کی کہ جگہ تو اچھی ہے مگر آپ کے لشکر

کے قریب ہے اس میں کلام کی جگہ ہے کیونکہ سید بادشاہ نے جو تمام
لشکر سے آپ کو بلوایا ہے سو صرف اس لئے کہ جانبین کے لوگوں کے
دل سے شک وشبہہ نکل جاوے اور کسی طرح کا خطرہ باقی نہ رہے اور
جگہ مقرر کرنی اُنہوں نے تم پر رکھی سو تم بھی ایسی جگہ مقرر کرو کہ کسی کے
دل میں کچھ دغدغہ اور وسوسہ نہ گذرے اور وہ جگہ میرے نزدیک
ہزار خانے کا میدان ہے اگر آپ کو پسند پڑے اس لئے کہ وہ جگہ تم دونوں
صاحبوں کے درمیان میں ہے نہ تم سے قریب اور نہ اُن سے آگے آپ
کو اختیار ہے جیسا فرماؤ ویسا میں جاکر عرض کروں یہ بات سُن کر
سردار نے پھر ان تینوں صاحبوں سے الگ بیٹھ کر مشورت کی پھر آکے
مجھ سے فرمایا کہ تم نے اچھی بات کہی البتہ اس جگہ میں اگر کوئی اعتراض کرے
تو کر سکتا ہے اس سے وہی ہزار خانے کا میدان بہتر اور مناسب ہے تم
یہی سید بادشاہ سے ہماری طرف سے جاکر عرض کرو کہ سردار نے ہزار خانے
کا میدان مقرر کیا ہے جب آپ یاد کریں تب وہ آکر حاضر ہوں پھر
میں اُن سے رخصت ہوکر آپ کی خدمت میں آیا اب جو دن آپ ٹھہراویں
وہ میں جاکر اُن سے عرض کروں حضرت نے فرمایا کہ خیر اب تو تم اپنے
مکان پر جاکر آرام کرو اس کا جواب ہم انشاء اللہ تعالیٰ کل تم کو دیوینگے
پھر یہ بات سُن کر ارباب ممدوح اپنے مکان پر گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ

نے اُسی وقت مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب بہرام خاں
وغیرہم کو بلایا وہ سب آکر حاضر ہوئے آپ نے اُن سے تمام گفتگو اور
تقریر ارباب فیض اللہ خاں کی بیان کی کہ واسطے ملاقات کے سردار سلطان
محمد خاں نے میدان ہزار خانے کا تعین کیا ہے یہ بات سُن کر سب نے خوش
ہو کر کہا کہ جگہ تو اچھے موقع پر مقرر کی گئی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ارباب
فیض اللہ خاں کو انھوں نے واسطے ملاقات کے دن ٹھہرانے کو بھیجا ہے سو
جیسا تم صاحب مل کر تجویز کرو ویسا ہی ہم ان کو کہلا بھیجیں یہ بات سُن
کر سب نے عرض کی کہ ہم سب لوگ آپ کے فرماں بردار ہیں جس روز آپ
تشریف لے چلیں ہم سب پیادہ و سوار آپ کے ہمراہ رکاب ہیں اس
میں آپ ہی کی تجویز بہتر ہے جس دن مناسب جانیں کہلا بھیجیں یہ
جواب سُن کر آپ نے کچھ دیر سکوت کر کے فرمایا کہ خیر آج کے چوتھے روز ا
ملانے کو کہلا بھیجیں کہ سویرے دو گھڑی دن چڑھے وہاں وہ آجاویں
اس عرصے میں اپنے لشکر کے لوگ اپنے اپنے ساز و سامان کی دُرستی
کر لینگے سب صاحبوں نے عرض کی کہ بہت بہتر ہے یہی آپ کہلا بھیجیں
پھر اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے جب ارباب فیض اللہ خاں آپ کے پاس
آئے اور روز مقرر کرنے کے لئے عرض کی حضرت نے وہی اُن سے
فرمایا کہ اپنے سردار سے جاکر کہو کہ آج کے چوتھے روز دو گھڑی

دن چڑھے ملاقات کو تشریف لاویں یہ جواب باصواب سُن کر اور
آپ سے رخصت ہو کر اپنے سردار کے پاس گئے اور اُسی روز بعد نماز
ظہر کے مولانا محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں دو ڈھائی سو
آدمیوں سے ملاقات کے میدان کو دیکھنے تشریف لے گئے اور خوب ہا
ہر طرف گشت کر کے اور اُس کا فراز و نشیب دیکھ کے وقت نماز
عصر کے اپنے ڈیرے پر آ گئے اس کے اگلے روز ارباب فیض اللہ خاں
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس پھر آئے اور عرض کی کہ میں نے آپ کا
پیام ہدایت التیام اپنے سردار کو پہنچایا اُنھوں نے منظور کیا اور
فرمایا کہ اس روز سویرے موافق فرمانے آپ کے وہاں آ کر ہم حاضر
ہونگے پھر میں نے اُن سے اپنے گھر جانے کی رخصت لی کہ وہاں کا بھی
مجھکو کچھ بندوبست کرنا ہے سو اس وقت صرف آپ کی اطلاع کرنے
کو آیا ہوں اب اگر اجازت ہو تو اپنے غریب خانے کو جاؤں آپ
نے آپ نے کہ بسم اللہ جائیے آپ کو اجازت ہے پھر وہ آپ سے
رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ
نے بعد نماز فجر کے اپنے تمام لشکر ظفر پیکر کے مجاہدین نصرت قرین
کو کہلا بھیجا کہ سب بھائی کل سویرے ہمارے ساتھ سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو چلنا ہوگا اور ملک سمی کے خوانین کو کہلا بھیجا

کہ سب بھائی کل سویرے اپنے اپنے ڈیرے سے تیار اور مسلح ہوکر
سردار فتح خاں پنجتاری کے ڈیرے پر جمع ہوں اور ارباب جمعہ خاں
کو اپنے پاس بلواکر بتاکید مزید فرمایا کہ کل سویرے ہم تو سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو جاوینگے اور تم اپنے لوگوں سے بدستور سابق شہر
کے بند وبست میں خوب ہوشیار اور خبرداری سے رہنا اور اس گورکڑی
کی بھی باخوبی حفاظت رکھنا انھوں نے عرض کی کہ میرا تو بڑا اشتیاق
تھا کہ میں آپ کے ہمراہ رکاب چلتا لوگ میرے تو شہر کے بند وبست
کو بھی ہیں مگر آپ کا فرمانا مجکو منظور ہے حضرت نے فرمایا کہ تمہارا
یہیں رہنا مناسب ہے پھر یہ سُن کر ارباب جمعہ خاں اپنے ڈیرے پر
گئے اور اپنے لشکر کے تمام مجاہدین اپنے اپنے ساز وسامان کی درستی
کرکے تیار ہورہے پھر اس کے اگلے روز بعد نماز فجر کے تمام لشکر کے
لوگ کھانے پکانے میں لگے اور پہر دن چڑھے تک پکا کھاکر فارغ
ہوگئے اور خوانین سمہ کے اپنے اپنے لوگوں سے مسلح ہوکر فتح خاں کے
ڈیرے پر جاکر جمع ہوئے اور لشکر کے غازی لوگ کمریں باندھ کر اور
ہتیار لگاکر سرائے کے اندر میدان میں جمع ہوکر حضرت علیہ الرحمۃ کی
برآمد کے منتظر ہوئے پھر کچھ دیر میں حضرت علیہ الرحمۃ وضو کرکے اور
پوشاک پہن کر اور ہتیار لگا کر حویلی سے باہر نکلے اُس وقت آپ
کی کمر مبارک میں فقط ایک چھری اور ایک تلوار تھی اور یہ تلوار وہ تھی

جو ارباب بہرام خاں نے آپ کی نذر کی تھی اور چھپری ملا علی نے اور
سرائے کی مسجد میں جاکر دوگانہ نماز ادا کیا اور آپ کو دیکھ کر اور
بھی بہت صاحبوں نے دوگانہ نفل کا پڑھا پھر سر برہنہ کھڑے ہو کر حضرت
علیہ الرحمۃ نے جناب باری میں ساتھ کمال عجز و انکساری اور الحاح
کے دعا میں مشغول ہوئے اور طرح طرح کے الفاظ سے شاہنشاہ عالم
پناہ کی خداوندی و پروردگاری اور عظمت و جباری اور اپنی محتاجی
و خاکساری بیان کرنے لگے کہ کیفیت اُس کی احاطہ تحریر و تقریر میں
نہیں آسکتی ہے جو لکھوں یا بیان کروں کہ تمام حاضرین مجاہدین پر ایک
حالت وجد کی سی ساری اور طاری ہو گئی تھی پھر بعد فراغ دعا کے
گھوڑے پر سوار ہو کر آپ وہاں سے تشریف لے چلے اور تمام مجاہدین
نصرت قرین آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے جب آپ فتح خاں پنجتاری
کے ڈیرے پر پہنچے تب جو جو توابین ملک سمہ کے اپنی اپنی جماعت سے
وہاں جمع تھے وہ بھی سب آپ کے ہمراہ ہوئے اور باہر پشاور کے
جو گورستان ہے جہاں آخوند درویزہ بابا کی مزار پر انوار ہے
اور وہاں سے موضع ہزار خانے قریب آدہ کوس کے ہو گا جب
وہاں آپ کی سواری پہنچی تب آپ نے جاکر اُس مزار فیض آثار
کی زیارت کی اور وہاں سے کچھ دور آگے بڑھ کر گورستان کو

پشت پر دے کر کھڑے ہوئے اور وہیں تمام لشکر صف بصف
کھڑا ہوا اور ہزاروں آدمی وضیع و شریف پشاور کے تماشا دیکھنے
کو آئے تھے اور یہی جمعیت لشکر کی زیادہ ہو گئی کہ اس میدان میں
سوا آدمیوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور حضرت وہاں تک ٹھہرے
کہ نماز ظہر کی اس میدان میں پڑھی اور اُس طرف سردار سلطان
محمد خاں اپنی تمام جمعیت سے آئے اور موضع ہزار خانے کو پشت
دے کر کھڑے ہوئے پھر بعد کچھ دیر کے سردار ممدوح پندرہ بیس آدمی
ہمراہ لے کر اُس طرف سے چلے اور اسی قدر غازیوں کو لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ ادھر سے آگے بڑھے اور سردار موصوف نے پہلے ایک
جگہ[2] زین پوش بچھا رکھا تھا جب اُن کے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے اس میدان میں
درمیان میں سو سوا سو قدم کا فاصلہ باقی رہا تب حضرت نے اپنے
سب ہمراہیوں کو وہاں ٹھہرا دیا وہ سب وہیں کھڑے رہے حضرت
آپ گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا صرف مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور ارباب بہرام خاں کو ہمراہ لے کر آگے چلے اور اُس وقت مولانا
ممدوح تو فقط کمر میں تلوار لگائے ہوئے تھے اور ارباب بہرام خاں
کی کمر میں تلوار اور ہاتھ میں سپر بچہ تھا اور یوں ہی آپ کو دیکھ کر
سردار ممدوح نے اپنے ہمراہیوں کو روک دیا وہ بھی وہیں کھڑے

رہے فقط ارباب فیض اللہ خاں اور ایک شخص مراد علی نام تھا اُس
کو ساتھ لے کر وہاں سے چلے اور جہاں وہ ریزیڈنٹ تھا وہاں
حضرت علیہ الرحمۃ سے السلام علیکم کرکے ملے اور مصافحہ کیا پھر مولانا صاحب
اور ارباب بہرام خاں سے مصافحہ کیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اور مولانا
صاحب کو اُنھوں نے ریزیڈنٹ پر بٹھایا اور ارباب بہرام حضرت کی
پشت پر کھڑے ہوئے اور اُدھر ارباب فیض اللہ خاں اور مراد علی
سردار سلطان محمد خاں کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ہم لوگ کچھ فاصلے
سے دور کھڑے تھے جو دونوں صاحبوں میں باتیں ہوتیں بعض کچھ کچھ آواز
ہم چند لوگ سنتے تھے مگر سمجھتے نہ تھے کہ وہ کیا باتیں ہیں اور مولانا صاحب
ممدوح نے بسبب مصلحت اور بعض دور اندیشی وعین حق کے کہ اُس وقت
موافق شرع شریف کے عالم انتظام میں یوں ہی کرنا مناسب تھا پہلے
سے زبانی ایک شخص کے رجب خاں پٹیٹ اور بکیت کو جو رہنے والے
ہاڑہی کے ہیں صوبہ اودھ میں اور سلو خاں بہکیت دینی کو کہ یہ آدمی
قوی ہیکل اور چست وچالاک تھے کہلا بھیجا تھا کہ وقت ملاقات سردار
ممدوح کے تم دونوں صاحب آپ کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
پہنچانا اس امر میں اگرچہ حضرت علیہ الرحمۃ تم کو منع بھی کریں مگر
تم نہ مانیو اور وے دونوں صاحب حضرت کے لشکر کے سواروں

میں تھے جب مولانا صاحب کا پیام سنا تب اپنے گھوڑے نوادر صاحبو
کے سپرد کئے اور آپ ہتیار لگائے ہوئے پیادہ پا حضرت کے پاس
چلے حضرت علیہ الرحمۃ نے اس وقت دُور سے ان کو دیکھا کہ چلے آتے ہیں ہاتھ
کے اشارہ سے منع کیا کہ یہاں نہ آؤ اُنھوں نے کچھ خیال نہ کیا جب بیس
پچیس قدم کا فاصلہ باقی رہا تب تک آپ اُن کو منع کرتے رہے پھر
آخر کو وہ دونوں صاحب وہیں ٹہر گئے آگے نہ بڑھے کہ مبادا آپ ناخوش
ہوں اور جہاں میدان میں حضرت علیہ الرحمۃ بیٹھے گفتگو کر رہے تھے وہاں
سے جنوب کی طرف کوئی سو قدم پر ایک جوار کا کھیت تھا اُس میں
سردار سلطان محمد خاں نے پہلے سے چالیس پچاس سپاہی مسلح بٹھا رکھے
تھے اور ہمارے غازیوں کو یہ حال معلوم نہ تھا اتفاقاً ایک جماعت
ہمارے غازی بھائیوں کی اپنے لشکر سے ادہر قریب کھیت کے گئی
دیکھا تو کچھ لوگ مسلح کھیت میں چھپے بیٹھے ہیں پھر یہ غازی اُن کی پشت
پر کھڑے ہوئے کہ مبادا اگر کچھ دغا فریب ہو تو ہم پہلے انھیں کو سمجھ
لیں مگر فضل الٰہی سے سب طرح کی خیر رہی اور ہمارے حضرت سردار ممدوح
سے وہاں کوئی دو ڈہائی گھڑی تک باتیں کرتے رہے پھر سردار موصوف
اُٹھے اور حضرت سے رخصت ہوکر اپنے لشکر میں گئے اور ہمارے حضرت
اپنے لشکر میں تشریف لائے اور شہر کو روانہ ہوئے اس عرصے میں

وقت عصر کا ہوا کچھ لوگوں نے تو وہیں رستے میں نماز پڑہی اور باقی لوگوں
نے گوڑکڑی کی سرائے میں آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ نماز پڑہی
بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ حویلی میں تشریف لائے اور سب
نمازیوں نے اپنے اپنے ڈیرے پر جاکر کمر کھولی پھر اس عرصے میں بعض بعض
صاحبوں نے ارباب بہرام خاں سے پوچھا کہ ہمارے حضرت سے اور سردار
سلطان محمد خاں سے وقت ملاقات کے کیا کیا گفتگو ہوئی کیونکہ ہم
لوگ تو دور فاصلہ سے کھڑے تھے اور آپ وہاں اُن کے پاس تھے
ارباب ممدوح نے کہا کہ ہمارے حضرت نے سردار سلطان محمد خاں سے
فرمایا کہ سردار ہم کو بڑا تعجب ہے اس امر میں کہ جب ہم اول اپنے ہندوستان
کے ملک سندھ اور قندہار وغیرہ ہوتے ہوئے تمہارے شہر کابل میں آئے
اور تم سب صاحبوں نے ہماری بہت تعظیم و تکریم اور مہمان داری اور
خدمت گزاری کی پھر ہم نے للہ فی اللہ تم کو اور تمہارے بھائیوں
کو ہر وجہ کی وعظ و نصیحت سے سمجھایا اور تسفق کیا اور تم سب نے
ہمارے ہاتھ پر بیعت جہاد کی کی اور عہد و پیمان کیا کہ ہم تمہارے
اس کام میں اپنی جان و مال سے شریک ہیں جہاں پر یاد کریں وہاں
ہم حاضر ہوں اور کبھی کسی طور تم سے بغاوت اور نفاق نہ کرینگے پھر
بعد اس کے کیا تم کو شیطان نے بہکایا کہ تم اور تمہارے بھائی وغیرہ
سب ہم سے منحرف ہو گئے اور آپ ہی آپ بغاوت اور عداوت پر کمر

باندہی پہلے تمہارا بھائی سردار یار محمد خاں خفیہ سکھوں سے مل گیا اور
بظاہر ہم سے ملا رہا اور جب ہم سے سکھوں کا مقابلہ ٹھہرا تب اُس نے
فریب کر کے ہم کو زہر دلوا دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اُس زہر
کی مضرت سے ہم کو بچا لیا اور اُس روز اُسی نے ہماری لڑائی شکست
کروا دی مگر ہم پھر بھی طرح دے گئے اور کچھ اس سے مزاحم نہ ہوئے پھر
بعد چند روز کے وہ خود یہاں سے لشکر کشی کر کے ملک سمہ میں ہم پر گیا
وہاں بھی ہم نے مسلمان بھائی سمجھ کر اس کے پاس کئی بار لئے آدمی ا
سمجھانے کو بھیجے اور اُنھوں نے ہماری طرف سے جو حق سمجھانے کا
تھا بہر طور سمجھایا ولیکن اُس کے خیال میں کچھ نہ آیا آخر الامر مارا گیا
بعد اس کے تم نے بغاوت اور عداوت پر کمر باندہی اور یہاں سے فوج
کشی کر کے تم ہم پر گئے تمہاری فہمائش کو بھی ہم نے کئی آدمی بھیجے اور
اُنھوں نے ہماری طرف سے تم کو سمجھایا اور کوئی دقیقہ تمہاری دنیا
اور آخرت کی خیر خواہی کا سمجھانے میں باقی نہ رکھا مگر تم نے بھی کسی
طور نہ مانا اور ہم سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو
تم پر فتحیاب کیا اور تم کو ہزیمت فاحش نصیب ہوئی تم بھاگے اور
ہم نے تمہارا تعاقب یہاں لیتا ور تک کیا اب تک تمہارے بھائی
اور تمہاری بغاوت اور عداوت کا سبب ہم کو معلوم نہ ہوا کہ کیا ہے

یہ تمام کلام ہدایت التیام حضرت علیہ الرحمۃ کے سن کر سردار سلطان محمد خاں نے بہت سا عذر اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا کہ آپ بجا فرماتے ہیں جو کچھ آج تک ہم سے ہوا سب بیجا ہوا اور اب ہم آپ کے ہر نوع احکام اور فرماں بردار ہیں اور جو کچھ آگے خدمت شریف میں نافرمانی اور بغاوت صادر ہوئی موجب اس کا یہ ہے یہ بات کہہ کر انھوں نے ایک کاغذ لپٹا ہوا اپنے خریطے سے نکال کر حضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا آپ نے جو اُس کو کھولا اور دیکھا تو بڑا سا محضر تھا اور بہت سی مہریں اور گواہیاں کے علما اور فضلا اور پیرزادوں اور مشائخ کی تھیں اور خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تم سرداروں اور خوانین کو اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ سید احمد نام چند علمائے سند کو متفق کر کے اور اس قدر جمعیت سے جو تمہارے ملک افغانستان میں گئے ہیں اور بظاہر دعوی جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں یہ صرف ان کا مکر و فریب ہے اور وہ ہمارے اور تمہارے دین و مذہب مخالف ہیں اور ایک نیا دین و مذہب انھوں نے نکالا ہے اور کسی ولی اور بزرگ کو نہیں مانتے ہیں بلکہ سب کو بُرا کہتے ہیں اور انگریزوں کے بھیجے ہوئے ہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کو گئے ہیں کہ تمہارا ملک چھنوا دیں جس طرح تم سے ہو سکے ان کو تباہ کرو اور اپنے ملک میں ان کو جگہ نہ دو اس امر میں سستی اور غفلت کرو گے تو آخر کو پچھتاؤ گے اور سوائے ندامت کے کچھ

نہ پاؤگے اور بھی اسی قسم کے بہت سے کلمات مزخرفات کے تھے یہ
تمام مضمون خباثت مشحون اس طومار شیلنت آثار کا دیکھ کر دیر تک
حضرت علیہ الرحمۃ ایک عالم حیرت میں ساکت رہے بعد اس کے آپ نے سردار
موصوف سے فرمایا کہ جو ہمارے ملک ہندوستان میں دنیادار علما اور
مشائخ پیر پرستی اور گور پرستی میں گرفتار ہیں اور سب کو اپنا دین و آئین
جانتے ہیں اور حلال و حرام میں امتیاز نہیں رکھتے ہیں اور سب کو اپنا
معاش سمجھتے ہیں اور ہمارے وعظ و نصائح سے اللہ تعالیٰ نے وہاں لاکھوں
آدمیوں کو ہدایت نصیب کی وہ پکے موحد اور متبع سنت ہو گئے ان
کے شرک و بدعت کا بازار سرد ہو گیا اور حقانی لوگوں کی نگاہوں سے
وہ گر گئے جب ان سے کچھ نہ ہو سکا تب انھوں نے یہ بہتان اور افترا
ہم پر کیا اور تمہارے پاس بھیجا مگر سردار تم سے یہ بڑی خطائے فاحش
ہوئی جو اب تک اس سے ہم کو اطلاع نہ کی اور اپنا دین و دنیا کا نقصان
تم نے کیا ورنہ شک و شبہہ ہم تمہارے دلوں سے دفع کر دیتے مگر خود
کچھ اس میں بھی حکمت الٰہی ہو گی پھر وہ محضر لپیٹ کر حضرت علیہ الرحمۃ
نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو حوالہ کر دیا کہ اس کو بڑی محافظت سے
رکھنا کسی کو نہ دکھلانا اور نہ یہ بیان کرنا اس لئے اس وقت یہاں
لشکر میں اکثر ہمارے غازی بھائیوں کا ایسا حال ہے کہ جو یہ بہتان

اور افترا اُن کا سنیں اور اُن کے حق میں بددعا کریں تو عجب نہیں ہے
کہ فوراً ان لوگوں کو مضرت پہنچ جاوے اور ہمارے دل میں یہ ہے کہ اگر کبھی
اللہ تعالیٰ ہم کو ان سے ملا دے تو ہم اُن کے ساتھ سوائے نیکی اور احسان کے
کچھ نہ کریں پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی جو تم نے چالیس ہزار
روپے زبانی ارباب فیض اللہ خاں کے دینے واسطے خرچ لشکر کے کہلا بھیجے
ہیں سو اب اُس کے ادا کی کچھ تشویش نہ کرنا ہم نے تم کو معاف کئے کیونکہ
ہمارے پروردگار کے یہاں کسی بات کی کچھ کمی نہیں ہے تم ہمارے بھائی
ہو تم سے کسی نوع کا جرمانہ یا تاوان لینا ہم کو منظور نہیں یہ بات کہہ کر پھر
آپ اٹھ کھڑے ہوئے پھر سردار موصوف اپنے لشکر کو گئے اور ہمارے
حضرت اپنے لشکر میں آئے یہ گفتگو وہاں ہوئی تھی انتہیٰ پھر اسی روز شام
کو ارباب فیض اللہ خاں ہزار خانے سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور
عرض کی کہ کل آپ کی اور آپ کے لوگوں کی میرے غریب خانے میں
دعوت ہے وہاں ضیافت کھا کر آپ کوچ فرماویں آپ نے دعوت
اُن کی قبول کی پھر اسی وقت ارباب ممدوح اپنے مکان کو گئے پھر بعد
نماز عشا کے حضرت علیہ الرحمۃ نے تمام اپنے لشکر ظفر پیکر میں خبر کر دی
کہ فجر کو بعد نماز کے کوچ ہے سب لوگ ہوشیار اور خبردار ہو گئے پھر
صبح کو آپ مع لشکر کچھ دن چڑھے وہاں سے روانہ ہوئے پہر بجنے
کے درے درے مع الخیر جا کر ہزار خانے میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر

میں کھانا دعوت کا تیار ہوا اور کھانا صرف دینے کے گوشت کا پلاؤ
تھا پھر ارباب فیض اللہ خاں اُس وقت سے لوگوں کو کھانا کھلانے
لگے قریب تین پہر بجنے کے سب کو کھلاکر فارغ ہوئے کیونکہ تمام
لشکر حضرت علیہ الرحمۃ کا تھا اور سوا اس کے صدہا آدمی پشاور کے تھے
سب کو کھلایا پھر ارباب ممدوح نے حضرت سے آکر عرض کی کہ ہمارے
سردار سلطان محمد خاں چاہتے ہیں کہ سید بادشاہ اپنا ایک قاضی ہمارے
پشاور میں مقرر کر جاویں کہ وہ موافق شرع شریف کے لوگوں کا
فیصلہ بھی کیا کریں اور ہر جمعہ کو وعظ بھی فرمایا کریں ہم ان کی با خوبی
فرماں برداری اور خدمتگزاری کرینگے اور اُن کی وعظ ونصیحت سے
لوگوں کو بہت سی ہدایت ہوگی اور ہم آپ کے ممنون احسان ہونگے
یہ بات سُن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور
اپنا ایک قاضی چھوڑ جاوینگے تم خاطر جمع رکھو پھر اسی وقت آپ نے
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو تجویز کیا اس لئے کہ انھوں نے کئی
جمعہ کو وہاں وعظ بھی کہا تھا اور وہاں کے لوگ اُن کے وعظ سے راضی بھی
تھے اور مولوی صاحب ممدوح بڑے خوش تقریر بھی تھے اور بڑے حقانی
اور شجاعت اور بہادری میں لاثانی تھے پھر دس بارہ غازی آپ
نے ان کے ہمراہ کئے اور اُن کا ہاتھ ارباب فیض اللہ خاں کے ہاتھ
میں پکڑا دیا اور فرمایا کہ موافق درخواست تمہارے سردار کے ہم نے ان کو

قاضی کر کے چھوڑے جاتے ہیں جیسا وہ چاہتے ہیں یہ ویسے ہی ہیں ۔
ارباب فیض اللہ خاں اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ سبحان اللہ حقیقت
میں یہ مولوی صاحب ویسے ہی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر پھر نماز عصر کی
پڑھ کر حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے موضع ہزار خانے سے کوچ
کیا وہاں سے ڈھائی تین کوس موضع چکنی ہے نماز مغرب وہاں پہنچ کر
پڑھی اور وہیں اُترے اور اُس موضع مذکور میں آگے احمد شاہ درانی
کے عہد میں شیخ عمر نام ایک بڑے ولی کامل صاحب کرامت بزرگ تھے اور
بڑے مستجاب الدعوات مشہور تھے ہمارے امیرالمومنین علیہ الرحمۃ بھی
کبھی اُن کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان کیا کرتے تھے سو
اُن کی اولاد امجاد میں سے ایک بی بی صاحبہ سجادہ نشین تھیں اور بڑے
امیروں کا سا ان کا کاروبار تھا ہمیشہ لنگر خانہ جاری تھا اور اُس
ملک کے تمام غریب اور امیر ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے سو اس رات
کو ان کی بیوی صاحبہ نے حضرت کی اور حضرت کے تمام لشکر کی دعوت
کی اور کھانا تنوری روٹیاں اور گوشت اور کھچڑی اور بھی کئی طرح
کا تھا جب تمام لوگ کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر فارغ ہوئے
اُس وقت کسی ملکی شخص نے آکر دو چار غازیوں سے کہا کہ آج رات
کو تم پر درانیوں کا چھاپا آنے والا ہے اپنی ہوشیاری سے رہنا یہ

خبر وحشت اثر رفتہ رفتہ تمام لشکر میں منتشر ہوئی ہر ایک کو تردد اور
اندیشہ ہوا کہ خدا خیر کرے پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے تمام رات
لوگ اپنی اپنی چوکی پہرے سے ہوشیار رہے مگر سب طرح سے اللہ
تعالیٰ نے خیر کی محض بے اصل اور جھوٹ تھی پھر صبح کو بعد نماز کے مع الخیر
وہاں سے کوچ کیا اور جاتے جاتے دریائے لنڈی پر پہنچے اور کشتیوں پر
اُتر کر پار ہوئے اور ہشت نگر میں ڈیرا کیا اور ایک رات اور ایک دن
وہاں رہے شام کو بعد نماز مغرب کے وہاں سے لشکر کوچ کیا سات
کوس پر ایک تالاب تھا اس پر سب نے نماز عشاء کی پڑھی پھر وہاں
سے چلے گئی گھڑی دن چڑھے موضع مردان میں داخل ہوئے اور وہیں ڈیرہ
کیا وہاں سے دو ڈھائی کوس اماز ئی کی گڑھی ہے اگلے روز وہاں سے
کوچ کر کے اماز ئی کی گڑھی میں گئے اور وہاں ڈیرہ کیا آپکے قدوم
میمنت لزوم کی خبر سُن کر تمام ملک سمہ کے ملک اور خوانین وہیں آ کر
حاضر ہوئے اور آپ سے ملے اور جو ان لوگوں نے کئی بار حضرت علیہ الرحمۃ
کے دست مبارک پر بیعت ہدایت اور بیعت امامت کی کی تھی اور آپ
سے قسمیہ ہو کر عہد و پیمان شراکت جہاد فی سبیل اللہ کا کیا تھا مگر ایک
بار بھی اپنے عہد و پیمان پر ثابت اور قائم نہ رہے بلکہ وقت پیش آنے معاملہ
جدال و قتال کے عذر لایعنی اور حیلہ بے معنی کر کے پہلو تہی کر جاتے تھے

بلکہ بعض بعض شریک مخالفین کے ہو جاتے تھے خواہ پوشیدہ بطور
صلاح و مشورت دینے کے خواہ آشکار کمر باندھ کر سو بسبب اس بدعہدی
اور مکاری و غداری اُن کی کے خاطر مبارک حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کی ان کی طرف سے رنجیدہ اور مکدر رہتی مگر یہ لوگ دراینوں
آپ کا غلبہ دیکھ کر بناچار آکر حاضر ہوئے اور منافقانہ اعتقاد اور
خیر خواہی کی باتیں بنانے لگے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم
کو تمہارے عہد و پیمان پر ہرگز اعتماد نہیں تم نے اپنا عہد و پیمان کبھی پورا
نہیں کیا اُنھوں نے عرض کی کہ اب سر نو ہم آپ سے اقرار کرتے ہیں کہ
پہلے جو ہم سے بد عہدیاں ہوئی ہیں ان کا آپ ہم لوگوں سے جرمانہ لیں اور عشر
دینا ہم سب قبول کرتے ہیں اور ان دونوں رقموں کی تحصیل کے واسطے
کوئی معتبر آدمی آپ کی طرف سے ہم لوگوں پر مقرر کیا جاوے کہ وہ ہم
لوگوں سے تحصیل کرلے اور بغیر اس کے اپنی خوشی سے کوئی نہ دیگا حضرت
علیہ الرحمۃ نے یہ عذر و معذرت ان کا قبول فرمایا اور واسطے تحصیل ان
دونوں رقموں کے حاجی بہادر شاہ خان اور حاجی محمود خان مصطفےٰ آبادی
عرف رامپوری کو تجویز کیا اس لئے کہ یہ دونوں صاحب پہلے واسطے
تحصیل عشر کے مقرر تھے چنانچہ حال ان کا آگے لکھا گیا ہے اس میں
مولانا محمد اسماعیل صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہ
مالی کام اور نئی تحصیل ہے اور یہ دونوں صاحب جو آپ نے تجویز

گئے ہیں نا واقف اور ایسا کام اُنھوں نے کبھی دیکھا اور نہ کبھی کیا
اس کا سرانجام اُن سے نہ ہو سکے گا اس کام کے لئے کوئی شخص
مدبر اور ہوشیار اور متحمل اور واقف کار چاہئے حضرت علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ پھر کس کو مقرر کریں ہمارے یہاں ایسا کون ہے مولانا صاحب
نے عرض کی کہ اگر آپ مولوی خیرالدین صاحب پشاوری کو یہ کام
سپرد کریں تو اُمید ہے کہ اس کام کو باخوبی سرانجام دینگے یہ بات
حضرت علیہ الرحمۃ کو بہت پسند آئی اور مولوی صاحب ممدوح وہاں
سے تین منزل پر چھتربائی کی گڑھی میں تھے حضرت نے ان کی طلبی کا
نامہ لکھ کر کسی کے ہاتھ روانہ کیا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ
تم سے یہاں ایک کام ضرور لینا ہے وہاں چھتربائی میں حافظ مصطفیٰ کاندھلوی
کو اپنے قائم مقام کر کے تم جلد ہمارے پاس چلے آؤ فقط جب وہ
نامہ وہاں پہنچا اُس کو دیکھ کر مولوی صاحب ممدوح جلد بموافق
ارشاد^م کے حضرت علیہ الرحمۃ کے وہاں کے کاروبار حافظ صاحب
موصوف کو سپرد کر کے روانہ ہوئے اور تیسرے روز آکر حضرت کی
خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے اور شرف ملاقات سے مشرف
ہوئے مگر تین روز تک حضرت نے ان سے کچھ نہ فرمایا کہ تم کو کس لئے
بلایا ہے چوتھے روز مولوی صاحب واسطے سلام کے حضرت کے پاس

م ہدایت بنیاد

گئے ان کو دیکھ کر مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب
پھلتی نے حضرت سے عرض کی کہ آپ نے مولوی خیرالدین صاحب کو جیپور ہائی
سے بلوایا تھا سو وہ تین روز سے آئے ہیں جس کام کے لئے آپ نے طلب
کیا تھا وہ آپ ان کو سپرد کریں یہ بات سن کر آپ نے فرمایا کہ حاجی محمود
خاں اور حاجی بہادر شاہ خاں ہمارے پاس آکر بہت غمگین ہو کر آبدیدہ
ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ جو کام واسطے ہمارے آپ نے تجویز کیا تھا اس
کے لئے آپ نے مولوی خیرالدین صاحب کو بلوایا ہے اور تمام خوانین میں
اور اپنے لشکر میں مقرری اس کام کی ہم دونوں کی مشہور ہو گئی اس صورت
میں تو کمال ہماری خفت اور ہتک عزت ہر خاص و عام میں ہو گی کہ
یہ دونوں شخص لائق اس کام کے نہ تھے اس واسطے مولوی خیرالدین صاحب
کو بلوایا ہے ہاں اگر چند روز ہم دونوں یہ کام کرتے اور اس کا انتظام،
ہم سے نہ ہو سکتا تب البتہ کچھ مضائقہ نہ تھا جس کو آپ چاہتے اُس
کو مقرر فرماتے ہم کو یہی صبر آتا آگے آپ کو اختیار ہے سو ان کے غمزدہ ہونے
اور رونے پر مجھکو بہت ترس آیا کہ اب مروت تقاضا نہیں کرتی ہے
کہ ان کو اس کام سے موقوف کروں یہ سبب ہے مولوی صاحب سے
اس امر میں گفتگو نہ کرنے کا مولانا صاحب نے عرض کی کہ فی الحقیقت
آپ کو چشم مروت ایسی ہی ہے مگر یہ کام سپہ گری اور دلاوری کا

نہیں ہے ہوشیاری اور تجربہ کاری کا ہے جس میں یہ دونوں امر نہ ہونگے
اس سے یہ خوانین متمردین ہرگز نہ دینگے اور نہ اس کو خیال میں لاوینگے
حضرت نے فرمایا کہ حاجی حمزہ علی خاں رسالدار اپنے سواروں سے موضع
شیوہ میں رہیں گے ان کو تاکید کی جاوے گی کہ ان دونوں صاحبوں
کے ممد اور معاون رہیں اور مولوی خیرالدین صاحب سے فرمایا کہ تم
ہمارے ساتھ پنجتار کو چلو وہاں چل کر دیکھا جاویگا فقط اور امازئی
کے گڑہی کے جو ملک تھے ان کو وہاں کے لوگ کاکا احمد خاں کہتے تھے
اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد اور مخلص صادق
تھے ایک روز انھوں نے آکر حضرت کی خدمت فیضدرجت میں
عرض کی کہ ہمارے اس ملک و خوانین وغیرہ میں بزرگوں سے
یہ رسم جاری ہے کہ بیٹیوں کا نکاح موافق لیاقت اور عزت اپنی کے
بغیر زر نقد لئے ہرگز نہیں کرتے ہیں کوئی سو روپے کوئی چار پانسو
کوئی ہزار کوئی اس سے زیادہ لڑکی والے سے لیتا ہے اور جب تک
موافق اقرار کے روپیا نہیں لیتے ہیں تب تک بیٹی کا نکاح نہیں کرتے
اس میں وہ لوگ روپے کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہتے
ہیں اور ادہر ان کی بیٹیاں بیچاریاں بیٹھی رہتی ہیں اس میں اور
نکاح نہیں ہوتا چنانچہ اب بھی صدہا موجود ہیں سو اس بستی،

والیاں عورتیں آپ سے دادخواہ اور انصاف طلب ہیں کہ سید
بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے عادل دوراں اور امام زماں کیا ہے خدا کے
لئے ہماری بیٹیوں کا تدارک کریں اور ان کو بے شوہری کے عذاب
سے نجات دیں اور میں نے آپ کی خدمت میں اس واسطے یہ گذارش کی
ہے کہ انھوں نے مجکو اپنا وکیل کرکے بھیجا ہے سو اس کا جواب مجکو ملے کہ
میں ان سے جا کر کہوں، حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ یہ تمام تقریر کاکا
احمد خاں کی زبانی سن کر دیر تک عالم سکوت میں رہے بعد اسکے
فرمایا کہ تم نے بہت خوب کیا جو ہم سے یہ کہا انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور
اس کا تدارک کرینگے تم خاطر جمع رکھو اور یہ بہت ہی بری رسم
تمہارے ملک میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو تم لوگوں سے چھوڑا دے
اور تم سب کو پورا پورا مسلمان متبع سنت بناوے پھر کاکا احمد خاں
تو اپنے گھر کو گئے حضرت علیہ الرحمۃ نے اسی دن یا اس کے اگلے دن
بستی کے سب لوگوں کو بلوایا اور اپنی مجلس میں بٹھایا اور ساتھ
نرمی کے بطور وعظ و نصیحت کے ان کو سمجھانا شروع کیا
پہلے تو اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام اور اس کی پروردگاری اور

اور غفاری اور قہاری وجباری کا طرح طرح کی مثالوں سے بیان
کیا بعد اس کے فرمایا کہ جانیو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح
حوائج بشریہ سے کھانا پینا سونا جاگنا ضرور پیشاب وغیرہ
آدمی کے پیچھے لگایا ہے اور ان کا پابند کیا ہے اگر کوئی ان کو روکے
تو بیماری اور بیقراری طبیعت واقع ہو اور دل اپنے قابو میں نہ رہے
اسی طرح سے اس پروردگار نے مردوں اور عورتوں میں شہوت کو
پیدا کیا ہے اور اس کے دفع کرنے کے لئے نکاح مقرر کیا ہے اور
اس مرد و عورت کی حاجت دفع ہوتی ہے اور خدا کے بندے پیدا
ہوتے ہیں سو اس حاجت کو اپنے بزرگوں کی رسم و عادت سمجھ کر
اور طمع دنیا کے لئے روکنا بہت برا ہے تم سب صاحبوں نے میرے
ہاتھ پر بیعت ہدایت اور بیعت امامت کی ہے اور تمام احکام
شریعت کے قبول کئے ہیں اور ہر ایک گناہ اور برے کام سے توبہ
کی ہے سو خوشی با خوشی خدا اور رسول کا حکم جان کر اس بات
سے بھی توبہ کرو اور موافق دستور شریعت کے برضا و رغبت اپنی
اپنی بیٹیوں کا اپنی برادری میں نکاح کر دو اور یہ روپیا لینے کا

دستور خلاف حکم خدا اور رسول کے چھوڑ دو اور جو تم نہ مانوگے تو اپنے
حق میں بہت برا کروگے یہ تقریر پر تاثیر حضرت علیہ الرحمۃ کی سن کر
سب نے اس رسم جہالت سے طوعاً و کرہاً توبہ کی اور اپنی بیٹیوں
کا نکاح کر دینے کا اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرماں بردار ہیں جیسا
آپ فرماوینگے ویسا بجالاوینگے جب اُن سب نے یہ بات قبول
کی تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ جس کسی کی بیٹی
سے جس کی منگنی ہوئی ہو اگر وہ یہاں موجود ہے یا دو چار کوس پر
تو اس کے لئے آٹھ دس روز کی مہلت ہے کہ اس عرصے میں
اپنے اسباب ضروری کی درستی کرکے نکاح کرلے اور اگر وہ شخص
اس ملک میں نہیں ہے اور کہیں دور ہے اس کو ایک مہینے کی مہلت
ہے کہ اس عرصہ میں اُس کو بلوا کر اس کا نکاح کر دیا جاوے اور
جو وہ اور کسی ملک میں گیا ہے بہت منزلوں پر ہے اُس کے واسطے
تین مہینے کی مہلت ہے کہ اس عرصے میں خط بھیج کر یا قاصد بھیج
کر وہ بلایا جاوے اور جو نہ آوے تو اور کسی سے اپنی برادری
میں اُس لڑکی کا نکاح کر دیا جاوے اس بات کو بھی اُن سب
نے قبول کیا پھر حضرت نے دعا خیر کرکے ان کو رخصت کیا

وہ اپنے گھر کو گئے پھر اس روز سے اس بستی میں نکاح ہونے
شروع ہوئے اور اس نواح کی بستیوں میں بھی شروع ہوئے
اور ایک حال وہاں کا یہ ہے کہ جب مع لشکر حضرت وہاں داخل
ہوئے تب آپ کی خبر سن کر وہاں کے رعایا لوگ واسطے دینے
مبارکبادی کے چار بیت حضرت کی تعریف اور توصیف میں پڑھتے
ہوئے اور تنبل بجاتے ہوئے اور ننگی تلواریں لئے اُچھلتے کودتے
غول کے غول آنے لگے مردوں کے غول جدے اور عورتوں کے غول
جدے اور حضرت سے انعام طلب کرتے تھے اور آپ کچھ کچھ نقدی
ان کو دلواتے تھے اور یہ حال کئی روز تک رہا تھا، اور حضرت
کے ہمراہ ملک سمی کے جو جو ملک اور خوانین اپنی اپنی جماعت سے
پشاور کو گئے تھے سوادھر سے آتے ہوئے دریائے لنڈی اُتر کر
شبت نگر میں پہنچے تب ہی اپنی اپنی بستیوں کو روانہ ہونے لگے
کوئی تو حضرت سے رخصت ہو کر اور کوئی یوں ہی بے پوچھے امازئی
کی گڑھی تک آتے آتے، کچھ قدر قلیل لوگ ہمراہ لشکر کے
رہ گئے تھے پنجتار کے اطراف کے اور حضرت نے امازئی کی
گڑھی میں دس بارہ مقام کئے تھے پھر وہاں کے انتظام سے فارغ